باب ہشتم در معاد و بیان مخالفت شیعہ با ثقلین

عقائد متعلق بمعاد یعنی عقبی بہت فرقے شیعہ کے جیسے زراریہ کاملیہ منصوریہ حمیریہ باطنیہ قرامطیہ
جناحیہ خطابیہ معمریہ میمونیہ مقنعیہ خلفیہ جنابیہ کہتے ہین کہ بدلون کے لیے معاد نہین ہی اور
ارواح کو بھی سواے اس جہان کے کوئی مقر نہین ہی بلکہ اسی جہان مین تناسخ ہوجاتے ہین یعنی ایک
بدن سے دوسرے بدن مین چلی جاتی ہین مخالفت اس عقیدے کی کتاب اللہ اور نصوص تمامی انبیا
ورسل وروایہ سے خوب ظاہر ہی کچھ حاجت بیان کی نہین ہی قال اللہ تعالی فَاِذَا هُم مِّنَ الْاَجْدَاثِ
اِلٰى رَبِّهِمْ يَنسِلُوْنَ ترجمہ پس ناگاہ وہ قبرون سے اپنے پروردگار کی طرف پھیلینگے فَسَيَقُوْلُوْنَ
مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور کہین کون ہمکو لوٹائیگا تو کہ جسنے تمکو پہلی دفعہ پیدا کیا
وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا
اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُحْشَرُوْنَ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور بیان کرے ہمسے کوئی مثال اور
بھول گئے اپنی پیدایش کو کہا کون زندہ کریگا ان ہڈیون کو جو بوسیدہ ہونگی کہ وہی زندہ کریگا انکو جسنے
پہلی دفعہ زندہ کی تھین پھر اپنے پیدا کرنے والے کے پاس اکٹھے کیے جاؤگے اور جمع ہوگے قَالَ رَبِّ
ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَّرَائِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى
يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ترجمہ کہیگا مردہ اے پروردگار میرے لوٹادے مجکو شاید مین نیک عمل کرون اس معاملے
مین کہ جو کچھ مجسے ترک ہوا ہی ہرگز یہ بات نہین ہی کہ وہ کہتا ہی اور انکی پشت کے پیچھے پردہ ہی روز
بعث تک یعنی قیامت تک کہ وہ پردہ قبر ہی اس عقیدۂ فاسد مین انکے تمسک ایسی چیزون پر ہی جو
فلاسفہ سے لی ہین کہ شرع مین وہ امور سب باطل ہین اور محض بے اصل جیسے آسمان کا کرہ کے شکل ہونا اور
منع خلا یعنی خالی نہونا اور سوا اسکے کہتے ہین کہ اگر کوئی دوسرا عالم موجود ہو مثل اس عالم کے تو بشکل
کرہ کے ہوگا اور دو کرے ایک سے باہم نہین چمٹ سکتے مگر جب کہ دونون مین فرجہ ہو یعنی کشادگی
اور فرجہ کے لیے خلا لازم آتا ہی اور خلا محال اس استدلال مین چند جگہ غلطی ہوئی اول کیا ضرور ہی کہ
تمام عالم بتمامہ کرہ ہو اسواسطے کہ وہ دلیلین ہندسیہ جو کرویت پر قائم ہوئی ہین وہ صرف کرویت افلاک
متحرکہ مین اور جائز ہی کہ یہ افلاک متحرکہ بعض عالم ہو دوسرے یہ کہ امتناع خلا ممنوع ہی اور جو دلیلین
کہ امتناع خلا پر قائم کی ہین وہ سب مقدوح ہین تیسرے یہ کہ اگر دو کرون کو تلے اوپر یا ایک دوسرے کے

برابر رکھین البتہ فرجہ ضرور واقع ہوگا اور اگر دونون کرے ایسے ہین کہ ہر ایک مرکوز ہو اپنی ثخن یعنی مثالی مین
اور مثالی دونون کی مساوی ہو اور قطر بھی دونون کی مساوی یا ثخن و قطر اُسکا زیادہ ہو دونون کے
ثخن و قطر سے جیسے تدویرین کہ انکے نزدیک جسمی ہوئی ہین ثخن خوارج مین تو وقوع فرجہ کا لازم نہین آتا ہے
اس لیے کہ جہان ٹھکانا فرجہ کا ہے وہ جگہ بھری ہوئی ہے ثخن کرۂ محیط سے اور خود فلاسفہ کا قول ہے کہ قطر
تدویر مریخ کا قطر مثل شمس سے بہت بڑا ہے تبس جائز ہے کہ تمام عالم معلوم الکرات ایک کرہ ہو دوسرے
کرہ کی ثخن مین ایسے ہی اور عوالم ہو تھے یہ کہ وجود دوسرے کسی عالم کا اس معنی کے ساتھ معاد کے
لیے درکار نہین ہے بلکہ اسی عالم مین تغیر تبدیل ہوجائے اور سب عنصر اپنے حال سے ناریت کے حال پر تحلیل
ہوجائین اور آسمان سب بہشت و باغ ہوجائین اور رجوع مین اسی عالم اور اسکے مادون فلکیہ اور عنصریہ مین
اور ہی رنگ اور دوسری صورت ڈال دیجائے کہ مرکبات اور کھانین اور درخت وغیرہ نباتات اور
انسان و حیوانات افلاک مین پیدا ہون اور ہر آسمان ایک بہشت ہوجائے ایسے ہی زمین دوزخ ہوجائے
قولہ تعالی يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ترجمہ جسدن
کہ بدل کیجائیگی زمین سوا اس زمین و آسمانون کے اور نکلین گے مردے سامنے اللہ کے جو یگانہ ہے اور غالب
اور ہونا بہشت و دوزخ کا بعث کے وقت سے پہلے انکے انبساط و اشتداد کا منافی نہین ہے اُسوقت مین
بھی پیدائش انکی ایسی ہوگی جیسی اب ہے **عقیدۂ دوم** خدائے تعالی پر بعث بندونکا ایسا واجب نہین
یعنی قیامت کے دن اُٹھانا کہ جسکے ترک سے کچھ قباحت عقلی ہو ہان اُسکے وعدے کے موافق بعث اور حشر
و نشر ہونے والا ہے اور یہی مذہب اہل سنت کا ہے اور امامیہ قائل وجوب بعث کے ہین وجوبا اور عقلاً
اور بہت آیتین اسبات کو بتاتی ہین کہ بعث و معاد وابستہ وعدۂ الہی کے ہین کہ آخر مین اُن آیتون کے
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ اور مثل اس عبارت کے واقع ہے جو صریح اس عقیدے کو جھوٹا ٹھہراتے
ہین سابق الہیات مین ہمنے ذکر کیا ہے کہ خدا پر کسی چیز کا واجب ہونا محض بے معنی و لایعنی ہے اور امامیہ
کو اس مقدمے مین تمسک اپنے ہی عقلی و ناقص پاتو پر ہی کہتے ہین کہ خدائے تعالی نے بندونپر تکلیف امر و نہی
کی لگائی ہے اگر طاعت کا ثواب ندے اور معصیت پر عذاب نکرے تو ظلم لازم آئے اور ظلم قبیح چیز ہے جسکا اعتقاد
کرنا جناب الہی مین از بس قبیح اور ثواب عقاب بدون بعث کے ہو نہین سکتا تبس بعث بھی واجب ہوا
بطلان اس استدلال کا بچند وجوہ باطل ہے اول یہ کہ ظلم خالق اور مالک سے متصور نہین اسواسطے

مالک کو اختیار ہی جیسا چاہے اپنی ملک مین تصرف کرے دوسرے یہ کہ جن لوگون نے ظلم متصور ہی مثلاً
مالک مجازی اگر طاعت کا بدلا ندین تو ظلم نہین ہی جیسے کوئی شخص اپنے بندے کو جو کچھ ضروری چیزین
معاش کی ہین سب دیدے اور ایسا کوئی کام اُسکے ذمے لگائے کہ اسکی طاقت سے باہر نہین ہی اور وہ اُس
کام کو سرانجام دے تو مالک پر کچھ بدلا اور مزدوری واجب نہین تمام عقلا اسپر متفق ہونگے اور کوئی مالک کو اسکے
ترک مین ملامت نہین کریگا اور اگر نافرمانی پر عذاب نکرے تو بھی صریح ظلم نہین ہی بلکہ عفو و احسان اور اپنا
حق معاف کردینا اسکو جو کوئی ظلم خیال کرے اُس سے زیادہ احمق کون ورتبوا تر ہمنے اس کتاب مین سابق
حضرت امیرؑ اور حضرت سجادؑ سے منقول کیا کہ اگر خدا وند تعالی بڑے سے بڑا جو عابد ہو اُسکو ہمیشہ ایسے
بدتر عذاب مین جو اشد کافرکو کرے معذب فرمائے تب بھی عدل ہی نہ ظلم حاصل کلام شیعہ کے سب فرقونکو
اسبات مین بھی مثل اور عقیدون ضروری کے بڑی افراط تفریط پیش آئی ہی کہ کوئی کسی مین کچھ گھٹاتا ہی
کوئی کسی مین کچھ بڑھاتا ہی امامیہ نے تو افراط کی راہ مین چلکر بعث و معاد کو خدا ے تعالی کے ذمے واجب
کیا ہی اور اسی فرقے نے بعث کے باب مین تفریط اختیار کرکے بعث سے انکار کیا ہی اور تمسک دونونکا
اپنی ہی عقل ناقص پا تو بہر ہی چنانچہ فریق مرقومہ کہتے ہین کہ اگر بعث و معاد واقع ہو تو اجزاے بدن مومن
صالح پر عذاب کرنا لازم آئے خواہ بطریق کل بدن خواہ بطریق بعض بدن اور خوش عیشی اجزاے بدن کافر کی
از روے کل یا بعض کے اور یہ بالکل خلاف عقل و شرع کے ہی اور اس عذاب و خوش عیشی لازم آنے کی صورت
یہ بیان کی ہی کہ مثلاً کسی آدمی نے کسی آدمی کا گوشت کھایا اور ہمیشہ کھاتا رہا آخر یہ ہوا کہ اُسی غذا کے اجزا
سے نطفہ پیدا ہوکر ایک لڑکا متولد ہوا تب اسکے بدن کے اجزا یا معذب ہونگے یا خوش عیش اگر معذب
ہین تو اجزا غذا کے اُسکے ضمن مین معذب ہوے اور اگر خوش عیش تو اجزا بدن غذا کے خوش عیش ہوے
گو وہ غذا اول صورت مین مستحق عذاب کے نہو اور دوسری شکل مین لایق خوش عیشی کے نہو انتہی ہم کہینگے
کہ خداوند تعالی قادر مطلق ہی اس بات پر کہ کھانے والے کے بدن کو اُس مدت تک تحلیل ہونے سے محفوظ
رکھے کہ جب تک کہ اجزا غذا کی بالکل فضلہ ہوکے نہ نکلجائین یا کھانے والے کو بانجھ کردے کہ اُس سے
نطفہ ہی پیدا ہو اور اگر پیدا ہو تو احتلام یا اور کسی طرح پر نکلجاے اور اُس لڑکے سے متعلق نہو اسکے سوا ایسے
شخص کا ہونا کہ مدت دراز تک آدمی کا گوشت کھاتا رہا ہو اور اُس سے لڑکا پیدا ہو کون سی دلیل سے
معلوم ہوا اگر بلا دلیل کہا جائے کہ ممکن ہی تو محض ممکن کافی نہین لِاَنَّ الدَّلِيْلَ مُعَارِضَةٌ مُسْتَدِلٌّ لَا يَكْفِيْه

الاحتمالُ وَالوقوعُ مَمنوعٌ ترجمہ اسواسطے کہ جہاں معارضہ ہے اور معارضے والا دلیل لاتا ہے اُسکا
احتمال کافی نہیں ہوتا جسکا وقوع ممنوع ہے پس یہ طریق جھگڑے کا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ بعض اجزا بدن
انسان کی خوراک و ماکول نہیں ہوسکتے کہ وہ روح ہوائی ہے جسکے نکلجانے کو عرف میں موت کہتے ہیں
اس روح ہوائی میں کسی طرح ایسا تصرف نہیں کرسکتے کہ دوسرے بدنکا یہ جز ہو اور یہ بھی ہے کہ بہت اجزا
قبل اس سے کہ ماکول و خورش کسی خورندے کا بنے بسبب تحلل یعنی کسی فساد و تباہی کے ماکول سے جدا
بھی ہوگئے ہوں کہ علم آلہی میں ہر ایک اُن اجزا سے چھٹا ہوا ہے پس حشر کے وقت میں سب کو جمع کرکے
روح ہوائی سے عقد و ربط کرینگے کہ ایک بدن قائم ہوجائیگا خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ عذاب موجب او
عیش موجب دونوں روح کے واسطے ہیں اس سبب سے کہ دکھ پانے والی بھی وہی ہے اور لذت
اٹھانے والی بھی وہی ہے لیکن اس لذت یابی اور دکھ اُٹھانیکا واسطہ بدن ہے اور بدن کہ بدون روح
کے ایک جماد ہے اسکا دکھ پانا یا لذت اُٹھانا خلاف عقل کے ہے اور دکھ دینے یا لذت پونہچانے میں ا
کفایت کرتے ہیں پس اگر پہلا بدن اُسکا باقی ہے اور اُسکے دکھ دینے اور لذت پونہچانے میں کوئی کھٹکا
لازم نہیں آتا مثلاً کافر کی خورش عیشی اور مطیع کا عذاب اور تناسخ تبدیل بدنکا واسطے روح کے تو اُسی
بدن پر اکتفا کرینگے نہیں تو دوسرا بدن اُسکے لیے پیدا کرینگے خواہ ابتدائی بدن بنائینگے یعنی از سر
خواہ وہ جو اُسکے بدن سے ایک وقت میں متحلل اور خراب ہوا تھا قبل خورش کسی خورندے کے کہ اُسکے
واسطے سے اُسپر عذاب و عیش ہوگا اور یہ قسم تناسخ سے نہیں ہے اسلیے کہ تناسخ وہ ہے کہ ارواح دنیا کے
بدنوں میں انتقال کرے تا وہ بدن کامل ہوجائیں یعنی جہان پڑ جائے اور کام دین آ درمیان تعلق ہے
عقبیٰ کے بدن سے واسطے سزا اجزا کے اور بعینہ بدن کا جز اگلے وقت محفوظ رہنا ضرور نہیں ہے
بلکہ قبض و بسط روح کا اُسپر کمی بیشی دونوں کے ساتھ حدیثوں میں متواتر ہے اور آیات قرآنی میں بھی
منصوص کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ترجمہ جسوقت
کہ پک جائینگے چمڑے اُنکے بدن کے بدل دینگے ہم چمڑے اُن چمڑوں کے سوا دوسرے چمڑے تا چکھیں
ہمارے عذاب کا مزا چکھیں اور ظاہر مثال اُسکی یہ ہے کہ ایک شخص کپڑے پہنے تھا اور کوئی گناہ اُس سے
صادر ہوا اُسی حالت میں وہ گرفتار آیا اُسکو اُسی لباس میں سزا دینگے اور اگر گناہ مرزد ہونے کے
وقت کپڑے پہلے تھا مگر حمام سے ننگا اور برہنہ گرفتار ہوا دوسرا لباس بقدر ستر عورت پہنا کر سیاست

کرینگے تب بدن روح سے ایسی نسبت رکھتا ہی جیسے نسبت لباس کی شخص سے شعر دمبدم گر شود لباس بدل ہے شخص صاحب لباس را چہ خلل پس اسی واسطے بچپن سے بڑھاپے تک باوصف بدل جانے اور خراب ہو جانے اجزا بدن کے بیماریون سے اور ریاضتون سے شخص ہونا ہر شخص کا باقی رہتا ہی اسمین فرق نہین آتا لہذا اختلاف شخص کا ہرگز خیال مین نہین آتا اور احکام عذاب و عیش کے باوصف اس تبدل کے اسپر جاری کرتے ہین بلا تامل امامیہ اس مقدمے مین تمسک کرتے ہین اُن آیتون پر جو دلالت آخرت کی جزاے اعمال پر کرتی ہین کقوله تعالى جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی بدلا ہی اُسکا جو عمل وہ کرتے تھے وقوله اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ قیامت کے دن بدلا دینگے ہم ہر شخص کو جو کچھ اُسنے کمایا ہی اور آج کسی پر ذرا ظلم نہوگا وقوله فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ جو کوئی نیک عمل کریگا ایک ذرہ بھر وہ اسکو دیکھیگا اور کہتے ہین ان آیتون سے مستفاد ہوتا ہی کہ عمل سبب جزا کے ہین پس ثواب دینا مطیع کو اور عذاب کرنا عاصی کو واجب ہوا ہم کہتے ہین کہ یہ آیتین اس بات کو بتاتی ہین کہ جزا واقع ہوگی اور ثواب و عذاب بمقابلہ اعمال کے ہر ایک کو ملیگا نہ یہ کہ ثواب و عذاب خداے تعالی پر واجب ہی اسپر ہرگز دلالت نہین کرتی ہین جیسے کسی شخص نے کسی شخص کو مزدور نہین ٹھہرایا اور اسکی خدمت یا تقصیر پر کچھ قول قرار نہین کیا اگر وہ اسکو کسی خدمت پر کچھ انعام دے یا کسی تقصیر پر کچھ سزا کرے تو یہی کہ سکتے ہین کہ یہ انعام اسکی خدمت کا تھا اور یہ سزا اُسکے تقصیر کا بدلا حالانکہ واجب ہونا دونون سے ایک کا بھی اُسکے ذمے لازم نہین تھا اور نیز اگر عذاب گناہ پر واجب ہوتا تو جو مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوتا اسپر ہوتا نہ غیر کبیرہ پر وُقُوعًا فَضْلًا عَنْ وُجُوْبِهٖ عقلا ترجمہ کیا کھٹکا ہی اُسکے وجوب کا عقل پر قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ترجمہ بیشک اللہ جسنے اُسکے ساتھ شرک کیا اور مشرک ہی اسکو نہین بخشیگا اور سواے شرک کے جو کچھ ہی جسکو چاہیگا اسکو بخش دیگا عقیدۂ سوم مذہب اہل سنت مین عذاب قبر کا حق ہی لیکن اکثر فریق شیعہ اُسکے منکر ہین یہانتک کہ زیدیہ حالانکہ قرآن مجید کی آیتین بتاتی ہین کہ قبر مین مردے کو عذاب و خوش عیشی دونون ہونگی قوله تعالى مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ترجمہ اپنے گناہون کے سبب سے غرق کیے گئے پھر دوزخ مین ڈالے گئے وَالْفَاءُ لِلتَّعْقِيْبِ بِلَا مُهْلَةٍ وَالصِّيْغَةُ الْمَاضِيْ یعنی فادخلوا

حرف فا واسطے تعقیب کے ہی جو بتاتا ہی کہ ڈوبنے کے پیچھے ہی آگ مین پڑے بلا مہلت اور صیغۂ ماضی
ثبوت فعل کا کرتا ہی پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ڈوبنے کے ساتھ ہی بلا فصل و برزخ مین پڑ گئے زمانۂ ماضی
مین و قولہ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا یعنی آگ عرض کرتے ہین اُسپر ہر صبح اور ہر شام
اِس آیت مین عطف عذاب قیامت کا عذاب عرض پر صریح ہی مدعا میں اور خبرین اور حدیثین پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس مقدمے مین متواتر ہین ایسے ہی خوش عیشی قبر کی بھی بہت آیتین ہین قولہ تعالیٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ہرگز مت جانو اُن لوگون کو
جو اللہ کی راہ مین مارے گئے مردہ ہین بلکہ زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس رزق دیے جاتے ہین
اور اسی قسم سے فرمایا خدا تعالیٰ نے یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ
الْمُکْرَمِیْنَ یعنی کیا اچھا ہوتا جو میری قوم کو معلوم ہوتا کہ مجکو میرے پروردگار نے بخش دیا اور کیا
مجکو بزرگی پائے ہوون سے فَاِنَّہٗ قَبْلَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِیَقِیْنٍ بیشک یہ بات بیقین قبل دن قیامت
سے ہی اسواسطے کہ قیامت کے دن ہر ایک کو حال اُسکی مغفرت اور اکرام کا معلوم ہوگا اور جو منکر جزا ان
قبر کے ہین وہ سنے ہوئے اور عقل پر تمسک کرتے ہین سنا ہوا یہ کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْھَا الْمَوْتَ
اِلَّا الْمَوْتَۃَ الْاُوْلٰی نہین چکھینگے وہ اُسمین موت سوا پہلی موت کے پس اگر قبر مین حیات ہوتی ضرور موت
بھی اُسکے پیچھے لگی ہوتی لِثُبُوْتِ الْاِحْیَاۗءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِالْاِتِّبَاعِ اسواسطے کہ ثبوت زندہ کرنے کا قیامت
کے دن ہی بالاجماع اُس صورت مین دو موتین چکھنا ہوتین نہ ایک موت جواب اسکا یہ کہ قبر مین زندہ کرنا
اور مارنا حقیقۃً نہین ہی بلکہ عکس روح کی شعاع کا بدن پر پڑ کے ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہی جسکے ساتھ غذا پانا
یا بڑھنا بدن کا نہین ہوتا کہ معنی حیات کے ثابت ہون یہ تعلق ایسا ہی جیسے تعلق عاشق کا معشوق سے
یا مالک کا مملوک سے یا صاحب خانہ کا خانہ سے کہ وہ تعلق سبب عذاب و خوش عیشی کا ہو سکتا ہی اور یہ بھی
اُس صورت مین ہی کہ بدن قائم ہو اور مدفون نہین تو عذاب عیش روح پر ہی کہ نفس مجرد ہی اور بدن حقیقی
اُسکا روح ہوائی اور روح کا علاقہ کرتے ہین دوسرے بدن سے جو عالم مثال مین ہی یا مرکب اجزاے جمادات
سے ایسی ہیئت و شکل سے کہ جو کوئی دیکھے اس بدن اور دنیا کے بدن مین ہرگز فرق و امتیاز نہ حاصل ہو
اور یہ باب تناسخ سے نہین ہی اسواسطے کہ اصل تناسخ کی یہ ہی کہ روح ایک بدن سے دوسرے بدن مین
نقل کرے واسطے تدبیر بدن کے قسم غذا پہنچانے اور بڑھانے کے اور یہ علاقہ جو مذکور ہوا علاقہ محض ہی

واسطے دکھ اور لذت پانے کے چنانچہ طبرسی اپنی تفسیر مین لایا ہی کہ شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی اپنی کتاب تعظیم الاحکام مین بسند خود روایت کرتا ہی علی بن مہزیار سی عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ اَحْمَدَ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ ظَبْیَانَ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ جَالِسًا فَقَالَ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فِیْ اَرْوَاحِ الْمُؤْمِنِیْنَ قُلْتُ یَقُوْلُوْنَ فِیْ حَوَاصِلِ طَیْرٍ خُضْرٍ فِیْ قَنَادِیْلَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْمُؤْمِنُ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ اَنْ یَجْعَلَ رُوْحَہٗ فِیْ حَوْصَلَۃِ طَائِرٍ غَیْرِ مَاْنُوْسٍ لِلْمُؤْمِنِ اِذَا قَبَضَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی صَیَّرَ رُوْحَہٗ فِیْ قَالِبٍ کَقَالِبِہٖ فِی الدُّنْیَا فَیَاْکُلُوْنَ وَیَشْرَبُوْنَ فَاِذَا قَدِمَ عَلَیْہِمُ الْقَادِمُ عَرَفُوْہُ بِتِلْکَ الصُّوْرَۃِ الَّتِیْ کَانَتْ فِی الدُّنْیَا ترجمہ یعنی روایت کی قاسم بن محمد اور اُسنے حسن بن احمد اور اُسنے یونس بن ظبیان سے کہا مین ابی عبد اللہ کے پاس بیٹھا تھا سو پوچھا اُنھون نے مومنون کی ارواح کے معاملے مین کیا کہتے ہین مین نے کہا یہ کہتے ہین کہ سبز جانورون کے سینون مین وہ قندیلین جو زیر عرش ہین انمین رہتی ہین پس کہا ابی عبد اللہ یعنی جعفر صادق نے سبحان اللہ مومن اللہ کے نزدیک اس سے بہت زیادہ گرامی ہی کہ اُسکی روح کو جانور غیر مانوس کے سینے مین بند کرے مومن جسوقت کہ مرتا ہی اُسکو اللہ تعالی بدل دیتا ہی اُسکی روح کے واسطے ایک قالب بشکل قالب دنیا کے پس کھاتے ہین اور پیتے ہین اور جب اُنکے پاس اور آنے والے آتے ہین تو اُنکو اُسی صورت سے جو دنیا مین اُنکی تھی پہچان لیتے ہین وَعَنْہُ عَنْ اَبِیْ عُمَیْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَرْوَاحِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ فِی الْجَنَّۃِ عَلٰی صُوَرِ اَبْدَانِہِمْ لَوْ رَاَیْتَہٗ لَقُلْتَ فُلَانٌ انتہی نقلا عن الطبرسی یہ بھی طبرسی سے ہی کہ اُسنے ابی عمیر حماد ابی بصیر سے کہا مین نے پوچھا ابی عبد اللہ سے مومنون کی ارواح کے معاملے مین سو کہا جنت مین اپنے بدنون کی صورت پر کہ اگر تو اُسکو دیکھے تو کہے یہ فلان شخص ہی اور بسکہ تعلق روح کو جو بدن کے ساتھ ہی اس قسم کا ہو یا اُس قسم کا اسی کو عرف مین حیات کہتے ہین اور بعض آیات و حدیث مین اس تعلق کو حیات سے تعبیر کیا ہی اور قطع اس تعلق کو جو درمیان مین دونون نفخون صور کے ہی موت کہا ہی قولہ تعالی رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ الآیہ یعنی ای رب ہمارے مارا تو نے ہمکو درمیان دو کے اور زندہ کیا تو نے ہمکو درمیان دو کے یہ بھی اُس صورت مین ہی کہ موتہ اولی سے ایک فرد موت مراد ہو اور احتمال ہی کہ موتہ اولی سے مراد جنس موت ہو جو زندگی

بہشت سے پہلے ہی خواہ ایک دفعہ ہو خواہ دو دفعہ اس صورت مین تسلسل انکا اصل سے باطل ہوا و فی
شواھد الربوبیۃ لصدر الشیرازی اعلم ان الارواح ما دامت ارواحاً لا یخلو
عن تدبیر اجسام لھا و الاجسام قسمان قسم تتصرف فیہ النفوس تصرفاً اولیاً
ذاتیاً من غیر واسطۃ و قسم تتصرف فیہ تصرفاً ثانویاً بالعرض بواسطۃ جسم
اٰخر قبلہ ترجمہ شواہد الربوبیۃ مین صدر شیرازی نے کہا ہی جان جب تک کہ ارواح ارواح رہتی ہی
تب تک اپنے بدن کی تدبیر سے خالی نہین رہتی جو بدن اُسکا ہی اور بدن دو قسم ہین ایک قسم وہ ہی
جسمین نفس تصرف اپنا کرتا ہی تصرف ذاتی بلا واسطہ اور دوسری وہ قسم ہی کہ تصرف کرتا ہی اُسمین
تصرف دوسرا بالعرض بواسطہ دوسرے جسم کے کہ اس سے پہلے ہی و القسم الاول لیس محسوساً
بھذہ الحواس الظاھرۃ لانہ غائب عنھا فانھا انما یحس بالاجسام التی من
جنس ما یحملھا من ھذہ الاجرام کالقشور و یؤثرفیھما سواء کانت بسیطۃ کالماء
و الھواء او مرکبۃ کالموالید و سواء کانت لطیفۃ کالارواح البخاریۃ او کثیفۃ
کھذہ الابدان اللحمیۃ الحیوانیۃ و الاجساد النباتیۃ فان جمیعھا ما یستعملھا
النفوس و یتصرف فیھا بواسطۃ و اما قسم الاول المتصرف فیھا النفوس فھو
من اجسام النوریۃ الاخرویۃ بحیوۃ ذاتیۃ غیر قابلۃ للموت و ھی اجل رتبۃ
من ھذہ الاجسام المتنفسۃ التی یوجد ھھنا و من الروح التی یسمی بالروح الحیوانی
فانہ من الدنیا و ان کان شریفاً لطیفاً بالاضافۃ الی غیرہ و لھذا یستحیل و یضمحل
سریعاً و لا یمکن حشرہ الی الاخرۃ و الذی کلامنا فیہ من الاجسام الاخرۃ و ھی
یحشر من النفوس و یتحد معھا و یبقی ببقائھا انتہی ترجمہ قسم اول روح کی ان حواس ظاہر
سے محسوس نہین ہی اسواسطے کہ ان حواس سے وہ چھپی ہوئی ہی اُنھین جسمون کو دریافت اور حس کرتی
ہی کہ جنس انھین اجرام سے ہین جیسے پوست اور اثر کرتی ہی اُسمین برابر ہی کہ بسیط ہون جیسے
پانی اور ہوا یا مرکب جیسے موالید ثلاثہ اور برابر ہی کہ لطیف ہون جیسے ارواح بخاری یا کثیف مثل اس
بدن کے کہ گوشت سے ہی واسطے حیوان کے اور مثل اجساد نباتے کے اسواسطے کہ یہ سب اجسام ہین کہ
انکو نفوس استعمال نہین کرتے نہ ان مین تصرف کرتے ہین مگر بواسطہ لیکن قسم اول جنین کہ نفوس تصرف

کرتے ہین سو وہ جسم نوریۂ اخروی ہین مع حیوۃ ذاتی کہ قابل موت نہین ہین اور یہ اجسام اپنے مرتبے مین بہت
بڑھکے ہین اُن اجسام سے جو یہان موجود ہین اور نیز وہ روح جسکو روح حیوانی کہتے ہین اسواسطے کہ یہ سب دنیا سے
ہین اگرچہ شرافت و لطافت رکھتی ہی اپنے غیر کی نسبت اسی سبب سے اسکو تغیر ہوتا ہی اور نابود ہو جاتی ہی جلدی
اور حشر اُسکا آخرت مین ممکن نہین اور ہمارا کلام اُسی مین ہی جو آخرت کے جسم سے ہی کہ وہ نفس کے ساتھ محشور
ہوتا ہی اور اُسکے ساتھ متحد ہی جب تک اُسکو بقا ہی اِسکو بھی ہی انتہی اب عقلی دلیل انکی یہ ہی کہ سوال وجواب
اور بات چیت اور لذت اور دکھ ان سب کا دریافت اور معلوم ہونا زندگی پر موقوف ہی اور زندگی درصورت
فساد اصل سرشت اور بگڑ جانے اعتدال مزاج کے ممکن نہین پس یہ باتین بھی مردے کو ممکن نہین جواب اسکا یہ کہ میت اس
معنے کے ساتھ بدن ہی نہ روح اور فساد سرشت اور بے اعتدالی مزاج کی کل بدن پر واقع ہوئی ہی نہ روح پر تو ان روح کو واسطے
لذت پانے یا تکلیف اُٹھانے جسمانی اور اعمال جو اُس کے اُسکے لیئے بدن یا دوسرے بدن مثالی سے تعلق دینگے لیکن سوا تعلق تصرف
اور تدبیر بدن اور غذا پہنچانے اور بڑھانے کے کہ یہ تعلق نہین ہو گا صرف لذت پانا یا تکلیف اُٹھانا جزاء اعمال کا حاصل یہ کہ
جب روح بدن سے جدا ہوئی تو قوائے نباتی اُس سے جدا ہو جاتے ہین لیکن قوائے نفسانی اور حیوانی اسواسطے کہ قوائے نفسانی و حیوانی کا وجود
اگر قوائے نباتی اور مزاج کے ساتھ مشروط ہو خواہ ازروے فیض کے خواہ ازروے بقا کے تو لازم آئیگا کہ ملائکہ کو شعور و ادراک حس و
حرکت اور غضب اور نفرت والی چیز کے دفع کا نہو پس حال ارواح کا عالم قبر مین حال فرشتون کا سا ہی
کہ بوسیلۂ شکل اور بدن کے کار کرتے ہین اور اُن سے افعال حیوانی و نفسانی صادر ہوتے ہین بدون ہمراہی
نفس نباتی کے اتنا ہی فرق ہی کہ فرشتون پر موافق اپنے احوال کے خوش عیشی اور عذاب و تکلیف نہین ہی
اور ارواح پر موافق اعمال کے جو کمائے ہین تکلیف و تنشیط ہو گی اور یہ بھی کہتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین
ایک شخص کو زمین پر مرا پڑا ہی یا کسیکو سولی دیکر درخت سے لٹکایا کہ مدتون اُسکی شاخ سے لٹکتا رہا
یہانتک کہ اُسکے اعضا اور اجزا سب چھوٹ گئے کبھی بھی اُس سے زندگی اور کھڑا ہونا اور بیٹھنا اور حرکت
کرنا اور کلام اور سوال وجواب اور اور کوئی امور اس قسم نشانیون کے اُس سے معلوم ہوے بلکہ اُسکے
سینے پر ہمنے چند دانے رائی کے بکھیر دیے اور ویسے ہی پائے اور کبھی کافر کو بعد مرجانے کے ہمنے تجسس کیا
اور اُسکے بدن پر ہاتھ رکھکے حس کیا ذرا اثر جلنے کا اُسمین نپایا ندیکھا جواب اس شبہہ کا اگلی تقریر سے
معلوم ہوا کہ اللہ تعالی روح اُس میت کو اُس اندازے کے موافق کہ اُسکو دکھ اور لذت کا ادراک اُس سے
حاصل ہو کسی بدن مین بدنون عنصریہ موجودہ یا مثالیہ نئے بنائے ہوئے سے متعلق کرتا ہی اور اس کام کو

سرانجام فرماتا ہی اور جو حرکتین مذکورہ محسوس نہین ہوتین یہ دلیل اُنکے نہ واقع ہونے کی نہین ہی چنانچہ
فرشتون اور جنون کی ذات شخص کو حواس سے ہم دریافت نہین کرسکتے رہین اُنکی حرکتین اُنکا دریافت ہونا کیا
ممکن اور یہ بات سنی شیعہ دونون ملتون مین بلاشبہہ واقع ہی کوئی اسکا منکر نہین علاوہ اسکے سوتا آدمی
خواب دیکھتا ہی کہ ایک عورت خوش شکل سے جماع کرتا ہی اور گلے لگانا اور چومنا اور بغل مین دبانا سب کچھ
کر رہا ہی یہانتک کہ انزال واحتلام ہوجاتا ہی اور لذت اُٹھاتا ہی اور اثر اسکا دوسرے آدمی بدنبر اُسکے
ادراک نہین کرتے اسکے سوا حکما اور فلاسفہ بھی اعانت ومددگاری فرشتون اور جنون اور ستارون اور
ستارون کی حرکتون کے قائل ہین جوکسیکو محسوس نہین ہوتین جیسے کہ ثابت بن قرہ سے دوسرے باب مین
اسکی نقل گذری اور خدائے تعالی قادر ہی اسباب پرکہ وانے رائی کے اپنی ہئیت پر باقی رہین اور روح اُس
مردے کو باوصف اُس تعلق کے جو اپنے بدن سے پیدا کرے خوش عیش ہوتی ہی یا دُکھ مین پڑی ہی یہ ایسا کام
بعید ومشکل ہی وَھُوَ لَا یُسْمِنُ وَ لَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ اور وہ نہ موٹی ہوتی ہی نہ بھوک سے بے پروا ہوتی ہی
بس جب کوئی چیز ایسی امکان عقلی مین آجائے اور مخبر صادق اسکی خبر دے تو وہ ضرور مان لینے کے قابل ہی
خواہ مالوف وعادی ہو یا نہو دیکھو احوال اُن ولایتون کا جو نہایت سرد ہین اُن لوگون کے نزدیک جو گرم
ملک کے رہنے والے ہین کس قدر بعید عجیب ہی کیسا تعجب اُنکو ہوتا ہی روایت کی گئی ہی کہ ایک مجوسی خلیفۂ ثانی
کے پاس آیا اُسکے پاس تین کاسے سرکے تھے اور کہا کہ تمھارے پیغمبر کا قول ہی کہ جو کوئی دنیا سے بے ایمان
جائیگا اُسکو آگ مین جلائینگے خلیفۂ ثانی نے کہا بیشک مجوسی بولا کہ یہ سر میرے ماباپ بھائی کے ہین انکے
اوپر ہاتھ رکھو اور اثر سوزش کا دریافت کرو خلیفۂ ثانی اُٹھے اور ایک ٹکڑا لوہے اور پتھر کا اُس مجوسی
کے پاس لائے اور کہا ای مجوسی ان دونون پر ہاتھ رکھ کچھ اثر گرمی کا ہمین معلوم ہوتا ہی کہا کچھ نہین دونون
سرد ہین کہا اس لوہے کو اس پتھر پر مار اُسکے مارتے ہی بہت سی آگ نکلی خلیفۂ دوم نے کہا بتا تو یہ آگ
کہان سے نکلی کہا ان دونون مین آتش کامن یعنی پنہان تھی بسبب رگڑنے کے نکل آئی کہا پھر توکیون انکار
کرتا ہی شاید ان سرون مین بھی آتش کامن ہو کہ تیرے ہاتھ کو محسوس نہین ہوتی مجوسی نے توبہ کی اور اسلام
سے مشرف ہوا اور فرق یہ ہی کہ سنگ وآہن کو رگڑنے سے آتش کامنہ ظہور کرتی ہی اور کافر کے بدن مین
اس طور پر تلون آگ کا ہی کہ ہرگز دریافت نہین ہوسکتا تو جن والنس دونون حجاب غفلت مین چھپے رہین
اور بتاؤ اُس مریض کے حق مین جسکے دل مین بخارات گرم یا مادہ شعلہ زن ہو یا اور کسی اعضا مین

سوزش ہو کیا کہتے ہو جیسا کہ درد والے او ما اور اُن جیسو نکا حال ہی کہ ہرگز بدن پر گرمی محسوس نہین ہوتی اور جبکہ
عالم قبر پہلی منزل منزلون سزا و جزا سے ہی اگر یہ بھید ظاہر کردیا جاتا اور بخوبی تمام اس جہان مین کھول دیتے
تو ایمان غیب پر لانا کیونکر ہوتا بالکل خلاف اسکے تھا اور یہ دنیا کہ تکلیف شرعی کا گھر ہی اور بنیاد اس کے
امتحان کی عقل پر نہ آنکھون کے حس پر سراسر اسکے خلاف و مناقض ہوتا اسکے ساتھ بھی مکلفین کے آگاہ و
ہوشیار کرنے کے واسطے کبھی کبھی حال قبر کا خوابون مین لوگون پر کھل بھی جاتا ہی بلکہ جاگتے مین بھی احوال
بعض مردیکا برا بھلا جیسا کچھ ہو ظاہر ہو جاتا ہی اسیواسطے دکھ سکھ بعد مرنے کے تمام فرقون عقلا کے
نزدیک یقینی و قطعی ہی اسی سبب سے ہر فرقہ ہندو مسلمان وغیرہم اپنے مردون کی مدد و اعانت کی خاطر فاتحہ
درود اور خیر خیرات مین مشغول رہتے ہین اگر اُس جہان سے کچھ خوف یا امید نہین ہی تو یہ سب باتین کیون مین

عقیدۂ چہارم جو کچھ قرآن و حدیث مین سوال قبر اور حساب اور وزن اعمال اور نامے نیکی بدی کے
ہر کسی کو دینا اور صراط و حوض اور شفاعت سے آیا ہی سب کے جو معنی ظاہر ہین وہی ہین سوا ظاہر کے اور کسی
تاویل کی گنجایش نہین ہی ایسے ہی بہشت و دوزخ حق ہین اور موجود اور ان دونون کی تفصیلین مثلاً
درخت اور نہرین اور حور و قصور اور میوے اور پھل اور سانپ بچھو اور درد و آفت اور پوست بدن کا
پکنا اور انکا تبدیل ہونا دوسرے پوستون کے ساتھ سب حق ہی یہ مذہب اہل سنت کا ہی مگر اکثر فریق
رافضی جیسے زیدیہ اسماعیلیہ ان چیزون سے انکار کرتے ہین اور تاویلین لاتے ہین بس جو آیتین صریح
قرآن کی ہین اور روایتین صحیح خاندان کی ان کے جھوٹا کرنے کو بھی دو گواہ عادل کافی و بس ہین

عقیدۂ پنجم یہ کہ تناسخ باطل ہی اور اکثر فریق شیعہ جیسے قرامطہ کاملیہ منصوریہ مفضلیہ سوا انکے
کہتے ہین کہ ارواح تناسخ کرتی ہین یعنی ایک بدن سے دوسرے بدن مین جاتی ہین کہ معاد اسی انتقال سے
عبارت ہی اس طور پر کہ کامل روحین جو عقائد حق و طاعات کے ساتھ ہین وہ آسودہ اور مالدار اور
تندرست و صحیح مزاج آدمیون کے بدن مین نقل کرتی ہین جیسے بادشاہ اور امرا کہ یہی معنی جنت کے ہین
اور جو ارواح کہ ناقص ہین وہ کسی فقیر محتاج مریض کے بدن ہین کہ غم و رنج مین مبتلا ہی جاتی ہین اور کبھی
حیوانون کے بدان مین کہ مناسب انکے اوصاف کے ہون جاتی ہین مثلاً حریص کے واسطے چیونٹی اور تکبرون
اور شجاعون کے لیے شیر و پلنگ اور خرگوش اور مثل اسکے نامرد کے واسطے اور لومڑی مکار و دغاباز
اور بندر مسخرہ اور ریچھ چور اور طاؤس خوددار و معجب کے واسطے اصل مین یہ عقیدہ ہندوؤن کا ہی انھون نے

اختیار کیا ہی بلکہ بعض نصوص قرآنی کے بھی لفظ و معنی بدل کے اسی پر قیاس کرتے ہین جیسے وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ حالانکہ معنی آیت کے یہ ہین کہ جانور چرند خواہ پرند جدا جدا قسم کی نوع ہین مثل بنی آدم کے اسبات مین کہ ہر ایک کو خواص و حکم اور پرواز مناسب اسکی خلقت و پیدایش کے بخشا ہی پس اگر معنی تناسخ کے مراد ہون تو لازم آئیگا کہ کسی جانور کی پیدایش ابتدائی نہین ہی جتنے افراد حیوان کے ہین اصل مین سب آدمی تھے کہ تناسخ کے سبب سے جانور ہو گئے ہین حالانکہ مذہب اہل تناسخ کا یہ نہین ہی یعنی سب آدمی اصل مین ہون اور جیسی یہ آیت كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا کہ دوزخیون معذب کے عذاب مین اُتری ہی نہ اُن ارواحون کے حق مین جو ایک بدن سے دوسرے بدن مین جاتی ہین دنیا مین اور جیسی یہ آیت كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا جب چاہتے ہین کہ نکلین اس آگ سے لوٹا دیے جاتے ہین پھر اُسمین اسمین ضمیر راجع طرف آگ آخرت کے ہی ایسی ہی جو حدیثین کہ دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ قیامت کے دن صورتین بدل جائینگی اور مختلف صورتون سے حشر ہوگا انکی مدعا کو چھو نہین گئین اس سبب سے کہ اصل تناسخ کی یہ ہی کہ اسی جہان مین انتقال روح کا ایک بدن سے دوسرے بدن مین ہو نہ عالم آخرت مین اور حدیثین اسی بات کو بتاتی ہین نہ اُسکو اور یہ بھی ہی کہ دوسرا بدن جسمین روح نقل کرے تمامی اجزا مین اول بدن کا غیر ہو نہ کہ اول بدن کے سی جوڑائی لنبائی مع صورت شکل اُنھین اجزا کی اور اُسکے ساتھ قطعی دلیلین قائم ہین اسبات پر کہ اعمال کا بدلا تناسخ کے ساتھ محال ہی اسواسطے کہ جسوقت مین کہ اُسنے بدلا اعمال کا پایا ہی اُسوقت مین اُسکا مکلف بالشرع ہونا محال ہی اور بدون تکلیف سابق کے بدلا محال پس اس صورت مین یہ دونو محال لازم آتے ہین مثلاً جیسے ایک شخص نے اعمال نیک کیے اور روح اسکی بعد موت کے اگر انسان کے بدن کی طرف منتقل ہوئی تو اس حالت مین وہ جزا یافتہ بھی ہی اور مکلف بالشرع بھی ہی اس لیے کہ کوئی فرد بشر مہمل اور بے تکلیف نہین رہتا اور اگر کسی انسان غیر مکلف کے بدن مین منتقل ہوئی جیسے لڑکا یا دیوانہ یا کسی حیوان کے بدن مین تو ضرور ہی کہ بعد مرنے کے یہ پھر منتقل ہوکے دوسرے انسان مکلف یا غیر مکلف یا حیوان کے بدن مین اور سکھ دکھ سکھ اُس بدن مین پیش آئیگا اُس حالت مین وہ جزا یافتہ ہوگی حالانکہ مطلق تکلیف اُسپر نہ تھی اور اگر یہ دکھ سکھ اتفاقی ہی عمل کے مقابلے مین نہین تو طریق جزا کا نہ رہا اس سبب سے کہ جزا تو دینا عبرت اور تنبیہ ہی اور جب بیگناہون کو بھی

وہی بات پیش آئی جو گنا ہگاروں کو تھی پھر عبرت کیونکر حاصل ہو اور محل جزا غلط ملط اور دوسری صورت پر
ہو گیا اور جو کچھ مطیع کو پونہچا غیر مطیع کو پونہچا پھر عزت و بزرگی مطیع کو کیا حاصل ہوئی اور بھی اگر مومنوں
اور صالحوں بلکہ انبیا اور ائمہ کو دولتمند فاسقوں کے بدن مین جیسے امرا وسلاطین تناسخ واقع ہو تو لازم آئے
کہ اس گروہ کی روحین بعد دوسرے دفعہ مرنے کے عذاب مین ڈالی جائین سعادت سے شقاوت کی طرف منتقل ہون
اور باوجود تعظیم وتکریم کے مستحق ذلت واہانت کے ہون اور اگر دولتمند صالح اور انبیا کے بدنون مین واقع ہو لازم
آئے کہ ہر زمانے مین صالح اور نبی اگلے زمانے سے گھٹکے نہ ہون بلکہ برابر یا زیادہ اور اسکے ساتھ سب دولتمند
وآسودہ اور یہ خلاف واقع ہے کہ ایسا ہوتا نہین اور یہ بھی ہے کہ تعلق روح کا ہرچند ساتھ عیش وآسودگی کے ہو
پھر بھی بعض دکھون سے خالی نہین ہوتا جیسے بھوکھ اور درد اور مرض اور مثل اسکے اس صورت مین دکھ پونہچانا
مطیع لوگوں اور نبیوں اور اماموں کا لازم آتا ہے کہ ظلم صریح ہے ایسے ہی تعلق روح کا ہرچند دکھ کے ساتھ ہو لیکن
رحت سے بھی خالی نہین ہوتا گو بعض اوقات مین ہو اسوقت مین خوش عیشی فرعونون اور جبارون کی لازم
آئے اگر بدن غیر متناہی ہین کہ جنکی حد نہین تو نوع انسان کا قدم لازم آتا ہے یعنی قدیم و دیرینہ ہونا بلکہ ہر زمانے
مین کمی بدن انسان کی اگلے زمانے سے محال ہو اور اگر کسی حد پر منتہی ہون یعنی تمام ہو جائین تو مکلف
اپنی جزا کے موقعون سے خالی رہجائین جسوقت کہ لاحق انکا منقطع ہو جائے یعنی جس حال مین تھے وہ نرہے
اور تکلیف سے خالی ہو جائین جبکہ سابق منقطع ہو جائے بس دونون دو انقطاع صورتون مین ہین اگر
کہین کہ جب نوع مین صورتین نہین رہتین تو حکم بدلونکا آخرت پر منتقل ہوتا ہے آخرت مین بدلا پاینگے ہم
کہینگے کہ اگلے اعمال کا بدلا اخیر بدن کے اعمال پر تمام وقطع ہونے والا تھا اب اخیر بدن مین جو اعمال واقع
ہوئے وہ ابدی و دائم ہوئے اگر اول مین مقتضائے عدل تھا تو دوسرا ظلم ہوا اور جو دوسرا مقتضائے عدل
کے تھا تو اول ناقص ہوا ایسے ہی اگر کہین کہ ابتدائے نوع مین جو کچھ دکھ سکھ تھا اتفاقی تھا بدلے کی راہ سے
نتھا ہم کہینگے یہ پچھلے طبقون کے حق مین ظلم ہوگا اسواسطے کہ وہ خوش عیشی اتفاقی وابتدائی سے محروم
رہینگے اور پہلے طبقے کے حق مین بھی ظلم ہوا کہ بے تقصیر انکو دکھ دیا حاصل کلام تناسخ جزا کے طریق قرار
دینا صریح مخالف قاعدون عرف وعقل کے ہے اور اس مقام پر باطل کرنا اسی قسم تناسخ کا اقسام تناسخ
سے مقصود ہے **عقیدہ ہشتم** مردون کو قیامت سے پہلے دنیا کا لوٹنا رجوع ہونا نہین ہے لیکن کل
امامیہ اور بعض فرقے اور بھی روافض کے بعض مردون کے لوٹنے کے قائل ہین اور کہتے ہین پیغمبر

اور وصی اور امام حسن حسین اور انکے دشمن یعنی خلفائے ثلاثہ اور معاویہ و یزید و مروان اور اور ایمہ
اور ایمہ کے قاتل بعد ظہور مہدی کے سب زندہ ہونگے اور حادثہ دجال سے پہلے ان سب تقصیرواروں کو
سزا واقع ہوگی اور قصاص لینگے پھر مرجائینگے اور قیامت مین دوبارہ زندہ ہونگے یہ عقیدہ صریح
مخالف کتاب کے ہی بہت سی آیتون مین لوٹنے کو باطل کیا ہی انھین مین سے یہ ہی قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ
لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ
یعنی کہا اُسنے ای پروردگار میرے لوٹا تو مجکو طرف دنیا کے کہ مین وہ عمل کرون جو کچھ مین نے ترک کیا ہی
ہرگز یہ بات نہین ہی یہ تو ایک کہنے کی بات ہی جسکو کہہ رہا ہی اور اسکی پیٹھ کے پیچھے پردہ ہی دن قیامت تک
اور انکا تمسک مِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اس لفظ پر ہی لیکن یہ مدعی بھی شیعہ کو
حاصل نہین ہی جو کہین کہ لوٹنا اعمال صالحہ کے واسطے محال ہی اور بدلے اور حد جاری کرنے اور تعذیر کے
لیے محال نہین ہی اسلیے کہ آخر آیت مین مطلق منع ہی رجعت سے جو فرمایا ہی شریف مرتضی نے مسائل ناصریہ
مین کہا ہی کہ زمان مہدی مین ابوبکر و عمر کو ایک درخت پر سولی دینگے بعض کہتے ہین کہ وہ درخت سولی
دینے سے قبل تر و تازہ ہوگا بعد سولی کے خشک ہو جائیگا اس سبب سے ایک جماعت کثیر بہک جائیگی اور کہیگی
کہ ان بیچارون پر بڑا ظلم ہوا کہ یہ درخت سبز خشک ہو گیا بعض کہتے ہین کہ سولی دینے سے پہلے وہ درخت
خشک ہوگا بعد سولی دینے کے سبز و تر و تازہ ہو جائیگا اس سبب سے بہت مخلوق کو ہدایت ہو جائیگی
اور تعجب کہ اس جھوٹ مین بھی باہم اختلاف جابر جعفی کہ اس فرقے کے متقدمین سے ہی کہتا ہی کہ امیر المومنین
دنیا مین لوٹ آئینگے قرآن شریف مین جسکو دابۃ الارض کہا ہی وہ انھین سے اشارہ ہی خدا ایسی ادبی
سے بچائے زیدیہ کل منکر رجعت اور لوٹنے کے ہین سخت انکار کرتے ہین انکی کتابون مین ایمہ کی روایتون سے
رد اس عقیدے کا پوری وجہ سے مذکور ہی بس اہل سنت کو حاجت اس خرافات کے رد کرنے کی نرہی
وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھُوَ الَّذِیْٓ اَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ
ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ اور مومنون کی طرف سے اللہ لڑنے کو کافی ہی حال یہ کہ فرمایا
اُسنے وہ اللہ ایسا ہی جسنے تمکو پیدا کیا پھر مارتا ہی تمکو پھر زندہ کریگا تمکو پھر تم اُسکی طرف رجوع ہوگے
اور فرمایا وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ جسوقت کہ تم مردہ ہوگے
سو زندہ کریگا وہ تمکو پھر تم اُسی کی طرف رجوع کیے جاوگے اور دلیل عقلی موافق قاعدون امامیہ کے

باطل ہونے اس عقیدے پر یہ کہ اگر پہلے گذر جانے دنیا سے کہ دنیا باقی نہ رہے انکو مقام سزا و حد و قصاص مین
سزا دیجائے پھر آخرت مین عذاب کا لوٹانا ظلم صریح ہو پس ضرور ہو کہ آخرت مین معذب نہونگے اور انکو بڑی
تخفیف عذاب ہمیشہ اور مستمر سے اور جیسے آرام ابدی حاصل ہوگا کہ یہ خلاف شدت خیانت اور جرم عظیم
کے ہو قال اللہ تعالیٰ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر آئینہ عذاب آخرت کا
نہایت سخت اور ہمیشہ ہو اور بالفرض اگر عذاب کرنا انکا فقط انکی ایذا اور دکھ پہنچانے کو ہو وہ خود قبر مین
بھی حاصل فَالْاِحْیَاءُ عَبَثٌ وَالْعَبَثُ قَبِیْحٌ یَجِبُ تَنْزِیْہُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنْہُ پھر زندہ کرنا عبث ہی
اور عبث بہت بُری چیز واجب ہو اللہ تعالیٰ کو اُس سے پاکیزگی اور اگر انکے گناہ لوگو پر ظاہر کرنا ہی تو وہ
لوگ اس اظہار کے واسطے بہتر اور سزاوار تر تھے جو انکے زمانے مین تھی اور انکی اصلیت خلافت کے معتقد
اور مددگار و معین تھے پس اُسوقت مین حضرت امیر و حسنین کو قوت بدلا لینے کے دینا چاہیے تھی کہ باقی
امت گمراہی مین پڑتی اور انکے کام سے بیزار ہوجاتی اتنی دیر بدلے مین کہ اکثر امتین گذر گئین اور روزا
اپنے اعمال کی بیہودگی و خرابی کی انکو اطلاع نہوئی خلاف حکمت و صلاح کے ہو پس اس صورت مین ترک
اصلح لازم آیا و اگر کاش یہ سبب آخرت بن ہو جہان اولین و آخرین جمع ہونگے سب اس جزا و قصاص
سے مطلع ہوجائین تو بھی فی الجملہ ایک وجہ ہو اور جب آخرت مین انکو پاک صاف کرکے اُٹھایا جہان ساری
مخلوق جمع ہوگی پھر یہان اگرچہ لوگون نے جو اُسوقت موجود ہونگے اس سبب سے کہ دنیا کا اُسوقت
مین دم آخری ہوگا انکی بُرائی اور گناہ پر اطلاع پائی تو کیا حاصل ہوا مثل اور انقلاب و تغیرون کے اس کو
بھی سمجھ لینگے عبرت تھوڑی پکڑینگے اور اگر انکو اُسوقت مین زندہ کرینگے تو کون بتائیگا کہ یہ ابوبکر ہین یہ
عمر ہین یہ معاویہ اور کون تفرقہ اور تمیز کریگا جتنے ہونگے سب یہی خیال کرینگے کہ چند آدمیون کے یہ نام
رکھ لیے ہین جیسے یزید اور شمر محرم مین بناتے ہین اور مارتے ہین یہ سب اپنی تسلی کے لیے طوطیہ طوفان
باندھ لیا ہو اور اگر قول امام مہدی اور اور امامون کا اس مقدمے مین کافی ہو کہ فلان ابوبکر ہے فلان
عمر ہے پھر کیا سبب جو یہ قول انکا کہ باطل ہونے امر خلافت اور منصب و ظلم مین انکی بحالت حیات کہا مانا
نہین جاتا کہ حاجت زندہ کرنے مردونکی پڑی اور اس صورت مین پیغمبر و وصی اور ائمہ کو اور لوگون سے
زیادہ ایک مزا موت کا چکھنا ہو جو خوب جانتے ہین کہ موت کے برابر کوئی دکھ نہین اللہ تعالیٰ اپنے
دوستون کو ایک فعل عبث کے لیے دکھ دینا کب روا رکھتا ہو اور نیز جب انکو زندہ کرے اور پیغمبر نے

جان لین کہ ہمکو سزا و قصاص کے واسطے زندہ کیا ہی اور ہم ناحق پر تھے ایمہ حق پر تھے ضرور صدق و خلاص سے توبہ نصوح کرین پھر سزا دینا انکا کب ممکن ہی اور یہی اسمین اہانت حضرت امیر و حسنین کی لازم آتی ہی کہ یہ لوگ اس درجہ خدا کے نزدیک ذلیل و خوار تھے کہ انکے دشمنون سے انکا بدلا نہ لیا اور انکو قدرت نہ دی جب بعد ایک ہزار اور چند سال کے امام مہدی پیدا ہوے تب زیادہ انکی مقبول ہوئی اور بدلا لیا اور قدرت پائی حاصل کلام مفاسد اس عقیدۂ باطلہ کے حد تحریر سے زیادہ ہین پہلے وہ شخص جس سے قول رجعت اور لوٹنے کا شروع ہوا ہی عبد اللہ بن سبا ہی لیکن خاص پیغمبر کے حق مین پھر جعفر بن جعفی شروع دوسری صدی مین رجعت امیر المومنین کا بھی قائل ہوا لیکن اسکا کوئی وقت نہین ٹھہرایا امام شافعی سفیان بن عینیہ سے روایت کرتے ہین کہ ہم ایک دن جعفر جعفی کے گھر مین گئے اوس سے وہ باتین سنین جنسے ہمکو یہ خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو اس مکان کی چھت ہمپر گر پڑے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین مَا رَاَیۡتُ اَکۡذَبَ مِنۡ جَابِرٍ وَّاَصۡدَقَ مِنۡ عَطَآءٍ یعنی مین نے جابر سے بڑھکے جھوٹا نہین دیکھا اور حد درجہ سچا عطا سے جب تیسری صدی کی نوبت پہونچی تو تیسری صدی کے صاحبون یعنے روافض نے تمام ایمہ اور انکے دشمنون کی رجعت کا حکم اپنی تسلی کو ٹھہرا دیا **عقیدۂ ہفتم** یہ کہ اللہ تعالی اپنے بندون گنہگار سے جسکو چاہیگا عذاب کریگا کسی فرقے کا پاس اُسکو نہو گا جیسا کہ فرمایا یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَرۡحَمُ مَنۡ یَّشَآءُ یعنی عذاب کریگا جسکو چاہیگا اور رحم کریگا جسپر چاہیگا امامیہ کا اعتقاد ہی کہ امامیہ سے کوئی کسی گناہ صغیرہ مین اور کبیرہ مین عذاب نہین کیا جائیگا نہ قیامت کے دن نہ قبر مین اور یہ عقیدہ انکا بالاتفاق مسلم الثبوت ہی اسی سبب سے ترک واجبات وارتکاب گناہ مین نہایت دلیر ہین دلیل اسپر یہ کہ محبت علی کی کافی ہی اسی سے خلاص و نجات ہی یہ نہین سمجھتے کہ محبت خدا اور محبت پیغمبر کی جب خلاص و نجات مین کافی نہین ہی محبت علی کی کیونکر کافی ہو گی نقل کرتے ہین کہ ایک شخص اس فرقے سے ایک حمام مین کشمیر کے حمامون سے داخل ہوا حمامی نے اُس سے پوچھا کہ اغا تیرا نام کیا ہی کہا کلب علی حمامی نے کہا غلام علی کیون نہ نام کیا کہ نوبت کلب علی کی پونہچی کہا اس نیت سے کہ شاید علی کے دروازے کا کتا جانکے بہشت مین داخل کرین حمامی نے کہا یہ تو بخیر ہی خدا کے کتے کو تو بہشت مین داخل ہونا ہی نہین علی کے کتے کو کہانسے توقع دخول بہشت کی ہو گئی حالانکہ یہ عقیدہ انکے اصول کے خلاف بھی ہی اور انکی روایتون کے خلاف بھی لیکن جو کہ یہ دستاویز مباح ہونے ہر چیز اور بہانہ ترک طاعت کا اور

تکلیف سے بچنیکا خوب ہی اسکو مانے ہوے ہین اور اس موقع پر نفس امارہ انکے علم و عقل پر خوب غلبہ کیے
ہوے ہی لیکن مخالف اصول کے یہ کہ اگر کوئی امام مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا ہو اور خدا ے تعالیٰ اسکو عذاب
نکرے ترک واجب کا ذمے خدا ے تعالیٰ کے لازم آتا ہے اسواسطے کہ عاصی کو عذاب کرنا انکے نزدیک خدا ے تعالیٰ پر واجب ہی
جیسا کہ گذرا اسکا انھون نے عدل نام رکھا ہے اور مخالفت روایات کی اس سبب سے کہ حضرت امیرؓ
اور حضرت سجادؓ اور ایمہ دیگر سے رونا گڑگڑانا اور خدا ے تعالیٰ کے عذاب سے پناہ مانگنا بواسطہ رسول اور
قرآن اور کعبے کے اور توسل ڈھونڈھنا انکا صحیح دعاؤن مین روایت کیا ہی اور جب یہ بزرگوار اس مرتبہ
لرزتے کانپتے رہے ہین دوسرے کو انکی محبت پر مغرور رہونا اور اسپر بھروسا کرنا کیونکر روا ہوگا دراصل
یہ عقیدہ انھون نے یہود سے لیا ہی وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ وَّغَرَّهُمْ
فِي دِيْنِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُوْنَ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ
نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ترجمہ اور کہتے ہین ہرگز نہین لگے گی آگ ہمکو مگر گنتی کے دن
اور دھوکا دیا انکو دین مین اُن باتون نے جو دلسے جوڑتے تھے پھر کیا حال ہوگا انکا اُسدن کہ جسوقت
ہم اکٹھا کرینگے انکو جسدن مین کہ کچھ شک و شبہہ نہین ہی اور پورا دیا جائیگا ہر شخص کو بدلا اُسکی کمائی کا
اور مطلق ظلم نہین کیے جائینگے اور عمدہ متمسک انکی اس باب مین چند روایتین ہین کہ انکے رئیسون نے
احمقون کے لبھانے کو بنائی اور اختراع کی ہین منجملہ انکے روایت بابویہ قمی کی ہی اور اکثر اس قسم کا
کھوٹا نقد اسی کی تحصیل سے نکلتا ہی جو ان شیعون کا بڑا بزرگ ہی رَوٰی فِي عِلَلِ الشَّرَائِعِ عَنِ الْمُفَضَّلِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ لِمَ صَارَ عَلِيٌّ قَسِيْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ قَالَ لِاَنَّ حُبَّهُ
اِيْمَانٌ وَبُغْضُهُ كُفْرٌ وَاِنَّمَا خُلِقَتِ الْجَنَّةُ لِاَهْلِ الْاِيْمَانِ وَالنَّارُ لِاَهْلِ الْكُفْرِ
فَهُوَ قَسِيْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُحِبُّوْهُ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا مُبْغِضُوْهُ
ترجمہ روایت کیا اُسنے کتاب علل الشرائع مین مفضل بن عمر سے کہا مین نے ابی عبد اللہ سے پوچھا کہ علی
علیہ السلام بانٹنے والے جنت و دوزخ کے کس سبب سے ہوے کہا محبت اُنکی ایمان ہی اور بغض اُنکا
کفر اور جنت خاص ایمان والون کے واسطے پیدا ہوئی ہی اور دوزخ واسطے کفر والون کے وہ
دونون کے بانٹنے والے ہین پس جنت مین اُنکے دوستدار داخل ہونگے اور دوزخ مین اُن کے دشمن
دلیل اس روایت کے جھوٹے ہونے کی یہ ہی کہ حضرات ایمہ مخالف قرآن و شریعت کے نہین فرماتے ہین

ہین تو آپ کو بھی جھوٹا ٹھہراتین اور اپنے باپ دادون کو بھی اور اس روایت مین بچند وجوہ مخالفت
قاعدون مقررۂ شریعت کے ہی اول یہ کہ اگر کسی شخص کی محبت ایمان اور بغض کفر ہو تو یہ لازم نہین آتا
کہ وہ بہشت و دوزخ کا بانٹنے والا بھی ہو اسواسطے کہ تمام انبیا و مرسل اور امام حسنین یہ رتبہ رکھتے ہین کہ
محبت انکی ایمان اور دشمنی انکی کفر ہی لیکن بہشت و دوزخ کے بانٹنے والے کوئی نہین ہین دوسرے یہ کہ
فقط حب علی سے ایمان کامل و تمام نہین ہوتا اور اگر ایسا ہو تو توحید یعنی خدا کو احد جاننا اور نبی کو برحق
سمجھنا اور آخرت پر ایمان لانا اور اور جو عقائد شیعہ کے ہین سب لغو و بیہودہ ہو جائینگے اور اوامر
کو برا کہنا اور ایذا دینا سب روا ہو جائیگا معاذ اللہ من ذلک اور جب ایمان کامل نہوا بلکہ محبت علی کی ایک
جزا جزاے ایمان سے ہی تو جنت مین کیونکر داخل ہو جائیگا اور یہ جز کیا کفایت کریگا چنانچہ خوب ظاہر
ہی تیسرے یہ کلمہ کہ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا مُبْغِضُوْهُ صریح اس بات کو بتاتا ہی کہ کوئی کافر جیسے فرعون
ہامان شداد نمرود عاد ثمود دوزخ مین نہین جائینگے اسواسطے کہ دشمن علی کے نتھے بالاتفاق چوتھے اگر
ان سب باتون کو ہم مان بھی لین تب مدعا کے برابر نہین پڑتا اسلیے کہ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُحِبُّوْهُ
مقتضی اس بات کا ہی کہ علی کے محبون کے سوا کوئی جنت مین نجاے نہ یہ کہ ہر محب علی کا جنت مین جاے
چنانچہ ان دونون مضمونون کا فرق لڑکون پر بھی ظاہر ہی پانچوین اگر ان سب سے بھی ہم درگذرین تو لازم
آتا ہی کہ سب فرقے رافضیون کے غلاۃ کیا اور کیا کیسانیہ اور ناوسیہ اور افطحیہ اور قرامطہ اور باطنیہ ناجی
ہون سو یہ بھی خلاف مذہب امامیہ کے ہی بس جب یہ روایت مقصود پر نہ جمی اور نشانے پر نہ پونہچی شیخ
ابن بابویہ نے دوسری روایت کروی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ مُسْتَبْشِرٌ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ الْاَعْلٰی یَقْرَءُکَ
السَّلَامَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ وَرَحْمَتِیْ وَعَلِیٌّ حُجَّتِیْ لَا اُعَذِّبُ مَنْ وَالَاہُ وَاِنْ عَصَانِیْ وَلَا
اَرْحَمُ مَنْ عَادَاہُ وَاِنْ اَطَاعَنِیْ ترجمہ ابن عباس نے کہا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے خوش حال پھر کہا اے محمد بیشک اللہ برتر تمکو سلام کہتا ہی اور
فرماتا ہی کہ محمد میرا نبی ہی اور رحمت اور علی میری حجت ہین عذاب نہین کرونگا اسکو جو اسکا دوست ہو
اگرچہ میری نافرمانی کرے اور جو اسکا دشمن ہی اسپر رحم نہین کرونگا اگرچہ میرا مطیع ہو دلیل جھوٹ
ہونے اس روایت کی یہ کہ یہان معنی نبوت کے در حقیقۃ حضرت علی مین ثابت ہوے اسواسطے کہ طاعت

ومنکر کا احاطہ خاصہ انبیا کا ہی اور فضیلت حضرت علی کی پیغمبر پر اس سبب سے کہ پیغمبر کے واسطے مرتبہ
حجت کا ثابت نہین ہی علی کو ہی اسلیے کہ منکر اُنکا یعنی پیغمبر کا بھی جملہ عاصیون سے ہی اور مقر اُنکا
جملہ مطیعون سے مگر علی کے محب کو عصیان سے کچھ خوف نہین اور دشمن کو طاعت سے کچھ نفع نہین اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز روزہ طاعت و بندگی سب منسوخ و باطل ہین ایسے ہی گناہ کبیرہ ھَبَاءً مَّنثُورًا
یعنی ناچیز و نابود اب تو حب علی پر اور اُنکی دشمنی پر مدار نیک و بد کے بدلے کا ٹھہرا اور یہ بھی لازم آیا کہ
قرآن مجید مخلوق کے گمراہ کرنے کو نازل ہوا مطلق ہدایت کی بات اُسمین نہین اسوجہ سے کہ سارے
قرآن مین وہ بات جو کام کی ہی یعنی حب علی اور بغض علی کہین مذکور نہین ہی اور مذکور بھی ہو تو ایسے
جو ہر شخص مکلف بالشرع سمجھ لے ضرور موجود نہین ہی اور معما سمجھنے کی طاقت ہر کسی مین نہین ہوتی
بس تمام قرآن ایسی چیز کی طرف لوگون کو بلاتا ہی جو آخرت مین ہرگز کار آمد نہین بالکل مشقت و رنج
اور کلفت و ملال اس سے حاصل ہی کار آمد کی بو بھی اسمین نہین مَعَاذَ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ اور یہی اس
قسم کا کلام دل سے بنانا نفس کو دلیر کرنا اور شیطان کی مدد کرنا ہی ممکن نہین کہ انبیا و اوصیا کہ نفس
و شیطان کی راہ روکنے اور مداخل بند کرنے کو پیدا ہوے ہین ایسا کلام فرمائین جب حالت اس روایت
کی معلوم ہوئی اب دوسری روایت انکی معتبر کتابون کی سُننا چاہیے اور تناقض جو ایک دوسرے کو
بگاڑتے ہین اور تعارض جو باہم جھگڑتے ہین سمجھنا چاہیے مِنْ ذٰلِكَ مَا رَوٰی سَيِّدُهُمْ وَسَنَدُهُمْ
حَسَنُ ابْنُ كَبْشٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ
فَقَالَ هٰذَا خَيْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَخَيْرُ الْاٰخِرِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلِ الْاَرْضِ هٰذَا
سَيِّدُ الصِّدِّيْقِيْنَ وَسَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَاِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ اِذَا كَانَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَانَ عَلٰى نَاقَةٍ مِنْ نُوْقِ الْجَنَّةِ قَدْ اَضَاءَتْ عَرْصَةُ الْقِيَامَةِ مِنْ
ضَوْءِهَا عَلٰى رَاْسِهِ تَاجٌ مُرَصَّعٌ مِنَ الزَّبَرْجَدِ وَالْيَاقُوْتِ فَتَقُوْلُ الْمَلٰئِكَةُ هٰذَا
مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَيَقُوْلُ النَّبِيُّوْنَ هٰذَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ فَيُنَادِيْ الْمُنَادِيْ مِنْ تَحْتِ
بُطْنَانِ الْعَرْشِ هٰذَا الصِّدِّيْقُ الْاَكْبَرُ هٰذَا وَصِيُّ حَبِيْبِ اللهِ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ
فَيَقِفُ عَلٰى مَتْنِ جَهَنَّمَ فَيُخْرِجُ مِنْهَا مَنْ يُحِبُّ وَيُدْخِلُ فِيْهَا مَنْ يُبْغِضُ وَيَاْتِيْ
اَبْوَابَ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُ فِيْهَا مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ترجمہ اسمین تناقض اور تعارض روایتون سے

ایک یہ ہی جسکو روایت کیا انکے سردار اور انکے پیشوا حسن بن کبش نے ابی ذر سے کہا نگاہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف علی بن ابی طالب کے اور کہا کہ وہ شخص جو آسمان و زمین کے اولین مین بھی بہتر ہی اور آخرین مین بھی بہتر ہی یہ رئیس صدیقون کا ہی اور سردار وصیون کا امام متقیون کا ہاتھ پکڑنے والا امت سفید رو اور سفید دست و پا کا جب قیامت کا دن ہوگا یہ ایک ناقے پر جنت کے ناقون سے سوار آئیگا جس ناقے کی روشنی سے میدان قیامت روشن ہو جائیگا اور تاج مرصع زبرجد و یاقوت سے سر پر رکھے پس فرشتے تو کہینگے یہ کوئی فرشتہ مقرب ہی اور پیغمبر کہینگے یہ کوئی نبی مرسل ہی پس پکارنیوالا پکاریگا تحت بطنان عرش سے کہ یہ صدیق اکبر ہی یہ خدا کے محبوب کا وصی ہی یعنی علی ابن ابی طالب پھر کھڑا ہوگا پشت جہنم پر پس نکالیگا جہنم سے اپنے دوستدار کو اور داخل کریگا اپنے دشمن کو انمین پھر آئیگا جنت کے دروازون پر اور داخل کریگا جنت مین بیحساب اب یہ روایت صریح اس بات پر نص کرتی ہی کہ بعض گنہگار محب علی کے بہی دوزخ مین داخل ہونگے کہ انکو حضرت امیرؑ نکالینگے اور بعد عذاب جنت مین داخل فرماینگے پس اگر یہ جماعت محبون سے نہتی تو انکو بہشت مین کیون داخل کیا اور اگر محبون سے تہی تو دوزخ مین کیون پڑی وَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوٰى اِبْنُ بَابُوَيْهِ الْقُمِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَبْدًا مَكَثَ فِي النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا وَكُلُّ خَرِيْفٍ سَبْعُوْنَ سَنَةٍ قَالَ ثُمَّ اِنَّهٗ سَاَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ اَنْ يَرْحَمَهٗ فَاَخْرَجَهٗ مِنَ النَّارِ وَغَفَرَ لَهٗ ترجمہ اور اسی قسم سے روایت ہی جسکا راوی ہی ابن بابویہ قمی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بندہ دوزخ مین ستر برس رہا اور ہر برس ستر ستر برس کے فرمایا پھر بیشک اُسنے اللہ تعالی سے یون سوال کیا کہ طفیل محمدؐ اور انکی آل کے مجپر رحم کر سو نکالا اُسکو اللہ نے دوزخ سے اور بخش دیا اُسکو پس شخص اگر محب امیرؑ کا تھا اتنی مدت دوزخ مین کیون عذاب کیا گیا اور اگر دشمن تھا تو بہشت مین پھر کیون داخل ہوا اور بخشا گیا یہ روایتین کہ شیعہ کی طرف سے ہین انکا جواب وہی ہی جو بارہا ہم لکھ چکے ہین کہ جھوٹے کو حافظہ نہین ہوتا اور خوب ظاہر ہی کہ محبت حضرت امیرؑ کی ہرگز اُس شخص کو فائدہ نہین کرے گی جسکا عقیدہ اُنکے عقیدے کے خلاف ہوگا اور اُنکے طریقے کو چھوڑکے شیطانون گمراہ اور جھوٹون اور جھوٹی روایتین بنانے والونکا پیرو ہوگا گیا وہ شخص جو منکر ولایت حسنینؑ اور بتول اور دیگر ائمہ کا ہو اور محبت امیرؑ کی رکھتا ہو وہ بہشتی ہوگا اور مطلق عذاب دوزخ

دیکھیگا جیسا کہ اس صورت مین لازم آتا ہی حالانکہ اہل علم نے انکے کہ جسکا لقب انکے نزدیک مفید ہی یعنی فائدہ بخشنے والا کتاب المعراج مین غور روایت کی ہی اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ قَالَ یَا مُحَمَّدُ لَوْ اَنَّ عَبْداً عَبَدَنِیْ حَتّٰی یَصِیْرَ کَالشَّنِّ الْبَالِیْ اَتَانِیْ جَاحِداً لِوِلَایَۃِ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ وَفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَا اَسْکَنْتُہٗ فِی الْجَنَّۃِ ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد اگر کوئی بندہ میری عبادت کرے یہانتک کہ ایسا ہو جاوے جیسے پرانا مشک اور محمد اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کی ولایت کا انکار کرتا ہوا میرے سامنے آوے مین اسکو اپنی جنت مین نہین ٹھکانا دونگا بس کیسا نہ باوصف اسکے کہ حسنین کی ولایت کے منکر ہین اور علاوہ باوجود مخالفت عقیدہ حضرت امیرؑ کے چاہیے کہ بہشتی اور ناجی ہون اور اگر امامیہ کہین کہ اس روایت مین انکار پانچون کی ولایت کا مذکور ہی کہ انہین سے حضرت امیرؑ بھی ہین بس شاید انکی عبادت کا مقبول نہونا اسی سبب سے ہو کہ انکی ولایت کا منکر تھا ہم کہین گے اس صورت مین تو انکار ولایت محمد کا جسکو کفر لازم ہی بالاجماع وہ کیا کافی نہوگا اسکے اعمال حبط ہونے مین بغیر دخل انکار ولایت حضرت امیرؑ کے پس معلوم ہوا کہ یہان انکار ولایت جدا جدا ہر شخص کا منظور ہی وَبِہٖ یَثْبُتُ الْمُدَّعَا یعنی اس سے مدعا ثابت ہوتا ہی اور جو یہ کلام سوا فرقہ اثنا عشریہ کے اور فرقون تک شیعہ کے پہونچا کہ انکا ہم نے ذکر کیا اثنا عشریہ رہگئے لہذا لازم آیا کہ انکے عقیدے کا بھی بیان جو کچھ انکے حق مین ہی کرین جاننا چاہیے کہ اثنا عشریہ کا یہ عقیدہ ہی کہ جملہ فرقے شیعہ کے سوا اثنا عشریہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے فقط اثنا عشریہ کی نجات ہی یہ بات انمین مشہور ہی لیکن ابن مطہر حلی اپنی شرح تجرید مین کہتا ہی کہ ان فرقون مین ہمارے علما کو اختلاف ہی بعض کہتے ہین ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اسواسطے کہ یہ سزاوار و مستحق جنت ہی کے نہین ہین بعض کہتے ہین کہ دوزخ مین تو پڑینگے مگر پھر اس سے نکال کے بہشت مین داخل کیے جائینگے اور ابن نوبخت و دیگر علما ہمارے کہتے ہین کہ دوزخ سے تو نکالے جائینگے اس سبب سے کہ کافر نہین ہین مگر بہشت مین بھی نہین جائینگے کہ ایمان صحیح نہین رکھتے کہ مقتضی استحقاق جنت کا ہی لہذا اعراف مین رہینگے اور صاحب التقویم کہ علماے امامیہ سے اجل اور بہت بزرگ ہی کہتا ہی کہ کل شیعہ بہتر فرقہ پر بٹے ہین سب مین نجات پانے والے اثنا عشریہ ہین باقی فرقے چندے دوزخ مین عذاب کیے جائینگے پھر بہشت مین جائینگے حاصل کلام ہمیشہ معذب ہونا یا چندے معذب ہوگا پھر منقطع ہو نا عذاب کا حضرت امیرؑ کے محبون کا ثابت کرتے ہین اور صاحب التقویم کا یہ قول بھی ہی وَاَمَّا سَائِرُ الْفِرَقِ الْاِسْلَامِیَّۃِ فَکُلُّھُمْ مُخَلَّدُوْنَ فِی النَّارِ یعنی سوا اثنا عشریہ کے کل فرقے اسلامیہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے پس اس سے معلوم ہوا کہ

اہل سنت بھی انکے نزدیک ہمیشہ کو دوزخی ہین حالانکہ محبت حضرت امیر کی رکھتے ہین اور اسکو جزو ایمان کا جانتے
ہین پس قاعدہ محبت حضرت امیر کا ایک دوسرے کا اتفاق اور اختلاف دونون طرح پر بگڑ گیا اچھا اس مذہب
کو تو کسی گوشہ خاطر مین بار برار رکھنا چاہیے اور ان روایتون کو خوب کان لگا کے سننا چاہیے روی
ابن بابویہ عن ابن عباس عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال والذی بعثنی لا یعذب
بالنار موحد ابدا روایت کی ابن بابویہ نے ابن عباس سے اُنھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسنے مجکو پیغمبر کیا توحید کرنیوالا کبھی دوزخ مین معذب نہوگا وروی الطبرسی
فی الاحتجاج عن الحسن بن علی انہ قال من اخذ بما علیہ اہل القبلۃ الذی لیس فیہ
اختلاف ورد علم ما اختلف فیہ الی اللہ وسلم ونجی من النار ودخل الجنۃ ترجمہ
روایت ہے طبرسی سے احتجاج مین حسن بن علی سے جسنے مضبوط پکڑا اُس بات کو جسپر اہل قبلہ ہین کہ اُسمین
اختلاف نہین ہے اور چھوڑ دیا اختلاف والی چیز کو خدا کی طرف وہ بچگیا اور اسی نے نجات پائی اور جنت مین داخل
ہوگا وروی الکلینی باسناد صحیح عن زرارۃ قال قلت لابی عبد اللہ اصلحک اللہ
ارایت من صام وصلی وحج واجتنب المحارم وحسن ورعہ ممن لا یعرف ولا
ینصب للائمۃ قال ان اللہ یدخل الجنۃ ترجمہ روایت کی کلینی نے باسناد صحیح زرارہ سے کہا مین نے
ابی عبد اللہ سے کہا نیکی دے تجکو اللہ تعالی آیا دیکھا تو نے کسیکو جسنے روزہ رکھا اور نماز پڑھی اور حج کیا اور
بچا رہا حرام چیزون سے اور اچھی پرہیزگاری کی اُن لوگون سے جو نہین مقر ہین اور نہین قائم کرتے
ہین اماموں سے کہا بیشک اللہ داخل کریگا انکو جنت مین اپنی رحمت سے بس یہ تینون خبرین صحیح
اہل سنت کی نجات پر دلالت کرتی ہین اگرچہ شناخت امامت ایمہ کی نہ رکھتے ہون نہ کہ انکو مستحق امامت
کا جانین اور پیشوا دین کا سمجھین اور نہایت محبت اُن سے بہم پونہچائین اور یہی اخبار قول جمہور اور
قول صاحب تقویم کے باطل کرنے والے ہین کما لا یخفی علی من لہ ادنی فہم اور کلام ابن
نوبخت منجم کا کہ در اصل مجوسی ہے ابھی تک اسلام کے قاعدون سے خبردار نہین صریح باطل اور نرے اصل ہے
اسواسطے کہ اعراف دار الخلد نہین ہے یہان ایک مدت سے زیادہ نرہیگا کسواسطے کہ اصحاب اعراف
آخر بہشت مین داخل ہونگے کما ھو لا یخفی عند المسلمین جیسا کہ نہایت صحیح ہے مسلمانون کے نزدیک

باب نہم در احکام فقہیہ کہ شیعہ نے اسمین خلاف ثقلین یعنی کتاب و عترت کا کیا ہے اور مضمون

اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ترجمہ آیا انکے شریک ہین جنھون نے
وہ راہ نکالی ہی انکے لیے جسکا اذن خدا تعالی نے نہین دیا ہی انپر صادق آتا ہی لیکن غلاۃ وکیسانیہ
انکے احکام تو لکھے اور باب باب و فصل فصل پائے نہین جاتے اسواسطے کہ انکے علما اور انکی کتابین مفقود ہین
لیکن اتنا بیقین ثابت ہی کہ مختار ثقفی نے بہت چیزین اپنی طرف سے شریعت مین ٹھہرائی ہین اور دعوی
کرتا تھا کہ مجھپر جبرئیل نازل ہوتے ہین اور وحی لاتے ہین بس یہی باتین انکی فقہ کی قیاس کر لو ع قیاس کن
ز گلستان من بہار مرا ۔ لیکن زیدیہ انکے مجتہدون نے بہت سے احکام خلاف شریعت نئے نکالے ہین
یمن کے بہت شہرون مین ان کے علما اور انکی کتابین ملتی ہین آنزانجملہ کتاب الاحکام انکی مشہور تر کتاب ہی
اسماعیلیہ اکثر مسائل مین موافق امامیہ کے ہین قبل خروج عبیدیون اور بعد خروج انکے اور احکام نئے بنائے
ہین چنانچہ بعض مسائل انکے گذرے قرامطہ اور باطنیہ نے سرے ہی سے احکام و شرائع کے باطل کرنے کا
قصد کیا ہی اور ظاہر پر عمل نکرنا انکا شعار ہی بس یہ درحقیقت دشمن اصل فقہ اور شریعت کے ہین بالفعل اس
زمانے مین سوائے اثنا عشریہ کے کوئی فرقہ ایسا نہین ہی کہ جسکے احکام اگر جمع ہین تو اس ملک مین بھی
ہین پس ضرور ہی کہ بنظر غور انکے فقہ کی کتابین دیکھین اور مخالفت انکے طورون کی اطوار شرع سے
ظاہر کرین تا عاقل انکے جھوٹ اور بندش اور اختراع و ابتداع یعنی نئی نئی باتین نکالنے پر سراغ لگالے
ہر چند اہل سنت بھی اپنے مسائل فقہیہ مین باہم مختلف ہوئے ہین لیکن ہر ایک کو تمسک قرآن اور
حدیث اور آثار پر ہی اور موجب اختلاف کا یہ ہی کہ معانی کے سمجھنے اور علل شرائع مین اختلاف ہوا ہی بخلاف
اس گروہ کے کہ انکی مخصوص شریعتین قرآن و حدیث کے طور سے مطلق مشابہ نہین ہین گویا شریعت
یہود و نصاری کی ہی یا شاستر اور بید پن ہنود کا یا صابئین کی دساتیر ہے وساتیر جمع دستور نام
کتاب صابئین جو کہ یہ بحث نہایت طول ہونا چاہتی ہی ناچار بطور نمونے کے ڈھیر سے اور تھوڑا بہت سے
ہم بیان ذکر کرین وَالْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ اول احکام انکے احکام کا حکم تکفیر صحابہ کا ہی یعنی کافر
ٹھہرانا مع خلفائے ثلثہ کے اور کتنے امہات المومنین کو کہ سب ازواج مین وہ حضرت پیغمبر کو محبوب تھیں ہین
بالاجماع اور مخالفت اسکی بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ سے ظاہر دوم فضیلت لعن عمر کی اللہ کے ذکر پر کسی
شریعت مین اور کسی دین مین لعن ابلیس کو کہ اصل اصول بہکانے اور گمراہ کرنیکا ہی طاعت نہین سمجھا ہی چہ جائیکہ
افضل طاعت وجہ سے جانین اور قرآن مجید مین صریح وارد ہی وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ یعنی اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہی

سوم یہ کہ بعض بڑے بڑے مہاجرین اور انصار اور خلفاے ثلثہؓ اور اکثر عشرہ مبشرہ جیسے طلحہؓ اور زبیرؓ
سوا انکے عایشہؓ اور حفصہؓ کی بعد نماز پنجگانہ کے واجب جانتے ہین یہ بھی مخالف طور وطریقہ تمام شیعون
اور دنیون کے ہے کسواسطے کہ تمامی انبیا و مرسلین کے دشمن تھے جیسے فرعون کہ سالہا سال بنی اسرائیل کو
طرح طرح کی ایذا اور رنج پونہچائے قولہ تعالی وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ
الْعَذَابِ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ اور جسوقت کہ نجات دی ہمنے تمکو قوم فرعون سے
کہ داغ دیتے تھے وہ تمکو برے عذاب سے یعنی مار ڈالتے تھے تمھارے لڑکے اور زندہ چھوڑتے تھے تمھاری
لڑکیان وقولہ تعالی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ الخ ایسے ہی کیے ہمنے
واسطے ہر نبی کے شیاطین انسانون سے کسی ملت ومشرب مین بعض سبکی اپنے دشمنون سے انبیا ورسل نے
فرض نہین کی اور نماز کے پیچھے اسکا اشتغال نہ فرمایا بلکہ مستحب بھی نہ ٹھہرایا اور کسی ثواب اور بدلے کا
وعدہ نکیا چہارم احداث عید غدیر یعنے نئی نکالی ہوئی جو اٹھاروین ذی الحجہ کو کرتے ہین اور اس
عید کو عید الفطر اور عید اضحی پہ فضیلت دینا اور عید اکبر نام رکھنا صریح مخالف شریعت کی ہے پنجم
احداث عید باباشجاع الدین کہ انکے نزدیک لقب بولولو گبر مجوسی قاتل حضرت عمر کا ہے کہ وہ ان کی
گمان مین نوان ربیع الاول کا ہے روی علي ابن مظاهر الواسطي عن احمد بن اسحٰق
انه قال هذا اليوم يوم العيد الاكبر و يوم المفاخرة و يوم التبجيل و يوم الزكوة
العظمى و يوم البركة و يوم التسلية روایت کی علی ابن مظاہر واسطی نے احمد بن اسحق سے
بیشک اسنے کہا یہ دن عید اکبر کا ہے اور دن مفاخرت کا اور دن تعظیم کا اور دن بڑی زکوۃ دینے کا
اور دن برکت کا اور دن بزرگی کا محدث اس عید کا احمد بن اسحق ہے اسی شخص نے یہ عید اسلام مین
نئی پیدا کی اسکے بعد اسکے پیرو ہوے جب بہت سا زمانہ گذر گیا اس عید کی نسبت ایسے شروع کی
حالانکہ یہ عید مجوسیون کی عید سے ہے کہ خبر قتل امیر المؤمنین عمر بن خطاب کی جو ایک مجوسی کے
ہاتھ سے شہید ہوئے تھے سنکر نہایت ہی خوشحال ہوے تھے اور اُس دنکا روز انتقام اور روز
مفاخرت اور روز تسلیہ نام رکھا گیا اسواسطے کہ حضرت عمر سے جو کچھ انپر اور انکے دین و دولت پر
گذرا تھا ظاہر ہے اسواسطے اس دن مین یہ عید ٹھہرائی ہے کہ قتل کی خبر انکو اس دن مین صاف
صاف معلوم ہوئی تھی ورنہ روز قتل حضرت عمرؓ کا اٹھائیسوین ذی الحجہ کی بلا اختلاف اور

۲۸ ذی الحجہ

وفن انکا غرۂ محرم تبس اگر ایراس عید کو کرنے دن کیون بدل ڈالتے اور خود بھی اسکا اقرار کرتے ہین کہ یہ عید ایمہ کے زمانے مین نہ تھی اسی احمد بن اسحاق کی نکالی ہوئی ہی ششم تعظیم روز نوروز کی کہ مجوسون کی عید سے ہی قَالَ ابْنُ فَهْدٍ فِی الْمُهَذَّبِ اَنَّهُ اَعْظَمُ الْاَيَّامِ کہا ابن فہد نے مہذب مین کہ وہ بزرگ تر دن ہو سب دنون مین اور یہ محض پیروی رسوم جاہلیت کی ہی اسلام مین امیرالمومنین سے صحیح مروی ہوا کہ نوروز کے دن ایک شخص آپ کے پاس حلوا اور فالودہ لایا تھا پوچھا کہ کیون لایا ہی کہا آج نوروز ہی فرمایا نَيْرُوزُنَا كُلَّ يَوْمٍ وَمِهْرَجُنَا كُلَّ يَوْمٍ یعنی روز ہمکو نوروز ہی اور روز ہمکو آفتاب اور یہ اشارہ ایک باریکی کا ہی یعنی خوبی نوروز کی اسی سبب سے تو ہی کہ آفتاب معدل النہار سے اپنی ایک حرکت خاص کے ساتھ ان لوگونکی طرف جو شمالیہ ملکون کے رہنے والے ہین متوجہ ہوتا ہی اور پاس آجاتا ہی جسکے سبب سے بدنون اور جسمون مین ایک حرارت پیدا ہو جاتی ہی اور نامیہ ترقی کرتی ہی اور نفس نباتیکو تازگی حاصل ہوتی ہی کہ یہ بات طلوع مین ہر روز زیادہ تر ثابت ہی اسواسطے کہ آفتاب پہلی حرکت مین کہ وہ نہایت تیز اور ظاہر سب حرکتون مین ہی دائرہ افق سے نکلکر اُس افق کے لوگونپر نور افشانی کرتا ہی اور قوت باصرہ کو جلا دیتا ہی اور روح کو عیش ناک کرتا ہی اور منافع خاص نوع انسان کے زراعت اور تجارت اور صناعت اور حرفہ سے بسبب اُسکے بہتر و بیشتر واقع ہوتے ہین اور صورت حیات کی بعد صورت موت کے ظاہر ہوتی ہی قولہ تعالی وَجَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ لَكُمُ النَّهَارَ نُشُورًا وقولہ تعالی وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا اور ٹھہرایا اُسنے تمھارے واسطے رات کو ایک چھپاؤ اور نیند کو آرام اور ٹھہرایا اُسنے تمھارے واسطے دن کو پھیلانا الا کہ اپنے اپنے کام مین پھیل جاتے ہو اور فرمایا ٹھہرایا ہمنے تمھاری نیند کو آرام اور رات کو چھپاؤ اور ٹھہرایا ہمنے دن کو معاش ای سبب حصول معاش آیۃ وقت عید ٹھہرانے کے واسطے نہایت بہتر اور اولی ہی بلکہ اگر عاقل سوچے تو معلوم کرسکتا ہی کہ ایک دورہ رات دن کی مدت مین چارون فصلین ثابت ہوتی ہین پس صبح سے دوپہر تک تو فصل ربیع ہی کہ سبزہ تر و تازہ اور پھول کھلے ہوئے اور مزاج حیوانات مین نشاط یہ سب باتین ہوتی ہین اور جب آفتاب دائرۂ نصف النہار پر پونہچا گویا اپنی حرکت خاص سے سرطان کے سر پر ہی تو گرمی شروع ہوئی کملاہٹ اور پیاس کا غلبہ اور یبس اور خشکی جسمون مین پیدا ہوئی جب غروب ہوا حکم میزان کا پایا گویا اسوقت میزان مین ہی بس خریف ہوئی اور جب آدھی رات ہوئی پستی سے بلندی پر چلا گویا جدی کے سر پر پونہچا حکم جاڑے کا پیدا کیا مثل برف کے اوس پڑنے لگی ہفتم ظالم بادشاہون کے

واسطے سجدہ تجویز کرنا کہ مجوز اسکا آخون باقر مجلسی ہی اور اور علما ان کے ہین بو صریح مخالف قواعد کلی شریعت کے ہی قولہ تعالی لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِی خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ یعنی مت سجدہ کرو سورج کو نہ چاندکو اور سجدہ کرو اللہ کو جسنے انکو پیدا کیا اگر تم اُسکی عبادت کرتے ہو و قولہ تعالی اَلَّا یَسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِی یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ترجمہ کیون نہین سجدہ کرتے ہو اللہ کو کہ ظاہر کرتا ہی چھپی چیزون کو جو آسمانون مین ہین اور زمین مین اور وہ جانتا ہی جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو سوا انکے اور بہت آیتین ہین جو حصر سجدیکا خدا تعالی کے واسطے بتاتی ہین جو توانا ہی اور دانا ظاہر اور چھپے کا خصوص اس شریعت مصطفوی مین اور ملائکہ نے جو آدم کو سجدہ کیا اس مقام مین اسپر تمسک کرنا نہایت بیجا ہی اس لیے کہ آدمی کے احکام کو ملائکہ کے احکام پر قیاس کرنا نہین چاہیے ایسے ہی حضرت یوسف کے سجدیکا جو اُنکے بھائیون نے انکو کیا تھا تمسک کرنا نہین چاہیے اس سبب سے اول تو وہ سجدہ مصطلح نتھا یعنی اسوقت کی اصطلاح مین جسکو سجدہ کہتے ہین دوسرے تمسک اُن شریعتون پر کرنا جو ہمسے پہلے ہین اُسوقت درست ہوتا ہی کہ ہماری شریعت مین اُسکا کوئی ناسخ نہو اور ہماری شریعت مین بے شبہہ یہ حکم منسوخ ہی نہین تو سب سے زیادہ مستحق اس تعظیم کے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیرؑ اور حسنینؑ اور اور ایمہ ہوتے نہ شاہ عباس و شاہ طہماسپ اب مسائل فقہیہ مین شروع کیا جاتا ہی انھین مسائل سے حکم طہارت پانیکا یہ ہی جو کہتے ہین کہ پانی استنجے کا پاک ہی یعنی استنجا کیا ہوا کہ ہنوز محل استنجے کا پاک نہوا ہو اور اجزا نجاست کے پانی مین مل کر پھیل گئے ہون حتی کہ وزن پانی کا بڑھجائے یہ حکم صریح مخالف قاعدون شریعت کے ہی قولہ تعالی وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ حرام کرتا ہی تمپر وہ نبی خبیث اور پلید چیزین اور مخالف روایت ایمہ کے کَمَا رَوَاهُ صَاحِبُ الْاِسْنَادِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَخِیْهِ بْنِ مُوْسٰی بْنِ جَعْفَرٍ كَمَا رَوَاهُ اَبُوْ جَعْفَرٍ الطُّوْسِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ وَاَبُوْ بَصِیْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَكَمَا رُوِیَ فِیْ كِتَابِ الْمَسَائِلِ اَیْضًا عَنْ عَلِیِّ بْنِ جَعْفَرٍ اِنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ اَخِیْ بْنَ مُوْسٰی بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ جَرَّةٍ فِیْهَا اَلْفُ رَطْلٍ مِنْ مَاءٍ وَوَقَعَ فِیْهِ اَوْقِیَةُ بَوْلٍ هَلْ یَصْلُحُ شُرْبُهٗ اَوِ الْوُضُوْءُ مِنْهُ قَالَ لَا النَّجِسُ لَا یَجُوْزُ اِسْتِعْمَالُهٗ جیسے روایت کی اُسکے صاحب اسناد نے علی بن جعفر اپنے بھائی بن موسی بن جعفر سے جیسے کہ روایت کی اُسکی ابو جعفر طوسی نے عبد اللہ بن سنان اور ابو بصیر

مسائل فقہیہ

اور ان دونون نے جعفر علیہ السلام سے اور جیسے روایت کی کتاب مسائل ہین بھی علی بن جعفر سے کہا مین نے پوچھا
اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر سے کہ ایک ہزار رطل پانی مین ایک وقیہ بول یعنی پیشاب پڑنے سے اُسکا پینا اور اُس سے
وضو کرنا صحیح ہی کہا نہین نجس ہی اسکا استعمال جائز نہین ہی اور عجب یہ کہ مذہب اثنا عشریہ کا بھی یہی ہی کہ
جب پانی گز بھر سے کم ہو نجاست پڑنے سے نجس ہو جاتا ہی لیکن نہ معلوم استنجے کے پانی مین زیارت مقعد سے
کہ نجاستون کی کہان ہی کیا خوبی و پاکیزگی حاصل ہوئی کہ ہرگز اسکے پڑنے سے پانی نجس نہین ہوتا اس مسئلے
اور مسائل دیگر سے جو قریب آتے ہین خوب ظاہر ہوتا ہی کہ آدمی انکے نزدیک ایسا ہی جیسے گاے ہنود کے
نزدیک لیکن پھر بھی شکر خدا کا کہ اَلْحَقُّ يَعْلُو وَلَا يُعْلٰى حق ہمیشہ اونچا رہتا ہی اس سے کوئی اونچا نہین
ہوتا آدمی سے گاے تک بڑے فرق ہین اگر کوئی اثنا عشریہ سے منکر اس مسئلے کا ہو تو اس وقت کتاب
منتہی ابن مطہر حلی مین ایک جگہ موجود ہی کہ پاک ہونا پانی استنجے کا اور جائز ہونا اُسکے استعمال کا مکرر
باجماع فرقہ لکھا ہی اور اسی قسم سے ہی طہارت شراب کی جس پر نص ہی ابن بابویہ و جعفی اور ابن عقیل اور
ابن حکم کی جو صریح خلاف آیت کے ہی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ
عَمَلِ الشَّيْطَانِ بیشک شراب و جوا اور بت اور پانسے نجاست ہین عمل شیطان سے اور رجس لغت
مین اشد نجاست کو کہتے ہین جیسا کہ خنزیر کے حق مین کہا ہی فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اور نیز خلاف روایات ایمہ
کے جو کتب شیعہ مین موجود کَمَا رَوَاهُ صَاحِبُ قُرْبِ الْاِسْنَادِ وَصَاحِبُ كِتَابِ الْمَسَائِلِ
رَوَى اَبُوْ جَعْفَرٍ الطُّوْسِيُّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّهٗ قَالَ لَا تُصَلِّ فِي الثَّوْبِ
قَدْ اَصَابَهُ الْخَمْرُ جیسے کہ روایت کی قرب الاسناد والے اور کتاب المسائل والے نے روایت کی ہی
ابو جعفر طوسی ابی عبد اللہ علیہ السلام سے بیشک فرمایا اُنھون نے مت نماز پڑھ اُس کپڑے مین جس پر
شراب پڑی ہی اور اسی قسم سے ہی حکم طہارت مذی کا اور یہ مخالف حدیث صحیح متفق علیہ کے ہے
رَوَى الرَّاوَنْدِيُّ عَنْ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اٰبَائِهٖ عَنْ عَلِيٍّ اِنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذِيِّ فَقَالَ يَغْسِلُ طَرَفَ ذَكَرِهٖ روایت کی راوندی نے موسیٰ
بن جعفر اپنے باپ سے اور اُسنے علی سے بیشک کہا اُنھون نے کہ مین نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
مذی کے معاملے مین فرمایا دھوے وہ اپنے ذکر کے کنارے کو اور ابو جعفر طوسی بھی روایتین صریح نجاست
مذی مین لایا ہی لیکن فتوی اور عمل اُس پر نہین رکھتا اور اسی قسم سے حکم وضو نجانیکا مذی نکلنے سے

شراب حلال

رجس بمعنی نجاست

حال آنکہ ایمہ سے اسکے برخلاف روایت ہی رَوَی الطُّوسِیُّ عَن یَعقُوبَ بنِ یَقطِینَ عَن اَبِی الحَسَنِ
اِنَّہٗ قَالَ المَذِیُّ مِنہُ الوُضُوءُ روایت کی طوسی نے یعقوب بن یقطین سے اور اُسنے ابی الحسن سے
بیشک فرمایا انھون نے مذی سے وضو لازم آتا ہی وَرَوَی الرَّاوَندِیُّ عَن عَلِیٍّ قَالَ قُلتُ لِاَبِی ذَرٍّ
سَلِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَنِ المَذِیِّ فَقَالَ یَتَوَضَّاءُ وُضُوءَ الصَّلٰوۃِ ترجمہ روایت
کی راوندی نے علی سے فرمایا کہا مین نے ابی ذر کو پوچھا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مقدمہ مذی سے
فرمایا کہ وضو کرے مثل وضو نماز کے اور اسی قسم سے ہی حکم طہارت ودیکا کہ وہ پیشاب غلیظ ہوتا ہی بلا شبہہ
اور پیشاب نجس ہی بالاتفاق سب شریعتون مین ملکہ اور دین جو باطلہ ہین اور اسی قسم سے یہ حکم کہ ودی
نکلنے سے وضو نہین ٹوٹتا حال آنکہ مخالف روایات ایمہ کے ہی رَوَی الرَّاوَندِیُّ عَن عَلِیٍّ مَرفُوعًا
اَلوَدِیُّ مِنہُ الوُضُوءُ وَرَوَی غَیرُہٗ عَن اَبِی عَبدِ اللّٰہِ مِثلَ ذٰلِکَ روایت کی راوندی نے علی سے
مرفوعا کہ ودی سے وضو لازم آتا ہی اور سوا راوندی کے ابی عبداللہ سے بھی ایسا ہی ہی اور اسی قسم سے ہی
کہ بعد پیشاب کے تین دفع ذکر کو جھاڑین پھر تین دفع کے بعد جو کچھ نکلے پاک ہی اور وضو کو بھی نہین توڑتا
یہ حکم بھی صریح مخالف شرع کے ہی کہ خارج از سبیلین نجس ہی یعنی دو راہون سے کہ وہ دونون راہین پیشاب
اور پاخانے کی ہین اور وضو بھی اس سے ٹوٹ جاتا ہی اور پہلے کے جھاڑنے کو طہارت حال مین اور وضو ٹوٹنے
مین کیا دخل اور کون تاثیر اور یہ بات مشابہ ہی مذہب صابئین سے کہ انکی کتاب وساتیر مین موجود ہی کہ اگر
کسی شخص نے وضو کرکے نماز کے واسطے نیت باندھی درمیان نماز کے کوئی حدث ہو کچھ خلل نماز مین نہین ہوتا
اور اس قسم کے مسائل بعینہ ایسے ہین جیسے یہ مثال کہ ایک شخص نے ایک شخص کی ملاقات کے واسطے مذہب
اور پر زینت لباس و فرش درست کیا اور ایک مدت انتظار مین رہا جب وہ شخص آیا تو محض ننگا ہو گیا
اور فرش اٹھا لیا اور کہا کہ آخر یہ سب سامان تو اسکے لیے مین نے کیا تھا اس سے کیا ہوتا ہی جو آنا سے ملاقات
مین ننگا ہو گیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور یہی مخالف روایت ایمہ کے ہی رَوَی ابنُ عِیسٰی عَن اَبِی جَعفَرٍ
اَنَّہٗ کَتَبَ اِلَیہِ ھَل یَجِبُ الوُضُوءُ اِذَا خَرَجَ مِنَ الذَّکَرِ شَیءٌ بَعدَ الاِستِبرَاءِ فَقَالَ نَعَم روایت
کی ابن عیسی نے ابی جعفر سے بیشک اُسنے لکھا ابی جعفر کو کیا واجب ہوتا ہی وضو اگر ذکر سے کوئی چیز نکلے
بعد پاک ہو جانے کے کہا ابی جعفر نے ہان اور انھین اقسام سے یہ ہی کہ بیخال مرغ خانگی اور مرغ اور پرندون
کی پاک ہی حالانکہ نصوص ایمہ سے اسکی نجاست ثابت ہو دئی کہ انکی معتبر کتابون مین ہی رَوَی مُحَمَّدُ بنُ الحَسَنِ

بیخال مرغ

الطّوسی عن فارس انّہٗ کتب رجل الی صاحب العسکر تسال من ذرق الدّجاجۃ یجوز الصّلوۃ فیہ فکتب لا روایت کی محمد بن حسن طوسی نے فارس سے بیشک لکھا ایک شخص نے صاحب عسکر یعنی امام حسن عسکری کو کہ مین تم سے پوچھتا ہون مرغی کی بیٹال سے جائز ہی نماز اسمین سو لکھا اُنھون نے نہین اور انکے خود قاعدے کلیہ کے مخالف کہ اِنّ ذرق الحلال من الحیوان نجس بیشک گوبر اور بیٹال حیوان حلال کا نجس ہی اسپر ابن مطہر حلے کی نص ہی پھر مرغیون اور مرغ مین کونسی نئی خوبی پیدا ہوگئی کہ بیٹال اُنکی پاک ہوگئی **صفت وضو و غسل و تیمم** وضو مین تمام موبنہ کا دھونا انکے نزدیک فرض نہین ہی حالانکہ نص قرآن سے صریح تمام موبنہ کا دھونا ثابت ہی فاغسلوا وجوھکم یعنی دھوؤ تم اپنے چہرون کو انھون نے حد فرض کی مقرر کی ہی اتنی کہ جتنا انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی مین آجاے جسوقت کہ پیشانی کے اوپر سے نیچے کو کھینچین اور اس اندازے کی شرع مین کچھ اصل نہین ایمہ سے روایت ہی اور امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کہ ایک وقت کوفے کی مسجد کے برآمدے مین بیان وضو کا موافق طریق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتے تھے کہ تمام چہرہ دھویا ہی جسکو ہزاران ہزار مخلوق نے دیکھا اور روایت کی اور دلیل باطل ہونے اس اندازے کی یہ ہی کہ اگر انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کو ہم پھیلا کے اور بڑھا کے اوپر سے نیچے کو کھینچین جب ٹھوڑی کے قریب پونہچینگے ضرور ہی کہ دونون طرف سے کچھ کلّے کو گھیر لینگے تو اتنے کلّے کا دھونا بھی فرض ہوجائیگا اور کلّے کو چہرے مین کوئی داخل نہین کرتا اور اگر دونون اُنگلیون کو گرداگرد پیشانی کے پھیلا دین اور آہستہ آہستہ قبض کرین تو حد قبض کی کیا ہی کچھ معلوم نہوا اور اندازے شرع کے لوگون کو جتانے کے واسطے ہین جاہل بتانے کے لیے اور کہتے ہین کہ وضو غسل جنابت کا حرام ہی یہ حکم بھی صریح مخالف سنت پیغمبر کے ہی ہمیشہ غسل جنابت مین پہلے وضو فرماتے تھے اور کہتے ہین کہ وہ پانی بدن پر بہاتے تھے چنانچہ برابر متواتر ثابت ہی اور مخالف روایت ایمہ کے بھی روی الکلینی عن محمد بن مبشّر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام والحسن بن سعد عن الحضرمی عن ابی جعفر انّھما قالا توضّأ ثمّ تغسل حین سئلہ عن کیفیۃ غسل الجنابۃ ترجمہ روایت کی کلینی نے محمد بن مبشّر سے اُسنے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے اور حسن بن سعد نے حضرمی سے اور اُس نے ابی جعفر سے بیشک دونون نے کہا وضو کرے پھر غسل کرے جبکہ پوچھا گیا اُن سے کیفیت غسل جنابت سے اور نوروز کے غسل کو سنت کہتے ہین قال ابن فھد انّہ سُنّۃ یعنی ابن فہد نے کہا سنت ہی

ہر دو دھونا فرض نہیں

وضو غسل جنابت

یہ حکم بھی محض نیا نکالا ہوا اور نیا بنایا ہوا ہی دین مین خود انکی کتابون مین نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
کسی نے نقل کیا نہ حضرت امیرؓ اور اور ائمہ سے کہ نوروز کے دن غسل کیا ہو عرب ہرگز نوروز کے دن کو
نہین جانتے تھے یہ دن خاص مجوسیون کی عیدون سے ہی اور تیمم مین بھی بجاے دو ضرب کے ایک
مقرر کی ہی لیکن ائمہ کی روایتین اسکے برخلاف ناطق ہین روی العلاء عن محمد بن مسلم
عن احدهما قال سألته عن التيمم فقال مرتين مرة للوجه ومرة لليدين و
روى ليث المرادي عن ابي عبد الله بخوه واسماعيل بن همام الكندي عن الرضا نحوه
روایت کی علائی محمد بن مسلم سے اسنے اپنے دادا سے کہا پوچھا مین نے اُس سے تیمم کو تو کہا دو بار ایکبار مونہہ
کے واسطے ایک بار دونون ہاتھون کے لیے آور روایت کی لیث المرادی نے ابی عبداللہ سے
ایسی ہی اور اسماعیل بن ہمام کندی نے رضا سے ایسی ہی اسکے سوا تیمم مین پیشانیکا مسح بڑھایا
ہی حالانکہ شرع مین اسکی کچھ اصل نہین اور کہتے ہین کہ اگر موزہ اور ٹوپی اور کمربند اور عمامہ اور
جو کچھ نمازی کے بدن پر ہو جسکی چوڑائی مین نماز جائز نہو وہ اگر نجاست سے آلودہ ہو خواہ خفیفہ
خواہ غلیظہ جیسے آدمی کا گُہ نماز جائز ہی کچھ خلل نماز مین نہین آور یہ حکم صریح خلاف حکم قرآن کے ہی
قوله تعالى وثيابك فطهر یعنی کپڑے اپنے پاک کر اور بے شبہہ ان چیزون کو عرف وشرع مین ثیاب
کہتے ہین اسواسطے جو قسم کہ ثیاب سے لگائے نفیاً و اثباتاً ان چیزون کو اُسمین داخل کرتے ہین آور
کہتے ہین کہ اگر نمازی کے بدن کے کپڑے مثل ازار اور کرتہ اور پائجامہ کے زخمون کے خون مین
سُنے ہون نماز جائز ہی حالانکہ خون اور پیپ خواہ اپنے زخم کی ہو خواہ دوسرے کے زخم کی بلاشبہہ
نجاست ہی اور کہتے ہین کہ نفل نماز چاہے کھڑے ہوکے پڑھے چاہے بیٹھ کے ایسے ہی سجدہ تلاوت کا
چاہے قبلے کی طرف کرے چاہے اور طرف جائز ہی آور یہ صریح داخل کرنا ہی دین مین ایسی چیز کو جسکو اجازت
نہ ہوئی حالت سواری اور سفر کی البتہ اس سے الگ کی ہوئی ہی موافق روایات پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم اور ائمہ کے بغیر اس عذر کے ہرگز ثابت نہین ہی قال الله تعالى ومن حيث خرجت
فول وجهك شطر المسجد الحرام وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره یعنی جدھر کو
تو جاے اپنا مونہہ مسجد حرام کی طرف پھیر اور جہان تم ہو اپنا مونہہ اُسکی طرف پھیرو جو کچھ شارع
نے ایسی عام باتون کو نکال ڈالا ہی دوسرے کو سوا سر آنکھو نپر رکھنے کے اور کیا زیبا ہی اور کب

تیمم

ہو سکتا ہی کہ اپنی عقل سے استنبا کرے اس مسئلے مین مقدم کہ انکا فتیح ہی کنز العرفان فی احکام القرآن
مین البتہ انصاف کی راہ چلا ہی اور اقرار کیا کہ یہ حکم مخالف حکم قرآن کے ہی اور کہتے ہین کہ اگر نمازی کسی ایسے
مکان مین نماز کو کھڑا ہو جہان خشک نجاست آدمی کا فرش بچھا ہو لیکن بدن اور کپڑیکو نہ چھٹے
نماز جائز ہی حالانکہ پاک ہونا مکان نماز کا ٹھہری ہوئی اور مانی ہوئی باتوں شریعت سے ہی
اور کہتے ہین کہ اگر کوئی اپنے دونوں پانون اور دونوں الواہ دونوں ہاتھ دونوں کھنیوں تک پاخانہ
کے چہ بچہ مین کہ پیشاب اور پاخانے سے آدمی کے بھرا ہوا ہی ڈبوے اور پاخانہ پیشاب جو کچھ لگ گیا ہی
اسکو دور کردے بغیر شست شو کیے اور دہوئے نماز جائز ہی ایسی ہی اگر کوئی اپنے تمام بدن کو اپنے
بالعمہ مین کہ وہ ایک چھوٹا سا حوض ہوتا ہی اندر سے فراخ باہر سے تنگ جس مین پانی نجس گھر کا
اور پیشاب پاخانہ جمع ہوتا ہی غوطہ دے اور جرم نجاست کا اسکے بدن پر نہو بے دھوے دھلائے
نماز جائز ہی اور خوب ظاہر ہی کہ پاکیزگی بغیر اسکے دھوئے نہین ہوتی اور جرم نجاست کے جاتے
رہنے سے اسکے اثر کا جاتا رہنا ثابت نہین ہوتا اللہ تعالی نے پانی کو اسی کام کے واسطے پیدا کیا ہی
قولہ تعالی وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ یعنی اتارتا ہی تمپر آسمان سے پانی تاکہ
طہارت کرو تم اس سے وقولہ تعالی وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا اور اتارا ہمنے آسمان سے
پانی پاک کرنے والا اور کہتے ہین کہ اگر نمازی کو بعد فراغت ہونے نماز کے اپنے کپڑون مین خشک گھہ
انسان اور کتے بلی کا اور منی اور خون معلوم ہو نماز اسکی جائز ہی کما ذکرہ الطوسی فی التهذیب
وغیرہ جیسے کہ ذکر کیا طوسی نے تہذیب مین اور اسکے سوا اور خوب ظاہر ہی کہ طہارت کپڑے کی
نجاستون سے ضروریات نماز سے ہی عند الشرع اور کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص بالکل ننگا ہو اور
تھوڑی گیلی مٹی ذکر اور خصیون پر اپنے لگا لے بے ضرورت نماز پڑھے نماز اسکی جائز ہی اور
ظاہر ہی کہ شرع مین ستر عورت کے جملہ حالات خصوصاً حالت نماز و مناجات مین کس درجہ تاکید
فرمائی ہی اسی واسطے امامیہ کے گروہ متاخرین نے اس برائی پر خبر دار ہو کے اپنے جمہور کے قول
کو چھوڑ دیا ہی اور انکے بیہودہ ہونے پر آثار ائمہ اہل بیت سے دلیل چاہی ہی اور کہتے ہین اگر
کوئی داڑھی مونچھ اور بدن کے کپڑے مرغیون مرغون کے پیخال مین سانے یا داڑھی مونچھ
اور چہرے اور رخسارے پر خود اپنے پیشاب کی چھینٹین پونہچی ہون بعد اس سے کہ تھنیب کو تین دفعہ

نماز میں چلنا

بیٹھا ٹوٹ ڈالا ہو یا مذی بہت ان کے نکلا تو پیر ملی ہوئی ہوان سب لوگون کی نماز بے وضو دھلائے
درست ہو سو اقول الصلوۃ اور کہتے ہین کہ نماز مین چلنا اور مشی کرنا اپنا خمیر اٹھانے کے واسطے
جسکو کتا بلی کھائے جاتے ہون اور اسکو اٹھا کے ایسی جگہ رکھ دینا جہان انکا مونہہ نہ پہونچ سکے
اگرچہ نماز کی جگہ سے دس گز شرعی دور ہو جائز ہی حال آنکہ فعل کثیر خاص جو نماز سے متعلق نہو
باجماع شرعیہ نماز کو خراب و باطل کرتا ہی قوله تعالیٰ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا
اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَا اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ترجمہ
کھڑے ہو سامنے اللہ کے ادب سے اگر اس سے ڈرتے ہو تو نماز کرو پیادہ اور سوار پھر جب امن
پاؤ یاد کرو اللہ کو جیسا کہ سکھایا تمکو جو تم جانتے تھے اور کہتے ہین بعض سورتون قرآن جیسے خم
تنزیل سے اور تین سورتین اور ہین انکے پڑھنے سے نماز جاتی رہتی ہی حال آنکہ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ
مِنَ الْقُرْاٰنِ حکم ناطق عموم کا ہی یعنی پڑھو تم جو کچھ آسان ہو قرآن سے اور خود یہ فرقہ ایمہ سے
روایت رکھتے ہین کہ نماز قرآن کی ہر سورۃ کے ساتھ جائز ہی اور عجب یہ کہ حکم کرتے ہین کہ جو
قراءت نمازی جانتا ہو اُس سے بھی جائز ہی اسواسطے کہ یہ قرآن وہ نہین ہی جو نازل ہوا ہی
بلکہ عثمانؓ اور اُن کے یارون کا تبدیل کیا ہوا ہی مثل اَنْ تَكُونَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ

نماز میں کھانا پینا

اور بعض لوگ انکی نماز مین کھانے پینے کو جائز کرتے ہین چنانچہ انکے معتبر فقیہ ابو القاسم نجم الدین نے
کتاب شرائع الاحکام مین اسکو بصراحت لکھا ہی حال آنکہ اخبار متفق علیہا مین منع اکل و شرب
کی روایت کی ہی اور اتنا تو بالاجماع اس فرقے کا ہی کہ نماز وتر مین پانی پی لینا اُس شخص کو کہ صبح کو
روزہ رکھے اور عین نماز مین پیاسا ہو جائز ہی اور کہتے ہین کہ نمازی عین نماز مین کسی عورت کو
بغل مین دبوچے اس حالت مین اسکو نعوظ پیدا ہوا اور سر ذکر مقابل اُسکے سوراخ کے رکھے
جس سے بہت سی مذی بہے نماز اُسکی جائز ہی كَذَا ذَكَرَهُ الطُّوسِيُّ اَبُوْ جَعْفَرٍ وَغَيْرُهُ مِنْ
مُجْتَهِدِيْهِمْ ایسا بیان کیا ہی طوسی نے اور سوا طوسی کے انکے مجتہدون نے اور یہ ایسا مقدمہ
ہی کہ صریح مخالف شرع کے ہی اور ظاہر منافی حالت مناجات کے اور یہ بھی کہتے ہین کہ اگر نمازی
عین نماز مین اپنے خایہ اور ذکر سے بازی کرے یعنی ہلائے جھولائے اس حد کہ نعوظ پیدا ہو اور
مذی بہنے لگے نماز مین کچھ خلل نہین ہی ان لوگون سے اسکے دیکھنے کی قبرون کی طرف نماز پڑھنا جائز

رکھی ہو کہ اسمین ثواب و قربت زیادہ ہی اور حال یہ کہ پیغمبر نے فرمایا ہی لعن اللہ الیھود والنصاریٰ
اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یعنی لعنت ہی اللہ کی یہود اور نصاریٰ پر کہ اپنے نبیون کی قبرونکو
مساجد بنایا ہی اور تجویز کرتے ہین ظہر کے ساتھ عصر کی اور مغرب کے ساتھ نماز عشا کی پڑھ لینا بیعذر اور
بے سفر کے جو خلاف نص قرآن کے ہی حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطیٰ ان الصلوۃ کانت علی
المؤمنین کتابا موقوتا یعنی محافظ ہو تم نمازونپر اور خاص بیچ کی نماز پر کہ وہ نماز عصر ہی بیشک ہی نماز
ایمان والون پر مقرر اپنے وقتونپر اور یہ بھی انکے یہان مستحب ہے چارون نمازون یعنی ظہر عصر مغرب عشا کا
برابر ادا کرنا واسطے انتظار خروج امام مہدی کے اور سفر اور تجارت مین پوری نماز کا حکم کرتے ہین نہ
روزے کا حال آنکہ شرع مین فرق نہین ہی نماز روزے مین وقد نص علی الفرق ابن ادریس
وابن المعلم والطوسی وغیرھم یعنی حال یہ کہ نص کی ہی فرق پر ابن ادریس اور ابن المعلم اور طوسی نے
اور سوا انکے اورون نے اور ہی یہ کہ ائمہ سے روزے نماز مین موافق کتب صحیحہ کے کچھ فرق مروی نہین ہی
روی معاویۃ ابن وھب عن ابی عبد اللہ انہ قال فاذا قصرت افطرت واذا افطرت
قصرت روایت کی معاویہ بن وہب نے ابی عبد اللہ سے بیشک فرمایا کہ جب مین نے نماز مین قصر کیا روزہ
بھی افطار کیا اور جب روزہ افطار کیا نماز مین قصر کیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ جو سفر مین بہت رہتا ہو
اور مقیم کم ہوتا ہو جیسے کرایہ کرنے والا اور ملاح اور وہ تاجر جو بازارون کی تلاش مین پھرتا ہی جنکو
بیٹھین کرنے والا کہتے ہین ان کی نمازون مین قصر کرے رات کی پوری پڑھے اگرچہ بقدر پانچ دن کے
سفر مین مقیم بھی ہو اسپر نص کی ہی قاضی ابن سراج اور ابن زہرہ اور ابو جعفر طوسی نے کتاب نہایہ
اور مبسوط مین اور ہی یہ کہ روایتین ایسی خلاف اس حکم کے انکو پہنچین کہ ائمہ نے رات دن مین کچھ
فرق نہین کیا ہی روی محمد بن بابویہ فی الصحیح عن احدھما انہ قال المکاری والملاح
اذا جد بھما السفر فلیقصرا ترجمہ روایت کی محمد بن بابویہ نے صحیح مین ایک ان دونون سے بیشک
اسنے کہا کہ کرایہ کرنیوالا اور ملاح جب انکو شتابی سفر کی ہو تو چاہیے کہ قصر کرین وروی عبد الملک
بن مسلم عن الصادق نحوہ اور روایت کی عبد الملک بن مسلم نے حضرت صادق سے ایسی ہی اور
یہ کہ نمازون کو سوائے ان چار سفر کے خاص کرتے ہین سفر مسجد مکہ یا سفر مدینہ یا کوفہ یا کربلا حال آنکہ
نص قرآنی ہی اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ

جسوقت کہ سفر کرو تم زمین مین تو کچھ گناہ نہین جو قصر کرو نماز مطلق واقع ہی اور امیر المومنین رض سے
بھی جمیع سفرون مین قصر کی روایتین ہین اور وہ روایت کہ محمد بن بابویہ سے گذری وہ سفر مطلق
بتاتی ہی اور حکم ترک جمعہ کا کرتے ہین غیبت امام مین جسکو خدا تعالی فرماتا ہی یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا
اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ اے ایمان والو جسوقت آواز
کیجاے نماز جمعہ کی تو دوڑو طرف ذکر اللہ کے اور اگر امام حاضر ہو تو بدون تقیہ کے اور یہ بھی تجویز
کیا ہی کہ مرد اپنے کپڑے پھاڑے جب باپ یا بیٹا یا بھائی اوسکا مرجائے اور عورت کو کپڑے پھاڑنا مطلق جائز
رکھا ہی ہر مردے پہ اور تمام شریعتون مین صبر واجب ہی مصیبتون مین اور رونا پیٹنا حرام اخبار
صحیح مین واقع ہی لَیْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ ترجمہ نہین ہی ہم مین سے جو کوئی بال
مونڈائے یا بیان کرکے روئے یا کپڑے پھاڑے اور بھی آیا ہی لَیْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُیُوْبَ وَ
وَلَطَمَ الْخُدُوْدَ نہین ہی ہمسے جو کوئی گریبان پھاڑے یا مونھ پیٹے **مسائل الصوم
والاعتکاف** کہتے ہین جو کوئی پانی مین غوطہ مارے اسکا روزہ نہین رہتا اور بالاتفاق
توڑنے والی روزے کی تین چیزین ہین کھانا پینا جماع کرنا اسی سبب سے ایک جماعت
جنھون نے اسکے خلاف کی صحیح حدیث پائی ہی اس مسئلے سے پھر گئے ہین عدم فسا د اختیار کیا ہی
اور یہ نئی بات کہ لڑکے کے ساتھ اغلام کرنے سے روزہ نہین جاتا کہ ان مین سے اکثر کا یہ مذہب ہی
اور ایمہ سے خلاف اسکے مروی ہی اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہی کہ جو چیز سبب انزال کی ہی مفسد روزے
کی ہی چاہے آگے سے وطی کیجائے چاہے پیچھے سے بعض کے نزدیک انکے روزے مین پوست حیوان کا
کھانا جائز ہی روزے مین کچھ خلل نہین ہوتا بعض کہتے ہین درختون کے پتے کھاتا جیسے پان وغیرہ روزے
مین خلل نہین کرتا بعض کہتے ہین جس چیز کے کھانے کی عادت نہین ہی اسکا کھانا ضرر نہین کرتا غرض
یہ سب باتین تو جائز ہین اور پانی مین غوطہ مارنا بے اسکے کہ ناک یا حلق سے کچھ پانی گلے مین جاے اسپر
قضا اور کفارہ دونون واجب ہوتے ہین واہ واہ اچھی افراط تفریط کی ہی یعنی کسیکو گھٹایا ہی کسیکو
بڑھایا ہی اور کیسے مقاصد اور سبب احکام شرع سے دور پڑے ہین اور کہتے ہین کہ روزہ روز عاشورا کا
صبح سے عصر تک مستحب ہی حالانکہ کسی شریعت مین ایسا نہین کہ کچھ دن روزہ ہو اور کچھ دن بے روزہ یہ
مسائل انکے سب مشابہ ہنود سے ہین کہ انکے نزدیک بعض چیزون کا کھانا روزہ اور برت مین جائز ہی

اور تمام دن کا روزہ رکھنا ضرور نہین ہے اور کہتے ہین کہ اٹھارہوین ذی الحجہ کو روزہ رکھنا سنت موکدہ ہے
اور حال یہ کہ کسی ایک نے پیغمبرؐ اور ایمہ سے خاص کرکے اس دن روزہ نہین رکھا ہے نہ ثواب اُسکا بیان کیا
اور کہتے ہین کہ اعتکاف اُس مسجد مین جسمین نبی یا وصی نے جمعہ نہ قائم کیا ہو جائز نہین کہ یہ حکم صریح
مخالف قرآن کے ہے وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ اور عطر سونگھنا اور خوشبو ملنا معتکف کیواسطے
اشد محظورات سے جانتے ہین حالانکہ خوشبو لگانا مسجد مین جانے کے واسطے بالاجماع مسنون
ہے اور معتکف کو کہ مصاحب مسجد کا ہے اور ہمنشین ملائکہ کا جنکو قطعاً خوشبو سے الفت و انسیت ہے اور
بدبو سے وحشت و نفرت حاصل ہوتی ہے کَمَا ثَبَتَ فِي جَمِيْعِ الشَّرَائِعِ بہتر اور سزاوار ہے باستعمال
خوشبو **مسائل الزکوۃ** زکوۃ مین یہ حکم کرتے ہین جو زر و سیم کہ بے سکہ ہے اُسپر زکوۃ واجب نہین ہے
اور یہ بھی کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص روپیہ اور اشرفی بہت سا اپنی ملک مین رکھتا ہو جب سال تمام
ہوا اُسنے اُس سب کا زیور یا کوئی کھیل کی چیزین یا برتن بنا لیے زکوۃ ساقط ہوئی اگرچہ قبل
ایک دن سال تمام سے یہ حیلہ کیا ایسے ہی اگر چلن اُس روپیے یا اشرفی کا جاتا رہا اُسکی جگہ اور کا چلن ہو
گیا زکوۃ ساقط ہوئی ان مسئلون کو سوچنا چاہیے کہ کیسے مقاصد شرع سے دور بھٹکے ہین اور نص صریح کی
مخالفت کی ہے وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اور وہ لوگ کہ چاندی سونا جمع کرتے ہین اور اُسکو اللہ کی راہ مین خرچ نہین کرتے
خوشخبری سنا دی انکو عذاب دردناک کی جس جگہ پیغمبرؐ اور ایمہؑ کے کلام مین فرض ہونا زکوۃ کا مذکور ہے
لفظ فضہ اور ذہب کے ساتھ ہے نہ لفظ درم اور دینار مروج کے ساتھ اور کہتے ہین کہ زکوۃ تجارت کے
مالون مین واجب نہین ہوتی تا وقتیکہ بدلنے اور لوٹ پوٹ کرنے سے نقد نہو جاوے اور حکم کرتے ہین اُس
مال مین جسکا کوئی مرد یا کوئی عورت مالک ہوا اور اُسکو اپنا سرمایہ قرار دیا یا کوئی متاع خریدی بہ نیت
کسب کے پھر اُسکو سرمایہ کی نیت کر لی یا بالعکس عدم زکوۃ کا کہ ایسے مال پر زکوۃ نہین حالانکہ شارع نے
فرمایا ہے آدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ یعنی دو زکوۃ اپنے مالون کی اور ایسی چیزون کے مال ہونے مین کچھ
شبہہ نہین ہے اور حکم کرتے ہین پھیر لینے مال زکوۃ کا مستحق سے مثلاً فقیر اور زائل کردینا اُسکو استحقاق
سے بعد اُسکے کہ مالک ہوا اور قبض و تصرف کیا اور ہے یہ کہ لینا کسیکے مال کا بدون اُسکی مرضی کے ہرگز
کسی ملت و شریعت مین روا نہین رکھا ہے اور استحقاق زکوۃ لینے کے وقت شرط ہے کہ قابل زکوۃ لینے کے

نہ تمام عمر مسائل الحج کہتے ہین کہ ایک شخص کو زادراہ اور سواری اور گھر کا خرچ تا آمد و رفت یہ
سب تو میسر ہی کہ اُسکو بخوبی وفا کرے لیکن وہ گمان کرتا ہی کہ حج سے لوٹ کے جو گھر آؤنگا ایک مہینے سے
زیادہ نفقہ کفایت نہین کریگا اُسپر حج واجب نہین ہوتا کہ یہ نص ہی ابوالقاسم سے شرائع وغیرہ
مین حالانکہ شارع نے حج کو بشرط مقدور فرض کیا ہی اور مقدور کو زادراہ اور سواری اور نفقہ
بال و بچون کے ساتھ بیان کیا تا آمد و رفت پھر تمام ہونا نفقے کا بعد آنے کے مقدور حج مین کچھ
نقصان پیدا نہین کرتا اسواسطے کہ ظاہر ہے ہر کوئی بعد آنے کے اپنی وجہ معاش پر قائم ہو جاتا ہی
بیکار نہین رہتا اور لوگ جو حاجی ہونے کے خیال سے تحفے اور ہدیے اور نذر و نیاز اُسکو دیتے مین یہ
فتوحات زائد ہین وجہ معاش سے اور بعض انمین یہ بھی کہتے ہین کہ ستر عورت حج مین فرض نہین ہی
اور خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ یعنی زینت اختیار کرو نزدیک ہر مسجد کے اور روایتین
صحیح اسکے برخلاف نص کرتی ہین اور طواف کو بحالت عریانی تجویز کرتے ہین موافق رسم جاہلیت کے
لیکن اتنی شرط کرتے ہین کہ مرد اپنی شرمگاہ کو گیلی مٹی یا مثل اسکے اور کسی چیز سے ایسا سان دے
کہ اُسکی صورت کی رنگت نہ معلوم ہو گو اعضا معلوم ہو اور یہ مسئلہ اخذ کیا ہی ہند کے جوگیون
گوسائیون برہنہ سے اور ایجاد رسم جاہلیت کہ برہنگی کو طواف مین عبادت جانتے تھے ملت حنفی سے
اسکو کچھ ربط نہین اور چاہیے یہ کہ جو شخص طواف خانہ خدا کو جاے تو اُسکے آداب کی زیادہ تر
رعایت کرے نہ یہ کہ بے ادبانہ ننگا ستر کھولے آپ کو مخلوق مین رسوا کرے اور اس وسوسہ پر کہ اہل جاہلیت
جو اسلام سے پہلے تھے برہنگی کو طواف مین عبادت جانتے تھے تمسک کرے جسپر شیطان ہنسے اور
عجیب بات سنو کہ اگر احرام حج مین زنا واقع ہوا یک گروہ اثنا عشریہ کہتے ہین کہ حج مین کچھ
نقصان نہین ہوتا ہی بیشک ثمرہ اس ننگے ہونے کا یہی تو ہی اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ
یعنی جب بیحیا بنجائے تو جو چاہے سو کرے حالانکہ خدا تعالی فرماتا ہی فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا
جِدَالَ فِي الْحَجِّ ترجمہ پس نہ تو جماع ہی نہ بدکاری ہی نہ لڑائی ہی حج مین اور زنا سے بڑھکر اس دنیا مین
کوئی بدی اور رفث نہین ہی اور کہتے ہین کہ اگر احرام مین ایکبار کسی نے عمداً ظاہر گناہ کیا کفارت
واجب ہی اگر دوسری بار پھر یہ کام کیا کفارت واجب نہین ہوتی حالانکہ معنی جنایت یعنی گناہ
کے دوسری دفع اول دفع سے زیادہ تر ہین موافق نص قرآن کے اور مطلق عامد کو کفارت کا حکم

کیا ہی قولہ تعالی وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ الخ اور جسنے قتل کیا اُسکو تم سے عمداً پس بدلا
اُسکا ہی آخر آیت تک مسائل الجہاد وجہاد کو پانچ وقت کے ساتھ خاص کرتے ہین آنحضرتؐ اور
حضرت امیرؓ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور امام مہدی سوا ان پانچ وقت کے اور جہاد انکے نزدیک
عبادت کیا معنی جائز بھی نہین ہی حالانکہ الجہاد ماضٍ الی یوم القیامۃ یعنی جہاد قیامت تک جاری ہی یہ
نص متواتر ہی اور جو آیتین کہ جہاد کی ترغیب تاکید مین ہین اُن مین کوئی قید وقت اور زمانہ کی واقع
نہین ہوئی بلکہ بعض صریح اس بات کو بتاتی ہین کہ سوا ان پانچ وقتون کے بھی جہاد عبادت ہی اور سزاوار
اجر عظیم مثل یُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ الخ یعنی جہاد کرتے ہین وہ اللہ کی راہ مین کہ یہ آیت حق مین
خلیفۂ اول کے رفیقون کی ہی رضی اللہ عنہ اور سَتُدْعَوْنَ إِلَى قَوْمٍ الآیۃ خلیفۂ دوم کے لشکر کے
حق مین انکے نزدیک جو جہاد سوا زمانون مذکور کے ہی فاسد ہی اور جہاد فاسد مین لوٹ کی تقسیم خلاف
شرع ہی پس چاہیے کہ چھوکریان ماثورہ یعنی چھوکریان قید مین آئی ہوئین کسیکے ملک نہین اور تمتع انسے اٹھانا درست
نہین ایک فتوی عجب اس مشکل کے آسان کرنے کو انھون نے نکالا ہی صاحب فقہ مزورہ ابن بابویہ
نے اس فتوے کو امام صاحب وقت کی طرف لگایا ہی کہ وہ چھوکریان سب امام کی ملک ہین اور امام نے
اپنی چھوکریان شیعہ پر حلال کردین ہین پس اس حیلے سے تسری جواری ماثورہ جہاد فاسدہ مین
شیعہ کا درست ہی واہ واہ کیسی گران باتین جنکے بوجھ سے زمین آسمان کانپتے ہین کس بیحیائی وبیباکی
کے ساتھ اپنی فقہ کی کتابون مین جو مقام روشن ہونے دین وایمان کا ہی لکھتے ہین اور جب اہل سنت
اسکے برابر مین کہتے ہین کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے خولہ بنت جعفر یا مہ حنفیہ کو کہ خلیفۂ اول کے عہد
مین خالد بن ولید کے ہاتھ سے اسیر ہو کر آئی تھی تسری فرمائی جسکے پیٹ سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے
اگر جہاد اسوقت کا اور تقسیم اُس خلیفہ کی صحیح نہ تھی تو حضرت امیر نے کیون تصرف کیا اسکے جواب مین
کہتے ہین کہ ہمکو روایت صحیح پونہچی ہی حضرت امیر نے اُسکو اول آزاد کرکے پھر تزوج اپنا کیا تھا یعنی زوجہ
بنایا تھا لیکن یہ نہین سمجھتے کہ اعتاق لے آزاد کرنا بھی بدون ملک متصور نہین ہی پس اول مالک
ہوئے بعد اُسکے اعتاق کیا اور اعتاق بھی ایک قسم ہی تصرف سے وَبِہٖ یَثْبُتُ الْمُدَّعٰی اور
اس سے مدعا ثابت ہوتا ہی مسائل النکاح والبیع نکاح اور بیع کو بغیر زبان عربی کے تجویز
نہین کرتے یعنی اور زبان مین جائز نہین اور حال یہ کہ دنیا کے معاملات مین ہرگز اعتبار کسی

زبان کا کسی شریعت مین نہین۔ حضرت امیر نے اپنے وقت مین خراسان اور فارس کے
لوگون کو یہ تکلیف دی باوصف اسکے اپنے معاملات کو زبان عرب سے ٹھہرائے اور عقد کیے بلکہ
نکاحون اور ہر قسم بیع کو جو فارسیون اور خراسانیون نے اپنی زبان مین منعقد کیے تھے جائز
اور نافذ رکھا ہی اور کچھ عقل مین بھی نہین آتا ہی کہ زبان عربی کو نکاح اور بیع اور طلاق مین
کیونکر دخل ہوگا کہ اس زبان مین منعقد ہوئے اور معاملات کی صحت ٹھہرے اسلیے کہ ان معاملات
مین اپنی دلی بات ظاہر کرنا مقصود ہوتی ہی اور ہر قوم کے واسطے دلی بات ظاہر کرنے کو ایک زبان
ہی جسکی انکو عادت ہی اور کہتے ہین کہ دادا باپ کے ہوتے غیر کا مال بیچنے مین مختار اور ولی ہی
حالانکہ شرع اور عرف دونون مین مقرری باتون سے ہی کہ ولی اقرب کے ہوتے ولی بعید کو کسی
مقدمے مین کچھ دخل نہین ہی **مسائل التجارۃ** کہتے ہین تجارت مین مومن سے نفع لینا مکروہ ہی
اور خدا تعالی فرماتا ہی وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ اور حلال کی اللہ نے خرید فروخت وَقَالَ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ
تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ یعنی مگر یہ کہ ہو تجارت برضامندی باہم تمسے مومن غیر مومن اس
مقدمے مین برابر ہین اسواسطے کہ بنیاد تجارت و بیع کی حصول نفع پر ہے اور تو ارث جملہ امتون کا جملہ
وقتون اور شہرون مین اسکے برخلاف ہی اگر کوئی شخص چاہے کہ خاص دارالاسلام مین تجارت کرے
تو اسکو جائز نہین ہی کہ بعض شہر کثیر مثل ایران اور خراسان اور عراق اور عرب اور یمن کے اس فائدے
سے محروم رہین حالانکہ انبیا اور ایمہ نے تجارت باہم مومنین کے باوجود نفع لینے کے مقرر فرمائی ہی
مسائل الرہن و الدین کہتے ہین کہ رہن جائز ہی بغیر قبضے مرتہن کے اس شے پر جو بطور رہن رکھی ہی
اور شرع مین قبضے کو ضروریات اور لوازمات رہن سے ٹھہرایا ہی قولہ تعالی فَرِھٰنٌ مَّقْبُوْضَۃٌ
یعنی جملہ گرو جو مقبوضہ ہون اسلیے کہ بغیر قبضے کے وہ فائدہ جو رہن سے مقصود ہی ثابت نہین ہوتا
ظاہر ہی کہ اگر قبضہ نہو تو رہن گیرندہ کو رقبہ رہن کیے ہوئے مین کچھ دخل نہین ہی ملک رہن دینوالے پر اور
منافع اسکا بھی بے اذن اسکے نہین لے سکتا ہی پس جو کچھ ہی یہی ہی کہ عند الحاجت اس سے قرض
اپنا وصول کریگا اگر یہ بھی نہو پھر فائدہ رہن کا کیا ہوگا معہذا روایتین صحیحہ ایمہ سے ہین رَوَی
مُحَمَّدُ بْنُ قَیْسٍ عَنِ الْبَاقِرِ وَالصَّادِقِ اِنَّھُمَا قَالَا لَا رِھْنَ اِلَّا مَقْبُوْضًا روایت کی محمد
بن قیس نے باقر اور صادق سے کہ دونون نے کہا رہن ثابت نہین ہی مگر بالقبضہ اور کہتے ہین کہ

منفعت رہن کی جائز ہی اور ظاہر کہ صریح ربا یعنی سود ہی اور کہتے ہین کہ اگر کوئی کسیکی چھوکری کو
گرو رکھے اس چھوکری سے گرو گیرندہ کو وطی جائز ہی اور ظاہر کہ صریح زنا ہی اور کہتے ہین اگر کوئی
اپنی حرم یعنی چھوکری مملوکہ کو جسکے اس شخص سے اولاد ہوئی ہو کہ اسکو ام الولد بھی کہتے ہین گرو
رکھے جائز ہی اور اسکے ساتھ پروانگی دینی کہ گرو کنندہ کو دے کہ پیش و پس مین چاہے جدھر جماع
کرے نیز درست ہی شناعت مسئلہ اور مخالفت قواعد شرع کی کیسی ظاہر ہی اور کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص
قرض اپنا دوسرے پر اتار دے اور وہ دوسرا [illegible] اسکے اتار دینا لازم ہوجاتا ہی اسپر نقض سے
بوجہ [illegible] کی اور آیندہ شیعہ [illegible] اس حکم مین نہایت غرابت ہی یعنی کہین شریعت
مین نہین آیا کہ قرض کسیکا جب [illegible] دوسرا اسکے ذمے لازم [illegible] اسپر عاید نہین ہوتا اگر اسی مسئلے پر
عمل جاری ہو تو عجب فساد اٹھے ہر فقیر اپنے قرض دوام کو دے [illegible] اور اردوے معلی کے ساہوکارونپر
حوالے کرکے بری الذمہ ہوجاسکے اور ساہوکار [illegible] ہوگا دن کا جامع مسجد کی سیڑھیون کے فقیرونکے
حوالے مین [illegible] اور کر [illegible] اچھا تماشا [illegible]

مسائل الغصب و الامانة

کہتے ہین کہ ایک شخص نے کسیکا مال غصب کیا اور کسی نے [illegible] امانت رکھا امانت دار کو جب ہی
کہ بعد مرنے امانت رکھنے والے کے امانت سے انکار کرے حالانکہ حق تعالی نے انکار امانت مین
کیسی سختی فرمائی ہی اگر گنہگار رہی تو وہ غصب کنندہ ہی جسنے امانت رکھا ہی اسکے ذمے گناہ غصب کا ہی
اسکو انکار امانت کا کیونکر جائز ہوگا اور جھوٹ بولنا جھوٹی قسم کھانا کب روا ہوگا اور یہ بھی
کہتے ہین کہ اگر مالک اس مال مغصوبہ کا پیدا نہو [illegible] تلاش کرے پھر فقیرون کو خیرات کردے
اور غیر کا مال بدون اسکی اجازت کے خیرات کرنا شرع مین جائز نہین ہی قوله تعالى إِنَّ اللّٰهَ
يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ترجمہ اللہ حکم کرتا ہی کہ امانت والے کی امانت ادا کرو
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَىٰ مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ
ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر امانت اسکی جسنے تجکو امین ٹھہرایا ہی اور خیانت مت کر
اسکی جسنے تیری خیانت کی اور یہ نص صحیح ہی ابن مطہر حلی سے اور کہتے ہین کہ اگر کسی شخص نے کسیکا
مال غصب کرکے اپنے مال مین ایسا ملا لیا کہ دونون مین امتیاز نرہا مثلاً دودھ کے ساتھ دودھ روغن
کے ساتھ روغن دہی کے ساتھ دہی گیہون کے ساتھ گیہون پانی کے ساتھ پانی شکر کے ساتھ شکر

حاکم اُس سب مال کو اُسے دیدے جس سے اسنے غصب کیا ہی سبحان اللہ اس موقع پر صریح ظلم غصب کرنے والے پر ہوتا ہی اسواسطے کہ جسکا غصب کیا ہی اُسکا اسکے مال مین کچھ حق نہین ہی اور علاج ظلم کے ظلم سے نہین چاہیے اور یہ کہ اگر کسی شخص نے اپنے چھوکرے کے پاس امانت چھوڑی اور اجازت دیدی جب چاہے اُس سے جماع کرے انکے نزدیک جائز ہی اور اُس امانت وار کو پونہچتا ہی کہ بید غرک اُس سے صحبت کرتا رہے **مسائل العاریة** اگر ایک شخص نے ایک شخص سے کہا کہ جملہ نفعی اس چھوکری کے مین نے تجکو حلال کیے اُس شخص کو جماع اُس کنیزک کا حلال طیب ہی اور عاریت دینا فرج اپنی چھوکریون کی خواہ خاص فرج خواہ جیسے کہا ہی جمیع منافع ضمناً انکے نزدیک جائز ہی اور ام الولد کو بھی وطی کے واسطے عاریت دینا درست ہی کہ یہ سب احکام صریح خلاف نص قرآن کے ہین قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ترجمہ اور وہ لوگ فرجون کی حفاظت کرتے ہین سولے اپنی ازواج کے یا وہ مالک ہوئے اُن کے ایمان کے سو وہ رنج پانے والے نہین ہین اور جو کوئی خواہش کرے سوا اسکے تو وہ حد سے گذرنے والا ہی **مسائل اللقیط** کہتے ہین کہ بچہ ہوشیار اگر اپنے وارثون سے گم ہو کے کسیکو ملے اُسپر التفات کرنا اور اپنے گھر مین پالنا جائز نہین ہی حالانکہ ہوشیار بچے کے ساتھ بھی ضایع ہونیکا ڈر لگا ہی اور خبہ گر اور لوطی ایسے جنس عزیز کو بہت ڈھونڈھتے چاہتے رہتے ہین اُسپر التفات نہ کرنے مین بے شبہہ اندیشہ ہلاک کا ہی جیسا کہ تجربہ کیا ہوا ہی اسواسطے کہ وہ بچہ خورد سالی کے سبب سے موذی چیزون کی دفع سے عاجز ہی اور کسب نفقے سے لبس التفات اُسکا زیادہ موکد ہی التفات جانورون سے **مسائل الاجارة والهبة والصدقة والوقف** کہتے ہین اجارہ بے زبان عربی کے منعقد نہین ہوتا اور کہتے ہین جو کوئی جہاد کفار اور واسطے چوکیداری رہزنون کے آپ کو نوکر کرے اُسوقت مین کہ امام مہدی غائب ہین اُسکی اُجرت کا مستحق نہین ہی اسلیے کہ جہاد غیبت امام مین فاسد ہی بس اجارہ بھی اُسکا صحیح نہین اور کہتے ہین کہ اگر کسی شیعہ نے اپنی ام ولد کو کسیکا نوکر کیا خدمت اور اصیل گرے کیواسطے اور فرج اُسکی کسی دوسرے کے لیے حلال کر دی پہلا مستحق خدمت لینے کا ہی دوسرے کو وطی حلال ہی اور ہبہ کرنا بھی بغیر زبان عربی کے درست نہین ہی اگر کوئی ہزار بار کہے بخشیدم بخشیدم ہبہ نہین ہوتا اور کہتے ہین

کو بخشنا فقط وطی اپنی مملوکہ کا درست ہی اور فرج بھی عاریت ہوتی ہی اور اکثر امامین سے کہتے
ہین کہ پھیر لینا صدقے کا جائز ہی اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہی لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ مت باطل کرو اپنے صدقونکو
اور پیغمبر فرماتے ہین اَلْعَائِدُ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ یعنی پھیرنے والا اپنے صدقے کی طرف
ایسا ہی جیسے کتا اپنی قے کی طرف پھرتا ہی اور کہتے ہین کہ بلی کو وقف کرنا جائز ہی خدا جانے بلی مین
کیا فائدہ ہی اور اسکے ساتھ کونسا انتفاع جو وقف اسکا جائز ہوا بار خدایا شاید بلاؤ بلی کی جنتی مین
کام آتا ہوگا اور بالاتفاق کہتے ہین کہ چھوکری کی فرج وقف کردینا درست ہی بس وہ چھوکری خرچی
مین جانے لگے اور متعہ کرے اور اجرت اُسکی اُس شخص کو جسکے واسطے وقف کی ہی حلال ہی طیب مگر جیسے نوشجان فرمائے
لَعْنَةُ اللهِ عَلَى هٰذَا الْمَذْهَبِ لعنت خدا کی اس مذہب پر اب تو شریعت مین اور بوندیلے راجاؤن کے
آئین مین فرق نرہا **مسائل النکاح** کہتے ہین باوجود خواہش نکاح نکرنا مستحب ہی اور یہ خلاف
سنت انبیا اور اوصیا کے ہی اسلیے کہ خود بھی نکاح کیا ہی اور اور ونکو بھی نکاح کرنے کو فرمایا ہان انبیا اور
اوصیا کو یہ مسئلہ معلوم نتھا کہ خواہش جماع کی متعہ اور مانگے کی فرج سے بھی ٹل سکتی ہی نکاح کا بوجھ سر پر
رکھنا کیا ضرور اور کہتے ہین کہ نکاح اُن ایام مین جو قمر عقرب مین ہو مکروہ ہی ایسے ہی اگر تحت الشعاع
مین ہو جسکو چاند کا چھپنا کہتے ہین لیکن یہ سب باتین مخالف مقاصد شرع کے ہین جسنے نجوم کو باطل
ٹھہرایا ہی بلکہ مخالف اصول ملت ابراہیم حنیف والون اور موافق صابئین کے اور یہ بھی کہتے ہین کہ
جبتک عورت نو برس کی نہو دخول حرام ہی اگرچہ موٹی اور قوی ہو اسکی بھی شرع مین کچھ اصل نہین
اور کہتے ہین کہ نکاح حلال مین یہ شرط کر لینا کہ اتنی دفعہ دن مین جماع کرونگا اور اتنی دفعہ رات مین
اور ایک مہینے مین اتنی انکی تعداد اور وقت کر لینا جائز ہی اور اس شرط کے موافق دونون طرف سے مطالبہ
اور مواخذہ ہوسکتا ہی حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہی وَلٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا
ترجمہ اور وعدہ مت کرو اُن سے زنانون مقررہ پر خفیہ مگر جو بات کہو وہ قول معروف ہو اور کہتے ہین
حالت حیض مین وطی دبر منکوحہ و مملوکہ اور چھوکری عاریتی اور وقف اور امانت اور عورت متعہ
سبکے ساتھ جائز ہی لیکن خدائے تعالیٰ فرماتا ہی قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ترجمہ
کہہ حیض نجاست ہی پس بچو عورتون سے اور کنارہ کرو حالت حیض مین خیال کرو بسبب نجاست
حیض کے فرج کو حرام کیا ہی بسبب نجاست گہُ کے دبر کیونکر حرام نہوگی کہ ہر وقت یہنا پاکی اسمامین جو دبر کے

متصل ہی موجود رہتی ہی اور پیغمبر فرماتے ہین مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتَی اِمْرَاَۃً فِیْ دُبُرِہَا لعنت کیا گیا ہی جو
عورت کی سی نزدیکی کرے دبر کے ساتھ اور یہی فرمایا اِتَّقُوْا مَحَاشَ النِّسَاءِ اَیْ اَدْبَارَھُنَّ وَھُوَ
خَبَرٌ صَحِیْحٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ نَصَّ عَلَیْہِ الْمِقْدَادُ یعنی بچاؤ تم محاش عورتون کی کہ وہ دبر ہین اور یہ خبر
صحیح متفق علیہ ہی جسپر نص کی ہی مقداد نے اور اس خبر مین بعلت حرمت کے اشارہ فرمایا کہ یہ ٹھکانا
براز و ناپاکی کا ہی مثل پاخانہ کے اسواسطے کہ محشہ پاخانہ کو کہتے ہین لغت عرب مین وَمِنْہُ قَوْلُہٗ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الْحُشُوْشَ مُحْتَضِرَۃٌ بیشک حشوش بچنے کی چیز ہین اس موقع پر بعض ناواقفون تشریح
کے دل مین شبہہ گذرتا ہی کہ فرج بھی توجگہ پیشاب و ناپاکی کی ہی پھر اس جگہ کو کیون حلال کیا ہی اور اس
شبہہ کا دفع اس عضو کی تشریح سمجھنے سے ہو سکتا ہی فن تشریح مین ذکر کیا ہی کہ عورت کے فرج مین تین سوراخ
مین سب سے اوپر ایک سوراخ ہی مثانے تک کہ وہ پرنالہ پیشاب کا ہی اُسکے بعد ایک سوراخ باریک ہی آنتون سے
لگا ہوا کہ اُس راہ سے کسی وقت ہوا نکلتی ہی اور سب سے نیچے ایک سوراخ ہی وسیع کہ جماع کے وقت ذکر
اُسمین جاتا ہی کہ یہ متصل رحم کے ہی خون حیض کا اور بچہ اسی راہ سے نکلتا ہی پس فرج مین جماع کی جگہ کسی
وقت ناپاک نہین ہوتی مگر ایام حیض مین کہ اُسمین جماع حرام ہی بخلاف دبر کہ اسکی ایک راہ ہی متصل
بامعا کہ کنہ براز و نجاست غلیظہ کا ہی مسائل المتعۃ کہتے ہین متعہ دوریہ کا ہرچند اثنا عشریہ ہمارے
زمانے اور ملک کے انکار کرتے ہین لیکن محقق انکے کہتے ہین کہ ہماری کتابون سے ثابت ہی اسکا انکار جائز
نہین چنانچہ کہا ہی کہ یَجُوْزُ اِنْکَارُہٗ صورت اسکی یہ ہی کہ ایک گروہ ایک عورت سے متعہ کرین اور دوریکی
باری ٹھہرائین اور ہر ایک اُس عورت سے جماع کرے اور حال یہ کہ تمام شریعتون مین دو پانیونکا ایک بچہ دانی مین
ملانا درست نہین رکھا ہی اور رہا یہ لا امتیاز آدمی کا حیوانات سے نسب ہی ہی کہ بجز آدمی کے اور مین یہ حفظ نہین
اسیواسطے حفظ نسب کو ضروریات خمسہ سے کہ ہر ملت مین انکی حفظ کا حکم ہی فرمایا ہی داخل کیا ہی اَوَّلُھَا حِفْظُ
النَّفْسِ ثُمَّ حِفْظُ الدِّیْنِ ثُمَّ حِفْظُ الْعَقْلِ ثُمَّ حِفْظُ النَّسَبِ ثُمَّ حِفْظُ الْمَالِ یعنی ضروریات خمسہ سے اول
حفظ نفس ہی پھر حفظ قرض پھر حفظ عقل پھر حفظ نسب پھر حفظ مال لہذا خونکا بدلا اور جہاد اور قائم کرنا
حدود کا اور حرام ٹھہرانا منشی چیزونکا اور زنا اور متعہ اور چوری اور غصب یہ سب بتاکید تمام شریعت
مین آیا ہی لیکن اس صورت مین اس امر ضروری کا جواب صاف ہی اور حیا و غیرت اور پاس ناموس کا کہ تمام
ملت صادقہ اور مذہب باطلہ یعنی یہود اور جو انکے ضد ہین سب مین یہ باتین مذموم و مردود ہین جڑ بنیاد سے

کھود ڈالتا ہی بلکہ اگر عاقل اصل متعہ کو سوچے تو جان لے کہ اس عقد فاسد مین کیسے مفسدے ہین کہ جملہ خلاف شرع اور ضد حکم آلہی کے ہین انھین سے یہ کہ اولاد ضایع ہوتی ہی اور گویا معناً انکو مار ڈالنا ہی اسواسطے کہ جب اولاد اسکی ہر شہر اور ہر کانون مین پونہچی اور پریشان ہوئی اُسکے پاس نہی تو انکی پرورش اور تدبیر کے لیے اسکا پونہچنا غیر ممکن ہوا اور مثل اولاد زنا کے بے تربیت ٹرہی اور اگر بالفرض وہ اولاد لڑکیون کی قسم ہون تو اور زیادہ رسوائی ہی اسواسطے کہ اپنے کفو مین نکاح اُنکا ہوسکیگا اور منجملہ انکے ہی وطی موطوۂ باپ اور بیٹی کے نکاح سے یا متعہ سے بلکہ وطی دختر اور دختر کی دختر اور دختر پسر اور خواہر اور دختر خواہر کے اور سوا انکے جو عورتین حرام ہین بعض صورت مین خصوص مدت دراز مین کسواسطے کہ ایک مہینے تک علم حمل عورت کا حاصل نہین ہوتا خصوصاً اتفاق متعہ کا سفر مین پڑے اور وہ سفر بھی لنبا ہوا اور ہر منزل مین نیا متعہ کرنا پڑے اور ہر متعہ سے اولاد لاحق ہوا اور بعض اُن اولاد سے لڑکیان ہون اور یہ شخص پندرہ برس بعد اُس سفر سے لوٹے یا لڑکا اُسکا یا بھائی اُسکا اُن منزلون پر گذر کرے اور اُن لڑکیون سے متعہ کرے یا نکاح کرے اور اسی قسم سے تقسیم میراث کی ہی اسکی جسنے بہت سے متعہ کیے ہون کیونکہ وارث اُسکے معلوم ہین نہ انکی گنتی معلوم نہ نام نہ ٹھکانا اُنکا بس حکم میراث کا بیکار رہا ایسی ہی بیکار رہی میراث اُن لوگون کی جو متعہ کی اولاد ہین اس سبب سے کہ انکے باپ بھائی معلوم نہین ہین اور جسوقت تک کہ حصر وارثون کا گنتی مین معلوم نہو جائے میراث کا تقسیم ہونا ممکن نہین اور جب تک صفات ورثہ کے کہ مرد ہین یا عورت ہین و محجوب ہین یا محروم معلوم نہون ایک وارث کا حصہ بھی معین نہین ہوسکتا الحاصل اگر متعہ حلال کیا جائے تو اسکے ضمن مین برہمی حکم شریعت خصوصاً نکاح اور میراث کے صریح لازم آتی ہی اسکی تفصیل فوائد القلوب مین کہ اہل سنت کے ایک محقق کی ہی دیکھنا چاہیے اور یہ باتین حلال کردینی چھوکریون اور امہات اولاد مین متعہ سے زیادہ لازم آتی ہی بس نوع انسان مین فساد عظیم برپا ہوتا ہی اسیواسطے خدائے تعالی نے اپنی کتاب محکم مین حصر فرمادیا ہی اسباب وطی حلال کو دو چیز مین ایک نکاح صحیح ظاہر التابید دوسرے ملک یمین یعنی جو کنیز کہ جہاد سے لائین یا زر خرید ہو کہ ان دو عقد کے سبب سے عورت و مرد مین پورا اختصاص حاصل ہوتا ہی اور قید و حمایت آدمی مین رہتی ہین اور حفاظت اولاد اور وارث کے جیسے چاہیے ثابت ہوتی ہی اور اسی مضمون کو دو سورہ مین تاکید کے واسطے مکرر فرمایا ہی قولہ تعالی

اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سورہ مومنون مین اور سورہ معارج مین یعنی مگر
ازواج یا ملک یمین پر اور اسکے پیچھے ہووے پھر فرمایا فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ
یعنی جو خواہش کریگا سوا اسکے وہی حد سے باہر نکلا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ عورت متعہ زوجہ نہین ہے
ورنہ میراث اور عدۃ اور طلاق اور نفقہ اور کسوت اور اور جو کچھ زوجیت کو لازم ہین اسکو بھی
ثابت ہوتے نہ ملک یمین ہے والا بیع اور ہبہ اور اعتاق اسکا جائز ہوتا ہے پس شیعہ بھی اقرار کرتے ہین
کہ زوجیت درمیان مرد و عورت متعہ کے حاصل نہین ہوتی ہے کتاب اعتقادات مین ابن بابویہ کی
صریح موجود ہے کہ اَسْبَابُ حِلِّ الْمَرْأَةِ عِنْدَنَا اَرْبَعَةٌ اَلنِّكَاحُ وَمِلْكُ الْيَمِيْنِ وَالْمُتْعَةُ وَالتَّحْلِيْلُ
الخ یعنی سبب حلال ٹھہرنے عورت کے چار ہین نکاح ملک یمین متعہ تحلیل اور یہی حق تعالیٰ فرماتا ہے
فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اگر ڈرو کہ کئی منکوحہ ہونے سے
عدل نہین ہوسکیگا تو ایک عورت پر بس کرو یا اپنی چھوکریون کے ساتھ حاجت روائی کرو بس
یہان کہ بیان کرنیکا موقع تھا سکوت کرنا صریح بغرض فائدہ حصر کے ہے خصوصاً مقام تو مقتضی اسکا ہے
کہ جن مین عدل واجب نہین ہے سب کا ذکر ہوتا بلکہ متعہ اور تحلیل ہی کو اس امر مین پیشقدمی ہے
اسلیے کہ نکاح اور ملک یمین مین آخر بعض حقوق واجب ہوتے ہین جنکے ترک سے ظلم تصور کیا جاتا ہے
بخلاف متعہ کے کہ سوائے اجرت مقرری کے کوئی حق واجب نہین ہوتا اور تحلیل کا تو کیا کہنا محض
حلوا بے دود ہے سوائے احسان اٹھانے مالک فرج کے کوئی بات اپنے ذمے نہین ہوتی اور یہی حق تعالیٰ
فرماتا ہے وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اور چاہیے
کہ پاک دامنی پکڑین وہ لوگ کہ نہین پاتے ہین نکاح کو جبتک کہ غنی کرے اللہ انکو اپنے فضل سے
پس اگر متعہ اور تحلیل جائز ہوتی تو اللہ تعالیٰ حکم عفت اختیار کرنیکا کیون فرماتا اور یہی خدائے تعالیٰ
نے فرمایا ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِمَّا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ترجمہ اور جو کوئی کہ نپاوے
تم مین مقدور اسکا کہ نکاح مین لائے بیبیان مسلمان تو جو ہاتھ کا مال ہین تمھارے آپس کی
لونڈیان یہ اسکے واسطے ہے کہ جو کوئی ڈرے تم مین تکلیف مین پڑنے سے وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ
لَّكُمْ اگر صبر کروگے بہتر ہے تمھارے واسطے اگر متعہ اور تحلیل جائز ہوتی خوف رنج اور حاجت

مہر کی نکاح مین کیون ثابت ہو گی اور یہ جو کہتے ہین کہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ
فَرِيضَةً ترجمہ پھر جو کام مین لاؤ تم اُن عورتون مین سے اُنکو دو اُنکے حق مین جو مقرر ہوا یہ آیت
متعہ کے حق مین نازل ہی غلط محض ہی اور اسکی روایت جو عبد اللہ ابن مسعود سے کرتے ہین بالکل افترا ہی
اگرچہ اہل سنت کے غیر معتبر تفسیرون مین بھی نقل کرین اسواسطے کہ نظم قرآن کے خلاف ہی اور جو تفسیر کہ
خلاف نظم قرآن کے ہو گو کسی صحابی سے روایت کرین قابل ماننے اور سننے کے نہین ہی اس سبب سے
کہ حق تعالی نے اول اُن عورتون کو جو حرام ہین بیان فرمایا ہی جیسے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ
مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ تک ترجمہ حرام کی گئین تمپر تمھاری مائین اور نکاح بندھی عورتین مگر
جنکے مالک ہو جائین تمھارے ہاتھ پھر فرمایا وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ اور حلال ہوئین تمکو جو اُن کے
سوا ہین پھر فرمایا أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ یعنی اِس شرط سے کہ اپنا مال خرچ کرو مہر اور نفقے مین پس
حلال ہونا فرج کا اور عاریت اُنکی اس شرط سے باطل ہوئی اسلیے کہ وہ مفت کا سودا ہی پھر فرمایا مُحْصِنِينَ
غَيْرَ مُسَافِحِينَ یعنی قید مین لانے کو نہ مستی نکالنے کو قید سے مراد محافظت تا دوسرے سے ربط نہ پیدا
کرین پس متعہ اس سے باطل ہوا اسوجہ سے کہ متعہ مین احتیاط خصوصیت کے مطلق نہین ہوتی متعہ والی
عورت کا ہر مہینے مین ایک یار ہی اور ہر سال مین ایک بغل و در کنار پھر حلال ہونے نکاح پر متفرع
فرمایا ہی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ الخ یعنی جب نکاح مین مہر مقرر ہوا اگر تم نے دخول و جماع سے
فائدہ اٹھایا تو کل مہر تمپر لازم ہوتا ہی نہین تو نصف مہر اب اس آیت کو اپنے ماقبل کے کلام سے
الگ کر دینا اور ابتدائے کلام پہ قیاس کرنا موافق اعتبار عربیت کے صریح بیہودہ ہی اسواسطے کہ حرف فا
الگ کرنے سے منع کرتا ہی اور نیز ابتدا سے اور پچھلے کلام کو پہلے کلام سے ربط دیتا ہی اور یہ جو روایت
کرتے ہین کہ عبد اللہ بن مسعود اس آیت کو اس لفظ کے ساتھ پڑھتا ہی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ
إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى اول تو اس روایت کی صحت مین حرف ہی یون کہ کتب معتبرہ مین نہین پائی گئی
دوسرے اگر روایت بھی ثابت ہو تو قرات منسوخ ہو گی اور ایسی قرات سے احکام ثابت نہین ہوتے
نہ کار آمد کسواسطے کہ نہ وہ قران رہی نہ خبر خاص ایسے حال مین کہ اور آیتین قرآن کی صریح اُس کے
خلاف ہون تیسرے اگر ان سب سے ہم درگذر بھی کرین پھر بھی متعہ پر نہین دلالت کرتے اسوجہ سے کہ الی اجل مسمی
متعلق استمتاع سے ہی نہ عقد اور متعہ کے مدت مقرری متعلق نفس عقد سے ہوتی ہی نہ استمتاع سے

بس معنی آیت کے یون ہونگے کہ اگر عورتون منکوحہ سے تمتع پایا یا مدت مقرری تک تو پورا مہر ادا کرو اور
فائدہ اس عبارت کے بڑھانیکا یہ ہی کہ کوئی وہم نہ کرے کہ تمام مہر کا ادا کرنا تمام مدت نکاح کے گذر جانے پر
معلق ہی جب تمام مدت گذر جائے تب تمام کا ادا کرنا واجب ہی جیسا کہ عرف مین مشہور ہی کہ ایک ثلث مہر کو
معجل کرتے ہین یعنی جلدی دینا اور دو ثلث کو موجل یعنی کسی وعدے پر جب تک نکاح باقی رہے لیکن یہ
وعدہ بسبب تصرف زن اور اُسکے اختیار کے حاصل ہوتا ہی ورنہ حکم شرع یہ ہی چاہے بعد ایک جماع کے کل کا
مطالبہ کرے اور اگر الی اجل مسمّےٰ قید عقد کے ہوجا یسے کہ متعہ شیعہ کے نزدیک عمر بھر ہمیشہ کو درست ہو
حالانکہ باجماع شیعہ درست ہی اور سیاق آیت کا بھی جو قول اللہ تعالی کا ہی وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
طَوْلًا الآیۃ نکاح کے مقدمے مین ہی یعنی اگر اتنا مال نہین رکھتے ہو کہ مہر و نفقہ آزاد عورتو نکا دے سکو تو
نکاح اپنے بھائیون دینی کے لونڈیون کے ساتھ کرو پس درمیان مین قطع کلام کرنا اور درمیان کی عبارت کو متعہ پر
قیاس کرنا صریح تحریف کلام اللہ کی ہی بلکہ اگر کوئی سیاق اس آیت مین تامل کرے متعہ کا حرام ہونا پائیگا
اسلیے کہ اِس آیت مین چھوکریون کے نکاح پر اکتفا فرمایا ہی اگر متعہ کو کلام سابق مین حلال کردیتے تو مَنْ لَّمْ
يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا کیون کہتے اس سبب سے کہ جب مقدور یہ نہین ہی کہ حرہ عورت سے نکاح کرے تو جماع کی
ضرورت نکالنے کو متعہ کیا تھوڑا تھا بلکہ بحکم لِكُلِّ جَدِيدٍ لَذَّةٌ ہر نئی چیز کی لذت جدا ہی نہایت خوب و بہتر
معلوم ہوتا تھا چھوکریون کے نکاح ایسے تقید و تشدد اور شرطون اور قیدون کے ساتھ حلال کرنیکا کیا کام تھا
الحاصل یہ پانچون آیتین قرآن کی ظاہر بتاتی ہین کہ متعہ حرام ہی اور یہ ایک آیت کہ شیعہ نے اپنے گمان مین
متعہ حلال ہونے پر قیاس کی ہی اُسکا حال معلوم ہوا کہ حقیقت مین اُسکا اُلٹا معاملہ ہی اور اُسکے ساتھ شیعہ
کی طرف استدلال ہی اور مخالف کی طرف منع اور مانع کے واسطے صرف احتمال کافی ہی پھر کیا ٹھکانا اسکا کہ ظاہر
اور متبادر بھی ہو یعنی ذہن اُسی طرف جائے اور استدلال مین اگر یوبھی احتمال کی ہو تو یہ بھی اُسکو باطل
کرتی ہی نہ کہ قوی اور غالب احتمال ہو مسائل الرضاع والطلاق مسئلہ رضاع مین کہتے ہین کہ اگر پندرہ
دفعہ بچہ سیر ہوکے دودھ پی لے برابر بلا فاصلہ حرام ہوجاتا ہی اور اگر پندرہ دفعے ایسے ہی دودھ پیا ہو مگر
برابر نہین فاصلے کے ساتھ تو حرام نہین ہوتا حالانکہ دس بار کا حکم کلام اللہ مین سو باجماع امت منسوخ
ہوا لیکن کلام اللہ مین پانچ زیادتی اور قید پے درپے کے نہتھی یہ زیادتی اور قید انکی نکالی ہوئی ہی اور جو
حکم کہ منسوخ ہوگیا اُسکو باقی رکھنا اپنی طرف سے شرع پیدا کرنا اور مخالف حکم الٰہی کے ہوتا ہی اور خود ایسے

روایت کرتے ہین کہ دو دھ پینا بقید مدت شیر خوارگی مین موجب حرمت کا ہی خواہ دس دفعہ شیر خوارگی
ہو خواہ اس سے کم حال آنکہ وہ مقام مقام احتیاط کا ہی یہان عمل احوط کے ساتھ مد کار ہی کہ مقدمہ حرمت
نکاح کا ہی تو بری الذمگی یقیناً ثابت ہو چنانچہ موافق واجب ہونے عمل بالاحوط کے اس قسم کے مونومین
انکے شیخ مقدلو نے کنز العرفان مین جو بحث کفارۂ یمین کی لکھی ہی اُسمین تصریح کی ہی اور کہتے ہین کہ طلاق بغیر
زبان عربی کے نہین ہوتی بیہودگی اس مسئلے کی خوب ظاہر ہی حاجت بیان کی نہین اور عجب یہ کہ اگر مرد
ہزار دفع اپنی عورت سے کہے کہ اَنْتِ مُطَلَّقَۃٌ وَاَنْتِ طَلَاقٌ یعنی تو طلاق دیگئی ہی اور تو طلاق ہی یعنی
قید نکاح سے رہا شدہ ہرگز انکے نزدیک طلاق نہین واقع ہوتی ہان اگر کہے طَلَّقْتُكِ یعنی طلاق دی مین نے
تجکو حال یہ کہ شارع نے ان دونون صیغون کو بھی طلاق مین گنا ہی اگرچہ اصل وضع ان دونون صیغونکی
واسطے اخبار کے ہی کہ طلاق سے خبر دیتے ہین بس طَلَّقْتُكِ بھی ایسا ہی ہی معنی انشائیہ کے واسطے کوئی
سلک کی ترکیب کے لغت مین موضوع نہین ہی ہر جگہ یہی لفظ اخبار کے کام مین لاتے ہین جیسے اَنْتِ حُرٌّ
وَاَنْتِ عَتِیْقٌ یعنی تو آزاد ہی اور تو بیقید ہی اور خود یہ لوگ طلاق واقع ہونے کے قائل ہین اُس صورت
مین کہ کوئی کسی سے پوچھے هَلْ طَلَّقْتَ فُلَانَۃً کیا طلاق دی تو نے فلان کو بس وہ شخص کہیگا نعم حال آنکہ
یہان صریح اخبار مراد ہی نہ انشا ورنہ جواب استفہام مین کسطرح واقع ہوتا اور کہتے ہین بغیر دو گواہون کے
طلاق درست نہین ہوتی جیسے نکاح اور شرع سے قطعاً معلوم ہی کہ گواہ طلاق رجعی اور طلاق محض ہین واسطے
جھگڑے قطع کرنے کے مستحب ہین نہ یہ کہ وجود حضور دو گواہونکا شرط طلاق کی رجعت تک ہی مثل نکاح
اور تواارث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ائمہ کے وقت تک بھی ہوتا آیا کہ طلاق کے وقت ہرگز گواہ
نہین بلاتے تھے اسواسطے کہ طلاق و نکاح مین فرق ہی وجہ فرق کی یہ کہ نکاح کو اعلان ضرور ہی تا زنا سے
جدا رہے اور محل تہمت نہو بس اقل حد اعلان کے دو گواہ مقرر فرمائے ہین بخلاف طلاق کہ اُسمین اعلان
ضرور نہین ہی لِعَدَمِ الْتِبَاسِهٖ بِشَیْءٍ حَتّٰی یُمَیَّزَ وَلِعَدَمِ التُّھْمَۃِ فِیْ تَرْكِ الصُّحْبَۃِ وَالْجِمَاعِ
یعنی اس سبب سے کہ طلاق مین کسی چیز سے التباس نہین ہی تاکہ جدا کیجاے اور نہ محل تہمت ہی اسواسطے کہ
صحبت و جماع ترک ہو جاتا ہی بس طلاق مثل بیع اور اجارے اور جملہ عہدون کے ہی کہ اگر انکار کے خوف
سے گواہ حاضر کرین کہ وہ عقد بپایۂ ثبوت کو پہنچے بنہا دالا کچھ ضرور نہین ہی اور کہتے ہین کہ کتاب سے
طلاق واقع نہین ہوتی اگر خاوند موجود ہو حال آنکہ فرق حاضر و غائب ہونے خاوند کا خلاف قاعدہ

شرع کے ہو اسواسطے کہ طلاق واقع ہونے مین ہرگز حاضر و غایب ہونا خاوند کا اعتبار نہین کیا ہو کسی باب مین
بس یہ فرق نکالنا اپنی شرع قائم کرنا ہی اور اپنی طرف سے راہ نکالنا آور کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص جسکا ذکر مقطوع
ہو خصیتین سلامت ہون کسی عورت سے نکاح کرے اور بعد خلوت صحیح کے طلاق دے عدت واجب نہین ہوتی
اور خود ایسے شخص سے ثبوت نسب کے قائل ہین اگر کوئی لڑکا پیدا ہو احتمال علوق یعنی خون عورت کا
نطفۂ مرد کے ساتھہ رحم مین جم جانا جو ابتداے حمل ہی ہونیکا اس شخص سے حاصل ہوتا ہی پھر عدۃ کیون نہین
واجب ہوگی اسلیے کہ عدۃ علوق کے لیے واجب ہی تا معرفت علوق کی حاصل ہو اور ممکن ہونا علوق کا
اس شخص سے موافق قواعد طبیہ کے ثابت و صحیح ہی اسوجہ سے کہ منی کا ٹھکانا خصیے ہین نہ ذکر پس احتمال ہی
کہ رگڑنے کے وقت اُسکے سوراخ سے منی نکل سکے عورت کے بچہ دان کے مونہہ مین پہونچگئی ہو اور رحم نے
اسکو فوراً جذب کرلیا ہو اور لڑکا پیدا ہوا بخلاف اُسکے جسکے خصیے کٹے ہوئے ہون کہ اُس سے منی کا
پیدا ہونا ممکن نہین ہی گو ذکر اُسکا سلامت ہو آور کہتے ہین ظہار یعنی مرد عورت سے کہے کہ تو مجہپر میری
مان کی پشت ہی کہ اس کہنے سے عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہی جب تک کفارہ نہ دے واقع نہین ہوتا جو
شوہر واقع کرنے ظہار سے اپنی زوجہ کا اضرار ترک وطی کے ساتھہ چاہے حالانکہ شارع کا قصد واجب
کرنے کفارت سے بند کرنا باب اضرار کا ہی پس اگر اضرار مین کچھ واجب نہو مناقضت مقصود شارع سے
لازم آوے اور اسکے ساتھہ مخالفت نص کتاب و احادیث اور خبرون ایمہ کی ہی جنمین کچھ قید نہین اور انکی
کتابون مین بھی صحیح و مروی آور کہتے ہین کہ اگر ظہار کرنے والا نقد کفارت ادا کرنے مین عاجز ہو تو اٹھارہ
روزے رکھے یہی کافی ہین آور ظاہر ہی کہ یہ حکم کرنا اپنی طرف سے شرع نکالنا ہی خلاف مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کے
ہرگز شرع مین اسکی کچھ اصل نہین خلاف نص کتاب کے ہی آور لعان ہین کہ وہ اپنی زوجہ کو تہمت زنا کی لگانا
ہی زوجہ کا مدخول بہا ہونا شرط کرتے ہین اور یہ ہی کہ تہمت بزنا مین جیسے عار کہ مدخول بہا کو لاحق ہوتی ہی
اس سے زیادہ غیر مدخول بہا کو لاحق ہوتی ہی آور لعان واسطے مٹانے عار تہمت کے ہی اور اسکے ساتھہ
مخالفت نص کتاب کی قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ
اَنْفُسُهُمْ الخ بے قید مدخول کے آیا ہی ترجمہ اور وہ لوگ کہ اپنی بیبیون کو تہمت لگاتے ہین اور سوا انکی ذات کے
کوئی گواہ نہین ہی الغرض ایسے حکمون سے انکے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ مقاصد شریعت کو نہین سمجھے ہین
اور اپنی طرف سے موافق اپنی عقل ناقص کے چیزین تراشی ہین **مسائل العتاق والایمان** کہتے ہین کہ

بلفظ عتق کے عتق واقع نہین ہوتا عتق کے معنی آزاد ہونا اور یہ عجب حکم ہی جسپر لڑکے بھی ہنستے ہین اور
کہتے ہین فَكُّ رَقَبَةٍ سے بھی عتق واقع نہین ہوتا لیکن قرآن مجید مین کتنی جگہ عتق رِ فکِ رقبہ سے
تعبیر کیا ہی اور یہی کہنا ابن بابین حقیقت شرعی ہوا قولہ تعالیٰ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ الخ اور یہ بھی کہ غلام
یا چھوکری مذہب مین مخالف اثنا عشریہ کے ہون عتق اُنکا صحیح نہین ہوتا ہی اس حکم بیجا کا کوئی ماخذ کتاب
وسنت سے نہین ہی سواے تعصب کے بلکہ بموجب رواتیون صحیحہ ایمہ کے جنکا سابق ذکر کیا گیا ایمان اہل سنت کا
صحیح ہی انھین کو بشارت نجات کی ہی اور یہ بھی کہتے ہین کہ اگر غلام مجذوم ہوجائے یا اندھا یا مقعد یعنی
لنگڑا خود بخود آزاد ہوجاتا ہی بے آزاد کیے مالک کے حال آنکہ خلاف قاعدہ شرع کے ہی کہ کسیکا مال معیوب
ہونے سے اُسکی ملک سے نکلجائے بلکہ بدون رادے مالک کے مال اُسکا ہرگز شریعت میں اُسکی ملک سے نہین نکلتا ہی
اور اُسکے ساتھ کہ مقصد شرع کا مناقض ہی اس سبب سے کہ آزاد کرنے مین نفع غلام کا ہی اور اسیواسطے شرعًا
مقرر ہوا ہی لیکن اس صورت مین بالکل ہلاک اُسکا ہی اس لیے کہ ان عوارض کے سبب سے اپنی کمائی اور
تلاش معاش سے گیا اور نفقہ اور لباس اُسکا جو ذمے مالک کے تھا اُسکی اپنے ذمے پڑا اب وہ بیچارہ کیا کریگا
اگر کہین اُسکو یہی نفع ہی کہ خدمت سے بچا ہم کہین گے مالک کو تکلیف خدمت کی نہین پونہچتی کہ اُسکی خدمت
کرنا پڑیگی اور نفقہ لباس بمقابلہ ملک کے ہی نہ مقابلہ خدمت کے اکثر غلام چھوکری بسبب ایام المرض اور
اور عوارض کے خدمت نہین کرتے البتہ اُنکا حکم اخیر یہ ہی کہ جبتک خدمت نہ بجا لائے اُسکی مزدوری اُسکو
نہ دے اور جو خدمت سے باز رہے موقوف کرے حکم مملوکی سے اور کہتے ہین کہ اگر نطفہ سید کا چھوکری کے
پیٹ سے نکلجائے ام ولد ہوجاتی ہی یہ عجب مسئلہ ہی کسواسطے کہ اس صورت مین چھوکری موطوءہ پر ولد
ہوگا اسلیے کہ عادت عورتون کی یہی ہی کہ بعد جماع کے نطفہ گرادیتی ہین مگر جسوقت کہ حمل پکڑین اور
نطفہ متعلق ہو پھر بھی تجربہ مین آیا ہی کہ بقدر انعلاق کے بچا تا ہی باقی نکل آتا ہی اور یہ نہین سمجھتے خروج
نطفے کا اگر دلیل ہو تو دلیل عدم انعلاق کے ہو اور جب انعلاق نہین ہوا تو چھوکری ام ولد کیونکر ہوجائیگی
ام ولد ہونا تو اُسکا انعلاق ولد سے متعلق ہی بلکہ پوری پیدایش ولد کی ظاہر ہی کہ ایک چیز کسی شے کے
اجزاے مادیہ سے اگر کسی کو ملجائے تو نہین کہ سکتے کہ وہ شے اُسکے پاس ہی مثلاً ایک تاگا کسی کپڑے کا اور
کہتے ہین اگر چھوکری کو کسی شخص نے کسی شخص کے پاس گرو رکھا اور مرتہن نے اُس سے وطی کی اور لڑکا
پیدا ہوا وہ ام ولد مرتہن کی ہوئی حال آنکہ وطی مرتہن کی صاف زنا ہی اِذْ لَا مِلْكَ لَهُ وَلَا تَحْلِيْلَ عِنْدَهُمْ

اسواسطے کہ اُسکی ملک نہین ہی اور نہ تحلیل ہی اُنکے نزدیک اور اگر تحلیل بھی ہو تو تحلیل بھی اسی فرقے کے
نزدیک موجب لزوم ولدیت نہین ہوتی اور کہتے ہین کہ قسم بیٹی کی بے اذن باپ کے اُس فعل مین جو
واجب نہین ہی یا اُسمین ترک بُرائی کا بھی نہین ہی ایسے ہی عورت کی بغیر اذن شوہر کے فعل غیر واجب
اور ترک قبیح مین مضبوط و منعقد نہین ہوتی ہی یہ صریح مخالف نصوص قرآن کے ہی جو اطلاق کے
ساتھ نازل ہین قولہ تعالی وَلٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ لیکن باخوذ کریگا تمکو اُس بات مین
جو تمھارے دلون نے کمائی کی ہی و قولہ تعالی وَلٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ لیکن مواخذہ
کرتا ہی تمسے محکم باندھنے پر برائی کے بان توریت مین مذکور ہی کہ نذر زوجہ کی بے اذن شوہر کے اور چھوٹے
لڑکے کی بے اذن باپ کے منعقد و محکم نہین ہوتی لیکن معلوم نہین کہ یہ حکم اصلی ہی یا تحریف کیا ہوا اور
صورتیکہ اصلی بھی ہو تو قسم مین اور نذر و نیاز بالغ و نابالغ مین بڑا فرق ہی اسکے ساتھ جب قرآن مجید
اگلی کتابون کا ناسخ ہی برخلاف اوسکے توریت پر تمسک کرنا نری بیہودیت ہی اور اس فرقے کے نزدیک
اذن شوہر کا نذر عورت مین کہ متعلق فرمانبرداری سے ہی شرط ہی کہ یہ بھی مخالف اطلاق قرآن کے ہی
قولہ تعالی وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ چاہیے کہ پورا کرین اپنی نذرون کو و قولہ تعالی يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وفا
کرتے ہین وہ نذرون کو اور کہتے ہین کہ اگر نذر کرے کہ خانہ کعبہ کو پیادہ جاکے حج کرونگا یہ نذر ساقط
ہوجاتی ہی اسپر نص ہی ابو جعفر طوسی سے یہ بھی مخالف نص قرآن کے ہی اور کہتے ہین کہ دل کے قصد سے
نذر لازم ہوجاتی ہی بے اسکے کہ لفظ نذر کا ظاہر یا پوشیدہ کلام مین نہ آئے اِسکو نذر ضمیر کہتے ہین اور
ہی یہ کہ شرع مین کوئی چیز جو باتون کی قسم سے ہین دل کے قصد سے لازم نہین ہوجاتی جیسے قسم اور
نکاح اور طلاق اور عتق اور رجعت اور بیع اور اجارہ اور ہبہ اور صدقہ اور سوا اسکے اور حدیث صحیح
متفق علیہ ہی اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَتَكَلَّمْ
ترجمہ بیشک اللہ نے دور رکھا ہی میری امت سے اُس بات کو جو وسوسہ گذرے اُنکے سینے مین جبتک کہ
عمل نہ کرین یا زبان پر نہ لائین **مسائل القضا** کہتے ہین کہ حکم قاضی حدود یعنی شرع کی سزاون مین نافذ نہین
ہوتے امام معصوم ہونا چاہیے پس زمان غیبت امام مین یا جسوقت ہین غلبہ اور تسلط ائمہ کا نہو بلکہ کل اوقات
مین یہ امت اسی حالت مین رہے تو بیکاری حدود کی لازم آئی اور بالفرض امام معصوم موجود ہو تو
سر من رے اور کربلا معلی اور نجف اشرف مین ہوگا پھر فیض آباد اور بنگالہ مین کون حدود قائم کرے

اگر نائب قائم کریگا تو اسی کی اجازت سے قائم کریگا بس بلا واسطہ جو اجازت خدا کی ہی یہ کیا تھوڑی ہی
قولہ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً یعنی مارو انکو اسّی درے اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ زانیہ اور زانی دونوکو سو درے مارو قولہ تعالی اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا
اَيْدِيَهُمَا چور مرد اور چور عورت دونون کے ہاتھ کاٹو اور جب جمیع عبادات و معاملات اور کفارات
شریعت مین حضور امام سے وابستہ نہین ہین حدود کا قائم کرنا کہ یہ بھی جملہ عبادات سے ہی شہر کے رہنے والون
کے حق مین اور جملہ کفارات سے محدودون کے حق ہین وہ کیون وابستہ حضور امام سے ہون اور انکے
نزدیک لکھنا پڑھنا بھی شرط قضا سے ہی حال یہ کہ اپنے ہاتھ سے لکھنے کی جو شرط قضا کی ہی کوئی
دلیل نہین بلکہ برخلاف اس کے دلیل ہی کسواسطے خاتم النبیین بلاشبہ منصب قضا کا رکھتے تھے اور
کوئی قصور و کوتاہی اس مقدمے مین انکو نتھا بدلیل نص قرآنی اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ
لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ بیشک اتاری ہمنے تجپر کتاب سچی تا انصاف کرے تو لوگو مین جو سمجھاوے تجکو اللہ
حال آنکہ علم کتابت نہین رکھتے تھے بدلیل قرآن وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا
تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اور تو ایسا نتھا کہ قبل اس سے پڑھتا کوئی نوشتہ اور نہ لکھ جانتا تھا اپنے ہاتھ سے
اور بھی قبالے اور سجل لکھنا اور انکا پڑھنا کام متصدیون دار القضا کا ہی اگر خود قاضی اس امر کو نہ کرسکے
قضا مین کیا نقصان سوا اسکے انکے اخبار روالون نے ایمۂ اطہار سے صریح نصوص روایت کیے ہین
جن مین علم کتابت شرط نہین ہی **مسائل الدعوی** کتاب الدعوی مین غریب و نادر مسئلے انکے
ہین اُن سب سے یہ کہ اگر کوئی عورت جسکی لڑکی مرگئی ہو دعوی کرے کہ مین نے اپنی لڑکی متوفی کو
فلان فلان متاع مع خادم کے امانت سونپی تھی بے حجت و گواہ کے یہ دعوی مقبول ہی اسپر نص کی ہے
ابن بابویہ نے اور یہ صریح مخالف شرع کے ہی کہ بے گواہون کے کوئی دعوی مقبول نہین ہی قولہ تعالی
لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ پھر کیون نہین لاتے اسپر
چار مرد گواہ پھر جو نہ لائے گواہ تو وہی گروہ نزدیک اللہ کے سب جھوٹے ہین مقصد شرع کا کہ حفظ اموال ہی صریح بیان فوت ہوتا ہی
اور یہ کہ اگر کسی شخص کے دشمن نے اسپر دعوی زنا کا کیا اور کوئی گواہ نہین ہی اُس دشمن کو قسم دیکے
چھوڑ دینا چاہیے اور حد قذف یعنی تہمت زنا کی نہین مارنا چاہیے اُسپر نص کی ہی انکے شیخ مقتول
نے مبسوط مین حال آنکہ شرع مین ایسی قسم کو حدود کے مقدمے مین اعتبار نہین کیا ہی اور حد قذف کی

مدعی حد زنا پر جو حجت روشن نہین قائم کرسکتا واجب کی ہی کما ھو المنصوص فی القرآن اور اس موقع
کہ دشمنی صریح علاقہ تہمت دروغ کے واسطے جسطرح نظر سے گرادینگے اور اُسکی قسم پر نیک گمان کرین گے

مسائل الشہادت والصید والطعام کتاب شہادت مین بھی عجیب غریب باتین کرتے ہین
شہادت لڑکے نابالغ دس برس والے کی قصاص مین قبول کرتے ہین حالانکہ شہادت نابالغ کی کسی
مقدمے مین لیاقت نہین رکھتی وقولہ تعالی وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ گواہی
چاہو دو گواہون کی اپنے مردون سے مقدمۂ قصاص مین جسمین جان جاتی ہی دو لڑکون کی گواہی
کیونکر مقبول ہوگی اور کتاب صید اور ذبیحون مین صریح مخالفت قرآن کے اہل کتاب کے شکار کو
حرام جانتے ہین اور اہل سنت کا ذبیحہ مردار گنتے ہین اور اُس شخص کا ذبیحہ کہ ذبح کے وقت قبلے کو منہ نہ کرے
حرام جانتے ہین اور ان سب باتون پر کوئی دلیل شرعی نہین ہی اور عام نصوص مبطل ان شرطون کے ہین
قال اللہ تعالی فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ اور کھاؤ تم جسپر
اللہ کا نام لیا گیا اگر اُسکی آیتون پر ایمان لائے ہو اور کہتے ہین اگر کوئی ایسے آلہ سے جسکی عادت نہین ہی
شکار کرے وہ شکار اُسکے ملک نہین ہوتا شرع مین آلۂ غیر معتاد مین کچھ فرق نہین ہی اور کتاب الاطعمہ
مین نہایت ہی تحفہ مسئلے دل کے نکالے ہوئے رکھتے ہین جانور مردار کے دودھ اور مشیمہ کو حلال جانتے
ہین اور گیہون کی روٹی جسکا آٹا نجس پانی سے گوندھا ہوا اور وہ آٹا اُس پانی مین ایسا مخلوط ہو
کہ پتلا ہو گیا ہو اور جملہ اجزا مین آٹے کے پانی نجس دخل و تاثیر کرلے اُسکو حلال جانتے ہین کما ذکرہ ابن بابویہ
فی التذکرۃ اور جس کھانے مین بیچال مرغیون کی پڑی ہو اور مل گئی ہو اور فالودہ کا پانی جسمین
قدرے پانی مرد یا عورت کے استنجے کا اور قدرے بیچال مرغیونکی ڈال کر تیار کیا ہو انکے نزدیک طیب و
پاکیزہ اور قابل کھانے کے ہی ایسے ہی جس کرین کہ وہ ایک پیمانہ وسیع ہی بارہ وسق کا جسمین بیشمار
آدمیون نے استنجا کیا ہو اور خون حیض و نفاس کا اُسمین گرا ہو اور مذی اور ودی اور بیچال بیشمار مرغیونکی
اُسمین پڑکے گھل گئی ہو اور کسی کتے نے بھی اُسمین موتا ہو اگر کوئی آش یا فالودہ اُس سے بنائین اور اُسپر
افطار کرین حلال طیب ہی اور اگر صرف اس پانی کو وقت افطار کے پئین یا آب شورہ اور شربت کے کام
مین لائین حلال ہی اگر کوئی آش بقدر پاؤ بھر کے پکائین اور اُسمین پاؤ درم دم مسفوح ڈالین انکے
نزدیک حلال ہی یا گدھے کا پیشاب یا گھوڑے کا کسیقدر زیادہ اُسمین پڑگیا ہو جب بھی حلال ہی حالانکہ

نص قرآن مین ان سب خبائث کو حرام فرمایا ہی قولہ تعالی وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ اور حرام کرتا ہی اُنپر خبائث
اور انکے نزدیک اگر کوئی شخص بھوکا ہو اور دوسرے کے پاس کھانا ہو لیکن وہ قیمت اس کھانے کی قیمت
مشہور سے زیادہ مانگتا ہی اور یہ بھوکا بھی ہی زردار اگر دے تو قیمت دے سکتا ہی لیکن اگر زیادتی قیمت پر
نظر کرکے وہ بھوکا زبردستی باکراہ اُس سے کھانا چھین لے تو حلال ہی **مسائل الفرائض و الوصایا** انکے
جو مسائل فرائض کے ہین اُنمین درصورت ہونے پوتی کے دادی کو ارث مین کچھ دخل نہین ہی اور یہ مخالف
صحیح اخبار کے ہی کہ انکی کتابون مین موجود ہی روی سَعْدُ بْنُ خَلَفٍ فِی الصَّحِیحِ عَنْ اَبِی الْحَسَنِ الْکَاظِمِ
عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنْ بَنَاتِ الْاِبْنِ وَالْجَدِّ قَالَ لِلْجَدِّ الثُّلُثُ وَالْبَاقِی لِبَنَاتِ الْاِبْنِ
ترجمہ روایت کی سعد بن خلف نے صحیح مین ابو الحسن کاظم علیہ السلام سے کہا مین نے پوچھا اُنسے میراث بیٹے
کی لڑکیون و دادا سے فرمایا ایک ثلث دادا کا ہی باقی بیٹے کی لڑکیون کا اور عدم توریث پوتے کی ہی
بیٹے کے ہوتے یہ بھی مخالف کتاب اللہ کے ہی یُوصِیکُمُ اللّٰهُ فِی اَوْلَادِکُمْ یعنی وصیت تمکو کرتا ہی اللہ تمھاری
اولاد مین اور پوتا بیشبہ اولاد مین داخل ہی قولہ تعالی وَاَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ یعنی بیٹے ہمارے اور بیٹے تمھارے
قولہ یَا بَنِی اِسْرَائِیلَ اذْکُرُوا اے بنی اسرائیل یاد کرو و قولہ تعالی یَا بَنِی آدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ اے
بنی آدم نہ فساد مین ڈالے تمکو شیطان یہ بھی مخالف اخبار صحیحہ کے ہی کہ اِس مقدمے مین وارد ہین اور
انکی کتابون مین مروی اور موجود بھائیون اور بہنون مادری کو دیت مقتول سے میراث نہین دیتے
اور زوجہ کو زمین سے میراث دین نہ قیمت زمین سے اور عجب یہ کہ مقتول کے ترکے اور دیت سے
قاتل کو میراث دیتے ہین جو خطا سے اُسنے مارا ہو یا بشبہ خطا اور حال یہ ہی کہ اَلْقَاتِلُ لَا یَرِثُ قاتل
نہین وارث ہوتا حکم عام ہی اور نصوص قرآنی ارث زوجہ اور خواہران اور برادرون مین بھی عام ہی
تخصیص زمین و دیت کے کہا نسے ثابت ہو اور میت کے بڑے بیٹے کو اُسکے ترکے سے تلوار اور قرآن اور
انگوٹھی اور پوشاک سے بغیر عوض ان سب کے اور وارثون مین مخصوص کرتے ہین یہ سب مخالف نص
قرآن کے ہی اور بیٹے کی میراث سے باپ کو محروم رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ پادشاہ یا قاضی یا کوتوال
کے سامنے فارغ خطی دے اُسکی نہابت اور میراث سے کہ یہ حکم تورہ چنگیز خان کا ہے نہ حال
شرع کا اور چاہتے ہین کہ حکم شرع کو اس تورہ سے فسخ کرین اور چچاؤن اور چچازادون
کو اور دادیون کو بعض اُنمے محروم مطلق رکھتے ہین میراث سے اور وصیتون کے مسائل [illegible]

کو تابع ظرف کے کرتے مثلاً کسی شخص کے ایک صندوق کی وصیت ہی یہ جو کچھ نقد و متاع اُس صندوق
مین ہو سب کو داخل وصیت کرتے ہین اور وصیت تحلیل فرج چھوکری کی کسی شخص کے واسطے سال بسال
سال کے لیے صحیح جانتے ہین اور دیوانے کی حد کو واجب سمجھتے ہین جو عاقلہ عورتون سے زنا کیا ہو حالانکہ
خبر صحیح متفق علیہ مخالف اُسکے ہی وہ قولہ فِیہِ اَلْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَۃٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یُفِیْقَ اُٹھائے
گئے قلم تین آدمیون سے ایک مجنون جبتک کہ ہوش مین نہو جائے اور رجم واجب کرتے ہین اُس عورت پر
کہ اپنے شوہر کے ساتھ جماع کیا اور بعد جماع کے دوسری عورت باکرہ کے ساتھ سلحقہ کیا اور وہ باکرہ حاملہ ہوئی کہتے ہین
کہ عورت کو رجم یعنی سنگسار کرنا چاہیے اور باکرہ کو سو کوڑے لگائے جائین اور یہ کہ سحاق کو کوئی زنا نہین
کہتا اور شرع مین بھی اسکو زنا اعتبار نہین کیا ہی اور حد قذف کی اُس مسلمان پر واجب کرتے ہین جو دوسرے
کو کہے یَا اِبْنَ الزَّانِیَۃِ اگرچہ ماں اوسکی کافرہ ہو لیکن نص قرآن مین حد قذف کے محصنات سے مخصوص ہے
کافرہ سے ہرگز مخصوص نہین اور حرمت اوسکے بیٹے مسلمان کے موجب تعزیر کے ہی نہ حد اور کہتے ہین کہ اگر
کوئی شخص اندھا مسلمان کسی معصوم کو مار ڈالے اُس سے قصاص لینا نہین چاہیے اور آیت قصاص کی عام ہو
اندھے اور غیر اندھے سب کو برابر اور کہتے ہین اگر کوئی بھوکا ہو اور دوسرے مسلمان کے پاس کھانا ہو
اور وہ بھوکے کو نہین دیتا بھوکے کو چاہیے کہ اُس مسلمان کو قتل کرے اور کھانا لیکے کھالے اُس بھوکے
پر قصاص و دیت کچھ لازم نہین آتا یہ کسی شریعت مین جائز نہین ہی کہ بھوکے کو کھانا نہ دینے سے قتل
تجویز و جائز کیا گیا ہو اور کہتے ہین اگر کافر ذمی کسی مسلمان کو قتل کرے تمام مال اُس ذمی کا مسلمان کے
وارثون کو دینا چاہیے اور وارث مختار ہی چاہے اس ذمی کو غلام کرے چاہے مار ڈالے یہ حکم بھی
ظاہر خلاف شریعت کے ہی کہ کتاب اللہ نے فقط قصاص فرمایا ہی اور مال لے لینا اور قصاص کرنا اور
غلام بنانا ان سب کو جمع نہین کیا ہی ہرگز شرع مین جائز نہین ہی اور یہ بھی کہتے ہین کہ اُس ذمی کی
اولاد صغر سن کو غلام و چھوکرے بنا لے اور حکم یہ ہی کہ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی نہین اُٹھاتا ہی کوئی
اُٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ کہ آیت قرآنی ہی حاصل کلام انکی نئی نئی باتین نکالی ہوئی مسائل دین مین اس
قسم کے بہت ہین ہمنے جو ذکر کین بطور نمونہ بھی کافی ہین تو حقیقۃ انکی دین و ایمان اور اصول و فروع کے
عاقلون پر کھلجائے کہ یہ اصول سراسر دروغ اور فروع بے فروغ کی نسبت ایمہ سے کرنا اور ایسے مذہبون کو مذہب
اور پاکو نکا جاننا کس حد کا بہتان اور افترا ہی اور کیسی مخالفت انکی روایتون کی جو اُنکے پاس موجود ہین

باب دہم اس باب مین خلفاے ثلثہؓ اور اور صحابہ کرام اور ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطاعن کا بیان ہی کہ شیعہ اپنی کتابون مین لائے ہین اور اُن مطاعن کو اپنے زعم مین اہل سنت کی کتابون سے ثابت کیا ہی اور جواب اُن مطاعن کا جاننا چاہیے کہ بعد تلاش وجستجو کے معلوم ہوا کہ جہان مین کوئی شخص ایسا نہین ہوا ہی جسپر زبان بدگویون اور عیب جویون کے طعن و قدح کے ساتھ نہ کھلی ہو بلکہ جناب کبریای الٰہی مین بھی حرف ہی اور معلوم ہی کہ بتقریب انکار عصمت انبیا معتزلہ نے ابتدا سے آدم علیہ السلام سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی پیغمبر کو نہین چھوڑا ہی کہ صغائر اور کبائر انکے جناب مین نہ لگائے ہون اور سب کو حدیث و آیتون سے ثبوت پونہچایا ایسے ہی فرقہ یہود انکار عصمت ملائکہ مین یہی چال چلے ہین اور خوارج اور نواصب نے جناب حضرت امیر اور اہلبیت کرام مین یہی وتیرہ اختیار کیا ہی لیکن عقلمندون پر پوشیدہ نہین ہی کہ یہ سارا شور و غوغا کتونکا نسبت نور افشانی ماہ کے ہی مطلق اونکے مرتبۂ بلند مین کچھ نقصان نہین کرتا ہے مہ نور می فشاند و سگ بانگ می کند ؛ اور اچہ جرم خاصیت سگ ہمین بود ہے وَاِذَا اَتَتْكَ مَذَمَّتِيْ مِنْ نَاقِصٍ فَهِيَ الشَّهَادَةُ لِيْ بِاَنِّيْ كَامِلٌ ترجمہ جب آئے کوئی نقص میرا تیرے پاس کسی ناقص سے تو وہ گواہی ہی میرے لیے اسبات کی کہ مین کامل ہون پس اسکو ایک جہون بزرگی خلفا اور صحابہ اور ام المومنین سے جاننا چاہیے کہ ان بدگویون نے از روے کمال بغض اور نہایت حسد کے ان مدتون تک جان ماری اور سوا ئین چند شبہون کے جو اول فکر مین تا بتار ہو جاتے ہین نہین پائے گو اپنے مقدور سے زیادہ کوشش کرتے رہے ظاہر ہی کہ جو کوئی عمر بھر مین دس بارہ کام ایسے عمل مین لائے کہ وہ موقع گرفت دشمنون اور بدگویون کے ہون باوصف اسکے کہ ریاست عام اور معاملات رنگا رنگ خلق و انام سے رکھتا ہو اور بخوبی انکو انجام دیا ہو وہ شخص فی الحقیقۃ محل طعن نہین ہوتا اگر ہو تو بڑی تعجب کی بات ہی بالفعل اگر کوئی شخص ریاست ایک گھر کی رکھتا ہو اور ہر روز دس کام خطا کے اُس سے ظاہر ہون اور باقی جملہ امور باصواب تو وہ غنیمت وقت اور نادرۂ روزگار رہتا ہی **مطاعن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پندرہ ہین** ایک روز ابوبکر رضی اللہ عنہ پیغمبر کے منبر پر بیٹھے تا خطبہ پڑھین امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما نے کہا يَا اَبَا بَكْرٍ اَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ جَدِّنَا ترجمہ ای ابوبکر اُتر ہمارے دادا کے منبر سے پس معلوم ہوا کہ ابوبکر کو لیاقت اس کام کی نتھی **جواب** امامین زمانۂ خلافت ابوبکرؓ مین بالاجماع صغیر سن تھے اسواسطے کہ تولد امام حسن کا ہجرت سے تیسرے سال رمضان مین ہی اور امام حسین کا چوتھے سال شعبان مین اور وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

شروع گیارھوین سال مین سب جو قول فعل کہ صغر سنی مین انسے واقع ہوئے آیا شیعہ انکا اعتبار کرتے ہین اور
انپر احکام مترتب کرتے ہین یا بسبب صغر سن کے معتبر نہین رکھتے اور احکام مترتب نہین کرتے اول صورت
مین ترک تقیہ کا کہ انکے نزدیک جملہ واجبات سے ہی لازم آتا ہی اور نیز مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
کہ آنجناب نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پانچو وقت کی نماز کے واسطے چہار شنبہ سے دوشنبہ تک اپنا خلیفہ کیا تھا کہ اس
درمیان مین نماز جمعہ اور خطبہ کا بھی سر انجام انہین سے ہوا لازم آتی ہی اور مخالفت حضرت امیرؓ کی بھی کہ
انھون نے انکے پیچھے نماز پڑھی اور انکے خطبہ اور جمعہ کو مسلم رکھا اور دوسری صورت پر کوئی نقصان نہین ہے سبب
طعن و تشنیع کا ہو سکتا ہی بچونکا قاعدہ ہی کہ جب کسی کو اپنے بزرگ کے مقام پر بیٹھے یا اسکا کپڑا پہنے یا اور کوئی
متاع اسکی اسکے استعمال مین دیکھتے ہین گو اس بزرگ کی مرضی و اذن سے ہو ضرور مزاحمت کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ اس جگہ سے اٹھ اور یہ کپڑے اتار اس بات کو انکی دلیل نہین پکڑ سکتے ہر چند انبیا اور ائمہ کمال
نفسانی و مراتب ربانی مین تمام مخلوق سے جدا اور نرالے ہین مگر بشریت کے حکم اور خواص بچپن اور طفولیت کے
پھر بھی انمین ہوتے ہین اسی سبب امامت کے واسطے بلوغ و حد کمال عقل کو ضرور ٹھہرایا ہی بلکہ قبل چالیس سے
کسیکو منصب نبوت کا عطا نہین ہوا مگر بطریق نادر وَالنَّادِرُ فِي حُكْمِ الْمَعْدُوْمِ اور نادر حکم معدوم مین ہی
اور مثل مشہور ہی اَلصَّبِيُّ صَبِيٌّ وَلَوْ كَانَ نَبِيًّا لڑکا لڑکا ہی ہوتا ہی اگرچہ نبی ہو **طعن دوم** مالک بن
نویرہ کی عورت بہت خوبصورت تھی خالدؓ بن ولید نے کہ امیر الامرا ابوبکرؓ کے تھے اسکی زوجہ بنانے کے لالچ
مین مالک کو کہ مرد مسلمان تھا مار ڈالا اور اسی رات اس سے نکاح کیا اور مجامعت کی چار مہینے اور دس روز
جو عدت کے ہین انکے گذرنے تک توقف نکیا اس صورت مین زنا واقع ہوا اسلیے کہ نکاح عدت کے درمیان مین
درست نہین ہی اور ابوبکرؓ نے نہ خالدؓ سے قصاص کیا نہ حد لگائی حالانکہ قصاص پورا کرنا اور حد مارنا ابوبکرؓ
پر واجب تھا اور عمرؓ نے اس بات مین ابوبکرؓ سے برا مانا اور خالد سے کہا اگر مین مالک کا ہوتا تجھسے قصاص
لیتا **جواب** بس طعن کا اس قصے کے بیان پر موقوف ہی جیسا کچھ کہ معتبر کتابون مین تاریخ و سیر کے
ثابت ہی جاننا چاہیے کہ خالد جب مہم طلیحہ بن خویلد اسدی متنبی سے جسنے باغوائے شیطان دعوی نبوت
شروع کیا تھا فارغ ہوئے تو متوجہ اطراف بطاح کے ہوئے اور سرایا لشکر کے جنکو انگریزی لوگ پکٹ کہتے ہین
ہر طرف کو بھیجے اور موافق طریقہ مسنون پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا کہ جس قوم مین آواز اذان کی سنو انسے
غرض مت کرو نہ لوٹو نہ مارو اور جسمین آواز اذان کی نہ سنو انکو لوٹو مارو اور خراب و ہلاک کرو اور دار الحرب جانو

اتفاقاً سریہ کے لوگ ابو قتادہ انصاری بھی اسمین تھے مالک بن نویرہ کو آنحضرت کے حکم سے ریاست بطاح
اور خدمت تحصیل صدقات وہان کے لوگون کی اسکے تعلق تھی پکڑکے لائے اور وقت استفسار خالد کے
ابو قتادہ نے تو گواہی دی کہ مین نے آواز اذان کی انکی قوم مین سُنی ہی مگر اور لوگون نے کہ وہ بھی اُس سریہ
مین تھے برعکس اُسکے ظاہر کیا اور گرد نواح کے لوگون کی گواہی سے یہ بھی ثابت ہوچکا تھا کہ جب خبر
وفات جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنی تھی تو اس مالک بن نویرہ کے گھر کی عورتون نے مہندی لگائی
تھی اور دف نوازی کرکے لوازم فرحت وشادی کے ادا کیے تھے اور اہل اسلام پر ہنستے تھے جب مالک اور خالد
سے گفتگو ہوئی تو ہنگام سوال وجواب کے مالک نے خالد کے سامنے کسی بات مین یہ کلمہ کہا قَالَ رَجُلُکُم اَوصَاحِبُکُم
کذا یعنی کہا ہو تمھارے مرد نے یا تمھارے صاحب نے ایسا اور یہ نسبت واضافت کرنا اہل اسلام کی طرف نہ
اپنی طرف اُسوقت نے کفار ومرتدون کا مطلب یہ تھا کہ جناب پیغمبر تمھارے صاحب ہین ہمارے نہین سوا اسکے
پہلے یہ بھی منقح ہوچکا تھا کہ جب مالک نے خبر وفات آنحضرت کی سُنی تھی تو وہ صدقات جو اپنی قوم سے لیے تھے
اُنکو پھیر دیے اور کہا کہ اچھا ہوا اس شخص کے در دریغ سے اب تم چھوٹ گئے پھر خالد کے سامنے یا دامرتدی کی
اُس سے ظاہر ہوئی خالد نے حکم دیا تو اُسکو مار ڈالا جب یہ خبر مدینہ منورہ مین پونہچی خالد کی اس حرکت سے
ابو قتادہ انصاری غصہ ہوکر دار الخلافہ مین آئے اور خالد سے کہا تمنے بڑی غلطی وخطا کی اور عمر بن خطاب نے
بھی اول دفعہ مین یہی جانا کہ یہ قتل بیجا ہوا خالد پر قصاص اور حد آتی ہی جب ابو بکر صدیق نے خالد کو اپنے پاس
بلایا اور حال پوچھا ماجرا سچ عن ظاہر ہوا حق بجانب خالد کے پاکر متعرض نہوئے اور پھر منصب امیر الامرائی پر
بحال کرکے مامور فرمایا اب اس قصے مین تامل کرنا چاہیے اور ایسی صورت مین سمجھنا چاہیے کہ خالد پر قصاص
کسطرح اور حد کیونکر واجب ہوتی ہی تم بھی کہتے ہین کہ حربی عورت کا ایک حیض سے پاک ہوجانا ضرور ہی اور
خالد نے اسکا انتظار نہ کیا پس جواب اسکا یہ کہ طعن نہ خالد پر ہی نہ ابو بکر پر اور خالد نہ معصوم تھے نہ امام
عام اسکے ساتھ یہ روایت کہ خالد نے اُسی رات اُس عورت کو صحبت مین رکھا کسی کتاب معتبر مین نہین ہی
اگر کسی غیر معتبر مین پائی جائے تو جواب اسکا بھی اسکے ساتھ موجود ہی کہ مالک نے مدت سے اس عورت کو طلاق دیکے
قید کر رکھا تھا موافق رسم جاہلیت کے کہ انکے اِس رسم کے دفع کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ
فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ یعنی جسوقت کہ طلاق دو تم عورتون کو اور پہونچ جائین وے اپنے وقت
یعنی عدت کو تو بند مت کرو اُنکو پس عدت اُسکی گذر چکی تھی نکاح اُس سے حلال ہوا اِسی سبب خالد نے انتظار

عدت کا نہ کیا یہ مذہب تمام فقیہوں اہل سنت کا ہی جو اس مقدمے مین الزام دینا اہل سنت اور ثابت کرنا
مطاعن کا انکے مذہب کی روایتوں سے منظور ہی لہذا انکے مسائل اور روایتوں کا ملاحظہ کرنا چاہیے نہین تو
مقصود حاصل نہوگا فِی الاِسْتِیْعَابِ وَاَمَّرَهٗ اَیْ خَالِدًا اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ عَلَی الْجُیُوْشِ فَفَتَحَ اللّٰہُ
عَلَیْهِ الْیَمَامَةَ وَغَیْرَهَا وَقَتَلَ عَلٰی یَدَیْهِ اَکْثَرَ اَهْلِ الرِّدَّةِ وَمِنْهُمْ مُسَیْلَمَةُ الْکَذَّابُ وَمَالِکُ ابْنُ
نُوَیْرَةَ اِلٰی اٰخِرِ مَا قَالَ ترجمہ امیر کیا خالد کو ابو بکر نے لشکروں پر سو فتح کیا خدا نے اسکے ہاتھ سے یمامہ اور سوا
اسکے اور قتل کرائے اسکے ہاتھ سے اکثر مرتد انھین مین سے مسیلمہ اور مالک بن نویرہ ہین آخر قول تک دوسرا
جواب ہمنے مانا کہ مالک بن نویرہ مرتد تھا لیکن شبہہ اسکے مرتد ہونیکا بے شبہہ خالد کے دل مین تھا اور ذہن
مین جم گیا تھا وَالْقِصَاصُ یَنْدَرِئُ بِالشُّبْهَاتِ اور قصاص دفع ہوتا ہی شبہوں سے ہم استفسار کرتے ہین
علماے دین اور مفتی شرع متین امامیہ اور اہل سنت سے کہ ایسی صورت مین کسی شخص سے ایسی حرکتین اور ایسے کلمات
جو مالک بن نویرہ سے سرزد ہوئے سرزد ہون یا روز عاشورہ کو فرحت وشادی اور اہانت کی باتین حضرت امام حسین اور
انکی تحقیر اور اور خاندان رسول اور اولاد بتول کی کہ اسدن سخت بلا مین مبتلا تھین اس سے صادر ہون اسکو کیا کرنا
چاہیے اگر اسکے مردود ہونیکا حکم فرمائین فبہا ورنہ جو کوئی ان حرکتون اور ایسی باتون کو معلوم کر کے اسکو
مار ڈالے اس گمان سے کہ مرتد ہی قصاص اسپر آئیگا یا نہین تیسرا جواب ابو بکر صدیق خلیفہ رسول کے تھے
نہ خلیفہ شیعہ اور سنی کے انکو انکی خواہش وفرمایش کے موافق کام کرنا کب ضرور ہی بلکہ موافق سنت پیغمبر کے
کرنا چاہیے تھا اور حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مین بہی خالد نے سیکڑون مسلمانون کو ارتداد کے شبہہ مین مار ڈالا تھا
آنحضرت ہرگز اس سے متعرض نہوئے چنانچہ باجماع اہل سیر وتاریخ کے ثابت ہی اسکا قصہ یہ کہ آنحضرت نے
خالد کو ایک لشکر پر امیر کیا اور خالد نے ایک قوم پر تاخت کی وہ لوگ مسلمان تو ہوگئے تھے لیکن اسلام کے قواعد
ابھی ٹھیک نہین جانتے تھے جسوقت مین کہ یہ مشغول انکے قتل کے ہوئے اسوقت مین اسلام ظاہر کرنے کو یہ کلمہ انکی
زبان سے نکلا صَبَاْنَا صَبَاْنَا یعنی بیدین ہوئے ہم بیدین ہوئے ہم مراد انکی یہ تھی کہ اپنے دین سے توبہ
کی اور اسلام مین داخل ہوئے خالد نے ان سب کے مار ڈالنے کو حکم دیا عبد اللہ بن عمر نے کہ یہ بھی انکے متعینوں سے
تھے اپنے یارون اور ساتھیون کو حکم کیا کہ ان لوگون کو قتل مت کرو قید رکھو جب حضرت کے حضور مین حاضر
ہوئے آپ بہت غصہ ہوئے اور بڑا افسوس کیا اور کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ ترجمہ
بار خدایا مین پاک ہون تیرے نزدیک جو کچھ خالد نے کیا نہ خالد پر قصاص جاری فرمایا نہ انکے دیت دلائی

اسواسطے کہ انکے دل مین اُنکی طرف سے کفر کا شبہہ پڑا تہا پس ابو بکر صدیق نے بھی اگر ایک آدمی کے خون بابت جسمین یہ شبہہ بلکہ اُس شبہہ سے قوی تر خالد سے تعرض نکیا تو کیا برائی کی خصوصًا ابو بکرؓ نے دیت یعنی خون بہا مالک کا بیت المال سے دلایا **چوتھا جواب** اگر ابو بکرؓ نے پورا قصاص مالک کا خالد سے نہ لینے مین توقف کیا کہ اس توقف سے اُنکی خلافت مین قدح اور بُرائی پیدا ہوئی تو توقف حضرت امیرؓ کا عثمان کے قاتلون سے قصاص پورا لینے مین اس سے بہت بڑہ کے موجب قدح ہوگا اسلیے کہ عثمان مین کوئی موجب قتل کا نتہا نہ متحقق نہ متوہم لیکن جب اہل سنت اس توقف کو امیرؓ کے موجب قدح نہین جانتے تو ابو بکرؓ کے توقف کو خالد کے باب مین کیونکر قادح جانینگے بس انپر الزام عاید نہین ہوتا **پانچوان جواب** بطور استیفا کے جسکے معنی ہین سبکو گھیر لینا قصاص مالک بن نویرہ کا ابو بکرؓ کے ذمے اُسوقت واجب ہوتا کہ وارث اُسکے قصاص چاہتے اور اُسکے وارثون کا قصاص چاہنا ہرگز ثابت نہوا بلکہ اُسکا بھائی متمم بن نویرہ پاس عمرؓ بن خطاب کے آیا اور اُسکے مرتد ہوجانیکا اقرار کیا جسکی یہ کیفیت تہی کہ اپنے بھائی کے عشق و محبت مین تون جلاتا رہا اور کپڑے پھاڑتا تہا عمر بھر یہی حال اُسکا رہا بہت مرثیے اُسکے حق مین کہے کہ عرب مین مشہور مین اُنہین مشہورون سے یہ دو بیتین ہین **ابیات**

وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً	مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَالِكًا	لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعَا

ترجمہ ہم دونون ایسے تہے جیسے دو مصاحب خذیمہ کے ایک عمر زمانہ سے یہانتک کہ کہا گیا ہرگز یہ دونون آدمی جدا نہونگے اور جب جدا ہوئے تو یہ گویا ہم اور مالک باوصف اتنے طول صحبت کے ایک رات بہی ایک جگہ نرہے تہے جب اس متمم نے عمر بن خطاب کے سامنے اقرار اُسکے ارتداد کا کیا تو عمر اُس انکار سے جو زمانہ ابو بکرؓ مین کیا تہا نادم ہوئے اور اقرار کیا جو صدیقؓ عمل مین لائے عین صواب و محض حق تہا اور دلیل روشن اُسپر یہ ہے کہ عمرؓ بن خطاب نے باوصف اُسکے کہ نہایت سختی حد جاری کرنے اور پورا قصاص لینے مین رکہتے تہے اپنے زمانے مین کہ حد بیان سے زیادہ اقتدار حاصل تہا نہ حد جاری نہ قصاص لیا **طعن سوم** یہ کہ لشکر اسامہ سے تخلف اختیار کیا حال یہ کہ جناب پیغمبرؐ نے اُس لشکر کو خود رخصت کیا تہا اور لوگون کو نام بنام متعین کیا اور اپنے آخر دم تک مبالغہ اور تاکید فرماتے تہے اور کہتے تہے جَهِّزُوا جَيْشَ أُسَامَةَ لَعَنَ اللهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا **ترجمہ** سامان کرو لشکر اسامہ کا لعنت کرے اللہ اُسکو کہ پھر بیٹھے اُس سے **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ یہ طعن ابو بکرؓ کی طرف کسطرح متوجہ ہوتی ہے خواہ بوجہ نہ سامان کرنے خواہ بوجہ بیٹھ رہنے کے اگر پہلی وجہ یعنی سامان نہ کرنے کے

سبب سے تو صریح جھوٹ ہی کسواسطے کہ سامان لشکر اسامہ کا ابو بکرؓ نے کیا ہر چند مرضی اصحاب کی نتھی تفصیل
اسکی یہ کہ چھبیسوین صفر روز دوشنبہ کو آنحضرت نے درستی لشکر کا حکم دیا رومیون کی لڑائی کے واسطے
عوض قتل زید حارثہ کے اور سہ شنبہ کو اسامہ بن زید کو امیر لشکر کا کیا چار شنبہ چھبیسوین صفر مذکور کو
آنحضرت پر مرض طاری ہوا دوسرے روز باوجود مرض ایک نشان اپنے ہاتھ سے اُسکے واسطے بنایا اور کہا
اُغْزُ بِسْمِ اللّٰهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَاتِلْ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ ترجمہ جہاد کر خدا کے نام سے خدا کی راہ مین اور جنگ کر
اُس سے جسنے خدا سے کفر کیا اور اسامہ اُس نشان کو اپنے ہاتھ مین لیکر باہر نکلا اور بریدہ بن حصیب اسلمی
کو دیا کہ وہ اسکا نشان بردار ہو اور موضع جرف مین اُترے تا لشکر جمع ہو جائے اور سردار مہاجر اور انصار
جیسے ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ بن خطاب اور عثمانؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص اور ابو عبیدہؓ ابن الجراح اور سعد بن زید
اور قتادہؓ بن نعمان اور سلمہؓ بن اسلم ان سب نے طیاری کر کے ڈیرے خیمے باہر بھیجے اور چاہتے تھے کہ وہان سے
کوچ کرین کہ آخر روز چار شنبہ اور شب پنجشنبہ مین آنحضرت کو مرض کی شدت ہوگئی اس سبب سے تہلکہ پڑ گیا شب
پنجشنبہ مین عشا کے وقت ابو بکرؓ کو جناب پیغمبرؐ نے خلیفہ نماز کا فرمایا اور اس خدمت پر مامور کیا جب
دوشنبہ کا دن دسوین ربیع الاول کی ہوئی آنحضرت کو کچھ افاقہ مرض مین ہوا مسلمان کہ لشکر اسامہ کے
ہمراہی تھے آپ کو رخصت کر کے باہر نکلے اور اسامہ کو بھی آپ نے اپنی گود مین لیکر دعا اُسکے حق مین کی اور
رخصت فرمایا جب یکشنبہ کے دن شدت مرض کی بہت ہوئی تو پھر اسامہ اور لشکر والون نے توقف کیا کہ
اسی اثنا مین صبح کے وقت دوشنبہ کے دن اسامہ چاہتا تھا کہ سوار ہو اور کوچ کرے اس سبب سے
کہ آپ کی نہایت تقید اس مہم مین دیکھتا تھا کہ ناگاہ قاصد اسکی ماں ام ایمن کا پہونچا اور کہا کہ جناب پیغمبرؐ کو
نزع کی حالت ہی اسامہ اور اور صحابہ یہ خبر سن کے گرتے پڑتے لوٹے اور بریدہ بن حصیب نے نشان لا کر
آنجناب کے دروازے پر کھڑا کر دیا جب آپ کے دفن سے فارغ ہوئے اور ابو بکرؓ صدیق خلیفہ ہوئے حکم دیا کہ
اُس نشان کو اُسامہ کے دروازے پر کھڑا کر دین اور بریدہ کو فرمایا کہ دروازے پر اسامہ کے جاکے
لشکر والون کو جمع کر کے باہر نکالے اور اسامہ بھی کوچ کرے پھر اسامہ باہر نکلا اور جرف مین منزل کی اس
اثنا مین خبر مدینے مین پہونچی کہ بعض قبائل عرب کے مرتد ہو گئے چاہتے ہین کہ مدینے پر دھاوا کرین جماعت
صحابہ نے ابو بکرؓ سے عرض کیا کہ اسوقت مین نکالنا ایسے لشکر سنگین کا اس مہم دور دراز پر
صلاح وقت کے نہین ہی ایسا نہو اعراب مدینہ خالی پا کر دُند مچائین اور فساد عظیم پیدا ہو اور

اہلِ مدینہ کو صدمہ پونہچے ابوبکرؓ نے ہرگز قبول نہ کیا اور کہا کہ اگر اسامہ کا لشکر بھیجنے سے مین جانون کہ مدینے مین
لقمہ درندونکا ہوجاؤنگا تو ہوجاؤن مگر خلاف حکم رسول اللہؐ کے جائز نہین رکھتا ہون لیکن اسامہ سے درخواست
کی کہ عمرؓ بن خطاب کو اجازت دے کہ وہ اُنکے پاس رہین تا محافظت مدینہ او رصلاح مشورہ مین شریک ہون
پس اسامہ کے اذن سے عمر بن خطاب لوٹ پڑے اسامہ نے ربیع الآخر کے غرہ کو کوچ کیا اور ابنے کی طرف
جہان زید بن اسامہ شہید ہوئے تھے متوجہ ہوا یہ سب روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب اور حبیب السیر
ملامعین اور اور تاریخون معتبرہ سُنّی وشیعہ مین موجود ہی اور اگر دوسری وجہ ہی یعنی تخلف رفاقت اسامہ
سے اسکے چند جواب ہین اول یہ کہ رئیس وقت جب کسی شخص کو کسی لشکر مین متعین کرے پھر اوس
شخص کو کسی خدمت مین خدمات حضور سے مامور فرمائے صریح یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس شخص کو متعینون سے
موقوف کرکے استثنا کرلیا اور پہلے کو منسوخ کیا یہان بہی معاملہ واقع ہوا کس واسطے کہ آنحضرتؐ نے اول
مرض مین اِس لشکر کو جدا کرکے ہمراہ اسامہ کے متعین کیا جب مرض کو شدت ہوئی اور اسامہ اور اُسکے
تابعین نے کوچ مین توقف کیا ابوبکرؓ کو خدمت نماز مین اپنا نائب مقرر کیا اور اس مہم عظیم مین مشغول فرمایا
یہان تک کہ آپ نے وفات پائی پس تعیناتی ابوبکر کی خود موقوف ہوگئی تھی انکا جانا نہ جانا دونون
برابر رہے اور شریعت مین ثابت ہی کہ ابتدا جہاد کی فرض کفایہ ہی اور سامان لشکر اسامہ کا بھی اسی
قسم سے تھا بس اسامہ کے ساتھ خروج نہ کرنے سے بالخصوص ابوبکر کو کچھ لازم نہین آتا اور دفع کرنا فساد
کفار اور مرتدون کا مدینے سے فرض عین اگر اسکو ترک کرتے ترک فرض کا تھا لہذا ابوبکرؓ نے فرض کفایہ
کو ادائے فرض عین کے واسطے ترک کیا وَهُوَ الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ خَاصَّةً یعنی وہ حکم خاص شرع کا ہی جب
تمام لشکر ابوبکر کی تجہیز یعنی سامان اور برانگیختہ کرنے سے نکلا اُن سب کا ثواب ابوبکرؓ کی طرف عائد ہوا
اور وہ فرض کفایہ بھی انکے دفتر اعمال مین ثابت ہوا دوسرے یہ کہ مقرر کرنا اشخاص کو کسی طرف کسی
امیر کے ساتھ جہاد کو باب سیاست مدنی سے ہی اور یہ رئیس وقت کے صوابدید کے سپرد نہ احکام مُنَزَّلَہ
مِنَ اللہِ سے تبس جب آنحضرت نے وفات پائی سیاست مدنی ابوبکرؓ کے متعلق ہوئی اب یہ امور وابستہ
بصلاح دید ابوبکرؓ کے ہوئے جسکو چاہین اسامہ کے ساتھ کرین جسکو چاہین اپنے پاس رکھین اور چاہین آپ
بھی نکلین چاہے نہ نکلین یہ ایسا ہی جیسے کوئی پادشاہ کسی لشکر کو متعین کرے اور اثناے سامان
واسباب سفر اور مستعد اوس مہم مین وفات پا جائے دوسرا پادشاہ اُسکی جگہ مقرر ہو تو اب اِس

بادشاہ کو روا ہی کہ بعض تعیناتیون کو اپنے حضور مین رہنے دے اس سبب سے کہ بھلائی ملک و دولت کی اسمین سمجھتا ہی بس اتنے سے تصرف مین مخالفت پادشاہ اول یا نہ ماننا اُسکے حکم کا لازم نہین آتا مخالفت یہ ہی کہ انکی جگہہ کوئی اور امیر مقرر کرے یا اُسکو مہمل چھوڑے یا اُسکے حریفون سے صلح کرلے حاصل کلام سب امور جزئیہ اور جو مناسب مصلحت وقت کے ہون اُسی کے صوابدید سے متعلق ہین جو رئیس وقت کا ہو اُسکا ان کامون مین اپنی راے کے ساتھ تصرف ہی اور حکم پیغمبرؐ کا ایسے امور مین قسم تشریع اور وحی سے نہین ہی ہرگز اور یہ جملہ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا اہل سنت کی کتابون مین ہرگز موجود نہین ہی بالفرض اگر صحیح بھی ہو تو معنی اسکے یہ ہین کہ اسامہ کو تنہا چھوڑتا اور رومیون سے واسطے بدلا لینے زید بن حارثہ کے بچنا حرام ہی اور جب ابوبکر خدمت امامت پر متعین ہوئے تو وہ ان سب باتون سے نکل گئے اور مستثنیٰ ہو گئے بلا شبہہ قَالَ الشَّہْرِسْتَانِی فِی الْمِلَلِ وَالنِّحَلِ اِنَّ ہٰذِہٖ الْجُمْلَۃَ مَوْضُوْعَۃٌ وَّمُفْتَرَاۃٌ یعنی شہرستانی نے ملل ونحل مین کہا ہی بیشک یہ جملہ بنایا ہوا اور دل کا جوڑا ہوا ہی اور بعض فارسی نویس کہ آپ کو محدث اہل سنت کا گنتے ہین اور اپنی تاریخ مین یہ جملہ لائے ہین واسطے الزام اہل سنت کے کافی نہین اسواسطے کہ اہل سنت کے نزدیک اعتبار حدیث کا جب ہی کہ محدثین کی مسندہ کتابون مین پائی جائے مع حکم بصحت کے بے سند حدیث انکے نزدیک ایسی ہی جیسے شتر بےمہار ہرگز اُسپر کان نہین لگاتے تیسرے یہ کہ ابوبکر کو بعد رحلت پیغمبرؐ کے انقلاب منصب کا ہوا یا تو احاد مومنین مین تھے یا خلیفہ ہوئے اور بجاے پیغمبرؐ کے بیٹھے اور جب کسی کا منصب بدل جاتا ہی تو احکام اُس منصب کے اُسپر جاری ہوتے ہین موافق شرع کے نہ اگلے احکام جیسے اَلصَّبِیُّ اِذَا بَلَغَ وَالْمَجْنُوْنُ اِذَا اَفَاقَ وَالْمُقِیْمُ اِذَا سَافَرَ وَالْمُسَافِرُ اِذَا اَقَامَ وَالْعَبْدُ اِذَا عَتَقَ وَالرَّعِیَّۃُ اِذَا تَاَمَّرَ وَالْعَامِیُّ اِذَا تَقَلَّدَ الْقَضَاءَ وَالْفَقِیْرُ اِذَا صَارَ غَنِیًّا وَالْغَنِیُّ اِذَا صَارَ فَقِیْرًا وَالْجَنِیْنُ اِذَا تَوَلَّدَ وَالْحَیُّ اِذَا مَاتَ وَالْقَرِیْبُ اِذَا مَاتَ لَا قُرْبَ مِنْہُ فِی الْوِلَایَۃِ وَالْاِرْثِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ النَّظَائِرِ ترجمہ لڑکا جب بالغ ہو اور دیوانہ جب ہوشیار ہو اور مقیم جب مسافر ہو اور مسافر جب مقیم ہو اور غلام جب آزاد ہو اور رعیت جو حاکم ہو اور عامی جو خدمت قضا کی کرے اور فقیر جب غنی ہو جائے اور غنی جب فقیر ہو جائے اور بچہ شکم کا جب پیدا ہو اور زندہ جب مرجائے اور رشتہ دار جو قریب تر ہی وہ مرجائے اور قریب معاملہ نکاح اور ارث مین قائم ہو سوا انکے ایسی بہت نظیرین ہین جب ابوبکر بجاے پیغمبرؐ کے خلیفہ ہوئے تو انکو اُسامہ کے ساتھ نکلنا کیون چاہیے تھا

کسواسطے کہ اگر پیغمبر خود زندہ ہوتے خود نہین نکلتے نہ ارادہ نکلنے کا کرتے ہان کام پیغمبر کا کہ درستی سامان لشکر
کی تھی وہ انکے ذمے ہوئی اُسکو سرانجام کیا چوتھے یہ کہ بالفرض خاص ابو بکرؓ مامور تھے اسبات پر کہ اسامہ کے ساتھ
رومیون کی لڑائی مین جائین اور یہ نہ گئے اور نماز مین جو آنحضرت نے انکو چھانٹا اور خلیفہ نماز کا کیا یہ چھانٹنا
بھی نہ سہی اور شغل خلافت کے مہمات اور محافظت مدینہ اور ناموس رسول کا جو عذر کیا یہ بھی تخلف مین مقبول
نہوا تو بس حد درجہ یہی تو ہی کہ انکی عصمت مین خلل پڑیگا سو عصمت امامت مین شرط نہین ہی بلکہ عدالت ضروری
ہی اور ایک دو گناہ صغیرہ کے ارتکاب سے عدالت بگڑ نہین جاتی اور ابو بکر بالاجماع فاسق نہ تھے یہ شیعہ
سنی مین کسیکے نزدیک ثابت نہین ہی کہ گناہ کبیرہ کے۔ وہ مرتکب ہوئے ہون پانچوین یہ ایک دو طعن کہ
ابو بکرؓ اور انکے امثال پر شیعہ اہلِ سنت کی روایتون سے جو ثابت کرتے ہین اول تو ثابت نہین ہوتین بالفرض
اگر ثابت بھی ہون تو چاہیے یہ کہ اہلِ سنت کی جو روایتین کہ حق مین ابو بکرؓ کے ہین فضائل ومناقب اور خوشخبری
بڑے بڑے درجون بہشت کی کہ آیات اور حدیث پیغمبرؐ اور اخبار ائمہ اور دیگر اہل بیت سے لاتے ہین اور بعض
اُنمین شیعہ کی کتابون مین بھی صحیح اور مروی ہین ایک پلے مین ترازو کے رکھین اور یہ جو دو تین طعن ہین
دوسرے پلے مین رکھکے تولنا چاہیے پھر جواب مانگنا چاہیے چھٹے یہ کہ شیعہ کے نزدیک حکم پیغمبر کا واسطے
وجوب متعین کے نہین ہی جیسے کہ اسپر نص ہی مرتضی کی درر غرر مین پس اگر حکم صریح خاص ابو بکرؓ ہی کو ثابت ہو
کہ اسامہ کے ساتھ جائین اور ابو بکر نہ جائین جب بھی کچھ خلل نہین آسلیے کہ شاید یہ امر واسطے ندب کے ہو اور امر
ندبی کے ترک سے گناہ نہین لازم آتا ہی اب ہم اس جملے کا جو لَعَنَ اللّٰہ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا ہی بیان کرتے
ہین یہ جملہ اہلِ سنت کی کتابون مین موجود نہین ہی کہ محتاج جواب کا ہو اور بالفرض اگر ہو بھی تو لفظ مَنْ عام
ہی خود شیعہ کے نزدیک کَمَا صَرَّحُوْا بِہٖ فِیْ کُتُبِ الْاُصُوْلِ یعنے جیسی کہ تصریح کی ہی انھون نے کتب اصول
مین پس اس صورت مین حضرت امیرؓ اور اور سب مسلمان اس وعید مین شریک ہین لہذا جو کچھ سبکی طرف سے
جواب ہوگا وہی ابو بکرؓ کی طرف سے ہوگا اور اگر کہین کہ یہ وعید خاص اسامہ کے متعینون کو ہی ہم کہین سگے
جَہِّزُوْا جَیْشَ اُسَامَۃَ یہ خطاب متعینون پر نہین ہوسکتا ہی اسواسطے کہ تجہیز وسامان لشکر اسامہ کا کرنا
بعینہ لشکر اسامہ کو فرمانا کلام بےمعنی ہی پس خطاب عام سب مسلمانون کی طرف ہی اور جملہ لَعَنَ اللّٰہُ بھی اسی
کلام کے ساتھ مذکور ہی پھر خصوصیت متعینون کی نہین ہی ساتوین یہ کہ مخالفت حکم خدا کی بواسطہ شیعہ کی
نزدیک حضرت آدم اور حضرت یونس علیہما السلام سے بلاشک ثابت ہی جیسا کہ باب نبوت مین گذرا اگر

ایک حکم رسول کا امام نے بھی خلاف کیا ہو تو کیا ڈر اس واسطے کہ امام نبی کا نائب ہے اور نائب کیسا ہی بہتر ہو پھر
بھی اصل سے گھٹ ہی کے ہوگا **طعن چہارم** یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو کبھی واسطے اقامت ایک
امر کے جو دین و شرع متین سے متعلق ہو والی نہین کیا ہے اور جو قابل ولایت ایک امر مسلمانون کے نہو قابل
ولایت عام مسلمانون کے کسطرح ہوگا **جواب** اس طعن کا بھی بچند وجوہ دیا ہے اول تو یہ دعوی ہی محض
جھوٹ اور صرف بہتان باجماع اہل سیر کے تواریخ شیعہ و سنی مین صحیح و ثابت ہے کہ ابوبکرؓ بعد شکست جنگ
احد کے جب یہ خبر پہونچی کہ ابو سفیان جو اس لڑائی مین نادم ہو کے لوٹا ہے چاہتا ہے کہ مدینہ پر تاخت کرے آنحضرتؐ
نے ابوبکر کو اسکے مقابلے مین رخصت کیا اور انھون نے اسکا مقابلہ کیا اور چوتھے سال غزوۂ بنی نضیر مین
ابوبکر صدیقؓ کو امیر لشکر کا فرما کے گھر کو تشریف فرما ہوئے اور چھٹے سال مین جب غزوۂ بنو لحیان کو نکلے
وہ لوگ آپ کی خبر سنکے پہاڑون پر متحصن ہوئے آپ نے ایک دو روز اُسکے مقام پر ٹھہر کے فوج سریہ کے اطراف
مین بھیجی اُنمین سے عمدہ سریہ کے سردار ابوبکر صدیقؓ تھے کہ طرف کراع الغمیم کے گئے تھے اور غزوۂ تبوک مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لشکر ظفر پیکر مدینے سے نکل کے ثنیۃ الوداع مین جمع ہون اور امیر
لشکر کے صدیق ہون کہ موجودات لشکر کی اُن کے طور پر مقرر ہو اور غزوۂ خیبر مین آنحضرت کو تو درد
شقیقہ یعنی درد سر عارض تھا اور وقت مین محاصرہ قلعہ کا تھا ابوبکر کو واسطے فتح قلعہ کے نائب بنا کر کے
بھیجا کہ اس روز ابوبکرؓ سے سخت لڑائی ہوئی اور ساتوین برس مین بنی کلاب کی ایک جماعت پر بھیجا سلمہ بن
اکوع اپنے رسالے سمیت اُنکے ساتھ متعین ہوا اور انھون نے بنو کلاب سے لڑکے ایک جماعت کو قتل کیا اور
ایک گروہ کو پکڑ لائے اور بنو فزارہ پر بھی ابوبکر صدیقؓ ہی امیر لشکر کے تھے چنانچہ حاکم سلمہ بن اکوع سے
روایت کرتا ہے وَاَمَّرَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَبَا بَکْرٍ فَغَزَوْنَا نَاساً مِنْ بَنِیْ فَزَارَۃَ
فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَاءِ اَمَرَنَا اَبُوْبَکْرٍ فَعَرَّسْنَا فَلَمَّا صَلَّیْنَا الصُّبْحَ اَمَرَنَا اَبُوْبَکْرٍ فَشَنَنَّا
الْغَارَۃَ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ ترجمہ امیر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو سو ہمنے جہاد کیا ایک قوم
بنی فزارہ سے جب ہم پانی کے نزدیک پہنچے تو حکم کیا ہمکو ابوبکرؓ نے رات کو ہمنے آرام کیا جب نماز صبح
کی پڑھ چکے کہ حکم کیا ہمکو تو صبح کو ہمنے لوٹا تا آخر حدیث اور معارج اور حبیب السیر مین مذکور ہے کہ بعد
غزوۂ تبوک کے ایک اعرابی نے حضرت کے حضور مین آکر عرض کی کہ ایک قوم عرب سے وادی الرمل مین
جمع ہو کر ارادہ شبخون کا رکھتی ہے حضرت نے نشان اپنا ابوبکر کو دیکر امیر لشکر کا کیا اور اوسے

جماعت پر بھیجا اور یہی جب درمیان بنی عمر اور بنی عوف کے خانہ جنگی واقع ہوئی اور حضرت کو بعد ظہر کے خبر پہنچی اور اصلاح کے واسطے انکے محلے مین تشریف لے گئے بلال کو فرمایا کہ اگر نماز کا وقت ہو جاوے اور مین نہ آؤن ابوبکر نماز پڑھاوے چنانچہ عصر کے وقت بھی یہی ہوا نوین برس حج فرض ہوا اور آپکا جانا بسبب بعض امور کے موقوف رہا ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج کا کرکے ایک جماعت کثیر اصحاب کے ساتھ مکے کو بھیجا تا وہان جاکر اقامت مراسم حج کی ادا کرے اور مخلوق کو اس عبادت کبری کے قاعدون پر آگاہی بخشے اور اپنے مرض موت مین شب پنجشنبہ سے صبح دوشنبہ تک امامت نماز کی انکے سپرد فرمائی جو ایسی مشہور ہے کہ حاجت بیان کی نہین اب سوچنا چاہیے کہ امور دین کے جو رئیس سے تعلق رکھتے ہین یہی تین چیز ہین جہاد حج نماز سو تینون چیزون مین ابوبکرؓ کو اپنے سامنے اپنا نائب کیا ہے پھر اور کون سے امور دینی باقی رہگئے جنمین ابوبکر کو لیاقت امامت و نیابت کی نتھی دوسرے یہ کہ ہمنے مانا کہ پیغمبرؐ نے کبھی ابوبکر کو کسی کام پر والی نہ کیا لیکن اس سبب سے کہ انکو اپنا وزیر و مشیر جانتے تھے انکی غیبت مین کوئی کام دین کے کامون سے سرانجام نہین پاتا تھا ہمیشہ سے رسم و عادت بادشاہون کی ایسی ہی ہوتی آئی ہے کہ وزرا اور امرا کبار کو عملداری و فوجداری کو نہین بھیجتے ہین اور فوج سریہ پر امیر نہین کرتے اسواسطے کہ بدون انکے عمدہ کام دربار کے ابتر ہوتے ہین چنانچہ اسوجہ کو خود جناب پیغمبرؐ نے فرمایا ہے حاکم حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتا ہے کہ مین نے سنا ہے جناب پیغمبرؐ سے کہ فرماتے تھے کہ مین چاہتا ہون کہ لوگون کو ملکون دور دراز کی طرف واسطے تعلیم دین و فرائض کے بھیجون جیسے حضرت عیسیٰ نے حواری بھیجے تھے حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ اس قسم کے لوگ تو خود موجود ہین جیسے ابوبکر اور عمرؓ آنحضرت نے فرمایا انہ لا غناء لی عنہما انہما من الدین کالسمع والبصر ترجمہ بیشک اُنسے بے پروائی مجکو نہین ہے کہ وہ آنکھ کان دین کے ہین اور یہی آنحضرت نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے مجکو چار وزیر عطا کیے ہین دو وزیر اہل زمین سے ابوبکرؓ و عمرؓ اور دو وزیر آسمان سے جبرئیلؑ و میکائیلؑ تیسرے اگر کسی کام پر نہ بھیجنا موجب بے لیاقتی امامت کا ہو تو لازم آوے کہ حضرت حسنینؓ بھی لائق امامت کے نہون معاذ اللہ من ذلک اسواسطے کہ حضرت امیرؑ نے ان دونون کو کسی لڑائی اور کسی کام پر نہین بھیجا اور انکے برادر علاتی محمد بن حنفیہ کو اکثر کامون پر مامور فرماتے تھے یہانتک کہ لوگون نے محمد حنفیہ سے پوچھا کہ تمھارے باپ لڑائیوں میں خوفناک تمکو لڑائیون مین تمکو کام بتاتے ہین اور حسنینؓ کو آپ سے جدا نہین کرتے اسکا کیا سبب ہے اس امامزادہ منصف نے فرمایا کہ حسنینؓ ہمارے باپ کی اولاد مین ایسے ہین جیسے بدن مین دو آنکھین اور ہم ایسے ہین جیسے ہاتھ پاؤن

اور جب تک ہاتھ پانون سے کام نکلے آنکھون کو دکھ دینا کیا ضرور بلکہ عادت انسان کی ہی کہ ہاتھ پانونکو آنکھون کی سپر بناتا ہی آفت کے وقت مین **طعن پنجم** یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب کو جملہ کامون مین مسلمانون کے متولی کیا اور خلیفہ امت کا کیا حال آنکہ آنحضرت کے وقت مین ایک سال صدقات لینے پر مامور ہوئے تھے پھر معزول ہو گئے اور معزول پیغمبر کو منصوب کرنا پیغمبر کی مخالفت کرنا ہی **جواب** اس طعن کا یہ کہ عمر کو معزول سمجھنا بڑی بیوقوفی ہی اگر کسی شخص کو کسی کام پر متولی کرین اور وہ کام اسکے ہاتھ سے سرانجام ہو جائے اور تولیت تمام کو پونہچے تو اس شخص کو یہ نہین کہہ سکتے کہ اس تولیت سے معزول ہوا عمر بن خطاب کی تولیت کا انقطاع بھی اسی قسم سے تھا کہ کام اخذ صدقات کا تمام ہوا تولیت بھی تمام ہوئی اگر اسکو عزل کہین تو لازم آئے کہ ہر نبی بعد موت کے معزول ہوا اور ہر امام بعد موت کے معزول ہو **دوسرا جواب** یہ کہ مانا ہمنے عمر معزول پیغمبر کے تھے لیکن مثل حضرت ہارون کے کہ جب حضرت موسیٰ طور سے لوٹ کے آئے یہ خلافت سے معزول ہوے مگر اس سبب سے کہ نبی بالاستقلال تھے اس عزل نے انکی لیاقت نبوت مین کچھ نقصان نہ کیا ایسی ہی عمر بن خطاب جنکے حق مین فرمایا لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا بس اس عزل نے انکی لیاقت امامت مین بھی نقصان نہ کیا **تیسرا جواب** مخالفت پیغمبر تو جب ہو کہ اُنھون نے منع فرمایا ہو اور یہ اُسکے مرتکب ہوئے ہون نہ یہ کہ اُنکے معزول کو منصوب کرین بس اگر پیغمبر انکے نصب سے منع فرماتے اور ابوبکر انکو منصوب کرتے البتہ مخالفت لازم آتی جب یہ نہین تو مخالفت کہان اور اگر اُس چیز کا کرنا جو آنحضرت نے نہ کی ہو مخالفت ٹھہرے تو لازم آئیگا کہ حضرت امیر نے بھی حضرت عایشہ کی لڑائی مین مخالفت آنحضرت کی کی معاذ اللہ من ذلک **طعن ششم** یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر کو متعین اور تابع عمرو بن عاص کا کیا اور اُسکو اُنپر امیر کیا ایسے ہی اسامہ کو انپر سردار کیا اگر انکو لیاقت ریاست کی ہوتی تو اس مقدمے مین بھی افضل و اولیٰ ہوتے پھر کیون نہین رئیس کیا اور انکو انکے تابع کیا **جواب** اس طعن کا بھی بوجوہ ہی **اول** یہ کہ اگر انکے سردار نکرنے سے دلیل انکی بے لیاقتی کی ہی کہ امر افضل کے لائق نہ تھے تو ضرور ہی کہ امیر کرنا دلیل افضلیت و لیاقت کی ہو گی بس اگر شیعہ معتقد لیاقت امامت کے عمرو بن عاص اور اسامہ بن زید اور انکی افضلیت کے ہون تب اہل سنت اس مقدمے مین محتاج جواب کے ہونگے اور نہین تو نہین **دوسرے** یہ کہ کسی خاص معاملے مین افضل پر مفضول کو امیر کرنا کچھ قباحت نہین اور یہ امر خاص افضلیت و لیاقت امامت کبریٰ پر دلالت نہین کرتا کسواسطے کہ مقدمۂ خاص مین

ریاست دنیا اکثر بنظر مصلحت جزئیہ خاصہ کے ہوتا ہی کہ وہ مصلحت مفضولون اور کمتر لوگون سے سرانجام پاتی ہی اور فضل اور بہترون سے نہین ہوتی جیسا کہ امارت عمرو بن عاص مین واقع ہوا کہ وہ ایک شخص واہی مکار وحیلہ گر تھا اور منظور یہی تھا کہ حریفون کو مکر وحیلے سے تباہ کرے یا اُنکے مکر اور مکانون اور آنے کی راہون سے واقف تھا دوسرا ایسا واقف نتھا یہ ایسا ہی جیسے چور پکڑنے اور راہ صاف کرنے کے لیے شب گردی اور فوجداری اسی قسم کے لوگون کو دیتے ہین بڑے بڑے امراسے یہ خدمتین سرانجام نہین ہوتین یا ریاست خاص مین تسلی وتشفی خاطر مصیبت زدہ ماتم کشیدہ ظلم رسیدہ کی منظور ہوتی ہی جیسا کہ اسامہ کے حق مین واقع ہوا کہ اُسکا باپ روم مین شام کی فوج کے ہاتھ سے شہید ہوا تھا اگر اُسکو رئیس نکرتے اور اُسکے ہاتھ سے بدلا اُسکے باپ کا نہ لواتے تو اُسکو تسلی وتشفی اور نام ومرتبہ حاصل نہوتا تیسرے یہ کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور تھا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ اُسکو مطلع کرین اُن معاملات پر جو متعینون اور تابع کر نیوالے پیش آتے ہین کہ کس قسم کے عہد تابع اور متعینون کے حال مین کرنا چاہیے اور یہ بات بدون اُسکے کہ ایک دو بار انکو کسیکا تابع کرین اور کسیکا متعین فرمائین بحق الیقین معلوم نہین ہوسکتی گویہ تابع کرنا واسطے ریاضت وتعلیم سلیقہ امارت وریاست کے تھا ایسا جیسے پادشاہ اولوالعزم جب تک کہ سپہگری سے امارت کو اور امارت سے وزارت کو اور وزارت سے سلطنت کو نہین پہنچے ہین اس مرتبہ عظمیٰ کو کماحقہ سرانجام نہ دیا ہی جیسے تیمور اور نادرشاہ اور ان کے مثل بسبب تربیت انکی اس طور پر صریح دلیل اس بات کی ہی کہ ان کے حق مین ریاست عمدہ خاص آپ کی مد نظر کرامت اثر تھی اور اسی تربیت کے واسطے ان دونون آدمیون کے حق مین یہ صورت واقع ہوئی یہ دونون اپنی خلافت کے وقت مین امرا اور لشکر والون کو ایسے انتظام سے رکھتے تھے کہ اُس سے بہتر خیال مین نہین آتا تھا نہ امرا کے سر مین بغی واستقلال کا کھٹکا تھا نہ لشکر والون مین کاہلی وسستی نہ بے مروتگی لوٹ اور قتل مین ظاہر ہوتی تھی امرا کو لشکر پر اور لشکر کو رعایا پر کسی قسم کا ظلم وستم اور ناز وفخر نتھا رعایا مہدامن وامان مین چین سے تھے فارغ البال گذران کرتے تھے اور فتوح پے درپے اور غنیمتین وافی روز بروز انکے ہاتھ آتی تھین یہ بات واقفون فن سیر پر اظہر من الشمس ہی اور اسمین اصلا مس اور جو امور واقعی ہین اُن مین شیعہ بھی نہین چل سکتا دغا وشیعہ پن کا نہ امور موہومہ مین ہوتا ہی کہ اگر ایسا ہوتا تو اچھا تھا اور اگر ایسا ہو تو بہتر ہو طعن ہفتم یہ کہ ابوبکرؓ نے خلیفہ بننے مین مخالفت آنحضرت کی کی قطعًا معلوم ہی کہ آنحضرت مصلحت اور مفسدہ کو خوب سمجھتے تھے اور امت پر جو نہایت شفقت اور رافت رکھتے تھے

کسیکو امت پر خلیفہ مقرر نہ فرمایا اور ابوبکر نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا **جواب** اس طعن کا بھی بوجوہ ہی **اول** یہ کہ
خلیفہ نہ کرنا آنحضرت کا امت پر صریح جھوٹ ہی اسواسطے کہ شیعہ کلہم قائل ہین کہ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو
خلیفہ کیا اگر ابوبکر نے اپنے پیغمبر کی سنت کا اتباع کرکے امت پر خلیفہ بنایا مخالفت کیونکر لازم آئی اور اگر
موافق مذہب اہل سنت کے کلام کرتے ہین تو محقق اہل سنت کے بھی خلیفہ بنانے کے قائل ہین نماز اور حج
مین اور صحابہ کو کہ رمز شناس اور دقیقہ یاب ور اشارت فہم آنجناب طہر کے تھے اسیقدر کافی ووافی تھا اور
ابوبکر صدیقؓ نے اس نظر سے کہ بہت لوگ عرب اور عجم کے تازہ اسلام مین آئے تھے بے تصریح اور تنصیص و
عہدنامہ کے ان دقیقون کو نہین پاسکین گے اسلیے نوشتہ اندرمیان مین لائے **دوسرے** یہ کہ خلیفہ نہ کرنا
جناب پیغمبرؐ کا اس سبب سے تھا کہ از روے وحی ربانی اور الہام سبحانی کے بیقین جانتے تھے کہ بعد میری خلافت
ابوبکرؓ کی ہوگی اور صحابہؓ اخیار اُسپر اجماع اور اتفاق کرینگے اور غیر کو دخل نہ دینگے چنانچہ حدیث فَاَبیٰ
عَلِیٌّ اِلَّا تَقْدِیْمَ اَبِیْ بَکْرٍ **ترجمہ** بس قبول نہ رکھا مجھسے مگر مقدم کرنا ابوبکر کا اور دوسری حدیث
مَا اَبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ **ترجمہ** قبول نہ کریگا اللہ تعالیٰ اور نہ مسلمان مگر ابوبکر کو اور حدیث
اِنَّہُ الْخَلِیْفَۃُ مِنْ بَعْدِیْ بیشک وہ خلیفہ ہی میرے بعد کہ یہ سب صحاح اہل سنت مین موجود ہی صریح دلالت
کرتے ہین اس بات پر کہ جب اسکا تعین حاصل تھا تو حاجت خلیفہ کرنے اور عہدنامہ لکھنے کی نرہی چنانچہ
صحیح مسلم مین مذکور ہی کہ مرض وفات مین ابوبکر اور انکے بیٹے کو بلایا تھا کہ عہدنامہ لکھدین پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ
اور مسلمان خود بخود سوا ابوبکرؓ کے اور کو خلیفہ ہی نہ کرینگے حاجت لکھنے کی نہین ہی موقوف رکھا بخلاف ابوبکرؓ کہ
انکو وحی نہین آتی تھی جو قطعی علم اُس سے حاصل ہوتا نہ لوگون کے حال و قراین سے معلوم ہوا تھا کہ بعد میرے
بلاشبہہ عمرؓ بن خطاب کو خلیفہ کرینگے اور اپنی عقل مین اصلح حق مین امت کے اور دین کی خلافت عمرؓ کو جانتے تھے
بس انکو ضرور ہوا کہ جسمین صلاح امت کی معلوم کی تھی عمل مین لائین شکر خدا کا کہ انکی عقل کام کرگئی جیسے شوکت
دین اور انتظام امور ملت اور ذلت کافرون کی عمرؓ کے ہاتھ سے ہوئی کسی تاریخ مین مرقوم نہین ہی کہ کسی نبی کے
خلیفہ سے ہوئی ہو **تیسرے** یہ کہ خلیفہ نکرنا اور چیز ہی اور منع کرنا اُس سے اور چیز مخالفت جب ہوتی کہ آپ
خلیفہ کرنے سے منع فرماتے اور ابوبکرؓ خلیفہ کرتے نہ یہ کہ پیغمبرؐ نے خلیفہ نہ کیا ابوبکرؓ نے کیا نہین تو لازم آئے کہ حضرت
امیرؑ نے خلیفہ کرنے حضرت امام حسنؓ مین مخالفت حضرت پیغمبرؐ کی کی حَاشَا لِلّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ یعنی بری ہی خدا
اس چیز سے **طعن ہشتم** یہ کہ ابوبکرؓ کہتے تھے اِنَّ لِیْ شَیْطَانًا یَعْتَرِیْنِیْ فَاِنْ اِسْتَقَمْتُ فَاَعِیْنُوْنِیْ

وَاِنْ زَاغَتْ فَقَوِّمُوْنِیْ ہر آینہ میرے واسطے ایک شیطان ہی کہ مجکو پیش آتا ہی پس اگر مین سیدھا چلون تو میری مدد کرو اور اگر ٹیڑھا چلون تو مجکو سیدھا کرو اور جو ایسا ہی کہ شیطان اُسکو پیش آتا ہی اور بہکا دیتا ہی قابل امامت نہین ہی **جواب** اس طعن کا **اول** جواب تو یہ ہی کہ یہ روایت اہل سنت کی معتبر کتابون مین نہین ہی تا الزام درست ہو بلکہ خلاف اس روایت کے انکے نزدیک یون صحیح اور ثابت ہی کہ ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے وقت عمرؓ بن خطاب کو بلاکر وصیت کی اور یہ کلمات کہے وَاللّٰہِ مَا نِمْتُ فَحَلِمْتُ وَمَا شَبَّهْتُ فَتَوَهَّمْتُ وَاِنِّیْ لَعَلَی السَّبِیْلِ مَا زِغْتُ وَلَمْ اٰلُ جُهْدًا وَاِنِّیْ اُوْصِیْكَ بِتَقْوَی اللّٰہِ ترجمہ قسم خدا کی مین نہین سویا کہ خواب پریشان دیکھے اور کسی نے مجکو شبہہ مین نہ ڈالا کہ مین وہم کرتا اور ہر آینہ مین راہ پر ہون ٹیڑھا نہین ہوا اور کوشش مین مین نے قصور نہین کیا اور مین وصیت کرتا ہون تجکو خدا کے تقوے کی آخر کلام تک صحیح ہی کہ بعد رحلت پیغمبر علیہ السلام اور منعقد ہونے خلافت کے اول خطبہ جو ابوبکر صدیقؓ نے پڑھا یہی تھا کہ اے یاران رسول مین خلیفہ پیغمبرؐ کا ہون لیکن دو چیز کہ خاصہ پیغمبرؐ کا تھا یہ مجہمین نہ ڈھونڈہو اول وحی دوسرے عصمت شیطان سے اور یہ خطبہ انکا امام احمد کے مسند اور اور کتابون مین اہل سنت کے موجود اور اس خطبے کے آخر مین یہ بھی ہی کہ مین معصوم نہین ہون پس اطاعت میری تمپر انھین باتون مین فرض ہی جو موافق سنت پیغمبرؐ اور شریعت خدا کی ہون بالفرض اگر خلاف اسکے تمسے کہون ہرگز مت مانو اور مجکو آگاہ کردو اس عقیدے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہی اور کیسا کلام سراسر انصاف ہی اور جو لوگ ریاست پیغمبرؐ کے خوگر تھے ہر مشکل مین وحی الٰہی کی طرف رجوع کرتے تھے اور بسبب عصمت پیغمبرؐ کے انکے امر و نہی کی بے تامل اطاعت کرتے تھے اول خلفا کو لازم تھا کہ انکو آگاہ کردین کہ دو چیزین خواص پیغمبرؐ سے ہین کہ یُوْجَدُ فِیْهِ وَلَا یُوْجَدُ فِیْ غَیْرِهٖ یعنی وہ دونون چیزین پیغمبرؐ ہی مین پائی جاتی ہین غیر مین نہین پائی جاتین **دوسرے** یہ کہ کتاب کلینی مین حضرت جعفر صادقؑ سے صحیح روایتین موجود ہین کہ ہر مومن کے واسطے ایک شیطان ہی کہ اُسکو بہکاتا ہی اور حدیث صحیح مین آیا ہی مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِیْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ یعنی تم مین سے ایسا شخص کوئی نہین ہی کہ جسکے ساتھ ایک مصاحب جن سے مقرر نہو یہانتک کہ عرض کیا یا رسول اللہ آپکے واسطے بھی یہ قرین یعنی ہمنشین ہی فرمایا ہان ہی لیکن حق تعالیٰ نے مجکو اُسپر غالب کیا ہی کہ اُسکی شر سے بچا رہتا ہون پس انبیا کو پیش آنا شیطان کا بہکانے کے قصد سے نقصان نبوت مین نہین کرتا ابوبکرؓ کو امامت مین کیا نقصان کریگا

اسواسطے کہ امام کو متقی ہونا چاہیے یہ ضرور ہے اور متقی کو بھی خطرہ شیطانی پہونچتا ہی مگر وہ خبردار ہوجاتا اور
مطابق اُسکے کام نہین کرتا قولہ تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا
فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ بیشک وہ لوگ کہ پرہیزگار ہین جب کوئی خیال اُنکو شیطان سے پہونچتا ہی کہ
اسکو یاد کرو تو اُسی وقت اُنکی آنکھین بینا ہوجاتی ہین یعنی آگاہ ہوجاتے ہین البتہ اُس شخص کے
امامت کو نقصان پہونچتا ہی کہ مغلوب شیطان اور مطیع اُسکے فرمان کا ہوا پنے اختیار کی باگ اُسکے ہاتھ
مین دیدے اُسکے کہنے پر چلے توبہ استغفار سے جلدی تدارک اُسکا نہ کرے قولہ تعالی وَاِخْوَانُھُمْ یَمُدُّوْنَھُمْ
فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ یعنی متقیون کا تو وہ حال اور جو اُنکے بھائی ہین اُنکو بیراہی مین کھینچتے
ہین پھر وہ کوتاہی نہین کرتے اور یہ مرتبہ فسق و فجور کا ہی کہ بالاجماع لیاقت امامت مین خلل انداز ہو
تیسرے یہ کہ اگر ابوبکرؓ سے ایسے کلام صادر ہوئے تو اس سبب سے وہ منصب امامت سے گرجائین ابوبکر سے
صادر ہوے تو تعجب ہوا حضرت امیرؑ نے کہ بالاجماع امام برحق تھے اپنے یارون سے ایسے کلمات فرماے
نہج البلاغت مین کہ امامیہ کے نزدیک سب کتابون مین زیادہ صحیح اور متواتر ہی روایت ہی وہو قولہ
لَا تَکُفُّوْا عَنْ مَقَالَۃٍ بِحَقٍّ اَوْ مَشْوَرَۃٍ بِعَدْلٍ فَاِنِّیْ لَسْتُ بِقَوْلِیْ اِنْ اُخْطِیَ وَلَا اٰمَنُ ذٰلِکَ
مِنْ فِعْلِیْ اِلٰی اٰخِرِ مَا سَبَقَ نَقْلُہٗ ترجمہ بند نہ ہو حق بات کہنے سے یا مشورہ عدل سے بیشک مین
نہین ہون مین اپنے قول مین کہ خطا نہ کرون اور نہین مطمئن ہون مین ایسے ہی اپنے فعل مین آخر تک جو
پہلے گذری نقل اُسکی اور کیا کہہ سکتا ہو وہ جسنے سیپارہ الم کا قرآن مجید سے پڑھا ہی حضرت آدمؑ کے
حق مین جنکی خلافت کی نص ہی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنی مین کرنا چاہتا ہون مین زمین مین
اپنا نائب اور کیا کہیگا جسنے سورہ صاد پڑھی ہوگی حضرت داؤد کے حق مین کہ وہ بھی نص الٰہی سے
خلیفہ تھے یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ یعنی اے داؤد ہمنے خلیفہ کیا ہی تمکو زمین مین
حال آنکہ اوریا کی عورت کے معاملے مین کیسا پریشان کیا کہ آخر محتاج تنبیہ و عتاب خداے تعالی کے
ہوے اور نوبت توبہ و استغفار پونہچی اور کیا کہین گے شیعہ وظیفہ والے جنھون نے صحیفہ کاملہ حضرت
سجاد کا دیکھا ہوگا اور اُنکی دعائین گوش ہوش سے سنی ہونگی کہ اپنے حق مین کیا فرماتے ہین چنانچہ
منجملہ اُنکے یہ ہی قَدْ مَلَکَ الشَّیْطٰنُ عِنَانِیْ فِیْ سُوْءِ الظَّنِّ وَضُعْفِ الْیَقِیْنِ وَاِنِّیْ اَشْکُوْ
سُوْءَ مُجَاوَرَتِہٖ اِلَی اِطَاعَۃِ نَفْسِیْ لَہٗ ترجمہ بیشک پکڑی ہی میری باگ شیطان نے بدگمانی مین

اور ضعف یقین میں اور مین شکایت کرتا ہون اسکی کہ یہ میرا بد ہمسایہ ہی اور نفس کی کہ اسکا مطیع ہو گیا ہی آب
اس عبارت کو اور ابوبکرؓ کی عبارت کو تولنا چاہیے لفظ یَعْتَرِیْنِیْ وَاِنْ زَاغَتْ کو ایک پلے مین اور لفظ مَلَکَتْ
عِنَانِیْ وَاِطَاعَۃِ نَفْسِیْ ایک پلے مین قضیہ حملیہ کہ کلام امام مین واقع ہی کہ دلالت وقوع طرفین پر بنسبت
بالجزم مین الطرفین کرتا ہی اور قضیہ شرطیہ ابوبکرؓ کو بھی دل مین لانا چاہیے کہ اِنْ زَاغَتْ ہرگز وقوع طرفین
کو نہین چاہتا اور بھی سمجھنا چاہیے کہ خطرات شیطان سے جب تک کہ وہ اپنے مقصود پر قابو نہ پائے کیا
نقصان بلکہ ایک فضیلت ہی اور سورہ یوسف سے اول آیہ سیپارہ ۱۳ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ
بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ترجمہ مین بے عیب نہین کہتا اپنے نفس کو بیشک نفس یہی حکم بدی کا کرتا ہی مگر وہ کہ رحم کرے
پروردگار میرا اسکو پڑھنا چاہیے اور ابوبکرؓ کو منصب خلافت سے گرانا نچاہیے **طعن نہم** یہ کہ عمر بن خطاب سے
مروی ہی کہ فرمایا اَلَا اِنَّ بَیْعَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ کَانَتْ فَلْتَۃً وَقَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ شَرَّھَا فَمَنْ عَادَ اِلٰی مِثْلِھَا
فَاقْتُلُوْہُ ترجمہ خبردار ہو بیشک بیعت ابوبکرؓ کی بے اندیشہ تھی بچا لیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو اسکے شر سے
پس جو کوئی کہ دوسری بار ایسا کام کرے اسکو مار ڈالو اور روایت بخاری مین اور الفاظ ہین کہ حاصل معنی
انکا یہی ہی پس یہ روایت صریح دلالت کرتی ہی کہ بیعت ابوبکرؓ کی ناگاہ و بے مشورہ اور بے تامل ہوئی تھی
اور بے دستاویز کسی دلیل کے اسکو خلیفہ کیا پس خلافت اسکی بے بنیاد تھی نہ اصلی لاجرم امام برحق نتھا
جواب یہ کلام عمرؓ کا اُس شخص کے جواب مین واقع ہی جو کہتا تھا اُنکے وقت مین کہ اگر عمرؓ مر جائین تو فلان
شخص سے بیعت کرونگا اور اسکو خلیفہ کرونگا کس واسطے کہ ابوبکرؓ کے اول ایک ہی دو آدمی نے فلتۃ بیعت
کی تھی آخر یہ مقدمہ کرسی نشین ہوا اور سب مہاجر و انصار اسکے تابع ہوئے اور بخاری مین یہ کلام مذکور ہی
پس معنی کلام عمرؓ کے اس سائل کے جواب مین یہ ہین کہ بیعت ایک دو آدمیون کی بے تامل اور بے رجوع مجتہدون
اور مشورہ اہل حل و عقد کے صحیح نہین ہی اور جو کچھ ابوبکرؓ کے حق مین واقع ہوا ہرچند ناگاہ اور بے تامل تھا لیکن
رجوع ہونا اسکا اپنے موقع پر خوب جما اور حق حقدار کو پہنچا اور بیجا نہوا بسبب ظہور اُسکے اسی خلافت پر امامت
نماز اور اور قرینون حالیہ و مقالیہ پیغمبرؐ سے اُن معاملات مین جو اُنسے کیے تھے اور فضیلت اُنکی تمام صحابہ پر اور
ہر کسی کو ابوبکرؓ پر قیاس نکرنا چاہیے بلکہ اگر دوسرا ایسی بیعت کرے تو اسکو مار ڈالو کہ جو کچھ واجب ہی یعنی تامل اور
اجتہاد اور اجماع اہل حل و عقد وہ اُسنے نہ کیا اور باعث فتنہ و فساد کا ہوا اہل اسلام مین اور آخر مین اس کلام کے
کہ شیعہ نے اسکو اپنا مذہب مروج کرنے کو نکال ڈالا ہی یہ لفظ واقع ہی وَاَیُّکُمْ مِثْلُ اَبِیْ بَکْرٍ فضیلت اور خیریت مین یعنی کی

اور نہ حاجت ہونے طرف مشورہ اور تامل کے اُسکے حق مین پس معلوم ہوا کہ معنی وَقَی اللّٰہُ شَرَّہَا کے یہی
ہین کہ ہرچند ابوبکر کی خلافت مین عجلت ہوئی بنی ساعدہ کے سقیفہ یعنی مشورہٗ باطل کے سبب سے کہ
انصار اُسکی پرخاش کرنا چاہتے تھے فرصت مشورون اور مراجعتون طویل کی نپائی لیکن عجلت مین
جو خوف ہوتا ہی کہ مبادا بیعت اپنے موقع پر نہ پڑے اور نالائق منصب امامت پر والی وغالب ہو جائے
خدا کی عنایت سے یہ بات ظہور مین نہ آئی اور حق اپنے مرکز پر ٹھہرا اور ظاہر ہی کہ مراد عمرؓ کی یہ نہین ہے
کہ بیعت ابوبکر کی صحیح نہین ہوا اور خلافت اُنکی درست نہین ہوئی اسواسطے کہ عمرؓ اور عبیدہؓ بن جراح
بھی دو شخص ہین کہ اول ابوبکرؓ سے سقیفہ مین بیعت کی ہی اور سقیفہ کے معنی ایک ایوان نہان کے بھی
ہین جسمین بیٹھ کے عرب مشورے باطل کیا کرتے تھے بعد ان دونون کے اورون نے بیعت کی اور ان
دونون نے اُسوقت مین ابوبکرؓ کے حق مین کہا ہی اَنْتَ خَیْرُنَا وَاَفْضَلُنَا تو بہتر اور بزرگتر ہی ہمسے
اور یہ کلمے انکے سب لوگون نے مہاجر و انصار سے تسلیم کیے انکار نہین کیا پس خیریت و فضلیت ابوبکر
کی تمامی صحابہ کے نزدیک قطعی اور سب کی مانی ہوئی ثابت ہی اور انصار جو پرخاش کرتے تھے یہ چاہتے تھے
کہ انصار مین سے بھی ایک خلیفہ ہو نہ یہ کہ ابوبکرؓ قابل خلافت نہین ہین اور اہل سنت کی روایتون صحیحہ سے
ثابت ہی کہ سعدؓ بن عبادہ نے بھی بعد اس صحت کے ابوبکرؓ سے بیعت کی اور حضرت امیرؓ اور حضرت زبیرؓ نے بھی
بیعت کی ہی اور پہلے روز کے خلاف کا عذر کرکے شکایت کی کہ ہمارے مشورے پر کیون نہین موقوف رکھا
ابوبکرؓ نے اُس شکایت کے جواب مین پرخاش انصار اور عجلت اُنکی اس کام مین بیان کی اور حضرت امیرؓ
اور حضرت زبیرؓ نے یہ وجہ عجلت کی پسند کی اور مان لی چنانچہ تمامی صحاح اہل سنت مین بشہرت و تواتر
ثابت اگر شیعہ حضرت عمرؓ کے اس قول مذکور پر تمسک کرتے ہین تو لازم یہ ہی کہ جمیع اقوال پر اُن کے جو
ابوبکرؓ کے اور اُنکی خلافت کے حق مین ہین تمسک کرنا چاہیے کہ یہ بات کس موقع پر پڑتی ہی وہ دفتر اور
طومار جو عمرؓ کو ابوبکرؓ کے حق مین ہین باوجود اُن کے عمرؓ کو معتقد صحت امامت وخلافت ابوبکرؓ کا نجاننا ایسا
عجیب ماجرا ہی کہ بیان مین نہین آتا طعن دوہم یہ کہ ابوبکر نے کہا کہ لَسْتُ بِخَیْرِکُمْ وَعَلِیٌّ فِیْکُمْ یعنی
مین علی کے ہوتے تم مین بہتر نہین ہون پس اگر وہ اس قول مین اپنے سچے ہین تو قابل امامت نہین
اسواسطے کہ افضل کے ہوتے مفضول لائق امامت نہین ہوتا اور اگر جھوٹے ہین تو بھی لائق امامت
نہین سلیے کہ کاذب فاسق ہوتا ہی وَالْفَاسِقُ لَایَصْلُحُ لِلْاِمَامَۃِ یعنی فاسق لیاقت امامت کی نہین رکھتا

جواب اول تو یہ روایت کسی کتاب مین اہلِ سنت کے نہین ہی نہ بطریق صحیح نہ بطریق ضعیف بس پہلے تو اہل سنت کی کتابون سے اِس روایت کو نکالنا چاہیے پھر جواب مانگنا چاہیے اور شیعون کے افترا اوپر اہل سنت کا الزام چاہنا بڑی نادانی ہی دوسرے اگر یہ روایت موافق قول شیعہ کے ہم مان بھی لین تو کہتین کہ حضرت امام ہمام زین العباد سجاد نے صحیفۂ کاملہ مین جو انکے نزدیک بطریق صحیح متعدد مروی ہی فرماتے ہین اَنَا الَّذِی اَفْنَتِ الذُّنُوبُ عُمْرَہٗ ترجمہ مین وہ شخص ہون جسکی عمر گناہون مین تمام ہوئی اگر اِس قول مین سچے ہین قابل امامت کے نہین لِاَنَّ الْفَاسِقَ الْمُرْتَکِبَ لِلذُّنُوبِ لَا یَصْلِحُ لِلْاِمَامَۃِ ترجمہ اسواسطے کہ جو بدکار کہ مرتکب گناہون کا ہی لیاقت امامت کی نہین رکھتا اور اگر جھوٹے ہین تب بھی قابل امامت نہین وَالْفَاسِقُ لَا یَصْلِحُ لِلْاِمَامَۃِ آپ ضرور کچھ شیعہ جواب مین کہین گے وہی جواب اہلِ سنت کی طرف سے ابوبکرؓ کے حق مین قبول فرمائین کاہیکو دردسر بڑھائین اور اِس روایت مین بعضے علماشیعہ کے لفظ اَقِیْلُوْنِیْ اَقِیْلُوْنِیْ بھی بڑھاتے ہین یعنی بیعت مجھسے لوٹالو بیعت مجھسے لوٹالو کہ تکرار واسطے تاکید کے ہی اور کہتے ہین کہ ابوبکر امامت سے استعفا کرتے تھے بس جو امامت سے استعفا کرے قابل امامت نہین اور عجب یہ کہ خود شیعہ معتقد اسکے ہین کہ حضرت موسیٰ نے رسالت اور نبوت سے استعفا کیا اور ہارون پر ٹالا اگر بالفرض ابوبکرؓ کا استعفا امامت کے معاملے مین ثابت بھی ہو تو کیا مثل حضرت موسیٰ کے ہوگا بلکہ اُس سے زیادہ ہلکا پھلکا اسوجہ سے کہ استعفار رسالت و نبوت کا باوجود خاص خطاب الٰہی کے جو بلا واسطہ تھا سخت قبیح ہی اور استعفا ابوبکرؓ کا امامت سے کہ بقول شیعہ اور لوگون نے بسبب پرخاش انصار اور سامان لڑائی مرتدون اور حفاظت مدینہ کے شر اعراب سے اور بنظر مصلحت وقت کے اُنکو امام کر دیا تھا خدا کی طرف سے نتھا کیا باک رکھتا ہی کسواسطے کہ جدیات کہ لوگ کسیکو دین اُسکا قبول کرنا یا ہمیشہ اسپر قائم ہی رہنا کیا ضرور ہی اور مشقتین امامت اور خلافت کی دنیا مین اُٹھانا اور نیز عقبیٰ مین بڑی مشکل کی بات ہی اول دفعہ مین جو ابوبکر صدیقؓ نے اس منصب دشوار کو قبول کیا تھا خاص واسطے قطع جھگڑے انصار کے تھا جب وہ فتنہ دبگیا چاہا کہ اپنا بوجھ ہلکا کرون اور کسیکی گردن پر ڈالون آپ فارغ البال زندگی کرون اِس موقع سے معلوم ہوا کہ موافق روایات شیعہ کے بھی ابوبکرؓ طامع ریاست اور امامت کے نتھے اور خود اُسکو اپنے اوپر سے ٹالتے تھے لوگ اِس ٹالنے کو نہین مانتے تھے اور اعلیٰ سے ادنیٰ تک نے اس منصب کو زبردستی اُنکے گلے لگایا ورنہ یہ بات زبان پر لانا اُسکی کیا گنجایش اگر بادشاہ دنیا کے کہ مطلق طاقت سلطنت کی نرہی ہو بلکہ اندھے بہرے ہوگئے ہون اور کوئی لذت دنیا کی سوائے حکومت گننی کے

آدمیون کی سلطنت سے اُنکو نصیب نہو اُسنے ہم کہین کہ یہ منصب اپنی کسی محبوب ترین اولاد پر چھوڑ دو کبھی
قبول نہین کرینگے بلکہ گانون گانون اور محلے محلے کے رئیسون مین یہی بخل و حسد دیکھنے مین آتا ہی پھر کیا ٹھکانا
اُس ریاست کا جو ابو بکرؓ کے ہاتھ آئی تھی اور عزت دنیا و آخرت کی نصیب ہوئی تھی ایسی عزیز چیز کو خود
پھینکنا اور دوسرے کو دینا نہایت بے طمعی اور زہد اس سے ظاہر ہوا اور یہی کتب شیعہ مین صحیح روایتون سے
ثابت و مروی ہی کہ حضرت امیرؓ بھی بعد قتل حضرت عثمانؓ کے خلافت قبول نہین کرتے تھے بڑی خوشامد
اور مبالغہ مہاجر و انصار سے قبول فرمائی تھی اگر ابو بکرؓ نے بھی ایسے ہی ناز و کرشمے اظہار رجحت اور اقرار کرانے کے
لوگون کی نسبت اپنے کمال کے منظور رکھے ہون تو کیا عجب اور منصب امامت مین اُن کے کیا قصور **طعن**
یازدہم یہ کہ ابو بکرؓ کو پیغمبرؐ نے سورۂ برات مکے مین پہونچانے کو روانہ کیا جبرئیل نازل ہوئے اور کہا
کہ برات حوالے علی کے کرو ابو بکرؓ سے لیلو پیغمبرؐ نے ابو بکرؓ کے پیچھے علی کو روانہ کیا اور کہا کہ برات کو جو دوسرا
تیرا ہی اُس سے لے لے اور اہل مکہ پر پڑھ پس جو شخص کہ اس قابل نہین کہ قرآن کے ایک حکم کو ادا کر سکے وہ حقوق
خلق اللہ اور جملہ احکام شریعت و قرآن کے ادا کرنے مین کیونکر امین ہو سکیگا اور امام بن سکیگا **جواب** اس روایت
مین عجیب خبط و خلط واقع ہوا ہی وہ مثل ہی جو کسی نے کہی ہی **شعر** چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
یا وہ استفتا جو مشہور ہی خشن خشین معاویہ کے تینون لڑکیون کا کیا حکم ہی تفصیل اس مقدمے کی یہ ہی کہ روایتین
اہل سنت کی اس قصے مین مختلف ہین اکثر اس مضمون کے ساتھ وارد ہین کہ ابو بکرؓ کو واسطے امارت حج کے مقرر
فرماکے روانہ کیا تھا نہ سورۂ برات پہونچانیکو بعد اسکے سورۂ برات نازل ہوئی حضرت امیرؓ کو سورۂ برات
پہونچانے کو بھیجا کہ اسمین مشرکون سے عہد توڑنا نازل ہوا تھا تا حضرت امیرؓ احکام تازہ کو پہونچائین اس
صورت مین عزل ابو بکرؓ کا مطلق نہین ہوتا بلکہ یہ دونون آدمی دو امر مختلف پر مقرر تھے پس اس روایت مین
خود شیعہ کو ٹھکانا تمسک کا نہ رہا کہ مدار اُنکا عزل ابو بکرؓ پر ہی اور جب اس خدمت کا نصب ہی نتھا تو عزل
کس طرح ہوگا بیضاوی اور مدارک اور زاہدی اور تفسیر نظام نیشاپوری اور جذب القلوب اور مشکوٰۃ مین یہی
روایت اختیار کی ہی اور یہی روایت اہل حدیث کے نزدیک سب پر فائق ہی اور معالم اور حسینی اور
روضۃ الاحباب اور حبیب السیر اور مدارج سے ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابو بکر صدیقؓ کو اس صورت کے پڑھنے کا حکم دیا تھا بعد اسکے علی مرتضیٰؓ کا نام اس کام پر رکھا اور اسمین دو
احتمال ہین ایک یہ کہ ابو بکرؓ کو اس خدمت سے عزل کرکے علی مرتضیٰؓ کو بجاے اُنکے مقرر فرمایا دوسرے یہ کہ

علی مرتضیٰ کو انکا شریک کیا تو دونون اس خدمت مین قدم بڑھائین چنانچہ روایات روضۃ الاحباب بخاری
ومسلم اور اور تمام محدثون کے اسی احتمال کو قوت بخشتی ہین اسواسطے کہ انھون نے باجماع روایت کی ہی
کہ ابو بکر صدیقؓ نے ابو ہریرہ کو قربانی کے دن مع دوسری جماعت کے جو علیؓ مرتضیٰ کے متعینہ تھی فرمایا کہ منادی
کردو کہ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ الْبَيْتَ عُرْيَانٌ ترجمہ اس سال کے بعد کوئی مشرک
حج نہ کرے اور خانہ کعبہ کا طواف کوئی ننگا نہ کرے ان روایتون سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ ابو بکر صدیق اس
خدمت سے معزول نہین ہوئے تھے والا غیر کی خدمت مین دخل نہین کرتے اور منادی لوگ مقرر نہ فرماتے لابد
اس صورت مین بھی تمسک شیعہ کا باقی نہ رہا اسلیے کہ عزل ہی نہین ہوا اب ہم احتمال اول بیان کرتے ہین
کہ ظاہر کَلَا يُؤَدِّي عَلَيَّ اِلَّا رَجُلٌ مِنِّي یعنی جو چیز میرے ذمے ہی اُسکو ادا نہ کریگا مگر وہ شخص جو مجھسے ہوگا
اُسکو قوت بخشتا ہی اور نیز حکم آنحضرت کا کہ ابو بکرؓ سے لے لے اور تو پڑھ درصورت صحیح ہونے کے موید اسکا
ہوتا ہی ہم کہتے ہین کہ یہ عزل اسوجہ سے نتھا کہ ابو بکرؓ اُسکے لایق اور قابل نتھے کسواسطے کہ بالاجماع ثابت ہی
کہ ابو بکرؓ امارت حج سے معزول نہین ہوئے اور جب لیاقت سرداری حج کی جسکے درمیان مین اصلاح
عبادتون کئی لاکھ مسلمانون کی ہی جسکو بہت سے احکام ادا کرنا اور خطبے پڑھنا اور بہت سے مسائل تعلیم کرنا
اور ہر امر مین فتوی دینا ہوتا ہی سوا اسکے بہت سے وقایع اور حوادث جو اُس انبوہ کثیر مین پیدا ہوتے ہین
جنکو حاجت بڑے اجتہاد اور بہت سے علم کی پڑتی ہی ہرگاہ یہ سب ابو بکر کے واسطے ثابت ہوئے تو لیاقت
چند آیت باواز بلند پڑھنے کی جسکو ہر قاری وحافظ سرانجام دیسکتا ہی کیونکر نہین اُنکو ثابت ہوگی اور
خطبے ابو بکرؓ کے اور صفت اقامت حج کی کہ ابو بکر سے اُسوقت مین ظاہر ہوئی صحیح نسائی اور اور حدیث کی
کتابون مین گن گن کے سب لکھی ہی اور تمام اہل تاریخ کے اجماع سے ثابت کہ علی مرتضیٰؓ اس سفر مین پیروی
ابو بکر کی فرماتے رہے انھین کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور مناسک حج مین بھی انکی متابعت کرتے تھے اور یہ بھی
کتب سیر اور احادیث سے ثابت وصحیح ہی کہ جب علیؓ مرتضیٰ مدینے سے روانہ ہوئے بہت جلدی قطع مسافت
کرکے ابو بکر کے پاس پہونچے ابو بکر نے آواز ناقہ رسول خدا کی سُنی بیچین ہوگئے اور گمان کیا کہ شاید رسول خدا
خود حج ادا کرنے کو تشریف لائے تمام لشکر کو کھڑا کیا اور توقف فرمایا بعد ملاقات حضرت علیؓ مرتضیٰ سے پوچھا
کہ اَ اَنْتَ اَمِيْرٌ اَوْ مَأْمُوْرٌ یعنی تم امیر ہو اور مین امارت سے معزول ہون یا تم تابع اور مامور ہو مین امیر
ہون علی مرتضیٰؓ نے جواب مین کہا مین مامور ہون اور قبل روز ترویہ سے خطبہ پڑھا اور تعلیم مناسک

حج کے موافق قاعدۂ اہلِ اسلام کے شروع کی تھیں ضرور یہ عزل ابوبکر کا کہ چند آیت قرآنی پونہچانے مین واقع ہوا بالوجہ تھا نہین تو مقرر کرنا ابوبکر کا ایسے کام مین کہ بڑا جلیل القدر تھا اور عزل ویسے کام سے صریح خلاف عقل کے ہی ہر گز پیغمبر سے کہ سب سے بڑھ کے عقیل تھے واقع نہین ہوسکتا تھا پھر کیا ٹھکانا کہ حکم آلہی ہی خلاف حکمت کے نازل ہو معاذ اللہ مِنْ ذٰلِكَ اور وہ وجہ یہ ہی کہ عرب کی عادت تھی کہ عہد کرنے یا توڑنے اور صلح اور لڑائی کی بنیاد رکھنے مین بلا واسطہ سردار قوم کے یا جو حکم سردار کا رکھتا ہو مثلاً بیٹا یا بھائی یا داماد کے عمل نہین کرتے تھے دوسرا شخص کیسی ہی بزرگی رکھتا ہو اُسکے قول وفعل کو خاطر مین نہین لاتے تھے نہ معتبر جانتے تھے بلکہ اب بھی یہی رائج اور جاری ہی کہ جب سلاطین و امرا ور زمینداروں مین بابت ملک یا دھورے کے جھگڑا پڑتا ہی دونون طرف سے وزیر و امیر اور فوج ولشکر جنگ وجدال سعی وتلاش اور جد وکد کرتے ہین جب نوبت عہد وپیمان اور قول وقسم کی پہونچتی ہی جبتک شاہزادون کو بطور تورے کے نہین بُلا لیتے اور اُنکی زبان سے یہ مضمون نہین کہلا لیتے ہین معتبر نہین جانتے اور جو ہم سوچتے ہین کہ ایسے انبوہ کثیر مین سورہ برات کا پڑھنا کہ منا ئین واقع ہوتا ہی اور بقدر چھ لاکھ آدمی کے اُس میدان وسیع مین جمع ہوتے ہین ہر شخص کے کان مین آواز پونہچانا محتاج ہی بڑی گردش سخت اور محنت شدید اور بلند کرنے آواز کا متصل ہر خیمے کے اور ہر منزل اور ہر بازار مین بس امیر حج سے یہ کام نہین ہوسکتا اسواسطے کہ وہ مشغول بجز داری اعمال حج اور فتنہ وفساد کی نگہبانی اور احرام حج کے بگڑنے اور برائیان حج کی خیال کرنے مین رہے لہذا اس کام کے واسطے دوسرا آدمی ہو اور جو یہ بھی بڑا کام اور مہمات عظیمہ سے ہی لابد وہ شخص بھی عظیم القدر بلند مرتبہ ہو مثل ابوبکر کے اسواسطے جناب پیغمبر نے اس کام کے واسطے علی مرتضیٰ کو امیر کیا اور ابوبکر کو حج پر تا دونون مہم بخوبی سرانجام پائین اور لوگون کے نزدیک بھی مقصود بالذات جانین جائین اور اگر ابوبکر کی منادی پر اکتفا فرماتے لوگون کو گمان ہوتا کہ معاملہ عہد وپیمان کا پیغمبر کے نزدیک چندان ضرور تھا جب تو اس کام کے واسطے کوئی شخص مستقل مقرر نفرمایا یہان ایک لطیفہ اور بھی ہی کہ اہلِ سنت کے مدققون نے اُسکا سراغ لگایا ہی اور مقصود دلی حاصل کیا وہ یہ کہ ابوبکر مظہر صفت رحمت آلہی تھے لہذا اُن کی شان مین فرمایا اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ ترجمہ بڑا مہربان میری امت مین میری امت پر ابوبکر ہی بس کام مسلمانون کا کہ مورد رحمت

الٰہی ہین اسکو اُنکے حوالے کیا اور علی مرتضیٰؓ کہ شیر خدا مظہر جلال و قہر الٰہی تھے کافرکشی شیوہ اُنکا کافرونکی عہد شکنی کو کہ مورد قہر و غضب ہین اُنکے ذمے کیا تو صفات جمال و جلال الٰہی اُس مجمع عظیم مین کہ نمونۂ محشر اور مورد مسلمان اور کافر کا تھا ان دو فوارون دریاے بے پایان صفات حقانی سے جوش کرے اور طرفہ یہ ہی کہ ابوبکر صدیقؓ بھی اس کام مین علی مرتضیٰ کے مددگار رہتے تھے بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت موجود ہی کہ اُنکو دوسری جماعت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ کیا اور آپ بھی کبھی کبھی اِس خدمت مین شریک ہوئے چنانچہ ترمذی مین حاکم سے بروایت ابن عباس ثابت ہی کَانَ عَلِیٌّ یُنَادِیْ فَاِذَا اَعْیٰی قَامَ اَبُوْبَکْرٍ فَنَادٰی بِھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاِذَا بَحّٰ قَامَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ فَنَادٰی بِھَا ترجمہ منادی کرتے تھے جب وہ تھک جاتے تھے ابوبکرؓ کھڑے ہوتے تھے اور ندا کرتے تھے اُن کلمات کے ساتھ اور ایک روایت مین ہی کہ جب اُنکی آواز پڑجاتی تھی تو ابوہریرہؓ کھڑے ہوتے تھے اور اُنھین کلمات سے ندا کرتے تھے بالجملہ وجہ عزل ابوبکرؓ کی یہی تھی کہ عہد شکنی کو موافق عادت عرب کے کہ سردار یا اُس شخص کو جو حکم سردار مین ہو جیساکہ اوپر مذکور ہوا بخوبی ظاہر کردیجائے تا آیندہ عربون کو مجال عذر کی نرہے کہ ہمکو موافق ہماری رسم و قاعدے کے آگاہی نہوئی تا ہم اپنی راہ اختیار کرتے اور تدبیر کرلیتے اور یہ وجہ معالم اور زاہدی اور بیضاوی اور شرح تجرید اور شرح مواقف اور صواعق محرقہ اور شروح مشکوۃ اور اور کتب اہل سنت مین مذکور و مسطور ہی اسیواسطے جب پیغمبر خداؐ نے حدیبیہ مین بعد مصالحت اُن انصار کو کہ فن کتابت مین پوری مہارت رکھتے تھے عہدنامہ لکھنے کو بُلایا سہیل بن عمر نے جو مشرکون کی طرف سے مصالحت کو آیا تھا کہا یا محمدؐ یہ عہدنامہ تمھارے چچیرے بھائی علی کو لکھنا چاہیے اُسکا لکھنا قبول نکیا چنانچہ مدارج و معارج اور اور کتب سیر مین مرقوم ہی دوسرا جواب ہمنے مانا کہ ابوبکر کو تبلیغ برات سے عزل فرمایا لیکن عزل ایسے شخص کا کہ صاحب عدالت ہو اور ہزار جگہ پیغمبرؐ و آیات قرآنی اُسکی عدالت پر گواہی دین تو بنظر کسی مصلحت جزئیہ کے اُسکی نسبت اس بات پر دلیل نہین ہو سکتا کہ اُسمین صلاحیت ریاست کی نتھی خصوصاً جس خدمت سے کہ معزول ہوا ہی اُسمین کوئی کوتاہی اور خیانت اُس سے نہوئی ہو کسواسطے کہ حضرت امیرؓ نے عمر بن ابی سلمہ کو کہ ربیب خاص حضرت پیغمبرؐ کا تھا اور ربیب وہ جو اپنی ماں کے ساتھ آیا ہو اور شیعہ با اخلاص حضرت امیرؓ سے اور بڑا عابد و زاہد اور امین اور فقیہ اور متقی ولایت بحرین سے معزول فرماکر اُسکو نامہ عذر کا لکھا کہ کتب صحیحہ بلکہ اصح الکتب شیعہ مین جو نہج البلاغت ہی موجود اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ وَلَّیْتُ النُّعْمَانَ ابْنَ عَجْلَانَ الدُّوَرَقِیَّ عَلَی الْبَحْرَیْنِ وَنَزَعْتُ یَدَکَ بِلَا ذَمٍّ لَکَ

وَلَا تَثْرِيبَ عَلَيْكَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ الْوِلَايَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ فَاقْبَلْ غَيْرَ ظَنِيْنٍ وَلَا مَلُوْمٍ
وَلَا مَاثُوْمٍ ترجمہ لیکن بعد اسکے مین نے والی کیا نعمان بن عجلان دورقی کو بحرین پر اور نکال لیا مین نے
تیرے ہاتھ کو بدون مذمت اور بغیر الزام کہ تجھ کچھ نہین حال یہ کہ تونے اچھی حکومت کی اور امانت ادا کی بس
متوجہ ہو بغیر اسکے کہ تجھ پر مین بدگمان ہوا ہون اور نہ ملامت نہ تہمت بہ نسبت گناہ اور بالیقین ثابت ہی
کہ عمر بن ابی سلمہ نعمان بن عجلان دورقی سے افضل تھا دین کی راہ سے بھی اور حسب و نسب کی راہ سے بھی اور
ولایت کو بخوبی سرانجام دیا تھا اور امانت کو کما حقہا ادا کیا اور اگر ابوبکر صدیق کو لیاقت اور قابلیت ادا کرنے کی
حکم قرآن کی نتھی اور امیر حج کرنا کہ بدرجہا اس سے اہم واہم واعظم تر ہی اس رسالت کی ادا کرنے سے کیا معنے تھے
اور پیغمبر سے کہ بالاجماع معصوم ہین کسطرح یہ بات صادر ہوتی **طعن دوازدہم** یہ کہ ابوبکر نے فاطمہ کو انکے
باپ کے ترکے سے ورثہ نہ دیا بس فاطمہ نے کہا اے ابو قحافہ تو اپنے باپ سے میراث پائے اور مین اپنے باپ سے
میراث نہ پاؤن یہ کونسا انصاف ہی اور فاطمہ کے مقابلے مین کہ بروایت ایک شخص کے وہ خود موجود تھین حجت
کرنے لگے اور کہا کہ مین نے رسول خدا سے سنا ہی کہ ہم لوگ کہ پیغمبر کے فرقے سے ہین نہ کسی سے میراث لیتے ہین
نہ کوئی ہمسے میراث لیتا ہی حالانکہ یہ خبر صحیح نص قرآن کے خلاف ہی يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ
حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ترجمہ وصیت کرتا ہی تمکو اللہ اولاد کے حق مین کہ مرد کا عورت سے دونا حصہ ہی کہ یہ نص عام ہی
نبی اور غیر نبی سبکو شامل اور بھی دوسری نص ہی اسکے بھی مخالف وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ اور وارث
ہوئے سلیمان داؤد کے وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ اور بخش تو اپنے
پاس سے مجکو کوئی ولی کہ وارث ہو میرا اور وارث ہو آل یعقوب سے بس معلوم ہوا کہ انبیا بھی وارث ہوتے ہین
اور انکے وارث بھی انسے میراث پاتے ہین **جواب** اس طعن کا یہ کہ ابوبکر نے جو منع میراث کا حضرت فاطمہ
سے کیا محض بسبب سننے اس نص پیغمبر کے تھا کہ آنحضرت سے سنی تھی نہ بسبب عداوت و بغض فاطمہ کے اس دلیل سے کہ
اگر میراث ٹھہرتی تو ازواج مطہرات کو بھی ترکہ پیغمبر سے حصہ پہونچتا اور عائشہ ابوبکر کی دختر بھی ازواج سے
تھین بس اگر ابوبکر کو فاطمہ سے بغض و عداوت تھا تو ازواج مطہرات اور انکے باپ بھائی خصوصًا خود اپنی لڑکی کہ
عائشہ تھین انسے کیا عداوت تھی جو سب کو محروم المیراث کیا اور بھی قریب نصف ترکے کے حضرت عباس کو جو آپکے چچا تھے
انکو پہونچتا تھا بس اس صورت مین کہ عباس ابتدائے خلافت سے ابوبکر کے رفیق و مشیر تھے انکو کیون محروم المیراث کیا اور
جو کہا ہی کہ فقط ایک شخص فاطمہ کو جواب دیا کہ وہ ہی تھین محض جھوٹ ہی کسواسطے کہ یہ خبر کتب اہل سنت مین موافق روایت غذیفہ

بن الیمان اور زبیر بن عوام اور ابو دردا اور ابوہریرہ اور عباس اور علی اور عثمان اور عبد الرحمن بن عوف
اور سعد بن وقاص کی صحیح و ثابت ہی کہ یہ سب بزرگترین صحابہ مین اور بعض انسے مبشر بہشت اور ملا عبد اللہ
مشہدی نے حذیفہ کے حق مین کتاب اظہار الحق مین پیغمبر سے حدیث نقل کی ہی کہ مَا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ
فَصَدِّقُوْهُ ترجمہ یعنی حذیفہ جو بات تمسے کہے اُسکو سچ جانو اور انھین سب سے علی مرتضی ہین کہ باجماع شیعہ
معصوم اور باتفاق اہل سنت صادق ہین اور عایشہ اور ابوبکر اور عمر کی روایت کا اس موقع پر اعتبار نہین ہی
اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ بِحَضْرِ
مِنَ الصَّحَابَةِ فِيْهِمْ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ وَعُثْمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ
وَسَعْدُ بْنُ وَقَّاصٍ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ثُمَّ
اَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ترجمہ بخاری نے مالک بن اوس بن حدثان النصری سے
روایت کی کہ عمر بن خطاب نے ایک مجمع مین کہا جسمین صحابہ یعنی علی اور عباس اور عثمان اور عبد الرحمن بن عوف
اور سعد بن ابی وقاص اور زبیر بن عوام جمع تھے قسم دیتا ہون مین تمکو اُس خدا کی جسکے حکم سے آسمان و زمین
قائم ہین تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہمارے واسطے میراث نہین جو کچھ چھوڑ جائین
وہ صدقہ ہی سبنے کہا ای بار خدایا ایسا ہی ہی پھر متوجہ ہوئے علی اور عباس کی طرف اور کہا تمکو قسم دیتا ہون
خدا کی آیا تم جانتے ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہی ان دونون نے بھی کہا ای بار خدایا
ایسا ہی ہی پس معلوم ہوا کہ یہ خبر بھی قطعی ہونے مین برابر آیت کے ہی اسواسطے کہ یہ جماعت جنکے نام لیے گئے
انمین سے ایک کی خبر مفید یقین ہی نہ کہ یہ جماعت کثیر خصوص علی مرتضی کہ شیعہ کے نزدیک معصوم ہین اور روایت
معصوم کے برابر قرآن کے ہی انکے نزدیک حق الیقین مین اور قطع نظر ان سبکے یہ روایت کتب شیعہ مین بھی
امام معصوم سے موجود ہی رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ الرَّازِيُّ فِي الْكَافِيْ عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ
اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ
وَذٰلِكَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوْرِثُوْا وَفِيْ نُسْخَةٍ لَمْ يَرِثُوْا دِرْهَمًا وَلَا دِيْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا
اَحَادِيْثَ مِنْ اَحَادِيْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ترجمہ روایت کی

محمد بن یعقوب رازی نے کافی مین ابی البختری ابی عبد اللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے کہا بیشک علما وارث انبیا کے ہین اور یہ بات اس سبب سے ہی کہ انبیا میراث نہین چھوڑتے ہین اور ایک نسخے مین ہے کہ اُنھون نے میراث نہین پائی ہو درم و دینار سے پس اُنکی یہی چند باتین اپنی باتون سے میراث ہین جسنے اُن باتون سے کچھ حاصل کیا پس اُسنے بڑا حصہ پایا اس حدیث مین کلمۂ اِنّمَا موافق اقرار شیعہ کے حصر کیواسطے ہی جیسا کہ آیت اِنّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ مین گذرا غرض معلوم ہوا کہ سوائے علم و حدیثون کے کوئی چیز کسیکو نہین دی ہی پس ثابت ہوا مدعا موافق روایت معصوم کے اور یہی خبر پیغمبر کی جسنے بلا واسطہ پیغمبر سے سنی ہو اُسکے حق مین مفید علم یقینی کی ہی بلا شبہہ پس اپنے سنے ہوئے پر عمل کرنا واجب چاہے دوسرے سے سنے یا نہ سنے اور سب شیعہ اور سُنّی اصول والے اسپر متفق ہین کہ تقسیم خبر کی متواتر اور غیر متواتر کی نسبت اُن لوگون کے ہی کہ نبی کو نہ دیکھا ہو اور اورون کے واسطے سے اُسکو سُنا ہو ؛ اُن لوگون کے حق مین کہ نبی کو دیکھا بھی اور بے واسطہ اُنسے کوئی خبر بھی سُنی کہ یہ خبر اُسکے حق مین حکم متواتر رکھتی ہی بلکہ متواتر سے بڑھکے ہی اور جب خبر اَبُو بکر نے خود سنی تھی حاجت تفتیش کی نہ تھی کہ کسی دوسرے سے تجسس کرتے اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہین جو شیعہ کہتے ہین کہ یہ خبر مخالف آیت کے ہی یہ بھی جھوٹ کسواسطے کہ کُلِّ سے خطاب امت کی طرف ہی نہ پیغمبر کی طرف پس یہ خبر مبین تعین خطاب کے ہی نہ مخصص اُسکے اور اگر مخصص بھی ہو تو تخصیص آیت کی لازم آپکی مناقب کیونکر ہو جائیگی اور آیت نے بہت جگہ تخصیص پائی ہی مثلاً اولاد کافر کی وارث نہین ہی اور رفیق وارث نہین ہی اور قاتل وارث نہین ہی اور شیعہ بھی اپنے ائمہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے باپ کے بعض وارثون کو اپنے باپ کے بعض ترکے سے منع کیا ہی اور آپ لیا ہی جیسے تلوار اور قرآن شریف اور انگوٹھے اور پوشاک بدنی باپ کی اُس خبر کے ساتھ کہ جسکے راوی تنہا آپ ہی ہین کہ ابھی تک عصمت اُس خبر کی اہلِ سنت کے نزدیک ثابت نہین ہی نہ دلیل ثبوت و صحت اُس خبر کی بلکہ تمامی اہل بیت پر حضرت امیر المومنین سے لیکر آخر تک یہ ہی کہ جب ترکہ آنحضرت ؐ کا انکے قبضے مین پڑا تو حضرت عباسؓ اور اُنکی اولاد سب کو خارج کیا اور دخل نہ دیا اور ازواج کو بھی اُنکا حصہ نہ دیا پس اگر میراث ترکہ پیغمبر مین جاری ہوتی تو یہ بزرگوار کہ شیعہ کے نزدیک معصوم ہین اور اہلِ سنت کے نزدیک محفوظ کسطرح یہ حق تلفی صریح روا رکھتے کسواسطے کہ باجماع اہلِ سیر اور تواریخ والون اور علماے حدیث کے ثابت اور ٹھہرا ہوا ہی کہ متروکہ آنحضرت کا خیبر اور فدک وغیرہ سے عمرؓ بن خطاب کے وقت مین حضرت علیؓ اور عباسؓ کے

اختیار مین تھا علیؑ نے عباس پر غلبہ کیا اور بعد علیؑ مرتضیٰ کے حسن بن علیؑ انکے بعد حسین بن علیؑ پھر علی بن حسینؑ اور حسنؑ بن حسنؑ کے ہاتھ آیا کہ دونون آپس مین تداول کرتے ہین یعنی ایک سے دوسرے کے اختیار مین جاتا تھا انکے بعد زید بن حسن بن علی برادر حسنؑ بن حسنؑ کے متصرف ہوئے رضی اللہ عنہم اجمعین پھر مروان کے قبضے مین کہ وہ امیر تھا پڑا اور مروانیون کے اختیار مین رہا حتی کہ نوبت بادشاہی عمر بن عبد العزیز کی پونہچی یہ ایک شخص عادل تھا اُسنے کہا کہ مین اُس چیز کو جسکے لینے سے پیغمبر خدا نے فاطمہ کو منع کیا اور روا نہ رکھا اور نہ دیا نہین لونگا میرا اُسمین کچھ حق نہین ہی مین اُسکو پھیرتا ہون پس اُسکو اولاد فاطمہ علیہا السّلام پر لوٹا دیا بس تعمل اِیہ معصومین کے اہلِ بیت سے معلوم ہوا کہ ترکہ آنحضرت کا میراث نتھا نہ حکم میراث اُسمین جاری ہوا اب آیت میراث نے حدیث مذکور سے خصوصیت پائی اب ہم اس آیت وَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُدَ کو جو دلالت اس بات پر کرتی ہی کہ انبیا بھی وارث رکھتے ہین اور انبیا سے میراث بھی لیتے ہین بیان کرتے ہین حال آنکہ حدیث مخالف قطعی اسکے ہی اور بروایت معصومین ثابت ہی ہم بھی اس مشکل کے حل کرنے مین قول معصوم کی طرف رجوع کرین اور شیعہ کی کتابون کی طرف التجا لیجائین رَوَی الْکُلَیْنِیُّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اِنَّ سُلَیْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ وَاِنَّ مُحَمَّدًا وَرِثَ سُلَیْمَانَ ترجمہ روایت کی کلینی نے ابی عبد اللہ سے بیشک سلیمان وارث داؤد کے ہوئے اور محمد صلعم وارث سلیمان کے ہوئے پس معلوم ہوا کہ یہ وراثت علم و نبوت اور کمالات نفسانی سے ہی نہ وراثت مال و متروکہ اور قرینۂ عقلیہ بھی مطابق قول معصوم کے اسی وراثت پر دلالت کرتا ہی کسواسطے کہ باجماع اہلِ تاریخ حضرت داؤد کے اُنیس لڑکے تھے پس سب وارث آنحضرت کے ہوتے ہین حال آنکہ حق تعالیٰ نے اختصاص و امتیاز حضرت سُلیمان مین یہ عبارت فرمائی کہ جو وراثت کہ اُنسے اختصاص رکھتی ہی دوسرے بھائیون کو اُسمین شرکت نہین ہوسکتی اور وہ بھی وراثت علم و نبوت کی ہی کہ اور بھائیون کو اِس سے کچھ حاصل نتھا اور یہ بھی خوب ظاہر ہی کہ ہر بیٹا میراث باپ کی لیتا ہی اور باپ کا وارث ہوتا ہی پھر اُس سے خبر دینا لغو محض ہی اور کلام الٰہی مشتمل بر لغو نہین ہوسکتا اور حضرت سلیمان کو اُس چیز مین کہ جسمین تمام عالم شریک ہی شریک بیان فرمانا کونسی بزرگی کی بات ہی کہ حق تعالیٰ فضیلتین اور تعریفین اس وراثت عامہ کی مذکور فرمائے اور سوا اس کے کلام آئندہ صریح ناطق ہی بآنکہ مراد وراثت سے وراثت علم ہی حیث قَالَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ ترجمہ اُس جگہ کہ فرمایا ہی اور کہا سلیمان نے اے لوگو سکھائی گئی مجکو پرندون کی بولی اور اگر کہین وراثت علم کی مجازی ہی اور مال کی حقیقی پس لفظ کو حقیقت سے مجاز کی طرف کیون لیجانا چاہیے

ہم کہتے ہین ضرورت ہی وہ یہ کہ قول معصوم کی تکذیب ہوتی ہی اور اسکو بھی ہم نہین مانتے کہ وراثت مال
مین حقیقت ہی بلکہ بسبب غلبہ استعمال کے جو عرف فقہا مین ہی تخصیص پائے جیسے منقول ہاتین عرفی اور در حقیقت
اطلاق اُسکا وراثت علم ومنصب سب پر صحیح ہی پھر کہتے ہین ہمنے مانا کہ مجاز ہی لیکن مجاز مشہور ومتعارف ہی
خصوصًا استعمال قرآن مین اس حد تک کہ حقیقت سے برابری کرتا ہی ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِنَا فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ ترجمہ پھر وارث کتاب کا کیا ہمنے اُن
لوگون کو کہ چھانٹا ہمنے اپنے بندون سے پس جانشین ہوئے بعد اُنکے ناخلفا وارث ہوئے کتاب کے لیکن دوسری
آیت یعنی يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ترجمہ میراث لے مجھسے اور میراث لے اولاد یعقوب سے پس
بصراحت عقلیہ یہ ہی کہ وہان وراثت منصب سے مراد ہی قطعًا کسواسطے کہ اگر لفظ آل یعقوب سے نفس ذات یعقوب
مراد ہو بطریق مجاز تو لازم آئے کہ مال یعقوب کا انکے زمانے سے زمانہ حضرت زکریا تک کہ زیادہ دو ہزار برس سے
گذرے تھے بے بٹا باقی تھا کہ بعد وفات حضرت زکریا کے تقسیم ہوا اور حصہ یحیٰی کا حضرت یحیٰی کو پونہچے اور یہ بڑا
مغلطہ ہی اسلیے کہ اگر قبل وفات حضرت زکریا سے بٹا ہوا ہو تو وہ مال اُل حضرت زکریا کا ہوگا اور يَرِثُنِي
مین داخل ہوا اور اگر آل یعقوب سے اولاد یعقوب مراد ہو تو لازم آئے کہ حضرت یحیٰی وارث تمامی بنی اسرائیل
کے ہون کیا زندے کیا مرے ہوئے کہ یہ مغلطہ پہلی مغلطہ سے بھی زیادہ افحش ہی تبس اس آیت کو یہان لانا کمال
خوش فہمی اس فرقے کی ہی اور بھی حضرت زکریا نے دو لفظ فرمائے وَلِيًّا يَرِثُنِي پس جناب الٰہی سے ولی
مانگا کہ بصفت وراثت کے موصوف ہو پھر اگر خاص مراد وراثت علمی سے نہو یہ صفت محض لغو پڑے جسکے ذکر مین
کچھ فائدہ نہین اسواسطے کہ جملہ شریعتون مین بیٹا وارث باپ کا ہی اور ولی کی لفظ سے بے تکلف وراثت مال
کے سمجھی جاتی ہی اور بھی نظر ہمت عالی ذات پاک انبیا مین کہ اس عالم بے ثبات کے تعلقات سے چھوٹی ہوئی
ہین سوائے جناب حق جل وعلی کے غیر سے تعلق نہین رکھتے بالکل متاع دنیا کے ایک جو کے برابر نہین خصوصًا
حضرت زکریا علیہ السلام کہ نہایت آزادی وبے تعلقی کے ساتھ مشہور ومعروف ہین انکی عادت سے نہایت ہی
محال کہ مال ومتاع کی وراثت سے جو انکی نظر مین ذرا قدر نہین رکھتی تھی ڈرین اور اس سبب سے جناب خداوندی
مین اپنا کلفت واندوہ اور ملال وخوف ظاہر کرین کہ یہ بات ظاہر جتاتی ہی کہ انکو کمال محبت اور تعلق دلی
مال سے تھا اور اگر حضرت زکریا اس بات سے ڈرتے تھے کہ میرا مال میرے چچا زادے بیجا خرچ کرینگے اور امور
ممنوعہ مین لگائینگے اول تو کچھ موقع ڈر کا نتھا کسواسطے کہ جب آدمی مرگیا اور بذریعہ وراثت مال کے

مال دوسرے کا ہوگیا تو صرف اس مال کا بھی ذمے دوسرے کے ہی خواہ بیجا اٹھائے خواہ بجا صرف کرے کو اس خرچ پر کچھ مواخذہ اور عتاب نہین ہی اسکے ساتھ اس خوف کو جناب الٰہی مین عرض کرنا کیا ضرور تھا اور اس خوف کا دفع بھی انکے قبضے مین تھا اپنی وفات سے قبل تمام مال للہ صدقہ اور خیرات کر دیتے اور اپنے باپچے وارثون کو زیان ونقصان مین چھوڑتے اور محروم رکھتے اور انبیا کو انکی موت سے آگاہی ہو دیتے ہین اس صورت مین یہ خوف بھی نہ تھا کہ ناگہانی مرگ مفاجات سے مرجائین پس ضرور اس جگہہ مراد منصب سے ہی کہ مبادا بنی اسرائیل کے شریر لوگ بعد میرے مستولی ہوکر احکام الٰہی تحریف کرین اور خدا کی شریعتون کو بدل ڈالین میرے علم کی نہ محافظت کرین نہ اسکے موافق عمل ظہور مین لائین اور فساد عظیم پھیلائین لہذا قصد انکا بیٹا مانگنے سے جاری کرنا احکام الٰہی اور مروج کرنا شریعت اور باقی رہنا نبوت کا اپنے خاندان مین ہی تا موجب دونے اجر کا ہو اور مدت دراز تک باقی رہے نہ نجل مال اور بعض علما یہان بحث کرتے ہین کہ اگر پیغمبر سے کوئی میراث نہین پاتا ہی تو ازواج کے حجرے ازواج کی میراث مین کیون دیتے اور غلطی اس بحث کی خوب ظاہر ہی اسلیئے کہ ازواج کا رہنا حجرون مین بسبب انکی ملکیت کے تھا کہ انکے اختیار مین تھا نہ بسبب میراث کے اسی دستور پر حضرت زہرا کا رہنا تھا اپنے حجرے مین جو انکے قبضے مین تھا اسواسطے کہ جناب پیغمبر نے ہر حجرے کو ہر زوجہ کے نام پر بنا کے انکے حوالے کیا تھا پس ہبہ مع قبض کے ثابت ہوا کہ موجب ملکیت ہی بلکہ حضرت زہرا وحضرت اسامہ کے بھی ایسے ہی گھر بنا کے انکے حوالے کر دیے تھے اور یہ سب ان گھرون کی مالک تھین اور حضرت کے حضور مین تصرف مالکانہ کرتی تھین اور دلیل اس دعوی پر یہ کہ باجماع سنی وشیعہ کی ثابت ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی وفات نزدیک پہونچی ام المومنین عایشہ صدیقہؓ سے اذن چاہا کہ مجکو بھی کسی جگہہ اپنے جد بزرگوار کے پہلو مین دفن کے لیے جگہ دو پس اگر حجرہ حضرت عایشہ کا انکی ملک نہ تھا تو اذن چاہنا کیا معنے اور دلالت انکے مالک ہونے کی اپنے گھرون پر قرآن سے بھی سمجھی جاتی ہی کہ گھرون کو ازواج سے نسبت کرکے ارشاد فرمایا ہی وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ یعنی قرار پکڑو اپنے گھرون مین ورنہ مقام اس بات کا تھا کہ فرمایا جاتا وَقَرْنَ فِي بَيْتِ الرَّسُولِ یعنی قرار پکڑو گھر مین رسول کے اور بعض علما شیعہ کے کہتے ہین کہ اگر ایسا ہوتا تو تلوار اور زرہ اور دلدل اور مثل اسکے کیون حضرت امیرؑ کو دیا ہم کہتے ہین یہ دینا خود دلیل صریح ہی اس بات پر کہ متروکہ پیغمبر مین میراث نتھی اسواسطے کہ حضرت امیر کو کسیطرح میراث پیغمبر کے نہین پہونچتی تھی اگر

وارث ہوتے تو زہرا اور ازواج اور عباس وارث ہوتے بس دینا حضرت امیر کا اس سبب سے ہی
کہ مال آنحضرت کا بعد وفات حکم وقف کا رکھتا ہی سب مسلمانون کے واسطے خلیفۂ وقت جسکو چاہے کسی چیز سے
مخصوص کردے حضرت امیر کو ان چیزون کے لائق بلکہ الیق جان کے خلیفۂ اول نے مخصوص کیا اور بھی
بعض چیزین آنحضرت کی متروکہ زبیر بن عوام کو کہ پھوپھی زاد بھائی تھے دین اور محمد بن مسلمہ انصاری
کو بھی دین بس تقسیم صریح دلیل اسکی ہی کہ توریث نتھی اور اسکو معرض شبہہ مین لانا اہل سنت ہی کے واسطے
دوسری دلیل بڑھانا ہی **شعر** عدو شود سبب رزق گر خدا خواہد خمیر مایۂ دکان شیشہ گر سنگ ست
یہان ایک فائدہ عظیم ہی جاننا چاہیے کہ شیعہ ابتدا باب مطاعن ابوبکر مین منع میراث کا لکھتے اور
کہتے لیکن جب عمل ایۂ معصومین اور انکی روایتون سے عدم توریث پیغمبر کی ثابت ہوئی تو دوسرا
دعوی تراشا اور دوسری طعن نکالی کہ وہ طعن تیرھوین ہی **طعن سیزدہم** ابوبکر نے فدک فاطمہ کو
نہ دیا ہرچند کہ پیغمبرؐ نے ہبہ کیا تھا اور دعوی حضرت فاطمہ کا نہ سنا اور گواہ شاہد طلب کیے آپ
حضرت علیؓ اور ام ایمن کو گواہی کے واسطے لائین کہا ایک عورت ایک مرد کی گواہی کافی نہین ہے
بلکہ ایک عورت اور چاہیے حضرت فاطمہؓ نہایت غصہ ہوئین اور بولنا چھوڑ دیا حال آنکہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ ترجمہ جسنے فاطمہ کو غصہ دلایا مجکو غصہ دلایا جواب
اس طعن کا یہ کہ اہل سنت کی کتابون مین ہرگز موجود نہین ہی کہ حضرت زہراؓ نے دعوی ہبہ کا کیا
اور حضرت علیؓ اور ام ایمن نے گواہی دی مع حسنینؓ کے کہ اسمین بھی اختلاف روایتونکا ہی یہ سب
مفتریات شیعہ سے ہی اسکو اہل سنت کے الزام مین لانا اور جواب چاہنا کمال بیوقوفی ہی بلکہ
اہل سنت کی کتابون مین اسکے برخلاف ہی مشکوۃ مین ابوداؤدؒ کی روایت سے کہ مغیرہ سے
لایا ہی کہ جب عمر بن عبد العزیز کہ بیٹا عبد العزیز بن مروان کا تھا خلیفہ ہوا بنو مروان کو جمع
کرکے کہا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ فَدَكُ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَ
يَعُوْدُ مِنْهَا عَلٰى صُغْرِ بَنِيْ هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا اَيِّمَهُمْ وَاِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهَا سَاَلَتْهُ اَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَاَبٰى فَكَانَتْ كَذٰلِكَ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وَلِيَ اَبُوْبَكْرٍ عَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَيَاتِهٖ حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَمِلَ

فِيهَا بِمَا عَمِلَا حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيلِهٖ ثُمَّ اَقْطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَرَاَيْتُ
اَمْرًا مَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ وَاِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ اِنِّيْ
رَدَدْتُهَا عَلٰى مَا كَانَتْ يَعْنِيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ ترجمہ
بیشک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فدک تھا سو اُس سے خرچ کرتے اور پونہچاتے تھے بنی ہاشم کے بچون کو اور نکاح کر دیتے تھے عورتون بے شوہر کا بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اُنسے سوال کیا کہ فدک اُنھین کے واسطے مقرر کر دین آپ نے انکار کیا بس ایسے ہی آپ کی زندگی بھر رہا تا حضرت اپنی راہ چلے گئے پھر جب ابو بکر والی ہوئے اُنھون نے ایسا عمل کیا فدک مین جیسا آنحضرت نے کیا تھا اپنی حیات مین وہ اپنی راہ گئے حضرت عمر جب والی ہوئے فدک مین اُنھون نے بھی وہی عمل کیا جو دونون صاحبون گذشتہ نے کیا تھا یہان تک کہ اُنھون نے بھی اپنی راہ لی پھر مروان نے اُسکو اپنی جاگیر مین لیا سو پونہچا طرف عمر بن عبد العزیز کے پس مین نے غور کیا اُس چیز کو جو حضرت فاطمہ جیسے عزیز کو آنحضرت نے ندی مجکو بھی سزاوار نہین ہی اور مین تم سب کو گواہ کرتا ہون کہ مین نے اُسکو پھیر دیا اُس دستور پر جیسا وہ تھا یعنی عہد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بکر و عمر مین پس واقع مین جب ہبہ ہی ثابت نہوا ہو تو گواہی دینا اِن بزرگوارون کا کہ شیعہ کے نزدیک معصوم اور ہمارے نزدیک محفوظ ہین اور دعوی کرنا حضرت فاطمہ کا اُسکی گنجایش وامکان ہی کب ہی
دوسرا جواب یہہ اس روایت کو موافق قول شیعہ کے قبول کیا لیکن یہ مسئلہ تو شیعہ سنی سب کے نزدیک بالاتفاق ہی کہ ہبہ کی ہوئی چیز پر جب تک اُسکا قبضہ اور تصرف جسکو ہبہ کی ہی ثابت نہوا اُسکے ملک نہین ہو سکتی اور فدک باتفاق حین حیات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مین کبھی زہرا رضی اللہ عنہا کے تصرف مین نہین آیا بلکہ آپ ہی کے تصرف مین رہا اور آپ مالکانہ تصرف فرماتے رہے پس ابو بکر نے فاطمہ کے دعوی ہبہ مین تکذیب نہین کی بلکہ تصدیق کی مگر مسئلہ فقہیہ بیان کیا کہ فقط ہبہ ہی ملک نہین ہوتا جبتک کہ قبضہ اُس شخص کا نہو اِس صورت مین حاجت گواہ شاہد بلانے کی نتھی اور بالفرض اگر حضرت علی او ام ایمن نے بطور ایک خبر محض کے اس ہبہ کو ظاہر بھی کیا ہو تو اُسکو یہ کہنا کہ انکی شہادت رد کی اور نہ مانی عجب جہل کی بات ہی یہان تو یہ ہی کہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر حکم نہ کیا نہ یہ کہ گواہی کو رد کیا گواہی کا رد کرنا تو یہ ہی کہ گواہ کو تہمت دروغ کی لگائین اور دروغ گو جانین تصدیق گواہ کی اور چیز ہی اور اُسکی گواہی کے موافق حکم کرنا اور چیز اور جو کوئی ان دونون چیز مین فرق نکرے اور حکم نہ دینے کو یہ سمجھے کہ گواہ یا مدعی کو جھوٹا جانتا ہی وہ علما کے نزدیک قابل بات کرنے کے نہین ہی

اور جو مسئلہ شرح کا جسپر نص قرآنی ہی یون ہی ہو کہ جب تک ایک مرد اور دو عورت ہنون حکم کرنے کے لائق نہین ہوتا ابوبکر بھی اسپر حکم نکرنے مین شرع سے مجبور تھے اور یہ جو کہتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ اس سے معلوم ہوتا ہو کہ لغت عرب کے معنے بالکل نہین جانتے اسواسطے کہ اغضاب کے معنی یہ ہین کہ کوئی شخص یہ قصد کرے کہ اپنے قول وفعل سے دوسرے کو غضب مین لائے اور خوب ظاہر ہی کہ ابوبکر کو قصد فاطمہ زہرا کی ایذا کا نتھا بارہا مقام عذر مین کہتے تھے وَاللّٰهِ یَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَرَابَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ ترجمہ قسم ہی ای بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تم مجکو زیادہ دوست ہو صل قرابت والے اپنے سے پھر جب اغضاب اُنکی طرف سے ثابت نہوا تو وہ اس وعید مین کسطرح داخل ہونگے ہان اگر حضرت زہرا بمقتضاے بشریت غضب مین آئی ہون تو آئی ہون لیکن جب وعید اغضاب کی لفظ ساتھ ہی نہ غضب کی تو پھر ابوبکر کو اس سے کیا خوف اگر وعید اس لفظ کے ساتھ ہوتا مَنْ غَضِبَتْ عَلَیْهِ غَضِبْتُ عَلَیْهِ ترجمہ جس پر غصہ ہونگی فاطمہ غصہ ہونگا مین اسپر تو البتہ ابوبکر کے لیے خوف کی بات تھی اور غضب حضرت زہرا کا حضرت امیر پر بارہا خانگی مقدمون مین واقع ہوا انہین سے یہ ہی کہ جب ابوجہل کی بیٹی کا خطبہ اپنے نام پر کیا حضرت زہرا روتی ہوئی باپ کے پاس گئین اور اسی تقریب سے آنجناب نے یہ خطبہ فرمایا اَلَا اِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ یُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا وَیُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ ترجمہ خبردار ہو بیشک فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہی جو چیز اسکو ایذا پوہنچاتی ہی مجکو ایذا پوہنچاتی ہی اور مجکو تردد مین ڈالتی ہی جو اُسکو تردد مین ڈالتی ہی جس کوئی اسکو غضب مین لایا مجکو غضب مین لایا اور دوسرا یہ کہ حضرت امیر حضرت زہرا سے رنجش فرما کے مسجد کو چلے گئے اور مسجد مین زمین پر بے فرش کے سو رہے حضرت کو اسکی خبر ہوئی حضرت زہرا کے پاس جاکر پوچھا اَیْنَ ابْنُ عَمِّكِ کہان ہی میرے چچا کا بیٹا زہرا نے عرض کی غَاضَبَنِیْ فَخَرَجَ وَلَمْ یَقِلْ عِنْدِیْ ترجمہ مجسے رنجش کی پھر نکل گئے اور میرے پاس قیلولہ نکیا یہ روائتین صحیح ہین اور انپر اتفاق ہی اور بڑی ظاہر باتون سے یہ ہی کہ حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ نے بحکم بشریت اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون پر کہ نبی تھے اور مقرب خدا کے غضب کیا یہانتک کہ سر اور ریش مبارک انکی پکڑ کے کھینچا اور یقین ہی کہ حضرت ہارون نے قصد غضب حضرت موسیٰ کا نہین فرمایا تھا اسواسطے کہ نبی کو غصے مین لانا کفر ہی لیکن حضرت موسیٰ کے غضب مین شک نہین اگر یہ معاملہ اغضاب کا ہوتا تو ضرور حضرت ہارونؑ اسوقت مین متصف بکفر ہوتے معاذاللہ

من ذلک دوسرا جواب ہمنے مانا کہ حضرت زہراؑ نے اس سبب سے کہ انکو میراث سے باز رکھا یا انکا دعویٰ
ہبہ کا نہ سُنا غضب فرمایا اور ابوبکر سے بولنا چھوڑ دیا لیکن شیعہ سُنی دونوں کی روایتوں سے صحیح وثابت ہی
کہ یہ بات ابوبکر پر بہت شاق ہوئی حضرت زہراؓ کے دروازے پر گئے اور امیرالمومنین کو اپنا سفارشی بنایا
یہانتک کہ حضرت زہراؑ اُنسے راضی ہوگئین یہ روایتین اہل سنت کی یعنی مدارج النبوۃ اور کتاب الوفا بیہقی اور
شروح مشکوۃ مین موجود ہین بلکہ شرح مشکوۃ عبدالحق مین لکھا ہی کہ ابوبکر صدیقؓ بعد اس قضیہ کے فاطمہؓ کے
گھر گئے اور دھوپ مین اُنکے دروازے پر کھڑے ہوے اور حضرت زہراؑ اُنسے راضی ہوئین اور ریاض النضرۃ
مین بھی یہ قصہ بتفصیل مذکور ہی اور فصل الخطاب مین بروایت بیہقی اور شعبی یہی قصہ مروی ہی اور ابن السمان
نے کتاب الموافقہ مین اوزاعی سے روایت کی اور کہا کہ آئے ابوبکرؓ فاطمہؓ کے دروازے پر دوپہر کی دھوپ
مین اور کہا کہ مین ہرگز یہانسے نہین جاؤنگا جب تک مجھسے بیٹی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی راضی نہوگی
پھر حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور قسم دی کہ راضی ہوجاؤ بس وہ راضی ہوگئین اور روایات شیعہ خصوص
زیدیہ کے اس مقدمے مین موافق روایت اہل سنت کے ہین لیکن امامیہ مین صاحب محجاج السالکین نے
اور سوا اُسکے اور اُنکے علما سے روایت کی ہی اِنَّ اَبَا بَکْرٍ لَمَّا رَاٰی اَنَّ فَاطِمَۃَ انْقَبَضَتْ عَنْہُ
وَھَجَرَتْہُ وَلَمْ تَتَکَلَّمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِی اَمْرِ فَدَکَ کَبُرَ ذٰلِکَ عِنْدَہٗ فَاَرَادَ اسْتِرْضَاءَھَا
فَاَتَاھَا فَقَالَ لَھَا صَدَقْتِ یَا ابْنَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْمَا ادَّعَیْتِ وَلٰکِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُھَا فَیُعْطِی الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ بَعْدَ اَنْ یُّؤْتِیَ
مِنْھَا قُوْتَکُمْ وَالصَّانِعِیْنَ بِھَا فَقَالَتْ اِفْعَلْ فِیْھَا کَمَا کَانَ اَبِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَفْعَلُ فِیْھَا فَقَالَ ذٰلِکِ اللّٰہُ عَلَیَّ اَنْ اَفْعَلَ فِیْھَا مَا کَانَ یَفْعَلُ اَبُوْکِ فَقَالَتْ وَاللّٰہِ
لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ فَقَالَتْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ فَرَضِیَتْ بِذٰلِکَ وَاَخَذَتِ الْعَھْدَ عَلَیْہِ
وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یُعْطِیْھِمْ مِنْھَا قُوْتَھُمْ وَیَقْسِمُ الْبَاقِیَ فَیُعْطِی الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ
ترجمہ بیشک ابوبکرؓ نے جب دیکھا کہ فاطمہؓ مجھسے دلتنگ ہوئین اور چھوڑ دیا اور بات کرنا ترک کیا بعد اس
معاملۂ فدک کے یہ انکو بہت گران ہوا پس ارادہ اُنکی رضاجوئی کا کیا اسواسطے اُنکے پاس آئے اور کہا
اے بنت رسول اللہ تمنے جو کچھ دعوی کیا تھا سچا تھا لیکن مین نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کو کہ اسکو بانٹ دیتے تھے فقیرون اور مسکینون اور مسافرون کو اور اُسی مین سے تمکو قوت دیتے تھے

اور کام کرنے والون کو جو وہان کے تھے بس فاطمہؓ نے کہا کرو جیسا میرے باپ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کرتے تھے پھر کہا ابو بکر نے قسم ہی خدا کی تمھارے واسطے کرونگا وہ کام جو کچھ تمھارے باپ
کرتے تھے پھر فاطمہ نے کہا تمکو قسم ہی خدا کی تم ویسا ہی کروگے ابو بکرؓ نے کہا خدا کی قسم ضرور کرونگا
تو فاطمہؓ نے کہا خدایا تو گواہ ہی پھر راضی ہوئین فاطمہ علیہا السلام اس سبب سے اور عہد لیا ابو بکرؓ سے
اور ابو بکرؓ انکو اسمین سے قوت انکا دیتے تھے اور باقی فقیرون مسکینون مسافرون کو بانٹ دیتے تھے
یہ عبارت محاج السالکین کی ہی اور کتب معتبرہ امامیہ کی اور یہ عبارت صریح یہ فائدہ دیتی ہی کہ ابو بکرؓ
نے دعوی زہراؓ کا تصدیق کیا لیکن تا حیات جناب پیغمبرؐ جو انکا تصرف رہا اور انکا قبضہ ہوا اسکو مانع
ملکیت کا سمجھا کما ھو المقرر عند جمیع الامۃ ترجمہ جیسا کہ مقرر ہی نزدیک تمام امت کے
اور جب ابو بکرؓ نے دعوی زہرا کا سچا ٹھہرایا ہو تب بھی حاجت گواہون کی نہین ہی پھر حضرت
امیر اور ام ایمن کی کیا احتیاج الحمد للہ کہ خود امامیہ کی روایات سے اظہار حق ہوا اور ابو بکرؓ کو
جو تہمت لگائی تھی کہ دعوی نہ سنا اور گواہی رد کی جھوٹ نکلا واللہ یحق الحق ویبطل الباطل
ترجمہ اور خدا ثابت کرتا ہی حق کو اور باطل کرتا ہی جھوٹ کو یہان بھی یہ بات جاننا چاہیے کہ علماے شیعہ نے
جب دیکھا کہ ہبہ بغیر قبض موجب ملکیت نہین ہی تو حضرت زہراؓ کیون غصے ہوتین اور ابو بکر کی کیا تقصیر ناچار
ہوکے ہمارے زمانے مین جو انکے علما ہین انھون نے اس دعوی سے انتقال کرکے دعوی دوسرا نکالا اور دوسری
طعن گڑھی کہ وہ چودھوین ہی طعن چہاردہم یہ کہ پیغمبر خدا نے حضرت زہراؓ کے واسطے فدک کی وصیت کی
ابو بکر نے انکو خلاف وصیت پیغمبرؐ کے فدک پر تصرف نہ دیا جواب اس طعن کا بھی چند وجہ ہی اول تو دعوی
وصیت کا حضرت زہراؓ سے اور پھر ثبوت اس دعوی کا کسی کتاب کتابون معتبرہ اہل سنت یا شیعہ سے ثابت
کرنا چاہیے پھر جواب مانگنا چاہیے دوسرے یہ کہ وصیت باجماع شیعہ وسنی میراث کی بہن ہی بس جس مال مین
کہ میراث نہ جاری ہو اسمین وصیت کیونکر جاری ہوگی اسواسطے کہ میراث و وصیت دونو بھی ہین کہ کسی شخص کی
ملکیت اسکے مرنے کی بعد دوسرے کے پاس جلائے اور بعد موت کے انبیا کسی چیز کے مالک نہین رہتے بلکہ انکا مال
خدا کا مال ہو جاتا ہی اور بیت المال مین داخل ہوتا ہی اسمین بھید یہ ہی کہ لا نبیاء لایشھدون
ملکا مع اللہ ترجمہ انبیاء اللہ کے ہوتے اپنے ملک کو نہین دیکھتے بس جو چیز کہ انکے ہاتھ آتی ہی اسکو
خدا کی عاریت جانتے ہین اور اس سے فائدہ پاتے ہین اسیواسطے زکوۃ اسپر واجب نہین ہوتی نہ انکے ترکہ سے

قرض ادا کرنا واجب ہی بس بڑی یہی ہی کہ مانگے کے مال مین وصیت کرنا اور میراث دینا کسطرح ہوسکتا ہی جب مال انبیا
کا ورثہ نہ ٹھہرا حسب روایت معصومین کی قطعًا تو اُسمین وصیت کا نہوسنا بطریق اولی ثابت ہوا اسواسطے
کہ ورثہ ٹھہرنا یہ وصیت سے بہت قوی ہی اور وصیت توریث سے نہایت ضعیف تیسرے یہ کہ وصیت خاص
کسی شخص کے واسطے جب درست ہوتی ہی کہ سابق اُس سے جو وصیت کی ہی وصیت کرنیوالے سے کوئی بات
نہ صادر ہوئی ہو اور یہان تو لفظ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ جو کچھ ہمنے چھوڑا صدقہ ہی پہلے ہی اپنا کام کرچکا
ہی اور سب متروکہ پیغمبر کا وقف فی سبیل اللہ ہوگیا گنجایش وصیت کی کب ہی چوتھے یہ کہ بالفرض اگر وصیت
واقع ہوئی ہو اور ابوبکر کو اُس سے اطلاع نہوئی نہ گواہون سے ثبوت کو پہنچی وہ خود معذور رہے لیکن
حضرت امیرؓ کو اپنی خلافت مین کیا عذر تھا کہ اُس وصیت کو جاری نہ فرمایا موافق اگلے دستور کے فقیرون اور
مسکینون اور مسافرون مین تقسیم کرتے رہے اگر اپنا حصہ تقسیم کرتے رہے خدا ابتغا کی راہ مین تو حسنین اور اُن کی
بہنون کو اُنکی مان کی میراث سے کیون محروم کیا شیعہ نے اس بات کے چار جواب دیے ہین چارون مین جو
خلل ہین اُن سمیت لکھے جاتے ہین **اول** یہ کہ اہل بیت غصب کی ہوئی چیز پھیر نہین لیتے چنانچہ آنحضرت نے
اپنے گھر غصب کئے ہوئے کو کہ مکے مین تھا بعد فتح مکہ غاصب سے نہین لیا اس جواب مین یہ خلل ہی کہ عمر بن عبدالعزیز
نے اپنے وقت مین فدک حضرت امام باقر کو دیا انھون نے لے لیا اور اُنکے قبضے مین رہا پھر خلفاے عباسیہ
اسپر متصرف ہوئے یہانتک کہ ۲۱۰ھ مین مامون عباسی نے اپنے عامل کو کہ قثم بن جعفر تھا لکھا کہ فدک اولاد
فاطمہ کو دیدے اسوقت امام علی نے لیا پھر متوکل عباسی اُسپر متصرف ہوا اُسکے بعد معتضد نے پھر اُسکو
پھیر دیا پھر مکتفی متصرف ہوا پھر معتضد نے پھیر دیا چنانچہ قاضی نور اللہ نے مجالس المومنین مین مفصل لکھا ہی
پھر اگر اہل بیت غصب کی ہوئی چیز نہین لیتے ہین تو ان حضرات نے کیون لے لی اور حضرت امیر المومنینؓ نے
بعد شہادت عثمانؓ خلافت غصب کی ہوئی کیون قبول کی اور حضرت امامؑ خلافت مغصوبہ کے یزید پلید سے
کیون خواہان ہوئے کہ نکال لین آخر نوبت شہادت کی پہنچی **جواب دوم** شیعہ کہتے ہین کہ حضرت امیرؓ نے
حضرت فاطمہؓ کی پیروی کی اور فدک سے نفع نہین اُٹھایا اِسمین سراسر خلل ہی خلل ہی اسلیے کہ بعض ایمہ نے
جو فدک کو لیا اور نفع اُٹھایا اُنھون نے حضرت فاطمہؑ کی پیروی کیون نکی اور یہ بتاؤ کہ پیروی فرض تھی
یا نہین اگر فرض تھی تو اور ایمہ نے ترک فرض کیون کیا اگر نتھی حضرت امیرؓ نے نفل کے پیچھے فرض کیون
ترک کیا کہ حقدار کا حق پہونچانا فرض ہی اور پیروی کسی کی اُن فعلون مین ہوتی ہی جو اختیاری ہین

نہ اُٹھین جو اضطراری ہون اگر حضرت زہرا نے کسی کے ظلم و ستم سے فدک پر قابو نہ پایا اور نفع نہ اُٹھایا مجبور تھین اور مظلومیت کے حال مین کہ سراسر مجبوری و ناچارگی ہو پیروی کیا معنے اور بالفرض اگر پیروی ہی فرمائی تھی تو آپ اُس سے فائدہ نہ اُٹھاتے حسنین اور اُنکی بہنون کو اُس سے کیون محروم المیراث کیا **جواب سوم** شیعہ کہتے ہین گواہی حضرت امیر کی اپنا نفع کھینچنے کے واسطے نتھی بلکہ حسبۃً للہ تھی یعنی واسطے رضا جوئی خدا کے کہ یہ بات لوگو نپر ظاہر ہوا اور سب جان لین اس جواب مین بھی خلل ہین اول یہ کہ جو لوگ گمان فاسد اس مقدمے مین حضرت امیر کی نسبت رکھتے ہونگے وہ وہی لوگ ہونگے جنھون نے کہ ہبہ اور وصیت کی معاملے مین انکے شہادت کا رد کرنا ٹھرایا ہی سو حضرت امیر کے زمان خلافت مین مر گئے ہونگے پھر انھون نے جو فدک سے نہین لیا انکے نہ لینے کو وہ کب جان سکتے ہین دوسرا جواب یہ کہ جب حضرت امیر نے نہ لیا اور بعض اولاد نے اُنکی لیا جب بھی تو خارجیون ناصبیون کو توہم ہوگا کہ گواہی امیر کی بخیال نفع اپنی اولاد کے تھی کہ میری اولاد کو نفع پونہچے بلکہ زمین اور ملک و باغ مین نفع اولاد کا زیادہ منظور ہوتا ہی اپنے نفع سے تبس چاہیے تھا کہ اپنی اولاد کو بھی وصیت فرماتے کہ ہرگز ہرگز اسکو نہ لینا کہ میری گواہی مین خلل نہ آئے اور بہی اُنکی اولاد کو دو پیرویان مانع میراث لینے کی نہین ایک پیروی حضرت زہرا کی ایک پیروی حضرت امیر کی **جواب چہارم** شیعہ کی طرف سے یہہ ہی کہ یہ سب بسبب تقیہ کے تھا اسمین یہ خلل ہی کہ جب امام خروج فرمائے اور جنگ و قتال کرے تو اسکو تقیہ حرام ہو جاتا ہی چنانچہ جملہ امامیہ کا یہی مذہب ہی اسیواسطے حضرت حسین نے ہرگز تقیہ نفرمایا اور جان اپنی راہ خدا مین دیدی پھر اگر اپنے زمان خلافت مین حضرت امیر تقیہ فرماتے تو مرتکب حرام کے ہوتے معاذ اللہ من ذلک اور ان سب کو جانے دو کتاب نہج البلاغت مین شیخ ابن مطہر حلے نے ایسی ایک بات کہی ہی جسکے سبب سے جو مشکل تھی اُسکی جڑ بنیاد اُکھڑ گئی اور ہرگز ابوبکر پر طعن کا ٹھکانا نرہا کہ وہ یہ ہے اِنَّهُ لَمَّا وَعَظَتْ فَاطِمَةُ اَبَا بَكْرٍ فِي فِدَكٍ كَتَبَ لَهَا كِتَابًا وَرَدَّ عَلَيْهَا ترجمہ جسوقت کہ نصیحت کی فاطمہ نے ابوبکر کو فدک کے معاملے مین تو ایک نوشتہ ابوبکر نے لکھدیا اور فدک حضرت فاطمہ کو پھیر دیا بس درصورت صحت اس روایت کے جو دعوی کہ ابوبکر پر تھا میراث خواہ ہبہ خواہ وصیت کا سب ساقط ہو گیا اور شیعہ کو کسی دعوی کے ساتھ موقع طعن کا نرہا ہان دو شبہے باقی رہے کہ اکثر شیعہ اور سنی دونون کے دل مین گذرتے ہین شبہہ اول یہ کہ حضرت زہرا کی طرف سے چند دعوے میراث اور دعوے ہبہ کے

وقوع میں آئے کہ ابوبکرؓ کے نزدیک ثابت نہوئے لیکن اگر مرضی حضرت زہرا کی فدک کے لینے پر تھی تو
کیوں نہ دیدیا اور کیوں توقف کیا کہ یہ رنجش نہوتی گو انجام اُسکا صلح وصفا پر ہوا رفع اس شبہہ کا یہ کہ ابوبکر کو
اس مقدمے میں ایک بلا عظیم پیش آئی تھی اگر رضا جوئی حضرت زہرا کی مقدم کرتے دو وجہ سے دین میں رخنہ
عظیم پڑتا اول یہ یقین تھا کہ لوگ گمان کرینگے کہ خلیفہ مسلمانون کے معاملات میں فرق کے ساتھ حکم
کرتے ہین اور رعایت ملحوظ رکھتے ہین اور بے ثبوت دعوے کے رو داروں کو مدعا انکا حوالے کر دیتے ہین
اوروں کو عوام الناس حاکمان سے ثبوت دعوے کے واسطے خاطر خواہ گواہ مانگتے ہین اور یہ گمان بڑے
فساد کی بات تھی دین مین قیامت تک جو قاضی حاکمون کے ہوتے اس دستور العمل کو اپنے کام کا پیشوا
بناتے جگہ جگہ سستی و سہل انگاری اور رعایتین اور جانب داریان اسی دستاویز سے ظہور مین آتین دوسرے
یہ کہ اُس صورت مین کہ جب حضرت زہراؓ کی ملکیت مین یہ زمین دیدیتے اور ملک وارث کی وہ حقیقت ملکیت
مورث کے ہوتی ہی اسواسطے کہ اسکے خلافت اور نیابت تو ہی تبس اعادہ اس زمین کا کہ صدقہ رسول کا تھا بحکم
مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ جسکے معنے اوپر گذرے اعادہ صدقے کا خاندان رسول مین لازم آتا ہی باوصف اسکے
کہ جناب پیغمبر سے سنا تھا کہ اَلْعَائِدُ فِی صَدَقَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِی قَیْئِہٖ اپنے صدقے کا پھیرنے والا ایسا ہی
جیسے کُتا اپنی قے کی طرف پھرتا ہی بس یہ حرکت عظیم ابوبکر سے ممکن نہ تھی کہ صادر ہوتی اور ان دونوں وجہون
دینی کے ساتھ ایک وجہ دنیوی اور بھی تھی کہ حضرت عباسؓ اور ازواج مطہرات بھی وہاں طلب کھولے
ہوے تھے اپنے اپنے واسطے ایسے ہی زمین و دیہات چاہتے تھے اور ابوبکر کو مشکل مین ڈالے ہوے تھے
اگر ان مصلحتون کی رعایت کرکے انکو مقدم کرتے تو حضرت زہراؓ آزردہ ہوتی تھین ناچار بحکم حدیث نبوی
اَلْمُؤْمِنُ اِذَا ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ یَخْتَارُ اَھْوَنَھُمَا ترجمہ مومن جو دو بلا مین پڑتا ہی ان مین سے سہل کو
اختیار کرتا ہی ابوبکر نے یہی بات اختیار کی اسواسطے کہ تدارک اسکا پیچھے ہو سکتا تھا جیسا کہ ہوا اور تدارک
اُس شق کا نہین ہو سکتا تھا اور باعث فساد عام تھا دوسرا شبہہ یہ کہ جب حضرت زہرا اور ابوبکر
مین بابت اس معاملے کے صلح وصفا ہو گئی اور کوئی کدورت نرہی جیسا کہ شیعہ سنی دونون کی روایتون سے
ثابت ہوا تو پھر یہ کیا باعث تھا جو حضرت زہراؓ اپنے جنازے پر ابوبکر کے آنے کی روادار نہوئین اور حضرت
امیرؓ نے انکو حسب وصیت انکی رات ہی کو دفن کر دیا اس شبہے کا رفع یہ ہی کہ یہ وصیت حضرت زہراؓ کی بوجہ
نہایت ستر و حیا کے تھی چنانچہ بروایت صحیح مروی ہی کہ حضرت زہراؓ نے اپنے مرض موت مین فرمایا کہ مجکو

شرم آتی ہی اس سے کہ بعد موت کے بے پردہ سامنے مردون کے نکالین اِس سبب سے کہ اُس زمانے مین یہی رسم
تھی کہ عورتون کو مثل مردون کے بے پردہ نکالتے تھے اسماء بنت عمیس نے کہا مین نے حبشہ مین دیکھا ہی
کہ خرمے کی شاخون سے جنازہ مثل کجاوے کے بناتے ہین حضرت زہراؓ نے فرمایا کہ میرے سامنے بنا، اسما نے
بنا کے حضرت زہرا کو دکھایا بہت خوش ہوئین اور مسکرائین اور حال یہ کہ بعد واقعۂ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کبھی کسی نے اُنکو خوش وقت اور مسکراتے نہ دیکھا تھا اسما سے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد تو مجکو
غسل دینا اور تیرے ساتھ علیؓ ہون اور کسیکو نہ آنے دینا پس اس سبب سے حضرت امیرؓ نے کسیکو جنازے پر
نہین آنے دیا نہ بلایا اور ایک قول یہ ہی کہ حضرت عباسؓ نے مع چند اہلِ بیت کے نماز پڑھکے رات ہی مین
دفن کیا بعض روایتون مین ہی کہ دوسرے دن جو ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور اور اصحاب تعزیت
کیواسطے حضرت علیؓ کے گھر گئے شکایت کی کہ ہمکو کیون نہین خبر کی تو شرف نماز و حضوری کا پاتے علی مرتضیؓ
نے کہا کہ فاطمہ علیہا السلام کی وصیت تھی کہ جب مین دنیا سے جاؤن مجکو رات مین دفن کرنا تو نامحرم کی آنکھ
مجپر نہ پڑے نہ میرے جنازے پر مین نے اُسی وصیت پر عمل کیا یہ تو روایت مشہور ہی اور فصل الخطاب
مین لایا ہی کہ ابوبکر صدیقؓ اور عثمانؓ اور عبد الرحمنؓ بن عوف اور زبیرؓ بن عوام نماز عشا کے وقت
حاضر ہوئے اور رحلت حضرت فاطمہؓ کی مغرب عشا کے درمیان مین شب سہ شنبہ سوم ماہ مبارک
رمضان بعد چھ مہینے کے وفات آنحضرت سے واقع ہوئی کہ عمر اُنکی اُسوقت مین اٹھائیس برس کی تھی
اور ابوبکر باجازت علی مرتضیؓ کے پیش امام ہوئے اور نماز ادا کی اور چار تکبیر نکالین پس دلیل عقلی اسی پر ہی
کہ حضرت زہرا کی وصیت سے ابوبکر کا جنازے پر نہ بلانا تھا نہ کسی کدورت و ناخوشی سے اگر کدورت اور
ناخوشی سے ہوتا تو بھی تو تھا کہ ابوبکر اُنپر نماز نہ پڑھین سو یہ خود درست نہین کسواسطے کہ باجماع مورخون
طرفین یعنی شیعہ اور سنی کے ہی کہ جب جنازہ امام حسنؑ کا نکالا امام حسینؑ نے سعید بن عاص کی طرف کہ معاویہ کی جانب سے
امیر مدینے کے تھے اشارہ کرکے فرمایا کہ اگر سنت میرے جد کی اس بات پر نہوتی کہ امام جنازے کا امیر ہو کبھی تمکو امام نکرتا پس
معلوم ہوا کہ حضرت زہراؓ نے بھی بلحاظ اسی پاس کے نماز ابوبکرؓ کے نفرمایا تھا ورنہ حضرت امام حسینؑ خلاف وصیت حضرت زہرا کے
کسطرح عمل مین لاتے ظاہر ہی کہ سعید بن عاص ہزار درجہ ابوبکرؓ سے کمتر تھا لیاقت امامت نماز مین اور صرف چھ مہینے
ہی گذرے تھے کہ جناب پیغمبر پدر بزرگوار حضرت زہراؓ نے ابوبکرؓ کو تمام مہاجر اور انصار کا پیش نماز کیا تھا اور اس
معاملے مین بڑی ہی تاکید فرمائی تھی کیونکہ گمان کیا جا سکے کہ اتنی مدت قلیل مین حضرت زہراؓ اس امر کو بھول گئی ہون

۲۸ سالہ

طعن پانزدہم یہ کہ ابوبکر کو بعض مسائل شرعی معلوم نتھے اور جسکو مسائل شرعی معلوم نہون قابل امامت کے نہین ہوتا اسواسطے کہ علم باحکام شریعت باجماع شیعہ سُنی کے امامت کی شرطون سے ہر اور وہ مسائل جنکی دلیل سے ہم کہتے ہین کہ ابوبکر کو معلوم نتھے یہ تین دلیلین ہین اوّل یہ کہ چور کا اُلٹا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور شرع مین سیدھا ہاتھ کاٹنا مقرر ہی **جواب** اس دلیل کا یہ ہر کہ اُلٹا ہاتھ کاٹنا ابوبکر سے دو دفعہ وقوع مین آیا ایک بار تیسری چوری مین چنانچہ نسائی نے مفصل حارث بن حاطب لخمی اور طبرانی اور حاکم سے روایت کی ہو اور حاکم نے کہا ہو کہ صحیح الاسناد یہی ہو اور یہی ہو حکم شریعت کا اکثر علما کے نزدیک جیساکہ مشکوۃ مین ابوداؤد اور نسائی نے جابر سے نقل کی ہو کہ جِيءَ بِسَارِقٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ **ترجمہ** ایک چور کو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے فرمایا اسکا ہاتھ کاٹو سو کاٹا گیا پھر اُسی شخص کو دوسری دفعہ لائے فرمایا ہاتھ کاٹو سو ہاتھ کاٹا گیا ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيءَ بِهِ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ یعنی پھر تیسری دفعہ آیا فرمایا ہاتھ کاٹو سو ہاتھ کاٹا گیا پھر چوتھی دفعہ آیا پھر کہا ہاتھ کاٹو پھر ہاتھ کاٹا گیا اور امام محی السنہ بغوی نے شرح السنہ مین ابوہریرہ سے روایت کی ہو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سارق کے حق مین فرمایا إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوْا يَدَهُ ثُمَّ إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوْا رِجْلَهُ ثُمَّ إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوْا يَدَهُ ثُمَّ إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوْا رِجْلَهُ **ترجمہ** اگر کوئی چوری کرے تو اُسکا ہاتھ کاٹو پھر چوری کرے تو پانون کاٹو اور پھر چوری کرے تو ہاتھ کاٹو پھر چورائے تو پانون کاٹو اُسکا اور کہا محی السنہ نے اِتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ السَّارِقَ أَوَّلَ مَرَّةٍ يُقْطَعُ بِهِ الْيَدُ الْيُمْنٰى ثُمَّ إِذَا سَرَقَ ثَانِيًا يُقْطَعُ رِجْلُهُ الْيُسْرٰى وَاخْتَلَفُوْا فِيْمَا سَرَقَ ثَالِثًا بَعْدَ قَطْعِ يَدِهٖ وَرِجْلِهٖ فَذَهَبَ أَكْثَرُهُمْ إِلٰى أَنَّهُ يُقْطَعُ يَدُهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ إِذَا سَرَقَ رَابِعًا يُقْطَعُ رِجْلُهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ إِذَا سَرَقَ بَعْدَهُ يُعَزَّرُ وَيُحْبَسُ وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ قَوْلُ قَتَادَةَ وَإِلَيْهِ ذَهَبَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوْيَهْ **ترجمہ** متفق ہین اہل علم اسپر کہ پہلی دفعہ چور کا کاٹا جائے سیدھا ہاتھ اُسکے سبب سے اور پھر جب چوری کرے دوسری بار تو اُسکا بایان پانون کاٹا جائے اور اس بات مین اختلاف ہو کہ تیسری بار مین کیا کاٹا جائے بعد کاٹنے ایک ہاتھ اور ایک پانون کے اکثر علما کا مذہب یہ ہو کہ اُلٹا ہاتھ کاٹا جائے پھر جب چوتھی دفعہ چوری کرے تو سیدھا پانون کاٹا جائے پھر تعزیر کیا جائے اور قید کیا جائے یہی روایت کی گئی ہو ابوبکر سے اور یہی ہو قول قتادہ کا

اور یہی روایت ہی مالک و شافعی اور اسحق بن راہویہ سے اور جب حکم ابوبکر کا موافق حکم پیغمبر کے ہوا تو طعن کا
ٹھکانا ہی کب ہی اور ظاہر ہی کہ ابوبکر حنفی نتھے کہ خلاف مذہب حنفیہ کے نکرتے دوسری دفعہ ایک چور کو اُن کے
سامنے لائے کہ جسکا سیدھا ہاتھ اور پاٗون کٹا ہوا تھا لہذا بایان ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اس موقع پر بھی مذہب
اکثر علما کا یہی ہی کہ ایسے شخص کا اُلٹا ہاتھ کاٹنا چاہیے اور اس قصے کو موطا مین امام مالک بروایت عبدالرحمن
بن قاسم اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہین کہ ایک شخص اہل یمن سے کہ ہاتھ پاٗون اُسکے کٹے تھے ابوبکرؓ کے
پاس آیا اور اُنکے گھر مین اُترا اور عامل یمن کی شکایت پیش کی کہ مجھپر ظلم کیا اور چوری کی تہمت سے میرے ہاتھ پاٗون
کاٹ ڈالے اور اکثر رات کو تہجد پڑھتا تھا یہانتک کہ ابوبکر نے کہا کہ خدا کی قسم تیری رات چورون کی سی رات
نہین ہی اتفاقاً بی بی ابی بکرؓ کی کہ اسما بنت عمیس تھین انکا زیور گم گیا اور ابوبکر کے گھر کے لوگ نکلے چراغ لیے
تلاش کرتے تھے کہ شاید کہین گر گیا ہو وہ ہاتھ پاٗون کٹا بھی لوگون کے ساتھ پھرتا تھا اور کہتا تھا بار خدایا اُس
شخص کو جسنے نیکون کے گھر مین چوری کرکے انکو رنج دیا سزا دے آخر لوگ ناامید ہو کے لوٹ گئے بعد چند روز
کے اُسی زیور کو ایک سُنار کے پاس پایا اُس سُنار سے بعد تفحص کے معلوم ہوا کہ وہی ہاتھ پاٗون کٹا میرے ہاتھ
بیچ گیا ہی عاقبت کار اُسی ہاتھ پاٗون کٹے نے اقرار اُس زیور کی چوری کا کیا ابوبکر نے حکم دیا کہ اسکا بایان ہاتھ
کاٹ ڈالو ابوبکرؓ کہتے تھے کہ وہ جو بددعا اپنی جان پر کرتا تھا مجکو اُسکی چوری سے بہت زیادہ سخت معلوم ہوتی
تھی اور سوا ان دو روایت کے اور کوئی روایت ابوبکر سے بایان ہاتھ کاٹنے چور کی مروی نہین ہوئی لہذا یہ طعن
محض بیجا التعصب ہی تعصب ہر لفظ الیسار کو لپٹتے ہین پورے قصے کو نہین دیکھتے دوسری دلیل یہ کہ ابوبکر نے لوطی کو جلا دیا
اور آنحضرتؐ نے جاندار کا آگ مین جلانا مقام تعذیب مین منع فرمایا ہی جواب اس دلیل کا بھی بچند وجوہ ہے
اول یہ کہ لوطی کا جلانا بروایت ضعیف ابوذر کے وارد ہوا ہی پس اہل سنت کے الزام مین حجت نہین ہوتا اور روایت
صحیح سعید بن غفلہ کی ابی ذر سے اسطرح پر ہی انہٗ امر بہ فضرب عنقہ ثم امر بہ فاحرق ترجمہ حکم کیا اسکے حق مین تو
اسکی گردن ماری پھر حکم کیا اسکے حق مین جلا دیا اور مرے کو آگ مین لوگون کی عبرت کے لیے جلانا درست ہی جیسے مرے کو سولی پر
رکھنا درست ہی اسواسطے کہ مردے کو عذاب نہین معلوم ہوتا دکھ درد کا معلوم ہونا شرط زندگی کے ساتھ ہی اور
مرتضیٰ نے کہ بہت بڑا عالم علماء شیعہ سے ہی اور ملقب بعلم الہدیٰ ہی روایت کی صحت اور روایت سابق کے
بطلان پر اقرار کیا پس وہ روایت نہ اہل سنت کے نزدیک صحیح ہی نہ شیعہ کے نزدیک ایسی روایت کو مدار طعن کا
کرنا نہ دلیل اقناعی ہی یعنی دل کو تسکین بخشنے والی نہ الزامی دوسری وجہ یہ کہ ہمنے مانا کہ ابوبکر صدیقؓ سے ایک دفعہ

آدمی جلانا عمل مین آیا اور مرتضیٰ علی سے کئی بار جماعت کثیر کے حق مین واقع ہوا ایک دفعہ جماعت کثیر زندیقونکو
کہ بقول بعض مرتد تھے اور باعتقاد بعض عبداللہ بن سبا کے یار جلانیکا حکم فرمایا چنانچہ صحیح بخاری مین کہ اہل سنت
کے نزدیک سب کتابون مین زیادہ تر صحیح ہی عکرمہ سے روایت کی ہی کہ اُتِیَ عَلِیٌّ بِزَنَادِقَۃٍ فَاَحْرَقَھُمْ فَبَلَغَ
ذٰلِکَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ کُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْھُمْ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوْا
بِعَذَابِ اللّٰہِ ترجمہ لائے پاس علی کے چند شخص زندیق پس جلایا اُنھون نے انکو پس خبر ابن عباس کو پہنچی
کہا اگر مین ہوتا تو ہرگز نہین جلاتا انکو اس سبب سے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ خدا کے عذاب کی طرح عذاب
نہ کرو دوسری دفع دو آدمیون کو کہ دونو لواطت شنیعہ باہم مین گرفتار ہوئے تھے انکو بھی جلادیا چنانچہ
مشکوٰۃ مین رزین نے ابن عباسؓ سے اور ابوہریرہؓ سے روایت کی پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا مَلْعُوْنٌ مَنْ
عَمِلَ قَوْمَ لُوْطٍ یعنی ملعون ہی جسنے قوم لوط کا عمل کیا اور کہا وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ عَلِیًّا اَحْرَقَھُمَا
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہی کہ علیؓ نے اُن دونون کو جلادیا اور اگر ان روایتون کو علی مرتضیٰ کے حق مین قبول
نکرین باوصف اسکے کہ ابوبکر کے حق مین ایک روایت ضعیف مردود کو مدار انکے طعن کا کیا ہی کہ اس فرقے کے
تعصب سے بعید نہین ہی ناچار شیعہ کی کتابون سے جنپر انکو اعتبار ہی اس مضمون کو لانا چاہیے شریف مرتضیٰ
ملقب بعلم الہدیٰ نے کتاب تنزیہ الانبیا اور ایمہ مین روایت کی ہی اِنَّ عَلِیًّا اَحْرَقَ رَجُلًا اَتٰی غُلَامًا فِیْ
دُبُرِہٖ ترجمہ بیشک علی نے جلادیا ایک مرد کو کہ بدفعلی کی تھی اُسنے ایک لڑکے کے ساتھ اُسکے دبر مین اور جب
ایسا ہوا تو شیعہ کو موقع طعن کا ابوبکر پر نہ رہا لموافقۃ فعلہ فعل المعصوم ترجمہ اسواسطے کہ فعل اُنکا فعل
معصوم سے موافق پڑا تیسری وجہ یہ کہ اہل سنت کی روایتون سے ثابت ہی کہ ابوبکر صدیق نے لوطی کو حضرت
امیر کے مشورے اور حکم سے جلایا ہی نہ اپنے اجتہاد سے اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَابْنُ اَبِی
الدُّنْیَا بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ وَالْوَاقِدِیُّ فِیْ کِتَابِ الرِّدَّۃِ فِیْ اٰخِرِ الرِّدَّۃِ
بَنِیْ سُلَیْمٍ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ لَمَّا اسْتَشَارَ الصَّحَابَۃَ فِیْ عَذَابِ اللُّوْطِیِّ قَالَ عَلِیٌّ اَرٰی اَنْ تُحْرِقَ
بِالنَّارِ فَاجْتَمَعَ رَاْیُ الصَّحَابَۃِ عَنْ ذٰلِکَ فَاَمَرَ بِہٖ اَبُوْبَکْرٍ فَاُحْرِقَ بِالنَّارِ روایت کی ہی بیہقی نے
شعب الایمان مین اور ابن ابی الدنیا نے باسناد جید محمد بن منکدر سے اور روایت کی واقدی سے کہ محدث ہی
کتاب الردہ قصہ آخر مرتد ہونے بنو سلیم مین یہ کہ جب ابوبکرؓ نے مشورہ چاہا اصحاب سے لوطی کی سزا مین علیؓ نے
کہا مین یہ مصلحت دیکھتا ہون کہ اسکو جلادو آگ مین متفق ہوئے صحابہ اس مصلحت مین اسی قول پر پس ابوبکرؓ نے

اُسکے جلادینے کا حکم دیا سو اُنکو آگ مین جلادیا اور بعض راویون نے شیعہ کے جو لکھا ہی کہ ابو بکرؓ نے فجاۃ سلمی کو جو رہزنی کرتا تھا زندہ آگ مین ڈالدیا اور جلایا یہ غلط ہی صحیح یون ہی کہ شجاع بن زبرقان کو کہ لوطی تھا موافق حکم امیر کے جلانیکا حکم فرمایا اور بالفرض اگر سیاست کی راہ سے ایک رہزن کو حکم جلانیکا کیا تب بھی محل طعن نہین ہو سکتا اسواسطے کہ انکا فعل فعل معصوم سے موافق پڑا تیسری دلیل یہ کہ ابو بکرؓ کو مسئلہ جدہ اور کلالہ کا معلوم تھا اورون سے پوچھتے تھے دلیل سوم یہ کہ یہ طعن اہل سنت پر موجب الزام کی نہین ہو سکتی کسواسطے کہ اُنکے نزدیک علم تمام احکام کا بالفعل امام کے واسطے شرط نہین ہی ہان اجتہاد بلکہ استنباط شرط ہی اور مجتہد کا یہی کام ہی کہ پہلے پیروی اُن نصوص کی جو جمع کی ہوئی ہین کرتا ہی اور اخبار کی جستجو فرماتا ہی اگر حکم منصوص پایا موافق نص کے فتوی دیا اور اگر منصوص نہ پایا تو اُسکے ڈھونڈھ نکالنے مین مشغول ہوا اور جبکہ ابو بکرؓ کے وقت مین نصوص جمع کی ہوئی نہ تھین اور روایتین حدیثین مشہور نہین ہوئی تھین ناچار صحابہ سے تفحص کرتے تھے کہ تمنے آنحضرت سے کیا سنا ہی قَالَ فِی شَرْحِ التَّجْرِیْدِ اَمَّا مَسْئَلَۃُ الْجَدَّۃِ وَالْکَلَالَۃِ فَلَیْسَتْ بِدْعًا مِنَ الْمُجْتَہِدِیْنَ اِذْ یَبْحَثُوْنَ عَنْ مَدَارِکِ الْاَحْکَامِ وَیَسْئَلُوْنَ مَنْ اَحَاطَ بِہٖ عِلْمًا وَلِہٰذَا رَجَعَ عَلِیٌّ فِیْ اُمَّہَاتِ الْاَوْلَادِ اِلٰی قَوْلِ عُمَرَ وَذٰلِکَ لَا یَدُلُّ عَلٰی عَدَمِ عِلْمِہٖ ترجمہ شرح تجرید مین کہا ہی لیکن مسئلہ جدہ اور کلالہ کا پس نہین ہی خلاف عادت مجتہدون سے اسواسطے کہ دلائل احکام سے جستجو کرتے ہین اور اُن لوگون سے پوچھتے ہین جنھون نے خبرین پائی ہین اسی سبب سے کہ حضرت علیؓ نے ام ولد کی فروخت مین عمرؓ کے قول کی طرف رجوع کی اور اِس جستجو سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ علم نتھا بلکہ تفحص اور تحقیق ثابت ہوتی ہی کہ ابو بکر صدیقؓ احکام دین مین نہایت رعایت احتیاط کی کرتے تھے اور قواعد شریعت مین پورا اہتمام بجالاتے تھے اور اسیواسطے جب مسئلہ جدہ کا مغیرہ نے ظاہر کیا پوچھا ہَلْ مَعَکَ غَیْرُکَ یعنی تیرے ساتھ سوا تیرے کوئی اور بھی تھا ورنہ روایت مین تعدد شرط نہین ہی سبحان اللہ درحقیقت بہت بڑی صفت ابو بکرؓ کی ہی اور منقبت مگر کس بلا کا تعصب بیجا ہی کہ خواہ نخواہ منقبت کو منقصت بناتے ہین اور محل طعن ٹھہراتے ہین سچ ہی شعر چشم بداندیش کہ برکندہ باد ❊ عیب نماید ہنرش درنظر ❊ اگر شیعہ کہین کہ اکتفا اجتہاد پر امام کے حق مین مذہب اہل سنت کا ہی اور ہمارے نزدیک علم محیط بالفعل سب مسائل پر شرع کی شرط امامت کی ہی یہ جواب ہمارے کام کا نہین ہی ہم کہینگے جب بنا مطاعن کی مذہب اہل سنت پر ہی تو ضرور اُنکے یہان جو بات ٹھہری ہی اُسکو مسلم رکھنا چاہیے نہین تو نفی امامت ابو بکرؓ کی اہل سنت کے نزدیک مطاعن سے کا ہے

میسر نہین آئیگی اور اگر اہلِ سنت کو بہت تنگ کر کے تشنیع انکے ذمہ ثابت کرتے ہو تو لو یہ ہی جواب اوسکا موافق اصول شیعہ کے سننا چاہیے دوسرا جواب یہ کہ اگر ابوبکر کو مسئلہ جدہ اور کلالہ کا معلوم نتھا تو امامت مین اونکے کچھ نقصان نہین کرتا کسواسطے کہ بموجب روایات شیعہ حضرت امیر کو بھی بعض مسائل معلوم نتھے حال آنکہ باجماع امام مطلق تھے رَوَی عَبْدُ اللّٰہِ ابْنِ بِشْرٍ اِنَّ عَلِیًّا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَۃٍ فَقَالَ لَا عِلْمَ لِیْ بِھَا ثُمَّ قَالَ وَابَرْدُھَا عَلٰی کَبِدِیْ سُئِلْتُ عَمَّا لَا اَعْلَمُ ترجمہ روایت کی عبداللہ بن بشر نے یہ کہ علی رض سے ایک مسئلہ پوچھا گیا کہا مجکو خبر نہین ہی اس مسئلے سے پھر کہا مین ٹھنڈا کرتا ہون اپنے کلیجے کو اس سے کہ مجسے پوچھا گیا اوس چیز سے کہ مین نہین جانتا ہون وَرَوَاہُ سَعْدُ ابْنُ نَصْرٍ اَیْضًا ترجمہ روایت کی اسکی سعدان بن نصر نے بھی اور بھی امام بحق ناطق جعفر صادق کو بعض مسائل معلوم نتھے رَوٰی صَاحِبُ قُرْبِ الْاِسْنَادِ مِنَ الْاِمَامِیَّۃِ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ ابْنِ جَابِرٍ اَنَّہٗ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ طَعَامِ اَھْلِ الْکِتَابِ فَقَالَ لَا تَاْکُلْہُ ثُمَّ سَکَتَ ثُمَّ قَالَ لَا تَاْکُلْہُ ثُمَّ سَکَتَ ھُنَیْھَۃً ثُمَّ قَالَ لَا تَاْکُلْہُ ثُمَّ سَکَتَ ھُنَیْھَۃً ثُمَّ قَالَ لَا تَاْکُلْہُ ثُمَّ سَکَتَ ھُنَیْھَۃً ثُمَّ قَالَ لَا تَاْکُلْہُ وَلَا تَتْرُکْہُ اِلَّا تَنَزُّھًا اِنَّ فِیْ اٰنِیَتِھِمُ الْخَمْرَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ ترجمہ روایت کی صاحب قرب اسناد نے جو منجملہ امامیہ کے ہی اسمٰعیل بن جابر سے بیشک اوسنے کہا کہ پوچھا مین نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے اہلِ کتاب کے طعام سے سو فرمایا کہ مت کھا اوسکو پھر سکوت کر کے کہا مت کھا اوسکو پھر تھوڑا سکوت کیا پھر کہا مت کھا اسکو پھر تھوڑا سکوت کیا پھر کہا مت کھا اوسکو اور ترک بھی نہ کر اوسکو مگر احتیاط کی راہ سے بیشک اون کے برتنون مین شراب اور خوک کا گوشت ہوتا ہی اس روایت سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ حضرت امام علیہ السلام کو حکم کھانے اہلِ کتاب کا معلوم نتھا آخر بہت تامل سے بھی حکم صریح معلوم نہوا ناچار احتیاط پر عمل فرمایا

مطاعن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ گیارہ ہین

اول عمدہ طعنون مین شیعہ کے نزدیک قصہ قرطاس یعنی کاغذ کا ہی بخاری و مسلم کی روایت کے موافق ابن عباس سے مذکور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پنجشنبہ کے دن چار روز پہلے وفات سے صحابہ سے جو حجرۂ مبارک مین حاضر تھے خطاب کیا کہ کاغذ اور قلم دوات میرے پاس لاؤ تا مین تمھارے لیے ایک نوشتہ لکھدون کہ بعد میرے گمراہ نہو اس بات پر حاضرون نے اختلاف کیا کاغذ قلم لانے مین اور عمر نے کہا کہ قرآن مجید جو ہمارے پاس ہی یہی کافی ہی اسوقت حضرت کو درد کی شدت ہی کیا ضرور ہی پس بعضنے عمر کے قول کی تائید کی

بعض نے کہا ضرور لانا چاہیے جو حضرت منگاتے ہین کاغذ قلم وغیرہ اس اثنا مین بہت سا شور وغل ہوا اور کسی نے یہ بھی کہا کہ آنحضرت کو ہذیان ور اختلاط کلام ہوگیا پھر آپ سے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہین پھر سے فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اسوقت میرے پاس سے اُٹھ جاؤ اسواسطے کہ پیغمبرون کے پاس جھگڑا کرنا اور شور وغل مچانا لائق نہین ہی اس قضیہ اور پرخاش کے سبب سے کسی نوشتے کا لکھنا موقوف رہا بس یہ قصہ قرطاس کا ہی موافق صحیح روایات اہل سنت کے خاطر خواہ شیعہ اور اس قصے مین کئی طرح عمرؓ کی طرف متوجہ ہوتے ہین اول یہ کہ قول آنحضرتؐ کا وحی ہی اور عمرؓ نے آپ کے قول کو رد کیا گویا وحی کو رد کیا قولہ تعالیٰ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ترجمہ پیغمبر اپنی خواہش نفس سے کلام نہین کرتا ہی مگر وحی سے کہ اُسپر نازل کیجاتی ہی اور رد وحی کا کفر ہی قولہ تعالیٰ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ترجمہ اور جو کوئی اُس چیز پر حکم نکرے جو نازل ہوئی وہ کافرون سے ہی دوسرے یہ کہ کہا آنحضرتؐ کو ہذیان اور اختلاط کلام ہوگیا یعنی بہکی بہکی باتین کرنا اور انبیا ان باتون سے معصوم ہین جنون بالاجماع انبیا پر جائز نہین ہی ورنہ اُنکے قول و فعل کا اعتماد ہی کیا رہے پس ہر حال مین قول و فعل انبیا کا قابل ماننے اور پیروی کے ہی تیسرے یہ کہ آنحضرتؐ کے سامنے رفع صوت کیا اور تنازع یعنی چلائے اور جھگڑنے لگے باوصف اِسکے رفع صوت آپ کے سامنے گناہ کبیرہ ہی بدلیل قرآن يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ترجمہ اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو مت بڑھاؤ اپنی آواز کو آواز نبی سے اور چلا کے اُس سے بات مت کہو جیسے چلاتے ہو بعض بعض کے ساتھ ایسا نہو عمل حبط ونابود ہوجائین اور تم اِسکو نجانو چوتھے امت کی حق تلفی کی اسواسطے کہ اگر یہ نوشتہ لکھ جاتا گمراہی سے محفوظ رہتے اب ہر مقدمے مین حیران و پریشان ہین اور فروع و اصول مین اختلاف پیدا کیے ہین پس عمرؓ نے جو اس بات کو رد کیا ان سب اختلافون کا وبال انکی گردن پر ہی یہ ہی تقریر طعن کی اور ایسے زور وشور سے کہ کسی کتاب مین ایسی طمطراق سے معلوم نہین ہوتی جواب اس جاے طعن ملعون کا مجملاً ذکر ہی کہ یہ کام فقط عمرؓ نے نہین کیے ہین جتنے لوگ حجرے مین حاضر تھے اِس مقدمے مین دو گروہ ہوگئے تھے اور حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ بھی اُسوقت مین حاضر تھے پس اگر یہ بھی منع کرتے [illegible] تو شریک عمرؓ کے ہوئے جملہ مطاعن مین اور جو اُس گروہ مین تھے جو کاغذ وغیرہ کا لانا تجویز کرتے [illegible] مطاعن انکی طرف بھی عائد ہوتے ہین جیسے رفع صوت بحضور پیغمبر خصوص اسوقت نازک مین [illegible]

است کہ منع کرنیوالون کے منع کرنے سے کاغذ دوات حاضر کرنے سے باز رہی نہ اُسوقت لائے نہ دوسرے وقت
چاہیے تھا کہ بعد اُسکے کہ فرصت دراز تھی لاکر لکھا لیتے تب وجود اس طعن کا مشترک ہی عمر کو بھی شامل ہی اور غیر
عمر کو بھی کہ بعض اُن سے ایسے ہین کہ باتفاق شیعہ اور سنی کے مطعون نہین ہو سکتے اور جب طعن مطعون اور غیر مطعون
دونوںمین مشترک ہوئی تو وہ طعن ہی ساقط ہوئی طعن ہی نہ رہے نہ محتاج جواب کی بلکہ اگر تامل کیا جائے تو پہلی وجہ
جو طعن کی ہی وہ بھی مشترک ہی کسواسطے کہ امر آنحضرت کا بلفظ اِيتُونِي بِقِرطَاسٍ لاؤ تم میرے پاس کاغذ خطاب
سب حاضرین کی طرف تھا نہ خاص عمرؓ کی طرف پس اگر یہ امر واجب یا فرض ہو تو ہر ایک گناہگار اور مخالف
فرمان شرع کے ہوئے حد یہ کہ عمرؓ اور رون کے لیے باعث اس نافرمانی کے ہوے اور رون نے حکم عمرؓ کا مانا اور مخالفت
حکم رسول کی کی اور مَن لَّم يَحكُم بِمَا أَنزَلَ الله مین بیشک داخل ہوئے پس حاشا نسبت عمرؓ کی ایسی ہوئی
جیسے شیطان کہ کافرون کے واسطے باعث کفر کا ہی اور حاشا نسبت اور رون کی مثل کافرون کے اور خوب
روشن ہی کہ طعن کے واسطے فقط شیطان ہی کی طرف توجہ نہین کر سکتے ورنہ کافر معذور ہو جائین بلکہ اجر پائین
وَهُوَ خِلَافُ القُرآنِ بَلِ الشَّرِيعَةِ كُلِّهَا ترجمہ اور یہ خلاف قرآن بلکہ جملہ شریعتون کے ہی اور اگر یہ امر
واجب و فرض نہو اصلاح اور ارشاد کی غرض سے ہو تو عمرؓ اور غیر عمر سب اسکے سننے مین مطعون نہین ہین اور کسیطرح
ملامت انپر عائد نہین ہو سکتی اسلیے کہ جو امر پیغمبرؐ کا کہ اصلاح و ارشاد کے واسطے ہو مخالفت اسکی باجماع جائز ہی
چنانچہ آئیگا انشاء اللہ تعالی اور اگر جواب تفصیلی ان مطاعن کا سننا مرغوب ہو تو تفصیل سننا چاہیے وجہ اول
طعن کی مبنی اس بات پہ ہی کہ عمرؓ نے وحی کو رد کیا اور رجملہ قول پیغمبر کے وحی ہین لقولہ تعالی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الهَوَىٰ
إِن هُوَ إِلَّا وَحيٌ يُوحَىٰ اور دونون مقدمون مین کھلا ہوا خلل ہی اول مین یہ کہ عمرؓ نے آنحضرت کے قول کو
رد نہین کیا بلکہ آرام و راحت اور ترفیہ اور رنج نہ اُٹھانا آنحضرت کا شدت بیماری مین منظور رکھا اس معاملے کو
اشارہ حکم پیغمبرؐ کا سمجھنا نہایت ہی تعصب و بغض ہی ہر کوئی اپنے بیمار عزیز کو محنت اُٹھانے اور رنج کھینچنے
سے بچاتا ہی اگر کسی وقت مین بیمار حالت شدت درد و مرض مین حاضرین کی مصلحت و فائدہ کے واسطے
خود ہی کچھ مشقت اٹھانا چاہتا ہی تو اُسکو کسی سبب درد فعیہ سے مانع ہوتا ہی اور اپنی بے پروائی جتاتا ہی کہ
[illegible] کچھ حاجت اور ضرور نہین ہی اور یہ معاملہ بزرگون مین زیادہ تر مروج و معمول ہی لہذا جب عمرؓ نے
[illegible] آنحضرت واسطے فائدے اصحاب و امت کے چاہتے ہین اس تنگ وقت مین کہ شدت مرض کی از حد ہی
خود املا نوشتہ کا فرمائین یا خود لکھین کہ یہ بات اور حرکت قولی یا فعلی یعنی کسیکو مضمون بتانا یا آپ لکھنا

موجب کمال حرج و مشقت کا ہوگا تجویز اس بات کی گوارا نکی اور آنحضرتؐ سے بسبب کمال ادب کے خطاب نہ کیا بلکہ اور لوگون کو آیۂ کریمہ سے ثابت کیا کہ اس حرج دینے کے کچھ ضرورت نہین ہو اس سے استغنا حاصل ہو تو آپ کے کان تک پونہچی اور آپ جانین کہ اسوقت مین ایسی مشقت اوٹھانے کی چندان ضرورت نہین ہی اور فی الواقع اس مقدمہ مین عقلمندون کے نزدیک صد آفرین اور ہزار تحسین باریک بینی فکر عمرؓ پر ہو کہ قبل اس واقعہ سے تین مہینے پہلے آیۂ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ترجمہ آج مین نے دین تمھارا تمھارے واسطے کامل کیا اور نعمت اپنی تمپر تمام کی اور پسند کیا تمھارے واسطے طریق اسلام کو دین نازل ہو چکی تھی اور دروازے نسخ و تبدیل و کمی بیشی دین کے مطلقاً بند کرکے اور مہر اوسپر لگا کے چھوڑ دیا تھا اسی آیت پر عمرؓ نے اشارہ کیا اس عبارت مین کہ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ یعنی ہمکو اللہ کی کتاب کافی ہو مطلب یہ کہ اگر خیال کیا جاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت مین کوئی نئی بات کہ پہلے سے کتاب و شریعت مین نہین آئی ہی لکھا وینگے کہ موجب تکذیب اس آیت کی ہو یہ تو آنحضرت سے محال پس مقصد آنحضرت کا اسوقت مین سوا اسکے نہین ہو کہ تاکید اون احکام کی فرمائین جو پہلے ٹھہر چکے ہین اور ہمکو خداے تعالی کی تاکید سے زیادہ آپ کی تاکید مقابل وحی منزل یعنی قران کی نہوگی پھر مشقت اوٹھانا آپ کا اسوقت مین کیا ضرور ایسی بات کیواسطے جو چندان درکار نہین ہی بہتر یہ کہ راحت و آرام مین رہین اور یہ لفظ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَہُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا کِتَابُ اللّٰہِ حَسْبُنَا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درد کا غلبہ ہو اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہو وہی ہمکو کافی ہو صریح اس قصد پہ گواہ ہی تبس معلوم ہوا کہ عمرؓ کی نسبت یہ بات کہنا کہ حکم پیغمبر کا رد کیا کمال غلط فہمی اور نادانی اور نہایت ہی عداوت و بغض کی بات اور ایسی مصلحتین اور مشورے ہمیشہ معمولی بات تھی کہ آنحضرتؐ صحابہؓ سے اور صحابہؓ آنحضرت کے ساتھ کرتے تھے خصوصاً عمرؓ کو اس مقدمہ مین خصوصیت و جرأت سب سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی کہ منافق پر نماز پڑھنے اور پردہ نشین کرنا ازواج مطہرات کا اور جنگ بدر کے قیدیونکا قتل کرنا اور مقام ابراہیم کو مصلے پکڑنا اور مثل اسکے ان سب حالات مین موافق عرض عمرؓ کے وحی آئی تھی اور رای صواب انکے اکثر مقدمات مین مقبول پیغمبر ہوتی تھی بلکہ خداے تعالی کو اور اگر ایسی عرض مصلحت کو رد وحی اور رد قول پیغمبرؐ کہا جاے تو حضرت امیرؓ بھی چند موقعون مین شریک عمرؓ کے ہو جائینگے اول یہ کہ بخاری مین جو بڑی صحیح کتاب اہل سنت کی ہی

بطرق متعدد مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت حضرت امیرؓ و زہراؓ کے گھر تشریف
لے گئے اور انکو خوابگاہ سے اوٹھایا اور نماز تہجد ادا کرنے کی بہت تقید فرمائی اور کہا قُوْمَا فَصَلِّیَا
یعنی اوٹھو دونون اور نماز پڑھو حضرت امیر نے کہا وَاللہِ لَا نُصَلِّیْ اِلَّا مَا کَتَبَ اللہُ لَنَا ترجمہ قسم ہی
خدا کی ہم مقرری نماز سے زیادہ نہین پڑھینگے وَاِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِیَدِ اللہِ اور بیشک ہمارے دل اللہ کے
ہاتھ مین ہین اگر نماز تہجد کی توفیق ہمکو دیتا تو ہم پڑھتے آنحضرتؐ انکے گھر سے لوٹ گئی اور رانین پیٹ کر
کہتے تھے وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ترجمہ انسان اکثر باتوں مین ہر چیز سے زیادہ بات
بنانیوالا ہی پس اس قصے مین دو امر حضرت امیرؓ سے وقوع مین آئے ایک تو جدل آنحضرت کے ساتھ مقدمہ
شرع مین دوسرے تمسک بشبہہ فرقہ جبریہ کہ ہرگز شرع مین مسموع نہین لیکن جو قرینہ حالیہ گواہی صدق دراستی
اور انکی قصد نیک پر دیتا تھا آنحضرتؐ نے کچھ ملامت نفرمائی دوسرے یہ بھی صحیح بخاری مین موجود ہی
کہ جب حدیبیہ کی لڑائی مین صلحنامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار کے درمیان مین لکھا جاتا تھا
حضرت امیرؓ نے لفظ رسول اللہ کا آپ کے القاب مین لکھا کفار کے رئیسون کی طرف سے اس لفظ کے لکھنے کا
انکار ہوا کہا اگر ہم اس لفظ کو مانتے تو لڑتے کیون آنحضرتؐ نے ہر چند حضرت امیرؓ سے فرمایا کہ اس لفظ کو
مٹا دو حضرت امیر نے کہ صد درجہ ایمان آپ کے ساتھ رکھتے تھے نہین مٹایا اور مخالفت امر رسولؐ کی کی
یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلحنامہ انکے ہاتھ سے لیلیا اور اپنے ہاتھ سے مٹایا مگر اہل سنت
ایسے امور کو نہ مخالفت پیغمبرؐ کی لکھتے ہین اور نہ جانتے ہین نہ حضرت امیر پر طعن کرتے ہین عمرؓ پر کیسے طعن کرینگے
شیعہ اگر ایسی باتون کو بھی رد قول پیغمبرؐ کا کہینگے تو اپنی پاؤن پر آپ بسولہ مارینگے اور دائرہ گفتگو کا اپنے اوپر
تنگ کرینگے کسواسطے کہ انکی کتابون مین بھی اس قسم کی مخالفتین حضرت امیرؓ کے حق مین جو عرض
مصلحت اور مشورے کے وقت حضرت امیرؓ سے ہوئے ہین مروی ہین رَوَی الشَّرِیْفُ الْمُرْتَضٰی الْمُلَقَّبُ
بِعَلَمِ الْهُدٰی عِنْدَ الْاِمَامِیَّةِ فِیْ کِتَابِ الْغُرَرِ وَالدُّرَرِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِیَّةِ عَنْ اَبِیْهِ
اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ قَدْ اَکْثَرَ النَّاسُ عَلٰی مَارِیَةَ الْقِبْطِیَّةِ اُمِّ اِبْرَاهِیْمَ
ابْنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ابْنِ عَمٍّ لَهَا قِبْطِیٍّ کَانَ یَزُوْرُهَا وَیَخْتَلِفُ اِلَیْهَا فَقَالَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذْ هٰذَا السَّیْفَ وَانْطَلِقْ فَاِنْ وَجَدْتَهُ عِنْدَهَا فَاقْتُلْهُ فَلَمَّا اَقْبَلْتُ نَحْوَهُ عَلِمَ
اَنِّیْ اُرِیْدُهُ فَاَتٰی نَخْلَةً فَرَقِیَ اِلَیْهَا ثُمَّ رَمٰی بِنَفْسِهِ عَلٰی قَفَاهُ وَشَغَرَ بِرِجْلَیْهِ فَاِذَا بِهِ اَمْسَحُ لَیْسَ لَهُ مَا لِلرِّجَالِ قَلِیْلٌ وَلَا

وَ لَا كَثِيرٍ قَالَ فَغَمَدْتُ السَّيْفَ وَ رَجَعْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يَصْرِفُ عَنَّا الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ انتہی ترجمہ روایت کی شریف مرتضیٰ نے جسکا لقب امیہ کے نزدیک علم الہدی ہی کتاب درر وغرر مین محمد بن حنفیہ اور اُنھون نے اپنے باپ امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرمایا بیشک جب ماریہ قبطیہ کی تہمت مین لوگون نے بہت سی باتین کین کہ ماں ابراہیم حضرت کے بیٹے کی ہین اُنکے چچازاد بھائی کے ساتھ کہ قبطی تھا اُسنے ملتا تھا اور اُن کے پاس آتا جاتا تھا بس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار لے اور جا اگر اُس مرد کو ماریہ کے پاس پاوے تو مار ڈال تبس مین متوجہ ہوا انگی طرف اُسنے جانا کہ مین اُسکا قصد رکھتا ہون سو آیا میرے پاس اور درخت خرما پر چڑھا اور پیٹھ کے بل آپ کو گرایا اور اپنے دونون پانون اُٹھائے تو ناگاہ مین نے اسکو دیکھا مجبوب صاف کہ اُسکے پاس مثل مردون کے کچھ نتھا کم زیادہ یعنی خوجہ تھا مین نے تلوار میان مین کرلی اور حضرت کے پاس لوٹ آیا اور انکو اُسکے حال سے خبر دی آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہی کہ ہمارے جملہ اہل بیت کو پلیدی سے بچاتا ہی اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ ماریہ قبطیہ بھی اہل بیت سے تھین یہ آیہ تطہیر مین داخل وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى شُمُوْلِ الرَّحْمَةِ وَ عُمُوْمِ النِّعْمَةِ اور شکر خدا کا اُسکی وسعت رحمت اور عموم نعمت پر

رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ بَابَوَيْهِ فِي الْاَمَالِي وَ الدَّيْلَمِيُّ فِي اِرْشَادِ الْقُلُوْبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَعْطٰى فَاطِمَةَ سَبْعَةَ دَرَاهِمَ وَ قَالَ اَعْطِيْهَا عَلِيًّا وَ مُرِيْهِ اَنْ يَشْتَرِيَ لِاَهْلِ بَيْتِهِ طَعَامًا فَقَدْ غَلَبَهُمُ الْجُوْعُ فَاَعْطَتْهَا عَلِيًّا وَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَمَرَكَ اَنْ تَبْتَاعَ لَنَا طَعَامًا فَاَخَذَهَا عَلِيٌّ وَ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ لِيَبْتَاعَ طَعَامًا لِاَهْلِ بَيْتِهِ فَيَسْمَعُ رَجُلًا يَقُوْلُ مَنْ يُقْرِضُ الْمَلِيَّ الْوَفِيَّ فَاَعْطَاهُ الدَّرَاهِمَ روایت کی محمد بن بابویہ نے امالی مین اور دیلمی نے ارشاد القلوب مین بیشک رسول اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو سات درم دیے اور فرمایا یہ درم علی کو دے اور کہہ کہ خریدے اپنی اہل بیت کے واسطے کھانا سو واسطے کہ انپر بھوک غالب ہو رہی ہی سو دیے فاطمہؓ نے وہ درم علیؑ کو اور کہا بیشک تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہی کہ خرید لاؤ ہمارے واسطے کھانا بس علی نے وہ درم لیے اور گھر سے نکلے تا کھانا خریدین اپنے اہل بیت کے واسطے اس اثنا مین سُنا کہ ایک شخص کہتا ہی کہ کون ہی ایسا جو ہمکو قرض دے سچے وعدے پر بس علی نے وہ درم اُسکو دیدیے آب اس قصے مین مخالفت حکم رسول اللہ کی بھی ہی اور بھی تصرف غیر کے مال مین بے اجازت

اوسکی اور بھی تلف کرنا حق عیال کا اور قطع رحم اقرب کا جو لڑکے اور بی بی ہین اور رنج دینا آنحضرت کا
اولاد اور فرزندون کو بھوکا دیکھنے سے ہوگا لیکن یہ سب لِلّٰہِ وَفِی اللّٰہِ وَاِیْثَارًا لِطَاعَۃِ اللّٰہِ
ترجمہ واسطے خدا کے اور راہ خدا مین برگزیدہ طاعت خدا سے تھا مقبول ورمحل تعریف وتوصیف
ہوا نہ کہ موقع عتاب و شکایت کا اور قرینوان سے حضرت امیر کو خوب معلوم تھا کہ حضرت زہرا اور حسنین
اسپر راضی ہونگے اور آنحضرت بھی جائز فرماینگے اب دوسرا مقدمہ یعنی تمام قول پیغمبر کے وحی ہین دلیل عقلی
ونقلی دونون راہ سے باطل ہے اما عقلی سو یہ ہے عاقل کے نزدیک ظاہر ہے کہ معنی رسول کے پیغام پونہچانیوالے
کے ہین اور جب نسبت اسکی خدا اکریم کی طرف کی تو معنی ہو خدا تعالی کا پیغام پونہچانیوالا اتنی رسالت مین
اتنا ہی داخل ہے کہ اسکی طرف وحی آئی ہو اور اسکے درمیان سے وہ پیغام خدا کی طرف سے ہمکو پونہچے
نہ یہ کہ ہر قول اسکا پیغام خدا کا ہو اور یہ آیت وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی صریح خاص
قرآن کے ساتھ ہے بدلیل عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی کے ترجمہ سکھایا اسکو سخت قوت والے نے نہ عام جملہ باتون مین
پیغمبر کی اور خوب روشن ہے کہ اگر کسیکو کوئی بادشاہ یا امیر اپنا رسول کرکے کسی ملک کی طرف بھیجے ہرگز اس
ملک کے لوگ جملہ باتون کو اس رسول کی اس بادشاہ کا حکم نجانینگے لیکن نقلی سو اس سبب سے کہ اگر جملہ باتین
آنحضرت کی وَحْیٌ مُّنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰہِ یعنی وحی نازل کی ہوئی اللہ سے ہوتین تو قرآن مجید مین بعض باتونپر
آپکی عتاب کیون ہوتا حالانکہ بہت جگہ عتاب شدید نازل ہوا جیسے عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ
معاف کرے اللہ تجکو کیون اجازت دی تونے انکو وقولہ تعالی وَلَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ترجمہ مت ہو خیانت کارون کی طرف سے خصومت کنندہ اور بخشش چاہ
خدا سے بیشک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ الخ
اور لڑائی مت کر ان لوگون کی طرف سے کہ خیانت کرتے ہین آپسمین آخر آیت تک خیال کرو کہ آپنے
جو بدر کے قیدیون سے فدیہ لینے کا اذن دیا اسپر ایسا تشدد کیون واقع ہوتا لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ
لَمَسَّکُمْ فِیْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اگر اگلا نوشتہ خدا کا تمھارے پاس نہوتا تو جو کچھ تمنے لیا اسمین تمکو
سزا بڑی دیجاتی اور اگر ایسا ہی ہوتا تو قبطی کے قتل کا حکم اور خریدنے طعام اور مٹانے لفظ
رسول اللہ اور حکم تہجد کا سبھی وَحْیٌ مُّنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰہِ ہوتا اور رواس وحی کا جناب امیر پر لازم آتا اما
بھی اس صورت مین اور صحابہ سے مشورہ کرینگے کہ آیت وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ یعنی مشورہ کر کامون مین

انکے ساتھ آسکے کیا معنی تھے اور اطاعت بعض امور مین بعض صحابہ کی جبکہ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ
ترجمہ اگر فرمانبرداری کرے تمھاری بہت کامون مین تو ضرور گرفتار ہو جاؤ سے استفادہ ہوتی ہو کس چیز پر قیاس
کیجا لگی اور بھی جناب امیر کو جو آنحضرت نے اپنے نہونے کے سبب سے کہ تبوک کی لڑائی کو جاتے تھے مدینے مین
اہل وعیال کے پاس رہنے کا حکم دیا تو کیسے کہتے تھے أَتُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ آیا چھوڑے جاتے ہو مجکو
عورتون اور بچون مین وحی کے مقابلے مین ان اعتراضون کا کرنا کب جائز تھا اور اصول امامیہ مین بھی
دیکھنا چاہیے کہ سب باتون کو آنحضرت کی وحی نہین جانتے ہین اور جملہ افعال کو ایسا نہین جانتے کہ سب کی
پیروی واجب ہو تبس اس طعن مین یہ مقدمے فاسد باطل کہ نہ مطابق واقع کے ہین نہ اپنے مذہب نہ مخالف
کے مذہب کے موافق اپنے طعن بکی کرنے اور رواج دینے کو لانا کیسا حق تعصب وعناد کا ادا کرنا ہی
اب ہم بھی بلند سرائی کرتے ہین اور اقوال پیغمبر سے بھی اوپر کو چلتے ہین اور کہتے ہین کہ شیعہ سنی
دونون کے نزدیک عرض مصلحت کا کرنا اور شفقت کو ٹالنا اور برخلاف حکم الٰہی کے جو بواسطہ
کہ بالقطع وَحْيٌ مُّنَزَّلٌ مِّنَ اللهِ ہی چند بار اصرار کرنا ردوحی نہین ہی جناب پیغمبر خاتم المرسلین
نے شب معراج بمشورہ دوسرے پیغمبر کے کہ عمدہ اولو العزم سے ہین یعنے حضرت موسی علےٰ نبینا
وعلیہ السلام نودفعہ لوٹ لوٹ کے گئے اور عرض کی اس کو میری امت نہ اوٹھا سکیگی اور اسکو بابویہ
نے کتاب المعراج مین ذکر کیا ہی معاذ اللہ اگر یہ امر ردوحی کا ہو تو پیغمبر ونسے کیسے صادر ہوا اور
اسکو ردوحی کہنا سوائے ملحدی اور زندیقی کے اور کیا کہا جاے اور بھی لوٹنا حضرت موسی کا اپنے
پروردگار کے حکم کو بعد اسکے کہ بلاواسطہ اونکو حکم ہوا تھا قرآن مجید مین صریح منصوص ہی قولہٗ
تعالیٰ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ قَوْمَ فِرْعَوْنَ أَلَا يَتَّقُونَ قَالَ رَبِّ
إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ وَلَهُمْ
عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ترجمہ اور جب
ندا کی تیرے پروردگار نے موسیٰ کو کہ جاؤ قوم ظالم پر جو قوم فرعون ہی کیا وہ نہین ڈرتے موسیٰ نے کہا ای پروردگار میرے مین ڈرتا ہون
کہ مجکو جھوٹا جانینگے اور میرا سینہ گھٹیگا اور میری زبان نہین چلیگی پس ہارون کو رسول کر اور اون لوگونکا
ایک گناہ بھی میرے ذمے ہو اس سے بھی ڈرتا ہون کہ مبادا مجھے مار ڈالین فرمایا یہ بات ہرگز نہین جاؤ تم دونون معجزات
کے ساتھ ہر آئینہ ہم تمھارے ساتھ ہین اور سنتے ہین اور بھی شیعون کے اپنے اصول مین یہ بات منجملہ

ٹھہری ہوئی باتون کی ہی کہ امر رسول کا بلکہ امر خدا کا بلاواسطہ ہو محتمل ندب کا ہی اور مقتضی وجوب کا نہین یقیناً
پس لوٹنا چاہیے تا واضح ہو جائے کہ مراد اس امر سے وجوب ہی یا ندب ذکرہ الشریف النمر تفضی فی الدرر
والغرر جب ایسا حال ہی تو عمرؓ کا اس لوٹنے مین کیا گناہ اور کیا تقصیر جسکے ساتھ سقدمہ استغنا مین
آیت قرآنی کی دستاویز موجود اور تحمل مشقت کے واسطے کہ صریح دلالت مندوبیت اس امر پر کرتی ہی
لگی ہوئی ہی اور وجہ ثانی جو طعن مین ہی یعنی عمرؓ نے ہذیان بکنے کی باتون کی نسبت پیغمبرؐ کی طرف کی نہ بھی بیجا ہی
اسواسطے کہ اول تو یہ کہنا اسنے بہ یقین ثابت ہو گیا کہ یہ لفظ اھجر استفہموہ ترجمہ آیا پریشان بات
کہی پھر اُسنے پوچھو عمرؓ ہی نے کہی اکثر روایتون مین قالوا واقع ہی احتمال ہی کہ شاید جو لوگ کاغذ دوات
لانا تجویز کرتے ہون انھون نے اس قول سے تقویت اپنی بات کی کی ہو یا استفہام انکاری ہو یعنی ہجر اور
ہذیان جسکے معنی پریشان اور بیہودہ بکنے کے ہین یہ تو ٹھہرا ہوا ہی کہ زبان پیغمبرؐ سے نہین نکلتی پس جو کچھ فرمایا ہی
اُسکا اہتمام کرو اور جسکے لکھنے کا ارشاد ہوتا ہی اُسکو پوچھو کہ کیا بات منظور ہی اور احتمال ہوتا ہی کہ جو مانع تھے
اُنھون نے بھی استفہام انکاری کے طور پر کہا ہو کہ آخر پیغمبرون کو ہذیان تو ہوتا نہین ظاہر یہ کلمہ ہماری
سمجھ مین نہین آتا پھر پوچھو کہ حقیقت مین کسی نوشتے کا لکھنا مد نظر ہی یا اور کوئی چیز اور وجہ نسمجھنے اس کلمے
کی صریح و ظاہر تھی اسلیے کہ عادت شریف آنحضرت کی ایسی تھی کہ احکام کو خدا سے نسبت فرماتے تھے اور اس
موقع پر یہ نہین فرمایا تھا کہ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِی اَنْ اَکْتُبَ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِی ترجمہ بیشک اللہ نے
حکم کیا ہی مجھکو کہ مین ایک نوشتہ لکھدون کہ بعد میرے تمکو نہین منع کرنے والون کو توہم پیدا ہوا کہ آپ نے تو ضرور
خلاف عادت نہین فرمایا ہو گا مگر ہم نہین سمجھے استفسار کرنا چاہیے اور قطعاً جانتے تھے کہ آپ لکھتے نہ تھے
نہ مشق اس ہنر کی رکھتے تھے نہ کبھی لکھا دفعاً للتہمۃ یعنی دفع تہمت کے واسطے موافق نص قرآن وَمَا کُنْتَ
تَتْلُوا مِنْ قَبْلِہٖ مِنْ کِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ ترجمہ اور تو ایسا نتھا کہ پڑھ لیتا کسی نوشتے کو
نزول قرآن سے پہلے اور نہ لکھتا اسکو اپنے سیدھے ہاتھ سے اور اس عبارت مین اُسکی نسبت اپنی طرف فرمائی
یہ کیا بات ہی سمجھنا چاہیے اسواسطے کہ کلام آپ کا ہذیان ہو نہین سکتا اور یہ بھی عادت آنحضرت کی تھی کہ
سوائے قرآن کے اور کچھ لکھاتے نہین تھے بلکہ ایکبار عمرؓ بن خطاب ایک نسخہ توریت سے لائے اور پڑھتے تھے
آپ نے منع کیا اور اسوقت مین خلاف عادت مقررہ کے سوائے قرآن کے اپنے ہاتھ سے لکھنے کو فرمایا حاضرین
کو کمال تعجب ہوا اور کچھ نہین سمجھتے تھے اسی سبب سے ذکر ہذیان کا بطریق استفہام انکاری یا تعجبی نہین ہے

بعض کی زبان پر گذرا اگر غرض انکی ہذیان ثابت کرنے کی پیغمبر پر ہوتی تو یہ کہتے پھر پوچھو بلکہ یہ کہتے کہ
جانے دو ہذیان کی بات کا کیا اعتبار اور تفصیل کلام کی اس مقام مین یہ ہی کہ ہجر لغت مین اختلاط
کلام کے معنی مین ہی ایسے طور پر کہ سمجھا نہ جائے اور یہ دو قسم ہوتا ہی ایک قسم مین کہ وہ انبیا کو بھی ہوتا ہی
کسیکو جھگڑا نہین ہی وہ یہ کہ آواز بیٹھ جائے یا غلبہ خشکی کا زبان پر ہو یا آلات گویائی کی ضعیف ہو جائین
کہ مخارج حرفون کے کما ینبغی ظاہر نہون اور لفظ اچھی طرح سننے مین نہ آئین کہ ان حالتون کے لاحق ہونے سے
انبیا کو کچھ نقصان نہین ہی کسواسطے کہ یہ عارضون اور توابع مرض سے ہین ہمارے پیغمبر کو بھی باجماع سیر مرض موت
مین بحۃ الصوت عارض ہوا تھا یعنی آواز پڑ گئی تھی چنانچہ صحیح کتابون مین حدیث کی موجود ہی دوسری
قسم اختلاط کی یہ ہی کہ بسبب غشی اور بخارات دماغ کو چڑھ جانیسے جیسا کہ شدت تپون مین ہوتا ہی کہ اکثر کلام
نادرست غیر منتظم خلاف مقصود زبان پر جاری ہوتا ہی اور یہ امر اگرچہ امور بدن سے پیدا ہوتے ہین لیکن
اثر انکا روح و مدرکہ کو پہونچتا ہی علما کو اس امر کی تجویز مین انبیا پر اختلاف ہی بعض قسم جنون سے قیاس
کرکے ممتنع جانتے ہین بعضے نیند پر قیاس کرکے جائز رکھتے ہین اور جس سبب سے یہ عارضہ لاحق ہوتا ہی وہ
سبب انبیا کو بھی لاحق ہوتا ہی اسمین کوئی شبہہ نہین ہی اسواسطے کہ لاحق ہونا غشی کا حضرت موسیٰ علی نبینا
وعلیہ الصلوۃ پر قرآن مجید مین منصوص ہی قولہ تعالیٰ وَخَرَّ مُوسٰى صَعِقًا ترجمہ اور گرا موسیٰ بیہوش اور
بیہوش ہو جانا سب پیغمبرونکا وقت نفخ صور کے سوائے حضرت موسیٰ کی یہ بھی صحیح اور ثابت ہی قولہ تعالےٰ
وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ترجمہ اور جب دم پھونکا
جائیگا صور مین تو بیہوش ہو جائینگے جو آسمان مین ہین اور جو زمین مین ہین مگر جسکو اللہ چاہیگا حدیث صحیح
مین آیا ہی فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ
اَصَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَمْ جُوْزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ ترجمہ پس پہلے جسکو ہوش ہوگا وہ مین ہونگا
اور ناگاہ دیکھونگا کہ موسیٰ عرش کے پایون سے ایک پایہ پکڑے ہی مین نہین جانتا ہون آیا بیہوش ہوکے
افاقہ پایا مجھسے پہلے یا بیہوشی طور سے مبادلہ ہوگیا البتہ اتنا ہی کہ اللہ تعالیٰ انبیا کو بسبب انکی کرامت
اور بزرگی کے حالت غشی و بیہوشی مین بھی جو کچھ اسکے خلاف مرضی ہو بچائے رکھتا ہی قولاً اور فعلاً
جو مرضی حق کی ہوتی ہی وہی انسے صادر ہوتا ہی ہر حالت مین اور خوب ظاہر ہی کہ اس حالت کو جنون پر
نہین قیاس کرسکتے کہ جنون مین اول خلل روح کے قوائے مدرکہ مین پڑتا ہی اور ہمیشہ مضبوط رہتا ہی

بخلاف اس حالت کے کہ روح مین ہرگز اختلال نہین ہوتا بلکہ آلات بدن کے بسبب غلبہ مخالف کے جو مرض ہی جب
روح توجہ اُسکی دفع کی کرتی ہی تو اُسکے حکم مین نہین رہتی اسواسطے یہ حالت ہمیشہ اور جمی نہین ہوتی بس یہ حالت
مثل نیند کے ہی کہ انبیا کو بھی لاحق ہوتی ہی کہ اس سے اور حالت بیداری سے بڑا فرق ہی حد یہ کہ نیند مین
نزول احکام سے یہ بزرگوار آگاہ و خبردار ہوتے ہین اسکے ساتھ بھی کہ احکام نیند کے اُن کامون مین جو
ہاتھ پانون اور آنکھ کان سے متعلق ہین اثر کرتے ہین اور نماز کا جاتا رہنا اور بیخبری اُسکے وقت نکلجانے
سے ظاہر ہوتی ہی چنانچہ کافی کلینی مین لیلۃ التعریس کی خبر مین مذکور ہی ایسے ہی سہو و نسیان بھی نماز مین
انکو لاحق ہوتا ہی جیسا کہ امامیہ نے اپنی صحیح کتابون مین انبیا و ایمہ سے وقوع سہو کو روایت کیا ہی جو اس
قصے مین بہت وجہون کے ساتھ جناب پیغمبر سے خلاف عادت ظہور مین آیا جیسا کہ اوپر لکھا گیا اگر بعض
حاضرین کو وہم پیدا ہوا ہو کہ مبادا قسم اختلاط کلام سے ہی جو ایسے مرضون مین ظاہر ہوتا ہی تو بعید بھی
نہین ہی نہ موقع طعن و تشنیع کا خصوصاً اسوقت مین کہ شدت درد سر اور التہاب حمی یعنی تپ نے آنحضرت
پر بہت ہی زور کیا تھا اور ایک روایت سے صریح یہ بات اور معلوم ہوتی ہی کہ لوگ اسکو بعید جانتے تھے اور کہتے تھے
مَا شَانُهُ أَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوهُ ترجمہ کیا حال ہی اُنکا آیا بہکتے ہین پوچھو تو اُنسے اسکے ساتھ بھی اس
کہنے والے نے برعایت ادب قطعی بات نکہی بلکہ بطریق تردد کہا آیا اختلاط کلام ہی یا ہم نہین سمجھتے پھر تو
پوچھو تو واضح فرمائین اور بیداری و ہوشیاری کے ساتھ ارشاد کرین تو کاغذ دوات لائین نہین تو جانے دین
اسواسطے کہ آپ کو چندان حاجت مشقت اُٹھانے کی نہین ہی یہ سب باتین اس صورت پر ہین کہ اختلاط
کلام سے قسم اخیر مراد ہو اور اگر قسم اول مراد ہو یعنی اس مضمون کو خلاف عادت پیغمبر کے ہم دیکھتے ہین ایسا نہو
آپکے ناطقے مین ضعف ہو گیا ہو اس سبب سے ہم آپ کے الفاظ کو بخوبی نہین معلوم کر سکتے ہین لفظ اور ہین ہم
کچھ اور سنتے ہین دوبارہ پوچھو تا ظاہر فرمائین اور ہم بیقین جان لین کہ یہی لفظ ہین اُسوقت دوات و کاغذ
لائین ہمین کوئی مشکل نہین پڑتی تیسری وجہ طعن کی جو ہی وہ بھی سراسر غلط فہمی ہی اور حق سے چشم پوشی اسواسطے
کہ بلند کرنا آواز کا یعنی چلانا آواز پیغمبر پر منع ہی اور اس قصے مین یہ بات کسی سے ظہور مین نہ آئی نہ عمر سے
نہ غیر عمر سے اور رفع صوت باہم خود آپ کے سامنے بحثون اور جھگڑون مین ہمیشہ جاری و ساری تھا ہرگز
اسکو آپ نے منع نفرمایا بلکہ اشارہ قرآن کا ان بحثون کو جائز اور تجویز فرماتا ہی دو طرح سے اول یہ کہ
اس لفظ کے ساتھ فرمایا ہی کہ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اور یون نہین فرمایا ہی کہ لَا تَرْفَعُوْا

أَصْوَاتَكُمْ بَيْنَكُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ یعنی مت چلاؤ آپسمین جسوقت کہ نبی کے پاس ہو دوسرے فرمایا كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ
لِبَعْضٍ یعنی جیسے بعض بعض پر چلاتے ہو تسپر صریح معلوم ہوا کہ جہر بعض کا بعض پر جائز ہی اور اسکے سوا یہ کہنا کہ نہ
ثابت ہوا کہ پہلے عمرؓ نے رفع صوت کیا اور جھگڑے کے باعث ہوے اول اسکو کسی دلیل سے ثابت کرنا چاہیے
پھر زبان طعن کی کہولین اُس حجرے مین تو ایک جماعت کثیر تھی اور بہت سے آدمیون کی باتون مین رفع صوت
ضروری ہی اور حضرت کا ارشاد کہ لَا يَنْبَغِي عِنْدِي تَنَازُعٌ ترجمہ نہین لائق ہی میرے پاس آپسمین جھگڑنا یہ بھی
اسی مدعا پر گواہ ہی اسواسطے کہ لا ینبغی ایسے موقع پر لایا جاتا ہی جہان ادنی بات ترک ہوتی ہو نہ حرام و کبیرہ
جیسے کوئی کہے کہ زنا کرنا مناسب نہین ہی سب اہل شرع اسپر ہنسینگے اور ٹھٹھے مارینگے اور لفظ قُومُوا عَنِّي
یہ قسم تنگ مزاجی مریض سے ہی کہ ذراسی گفت و شنید مین بہت ہی ناخوش ہو جاتا ہی اور جو بات حالت
مرض مین تنگ مزاجی کی راہ سے وقوع مین آتی ہی کسیکے حق مین محل طعن نہین ہوتی خصوص یہ خطاب تو
سب حاضرین کی طرف ہی اسمین چاہے تجویز کرنے والے ہون چاہے منع کرنے والے اور روایت صحیحہ مین آیا ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مرض مین لدود کھلایا تھا اور یہ ایک دوا ہی موہنہ مین ڈالے رکھنے کی بعد
افاقے کے فرمایا لَا يَبْقَى فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ إِلَّا الْعَبَّاسُ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ ترجمہ گھر مین کوئی نرہے مگر
وہ جسکو لدود دیا ہی سوا عباس کے کہ بیشک وہ تمہارے بیچ مین حاضر نہ تھا اور یہ تنگ مزاجی کہ مرض
مین لاحق ہوتی ہی اصلا نقصان نہین کرتی کہ جس سبب سے انبیا کو اس سے معصوم اعتقاد کیا جاے چوتھی وجہ جو
طعن کی ہی اسکی بنیاد بھی خیال باطل ہی پر ہی اسلیے کہ حق تلفی امت کی جب ہوتی کہ کوئی نئی چیز خدا کی
طرف سے آئی ہوتی اور امت کے حق مین نافع ہوتی اُسکو منع کرتے بمضمون اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي کی قطعًا معلوم ہی کہ کوئی حکم نیا نہین تھا بلکہ کوئی امر دینی بھی نتھا صرف
نیک مشورہ اور ملکی مصلحتونکا ارشاد کہ وہ وقت ایسی ہی وصیت کا تھا کونسا عاقل تجویز کرتا ہی کہ آنحضرت
نے تیئیس برس کی مدت مین کہ زمانہ آپ کی نبوت کا تھا اور کیسی رحمت اور رافت عام خلق اللہ خصوص
امت کے حق مین رکھتے تھے اور اسکے ساتھ کہ قرآن امت کو پہونچایا اور بیشمار حدیثین ارشاد کین ایسے
تنگ وقت مین کونسی ایسی چیز تھی کہ کہنے سے رہگئی تھی اور تریاق مجرب تھی رفع اختلاف کے واسطے اسکو کہتے
یا لکھاتے اور عمرؓ کے منع کرنے سے منع ہو گئے آخر پانچ روز تک زندہ رہے اور عمرؓ اصلا وہان موجود نہین صرف
اس وہم سے کہ مبادا عمرؓ سن لین اور باہر دروازے پر کھڑے ہو کے ڈرائین دھمکائین حضرت زبان پر نلائین

اور باوصف آمد و رفت اہل بیت کے اُسوقت مین بھی کسنے نفرمائین کہ ایسا نوشتہ لکھکر رکھہ چھوڑ و سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ترجمہ پاک ہی تو یہ بہت بڑا بہتان ہی سوا اسکی دلیل عقلی اس بیہودہ خیال کی بیہودگی بہ یہ ہی کہ اگر پیغمبر یہ نوشتہ لکھنے کے واسطے قطعًا اور ضرورۃً جناب باریتعالیٰ سے مامور تھے باوصف اسقدر فرصت کے کہ باقی روز پنجشنبہ کا اور تمام دن جمعہ اور شنبہ اور یکشنبہ کے بخیریت گذرے کیون نہین اُس کتاب کے لکھانے مین متعرض ہوے کہ اس سے تساہل لازم آتا ہی احکام الٰہی کے پونہچانے اور ادا کرنے مین جو خلاف آنجناب کے ہی حَاشَا مِنْ ذٰلِكَ قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ترجمہ اِی رسول پونہچا جو کچھ تجپر اُتارا گیا ہی تیرے پروردگار سے اور اگر ایسا تو نے نہ کیا تو تو نے خدا کا پیغام ہی نہ پونہچایا اور خدا تیرا نگہبان ہی لوگون کے شر سے پھر اسوقت مین کہ موت حیات پر غالب ہوئی تھی عمرؓ سے ڈرنا کیسا بے اطمینان ہوتا ہی وعدۂ الٰہی سے کہ عصمت و محافظت کے ساتھہ وارد ہی مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اور اگر اپنے اجتہاد سے چاہتے تھے کہ کچھ لکھین تو عمرؓ نے اُس اجتہاد سے رجوع فرمایا یا نہین در صورت شق اول یعنی فرمانے کے بالکل طعن زائل ہو گئی بلکہ تمام موافقات عمری مین مطلب منقبۃً کی منقبت بعز عزیز او ذل ذلیل کے ساتھہ بصفت کمال ترجمہ یعنی سات عزت پائے کسی عزیز یا ذلت پائے کسی ذلیل کے اور در صورت شق ثانی ترک مین جو کچھ نافع ہی سمجھا تھا مصداق رحمت الٰہی کا نہوا حَاشَا جَنَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ قولہ تعالیٰ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ ترجمہ بیر آئینہ بیشک آیا تمھارے پاس رسول تم مین سے کہ بھاری ہی اُسپر تمھارا رنج شفیق ہی تم پر اور مومنون کے حق مین مہربان اور نرم دل دوسری دلیل یہ کہ آپ جو کتاب لکھنا چاہتے تھے بہرحال یا تو کوئی نئی بات تھی زیادہ اگلے پونہچانے ہوے سے یا ناسخ اور مخالف اُسکا یا تاکید اُسکی پہلی اور دوسری شق کی صورت مین تکذیب اس آیت کی ہوتی ہی اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ اور تیسرے شق مین امت کی کچھ حق تلفی نہین ہوتی اس سبب سے کہ تاکید پیغمبر کی خدا کی تاکید سے بڑھ کے نہین ہی اگر خدا کی تاکید کو گنتی مین نہ لائینگے پیغمبر کی تاکید سے اُنکے حق مین کیا کشود ہوگی اور دلیل نقلی جو اس خیال کے بطلان پر ہی یہ ہی کہ روایت سعید بن جبیر مین ابن عباس سے اسی قرطاس کی خبر مین آیا ہی اور صحیحین مین موجود کہ اِشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا فَقَالُوْا مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنَنِيْ إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

وَاَجِیزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا کُنْتُ اُجِیزُھُمْ وَسَکَتَ عَنِ الثَّالِثَۃِ اَوْ قَالَ نَسِیتُھَا وَفِی رِوَایَۃٍ وَفِی الْبَیْتِ رِجَالٌ مِنْھُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ قَدْ غَلَبَہُ الْوَجَعُ وَعِنْدَکُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ ترجمہ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آزار اور درد کی شدت ہوئی تو فرمایا لاؤ میرے پاس تم سامان شانے کی تو تمکو ایک نوشتہ لکھدون کہ بہک نجاؤ پھر کبھی سو آپس مین جھگڑا کیا اور کہا کہ آنحضرت کو کیا ہو گیا ہو گیا ہے آیا ہجر و ہذیان کی طرح ہے پھر پوچھو اُنسے پس شروع کیا ایسا کہ تکرار کرتے تھے آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا چھوڑو مجکو اس شغل مین کہ مین جسمین ہون کہ وہ شغل اس سے بہتر ہے جسکی طرف مجکو بلاتے ہو اور تین وصیتین کین ایک یہ کہ نکالو مشرکون کو جزیرۂ عرب سے اور انعام دو ایلچیونکو جیساکہ مین دیتا تھا انکو یہ لکھکے خاموش ہو گئے تیسری وصیت سے یا کہا کہ مین اسکو بھول گیا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ گھر مین مرد تھے انہین سے عمرؓ بن خطاب نے کہا کہ حضرت پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور تمھارے پاس قرآن کافی ہے کہ وہ اللہ کی کتاب ہے اس روایت سے بھی صریح معلوم ہوتا ہے کہ عمرؓ کے بولنے سے پہلے حاضرین نے تنازع کیا اور جو کچھ کہنا تھا کہ لیا اور پھر جناب پیغمبرؐ سے پوچھا آپنے اسکو لوٹ کر دوات منگانے اور کتاب لکھنے سے سکوت فرمایا اگر یہ بات قطعی یا موافق وحی کے ہوتی اور آپ سکوت فرماتے اور جاری نکرتے تو خلاف عصمت کے تھا آنحضرت بعد اِس قصے کے پانچ روز تک زندہ رہے اور روز دوشنبہ کو رفیق ملأ اعلی کے ہوئے کہ اسکے شیعہ بھی مقر ہین اگر وحی تھی تو اسکی تبلیغ کی اس مدت مین فرصت بہت پائی تھی پس معلوم ہوا کہ امور دین سے کچھ لکھنا منظور نتھا بلکہ سیاست مدنیہ اور مصالح ملک اور تدبیرات دنیوی مین زبانی وصیت فرمائی اور تیسری چیز کہ اس روایت مین فراموش شدہ لکھی ہے درستی سامان لشکر اسامہ کی ہے جو دوسری روایت سے ثابت ہے اور اول دلیل اس مدعا پر یہ ہے کہ جب دوسری دفعہ اصحاب دوات و شانہ لائے کو پوچھا تو جواب دیا کہ فَالَّذِی اَنَا فِیہِ خَیْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِی اِلَیْہِ یعنی تم چاہتے ہو کہ مین وصیت نامہ لکھون اور مین اپنے باطن سے مشغول ہون مشاہدہ حق تعالی مین اور اسکے قرب و مناجات مین جلشانہ اور اگر امور دینیہ یا تبلیغ وحی کا منظور ہوتا معنی خیریت کے کیونکر درست ہوتے کسواسطے کہ باجماع انبیا کے حق مین وحی پہونچانے اور احکام دین جاری کرنے سے بڑھکے کوئی عبادت نہین ہے اور یہ بھی اس روایت سے ظاہر ہوا کہ جب آنحضرت نے دوسری دفعہ جواب تعلق اور آزادگی خاطر کا اِس عالم سے اصحاب کو ارشاد فرمایا حاضرین کو یاس حسرت دامنگیر ہوئی عمرؓ بن خطاب نے انکی تسلی کے واسطے یہ عبارت کہی کہ یہ جواب پیغمبرؐ کا تمھارے حق مین عتاب و غصے کی راہ سے نہین ہے بلکہ بسبب شدت درد کے ہے کہ جس سے تنک مزاجی ہو گئی ہے اور پیغمبرؐ کی آزادی سے مایوس مت ہو کہ اللہ کی کتاب شافی و کافی ہے تمھاری تعلیم اور تمھارے دین و ایمان کی نگہبانی کو بس اس سے معلوم ہوا کہ یہ کلام عمرؓ بن خطاب کا بعد اس گفتگو کے مقام تسلی اصحاب مین واقع ہوا نہ ممانعت کتابت مین اور آخر کلام اس مقام مین یہ ہے کہ حضرت امیرؓ بھی اس قصے مین حاضر تھے اہل سنی و شیعہ دونون کا اجماع ہے اور ہرگز

انکار انکا عمر یا اور حاضران مجلس پر کہ کتاب سے ممانعت کی تھی منقول نہین ہوا نہ آپ کی حیات مین اور نہ بعد وفات آپکے اُس زمانے مین جو آپ کی خلافت کا وقت تھا نہ کسی شیعہ سے نہ کسی سنی سے پس اگر عمر اس کام مین خطاوار ہین حضرت امیر بھی اُس کام کے مجوز ہین اور سوا ابن عباس کے کہ اُسوقت مین صغیر سن تھے کسی کا افسوس اور کسی کی حسرت کہین منقول نہین ہوئی اگر کوئی امر عظیم اس ماجرے مین فوت ہوا ہوتا تو بڑے بڑے صحابہ ادنی یہ کہ حضرت امیر خود اُسکا ذکر فرماتے اور حسرت ظاہر کرتے اور شکایت اس ممانعت کی زبان پر لاتے اگر اس موقع پر کسی کے دل مین یہ شبہہ گذرے کہ اگر کوئی امر عظیم مہمات دین سے اس لکھنے مین منظور نظر پیغمبر نتھا تو یہ کیون فرمایا لَن تَضِلُّوا بَعدِی ہی اس واسطے کہ یہ لفظ صریح اس پر دلالت کرتا ہی کہ اس کتاب کے لکھ جانے سے تم گمراہ نہین ہوگے اور معنی گمراہی کے یہی ہین کہ دین مین خلل پڑے جواب اس شبہہ کا یہ ہی کہ لفظ ضلال لغت عرب مین جیسا بمعنی گمراہی در دین کے آتا ہی ویسے ہی دنیا کے معاملات مین بد تدبیری کے معنی مین بھی بہت مستعمل ہی مثال اسکی کلام الٰہی مین حضرت یوسف کے بھائیون کی طرف سے حضرت یعقوب کے حق مین علی نبینا وعلیہم الصلوۃ سورۂ یوسف مین مذکور ہی قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ترجمہ کہا یوسف کے بھائیون نے ہرآئینہ یوسف اور اُسکا حقیقی بھائی باپ کو ہمسے زیادہ دوست ہی اور ہم مرد قوی ہین بیشک ہمارے باپ غلطی صریح مین ہین اور بھی اسی سورۃ مین دوسری جگہ فرمایا کہ اِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ترجمہ بیشک تم اسی اپنی غلطی قدیم مین ہو ظاہر ہی کہ حضرت یوسف کے بھائی کافر نتھے کہ اپنے پدر بزرگوار کو کہ پیغمبر عالی مرتبہ تھے گمراہ دین اعتقاد کرین مَعَاذَ اللهِ مِنْ هٰذَا الظَّنِّ الْفَاسِدِ مراد انکی بے تدبیری معاملات دنیوی کی تھی کہ کام کرنے والے لڑکون کو کہ ہر طرح کی خدمتین بجا لاتے ہین ایسا دوست نہین رکھتے جیسا خرد سال لڑکون کم محنت قاصر الخدمت کو تا بحدیکہ نوبت عشق کی پہونچائی ہی پس یہان بھی مراد تضلوا سے خطا تدبیر ملک مین ہی نہ گمراہی دین اور دلیل قطعی اس ارادے پر یہ ہی کہ تیئیس برس کی مدت اور وحی اور قرآن کا نزول اور پہونچانا حدیثون کا اگر انکی ہدایت اور دفع گمراہی کو کافی نہین ہو تو یہ دو تین سطرین کتاب کی کیونکر کافی اس کام مین ہو سکتی ہین اور بعضون کے دل مین اس موقع پر یہ بھی گذرتا ہی کہ شاید آنجناب کو امر خلافت کا لکھنا منظور ہو عمر کی ممانعت سے یہ امر عظیم توقف مین پڑگیا ہم کہتے ہین اگر امر خلافت کا لکھنا منظور ہو تو دو حال سے خالی نہین ہی یا خلافت ابوبکر کی یا خلافت حضرت امیر کی اول صورت مین یہ کہ آنحضرت نے اسی مرض مین ابوبکر کے واسطے ارادہ دل مین کرکے خود بخود موقوف کیا بے اسکے کہ عمر نے منع کیا ہو بلکہ خدا اور مسلمانون کے اجماع پر حوالے کیا اور جانا کہ یہ مقدمہ خود ہی ہونے والا ہی حاجت لکھنے کی کیا ہی صحیح مسلم مین موجود ہی کہ آنحضرت نے اسی مرض مین عائشہ صدیقہ سے فرمایا

اُوْصِی إِلَی أَبَا بَکْرٍ وَأَخَاہُ أَکْتُبُ لَہُمَا کِتَاباً فَإِنِّی أَخَافُ أَنْ یَتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَیَقُولَ قَائِلٌ أَنَا وَلَا وَیَأْبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَکْرٍ ترجمہ یعنی بلا میرے پاس اپنے باپ بھائی کو تو میں وصیت نامہ لکھدون مین ڈرتا ہون اس بات سے کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے یا کوئی کہنے والا کہے کہ مین ہی ہون اور کوئی نہین ہے اور خدا اور آدمی باایمان اسکو قبول نکرین گے مگر ابوبکر کو یہان عمر کب موجود تھے کہ وصیت نامہ لکھنے سے ممانعت کی ہے اور دوسری صورت مین حاجت لکھنے کی نتھی اسواسطے کہ قبل اس واقعے سے ہزارون آدمیون کے سامنے میدان غدیر خم مین خطبۂ ولایت امیر المؤمنین کا فرمایا تھا اور امیر المؤمنین کو مولا ہر مومن اور مومنہ کا فرمایا اور یہ قصہ تمام جہان مین مشہور اور زبان زد خلائق ہوا تھا اگر باوصف اس تقید و تاکید اور شہرت اور تواتر کے اسپر عمل نکرین تو اس خانگی لکھنے سے کہ چند آدمی سے زیادہ وہان حاضر نہون گے کیا کشود حاصل ہوگی حاصل کلام کسی صورت سے اس کتاب کے منع کرنے مین حق امت کا باطل نہین ہوا اور دین کے کام کوئی چھپے نہین ہے اور یہ خیال باطل مثل خیال غیبت امام مہدی کے ہین خُذْ وَ بُخْذ والے قدم بر قدم کے بالکل وسواس ہے اور وسواس کا کچھ علاج نہین طعن دوم یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مکان حضرت سیدۃ النسا کا جلا دیا اور انکے پہلو مبارک پر اپنی تلوار سے ایسا صدمہ پونہچایا کہ حمل ساقط ہوا یہ قصہ بالکل واہی اور بہتان اور سراسر افترا ہی کچھ اصل اسکی نہین اسیواسطے اکثر امامیہ قائل اس قصے کے نہین ہین اور کہتے ہین کہ قصد مکان مبارک جلانیکا کیا تھا لیکن جلایا نہین ظاہر کہ قصد امور قلبیہ سے ہے کہ سوائے خدا تعالی کے اس سے کوئی واقف نہین ہوتا اور اگر مراد انکی قصد سے زبانی ڈرانا دھمکانا ہے کہ جلا دونگا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اس دھمکی اور ڈرانے سے اُن لوگون کا ڈرانا منظور تھا کہ ہر اہل خیانت نے آپ کے مکان کو امن و پناہ کی جگہ جانکر حکم حرم مکہ معظمہ کا دیا تھا اور وہان جمع ہوکر خلیفۂ اول کی خلافت لوٹ پوٹ کرنے کے واسطے صلاحین اور مشورے فساد انگیز کرتے تھے اور فساد و فتنے اٹھایا چاہتے تھے حضرت زہرا بھی اس نشست برخاست سے انکی نہایت مکدر و ناخوش تھین لیکن بسبب کمال حسن خلق کے ظاہر اُسکو نہین فرماتی تھین کہ ہمارے گھر مت آو عمر خطاب نے جو یہ حال دیکھا اُس گروہ سے دھمکا کر کہا کہ مین اُس گھر کو تمپر جلا دونگا کہ پھر نہ آنے جانے پاؤ اور خصوصیت جلانے کی اس تہدید مین موافق حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور اسی سے مستنبط کہ آنحضرت نے اُن لوگون کو جو جماعت مین حاضر نہین ہوتے تھے اور امام کے پیچھے نماز نہین پڑھتے تھے ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا کہ اگر یہ گروہ ترک جماعت سے باز نہ آئے تو مین انکا گھر انپر

پھونکدو ونگا اور جو ابوبکر بھی امام نماز مقرر کیے ہوئے حضرت پیغمبر کے تھے اور وہ لوگ انکی امامت بجی کو ترک
کرنا تجویز کرتے تھے اور رفاقت جماعت مسلمانون کی اس امر مین نہین کرتے تھے بس یہ قول عمرؓ کا بھی مشابہ قول
پیغمبر کے ہے صلی اللہ علیہ وسلم سوا اسکے فتح مکہ کے دن حضور مین آنحضرتؐ کے عرض کیا کہ ابن اخطل جو شعراے کفار
سے تھا اور بار بار اپنے شعرون مین ہجو آپ کی لکھکے اپنا کالا منہ کرتا رہا تھا خانہ کعبہ مین جا کر اُسکے پردون مین
جہان تجلی کا آشیانہ ہے چھپا ہے اُسکے مقدمے مین کیا حکم ہے فرمایا کہ اُسکو وہین مار ڈالو اور کچھ پاس کسی بات کا
مکرو اور جب ایسے مردودون جناب الٰہی کو خانۂ خدا مین پناہ نہو تو حضرت زہراؓ کے گھر مین کیون پناہ ملنا چاہیے
اور حضرت زہراؓ ایسے شریرون مفسدون کے سزا دینے سے کب مکدر ہونگی کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ آپ کی
طینت پاک کا شیوہ تھا یعنی عادت پکڑ و خدا کی عادتون کے موافق اور اُسکے ساتھ صحیح خبرون سے ثابت ہے
کہ حضرت زہرا بھی اُن لوگون کو اس جا وسے منع کرتی تھین اور بھی قول عمرؓ کا اس موقع پر حضرت امیرؓ کے فعل سے
بہت گھٹکے ہے کہ جب بعد شہید ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے آپ کی خلافت ٹھہری جو لوگ کہ ارادہ برہم کرنے
اس منصب عظیم کا دل مین رکھتے تھے مدینے سے نکل کے مکے کو دوڑے اور پناہ سایۂ حرم محترم رسول یعنی
ام المومنین عایشہ صدیقہؓ مین داخل ہو کے دعوی قصاص عثمانؓ کا اُن کے قاتلون سے کر کے آمادہ جنگ و
پیکار کے ہوئے تھے حضرت امیرؓ نے انکو قتل کیا اور کچھ پاس حرم محترم رسول اور رعایت ادب اپنی ما اور ام المومنین کا
جو بموجب نص قرآن کے ہے نفرمایا ہر چند جیسے کچھ ذلت واہانت اور آسیب صدمہ حرم محترم رسول نے اُٹھایا
اظہر من الشمس ہے اور واقعی حضرت امیرؓ نے جو کچھ کیا نہایت نیک اور خاص الخاص حق تھا کہ ایسے بڑے کامون مین
جسمین فتنہ اور فساد عام ہو مصلحتون جزئیہ کی رعایت کر کے اُسکے مقدمون اور مبادی کو چھوڑ دینا اور تدارک
نکرنا کمال بے انتظامی امور دین و دنیا کی ہے پس جیسا کہ گھر حضرت زہرا کا واجب التعظیم اور احترام تھا ام المومنین
اور حرم محترم رسول اور زوجہ محبوبہ اُنکی کہ محبوب الٰہی تھی یہ بھی واجب التعظیم واحترام تھا بلکہ عمرؓ سے صرف
قول اور تخویف واسطے ڈرانے دھمکانیکی وقوع مین آئی اور حضرت امیرؓ نے تو اس فعل کو بھی حد درجہ کو پونہچا دیا
پس اس مقام مین زبان طعن کی عمرؓ پر بڑھا دینا حالانکہ انکا قول فعل حضرت امیرؓ سے بدرجہا گھٹا ہوا ہے سواے
تعصب و عناد کے اور بنیاد اسکی کیا ہے اور جاہل سنت کے مقابلے مین فرق نکالنا کہ خلافت امیرؓ کی حق تھی
اسکا حفظ انتظام تو ضرور پڑا اور پاس ام المومنین اور تعظیم حرم رسول کی سب ساقط ہو گئی اور خلافت ابوبکرؓ
کی ناحق تھی عمرؓ نے اُس خلافت فاسدہ کا پاس کیا اور اُسکے حفظ انتظام کیواسطے حضرت زہرؓا بنت رسول

کے گھر کا لحاظ نکیا کر وبال پر وبال ہی یہ سب انکی نہایت بیعقلی و نادانی ہی اسلیے کہ اہل سنت کے نزدیک دونو
خلافتین برابر ہین دونون کو حق جانتے ہین خصوص اسوقت مین طعن عمرؓ بن خطاب کی طرف متوجہ ہوتی
عمرؓ کے نزدیک جو خلافت ابوبکرؓ کی مقرر بحقیت تھی یعنی انھین کا حق تھا اور اسوقت مین کوئی جھگڑا الواور
مخالف کہ ابوبکرؓ کا ہم جنب ہوتا یعنی برابر والا او یہ اسکی مخالفت کی پروا نکرتے اور گنتی مین نلاتے بنیاد
ایسی خلافت منتظمہ کی کہ اول جوش اسلام کا تھا اور وقت نشو ونما نہال دین اور ایمان کا برہم کرنا اور ارادہ
فاسد سوچنا ضرور موجب قتل وتعزیر نہ سہی تو کم سے کم موجب ڈرانے دھمکانے کا تو ہی اور عجب یہ ہی کہ بعض
فضلاے شیعہ نے اس طعن مین بطور ترقی کے ذکر کیا ہی کہ زبیرؓ بن عوام پھوپی زاد بھائی بھی آنحضرت کے
منجملہ ان جوانون بنی ہاشم کے تھے جنکے ڈرانے دھمکانے کو عمرؓ نے یہ بات کہی تھی کہ بعد اسکے حضرت زہراؓ نے
ان جوانون بنی ہاشم اور حضرت زبیر کو جواب دیا کہ اب ہمارے گھر مین ایسی مجلس اور مجمع مت کرو سبحان اللہ
کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ خلافت ابوبکر مین اگر زبیرؓ بن عوام تدبیر فساد ڈالنے کی کرین تو معصوم واجب التعظیم
ہون اور حضرت عثمان کے قصاص چاہنے مین اگر سخت بات موہنہ سے نکالین تو واجب القتل اور تعزیر ہون اور
جو حضرت زہراؓ کے گھر مین بیٹھ کے ایسے ارادے فساد اور صلاحین فتنہ انگریزی کی کرین وہ تو واجب القبول ہون
اور جب حضور مین حرم محترم حضرت رسول کی اور ہمراہ انکے ہون کہ بلا شبہ وہ ام المومنین ہین دعویٰ
قصاص یا شکایت عثمان کے قاتلون کی زبان پر لائین تو وہ واجب الرد اور ازالہ ہون تس یہ فرق تو مبنی
اصول شیعہ پر ہی اور اگر چاہین کہ اہل سنت کو اپنے طریق پر الزام دین تو کیون اتنے دور دوڑتے پھرین ایک بات
کافی ہی اور جب کہ ترک جماعت پر کہ سنت موکدہ ہی اور فائدہ اسکا فقط اسی کے واسطے ہی جسپر یہ تکلیف
شرعی ہی اور اسکے ترک سے مسلمانون کو کچھ ضرر نہین آنحضرت نے تہدیداً انکے گھر جلانے کی فرمائی ہو ان گھرون
کے جلانے مین کہ جنمین ایسے مفسدے برپا ہون جنکا شر تمام مسلمانون بلکہ تمام دین کو پہنچے دھمکی دینا کیونکر
جائز نہوگی اور جبکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بسبب ہونے پردہ منقش اور تصویرون کے گھر مین حضرت زہراؓ کے
نہ گھسین جبتک دور نہ کر دیجائین بلکہ خانۂ خدا مین نجائین جبتک صورتین حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے
وہان سے نہ نکال ڈالی جائین اگر عمرؓ بن خطاب بھی بسبب ہونے مفسدون کے اس خانۂ کرامت آشیانہ مین
جہان فتنہ انگیز تدبیرون کا وقوع معلوم ہوتا تھا وہان کے لوگون کو گھر پھونک دینے کی دھمکی دین تو کیا گناہ
انکے ذمے عائد ہوتا ہی حد یہ کہ مراعات ادب مقتضی ایسی دھمکی کی نتھی لیکن معلوم ہوا کہ رعایت ادب کی ایسے

بڑے کامون مین کوئی نہین کرتا ہی بدلیل فعل حضرت ائمہ یا عایشہ صدیقہ کہ بیشبہہ زوجہ محبوبہ رسول اور ما
تمام مسلمانون کی اور واجب التعظیم تھین پس جو بات عمر سے مطابق فعل معصوم کے وقوع مین آئی محل طعن وتشنیع
کیون ہو **طعن سوم** یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر کے مرنے سے انکار کیا اور قسم کھائی کہ آنحضرت ؐ مرے نہین ہین
یہانتک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُنکے سامنے یہ آیت پڑھی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ترجمہ
تو بھی مریگا اور بیشک وہ بھی مرینگے یہ عجب طعن ہی کہ ایک شخص بسبب کمال محبت رسول و رمفارقت آنحضرت
اور شدت مرض کا حال دیکھ کے بیہوش و بیخود ہو گیا اور ایسا عقل سے جاتا رہا کہ اپنا اور اپنے باپ کا نام بھی
یاد نرہا اپنی موت حیات کو بھول گیا اُسنے مدہوشی اور بیخبری مین کمال محبت سے انکار موت پیغمبر کا کیا تو اُسکو
نشانہ اپنے تیر طعن کا کرنا چاہیے **شعر** چشم بد اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش در نظر + آیات قرآنی
سے ثابت کہ اکثر کو غم وحزن اور جزع فزع مین غفلت اور بیہوشیان واقع ہوتی ہین مگر جاے طعن و ملامت
نہین ہو تین شیعہ کی صحیح روایتون سابق مین گذرا کہ حضرت موسیٰ کو عین حالت مناجات مین علم قرب الٰہی کا
اور پاک ہونا اُسکا امکان سے حاصل نہوا حالانکہ حضرت موسیٰ کو اُسوقت مین کوئی عارضہ عارضون بیہوشی
اور حیرانی سے لاحق نتھا اگر عمر کو ایسی حالت مین کہ اُنکے نزدیک نمونہ ہول محشر کی تھی پیغمبر کی موت جائز
ہونے کی خبر نرہی کیا گناہ نسیان و بیہوشی لوازم بشریت سے ہی حضرت یوشع کہ بالاجماع نبی معصوم تھے
خبر عجیب ماہی کو باوصف تقید موسیٰ کے بھول گئے اور خود موسیٰ باوصف قول قرار کہ خضر علیہ السلام سے
کیے تھے کہ ہرگز مین تمسے کچھ سوال نہین کرونگا بسبب مشاہدہ غرابت قصہ اور اُسکی ندرت کے بھول کر
پوچھتے تھے حضرت آدم ابو البشر کہ آدمی کی جڑ ہین حق تعالیٰ اُنکے حق مین فرماتا ہی فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا
ترجمہ سو بھول گیا آدم اور ہمنے اُسکا ارادہ اسمین نہین پایا اور نسیان پیغمبر کا نماز مین کافی کلینی مین موجود
کہ ابو جعفر طوسی اور اور امامیہ نے اُسکی صحت پر حکم کیا ہی اور خود ابو جعفر طوسی ابو عبد اللہ حلبی سے روایت لایا کہ
اِنَّ الْاِمَامَ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَسْهُوْا فِيْ صَلَاتِهٖ وَيَقُوْلُ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بِسْمِ اللّٰهِ
وَبِاللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ترجمہ بیشک امام یعنی ابا عبد اللہ علیہ السلام کہ اپنی نماز مین سہو
کرتے تھے اور دونو سجدون مین سہو کے بسم اللہ اور باللہ الخ کہتے تھے پس اگر عمر کو بھی ایک آیت قرآنی بطور غفلت کے
ایسے حادثہ قیامت نما مین دل سے اُتر جائے کسطرح محل طعن ہو سکے **طعن چہارم** یہ کہ عمر جاہل تھے بعض مسائل
شرعیہ جنکا جاننا اہمات امامت وخلافت مین اہم ہی نہین جانتے تھے انمین سے یہ کہ ایک عورت حاملہ کو جسنے

زنا کیا تھا سنگسار کرنیکا حکم دیا امیر المومنین نے مانع ہوکر کہا اِنْ کَانَ لَکَ عَلَیْہَا سَبِیْلٌ لَیْسَ لَکَ عَلٰی مَا فِیْ بَطْنِہَا سَبِیْلٌ ترجمہ اگر تجکو اس عورت پر راہ ہی تو اسکے بچے پر جو اسکے پیٹ مین ہی کب راہ ہی عمر نادم ہوئے اور کہا لَوْلَا عَلِیٌّ لَہَلَکَ عُمَرُ ترجمہ اگر علی نہوتے تو عمر ہلاک ہی ہوا تھا اور انھین مین سے یہ کہ ایک دیوانی عورت کو حکم سنگساری کا دیا اُسکو بھی امیر المومنین نے کہا اور یہ حدیث پیغمبرؐ کی اُن کے سامنے پڑھی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَۃٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یَبْلُغَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یُفِیْقَ ترجمہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تھے تین شخصون سے قلم اٹھا لیگئی ہی سوتا جبتک جاگ نجائے اور لڑکا جبتک بالغ نہو اور دیوانہ جبتک افاقہ نپائے اور انہین سے یہ کہ اپنے مرے ہوئے بیٹے پر کہ ابو شحمہ تھے اور اثنا حد مارنے مین مرگئے تھے حد ماری اور گنتی ضربات کی پوری کی حال آنکہ مردے پر حد مارنا خلاف عقل و شرع کے ہی اور انہین سے یہ کہ حد شراب پینے والے کی نہین جانتے تھے یہانتک کہ لوگون کی صلاح و مشورے سے مقرر کی اس قصے سے معلوم ہوا کہ جو ظاہر باتین شرع کی ہین اُنکا علم بھی نتھا پھر لیاقت امامت کی کب رکھتے ہونگے **جواب** اس طعن سے یہ کہ ان قصون کے نقل کرنے مین انھون نے بڑی خیانتین کی ہین ایک بات تو انہین سے نقل کی ہی باقی نگل کے پیٹ مین رکھلی ہی تو طعن متوجہ ہوئی اور یہ کام تعصب و عناد والون کا ہی جیسے یہود نے کہا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَاءُ یعنی بیشک اللہ فقیر ہی اور ہم مالدار قصہ اس حاملہ کی سنگساریکا یہ ہی کہ عمرؓ کو خبر نتھی کہ یہ حاملہ ہی اور حمل ایسی چیز نہین کہ عورت کو دیکھتے ہی معلوم ہو جاے کہ حاملہ ہی مگر بعد تمام ہونے مدت حمل یا قریب ہونے تمام مدت کے حضرت امیر پہلے سے اُسکے حاملہ ہونے پر مطلع تھے عمرؓ کو خبردار کیا اور وہ ممنون ہوے اور یہ کلمہ لولا علی الخ مقام شکر مین کہا کہ اگر مجکو بعد حد مارنے اسکے اور اسکے بچے کے مرجانے سے اطلاع ہوتی کہ حاملہ تھی کیسی حسرت و افسوس اسکے بچے کے مرجانے کی ہوتی کہ گویا بمنزلہ موت و ہلاک کی تھی اگر علی مجکو آگاہ نکر دیتے کیسا حزن و اندوہ مجکو ہوتا اور بالاجماع شیعہ سنی کے امام کو لازم نہین ہی کہ جب کوئی عورت زانیہ زنا کا اقرار کرے یا گواہ گواہی زنا کی دین اسبات کا پوچھنا کہ تو حاملہ تو نہین ہی بلکہ خود اُس عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے حمل کو ظاہر کر دے تب جو حکم کہ انجانی مین حقیقت حال کے صادر ہو کہ واقع مین حقیقۃ حال کی اور ہی اُس حکم کو نہین جاننے اُس حکم کو جہل و نادانی نہین کہ سکتے بلکہ بے اطلاعی حقیقت حال کی کہ امامت کیا نبوت مین بھی اس سے

کچھ قصور نہین اسواسطے کہ حضرت موسیٰ نے بے اطلاعی مین اپنے بڑے بھائی ہارون کی کہ پیغمبر تھے داڑھی پکڑی اور سر کے بال کھینچکر اہانت کی حال آنکہ حضرت موسیٰ جاہل تھے پیغمبر اور بڑے بھائی کی تعظیم کا مسئلہ خوب جانتے تھے اور ہمارے جناب پیغمبر بھی فرماتے تھے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ وَاَنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَاِنَّ بَعْضَکُمْ اَلْحَقُّ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ اَخِیْہِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِنْ نَارٍ ترجمہ بیشک مین بھی انسان ہون تمھاری طرح اور تم خصومت لاتے ہو میرے پاس اور البتہ بعض تمہین کا بعض سے دلیل مین گویا تر ہو پس جسکو مین حکم کرون اُس چیز کا کہ حق اُسکے بھائی کا ہی تب نہین ہی سوا اسکے کہ مین نے اسکو ایک ٹکڑا آگ کا تراش دیا اور سنن ابی داؤد مین موجود ہی کہ جو ابیض بن حمال مازنی نے آنحضرتؐ سے درخواست کان نمک کی کی اول دفع مین تو بسبب بے اطلاعی کے اُسکو بخشدی اور جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ کان تیار ہی نمک بنا بنایا ہے اسکے کہ حاجت بنانے اور کسی محنت کی ہو نکلتا ہی اُس سے پھیر لی اور جانا کہ سب مسلمانونکا اسمین حق ہی خاص ایک کی ملک ہونا جائز نہین ہی اور جامع ترمذی مین صحیح روایت موجود ہی وائل بن حجر کندی سے کہ ایک عورت جو آپ کی درزن تھی جماعت کے ارادے مین گھر سے نکلی ایک بیچ مین ایک مرد نے اسکو زبردستی گرا کے جماع کیا وہ عورت رونے چلانے لگی اور وہ مرد تو بھاگ گیا ایک مرد اور اُسکے نزدیک ہو کے نکلتا تھا عورت نے اسکو بتا دیا کہ اسی نے مجھسے زبردستی زنا کیا اسکو پکڑ کے حضرتؐ کے حضور مین لائے آپ نے سنگساری کا حکم دیا جب چاہا کہ پتھر مارین اور رجم شروع کرین وہ زانی اُٹھا اور اقرار کیا یا رسول اللہ وہ مین ہون جسنے یہ کام کیا ہی یہ مرد بیگناہ ہی آنحضرتؐ نے دوسرے آدمی سے عذر کیا اور زانی کو سنگسار کرنیکا حکم دیا اور نیز ایک حدیث متفق علیہ کہ اہل سنت اور امامیہ دونون کی کتابون مین مروی ہی موجود کہ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ عَلِیًّا بِاِقَامَۃِ الْحَدِّ عَلٰی اِمْرَأَۃٍ حَدِیْثَۃٍ بِنِفَاسٍ فَلَمْ یُقِمْ عَلَیْہِ الْحَدَّ خَشْیَۃً اَنْ یَمُوْتَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ دَعْھَا حَتّٰی یَنْقَطِعَ دَمُھَا ترجمہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا علی کو ایک عورت پر حد قائم کرنیکا کہ وہ تازہ جنی تھی انھون نے اسپر حد نہین قائم کی کہ مبادا مر جائے اور یہ ذکر آنحضرتؐ سے کیا فرمایا بہت اچھا کیا چھوڑ دو تا خون اسکا موقوف ہو جائے اور بھی ناصبیون کے فرقے نے حضرت امیرؑ کے مطاعن مین کہا ہی کہ آپ نے درے مارنا اور سنگسار کرنا دونون سزاؤن کو حق مین شراحہ ہمدانی کے جسنے زنا کیا تھا جمع کیا کہ اس شخص کی جورو بھی تھی اور یہ خلاف شریعت کے ہی کسواسطے کہ آنحضرت نے ماعز اور غامدیہ

کہ دونون نام مرد وعورت کے ہین فقط رجم فرمایا ہی اور خلاف عقل کے بھی ہی کہ جب رجم جو سخت تر سزا ہو کون
سے ہو کسی پر جاری ہوا تو جلد یعنی دُرّی مارنا کہ اُس سے خفیف تر ہی کیون جاری کرنا چاہیے اہل سنت نے
جواب مین اس فرقۂ زیا نکار کے یہی کہا ہی کہ حضرت امیر کو اول ہی احصان اُس عورت کا معلوم نتھا حکم درے
مارنیکا دیا اور بعد درے مارنے کے جو اُسکے احصان یعنے شوہر والی ہونے پر اطلاع پائی حکم رجم کا فرمایا بس
دو حدون کو جمع کرنا یہ واقع نہین ہوا حاصل یہ کہ اطلاع نہونا کسی حقیقت حال پر یہ اور بات ہی اور مسئلہ
شرعی نجاننا اور بات ان دونون باتون مین اگر کوئی فرق نکرے تو قابل بات کرنے کے نہین ہی اور اسی
طور پر قصہ مجنونہ کو قیاس کرنا چاہیے کہ عمرؓ اُسکے حال جنون سے خبردار نتھے چنانچہ امام احمد بروایت عطا
بن سائب کے ابو ظبیان جنبی سے نقل کرتے ہین کہ ایک عورت کو گناہ زنا مین حضرت عمرؓ کے پاس پکڑکے لائے حضرت عمرؓ
نے حکم دیا اِسکو سنگسار کرین لوگ اُسکو کھینچے لیے جاتے تھے ناگاہ حضرت علی راہ مین ملگئے پوچھا کہان لیے
جاتے ہو لوگون نے کہا خلیفہ نے اسکے رجم کا حکم دیا ہی کہ اسپر زنا ثابت ہوا حضرت علیؓ نے اُس عورت کو لوگون
کے ہاتھ سے چھوڑالیا اور اپنے ساتھ لیکر عمرؓ کے پاس آئے اور کہا یہ عورت دیوانی ہی فلان قبیلہ سے مین اسکو
خوب جانتا ہون اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہی کہ دیوانے پر قلم تکلیف کی نہین چلی ہی عمرؓ نے رجم اُسکا موقوف فرمایا
اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ دیوانیکے رجم نکرنیکا عمرؓ کو معلوم تھا مگر اِسکا خاص دیوانہ ہونا معلوم نتھا اور ظاہر
ہی کہ دیوانے سے جب تک حرکتین اور آواز بے ربط ظاہر نہون کوئی حس وعقل سے اوسکے جنون کو معلوم نہین
کر سکتا اسواسطے کہ عاقل اور مجنون دونون کی صورت ایک سی ہوتی ہی کچھ امتیاز نہین ہوتا جیسے عقلی باتین
نہ دریافت ہونے سے نبوت مین کچھ نقصان نہین آتا پھر امامت کا کیا ٹھکانا شریف مرتضیٰ کی روایت سے
دُرَرِ غُرَر مین منقول ہی کہ جناب پیغمبر کو اُس قبطی کے حال پر جو ماریہ قبطیہ کے پاس آتا جاتا تھا کچھ اطلاع نتھی
کہ مجبوب ہی یا نامرد یا نر مع آلت تناسل اور نیز پیغمبرؐ کو حال اُس عورت کا جو نئی نئی جنی تھی معلوم نتھا کہ
خون اُسکا بند ہوگیا یا نہین اگر عمرؓ کو اطلاع ایک عورت کے حمل یا دوسرے کے جنون پر نہو کونسی شرط امامت
مین خلل پڑجاتا ہی شرط امامت کی تو جانتا احکام شرعیہ کا ہی نہ پہچاننا حسی باتون پوشیدہ یا عقلی جزئیکا
اور پہچاننا سب احکام شرعیہ کا بالفعل نہ نبوت مین شرط ہی نہ امامت مین ہان نبی کو وحی سے احکام شرعیہ
ثابت ہوتے ہین امام کو اجتہاد سے اور اکثر یہ ہی کہ اجتہاد مین خطا پڑتی ہی جیساکہ ترمذی مین موجود ہی
عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ عَلِيًّا اَحْرَقَ قَوْمًا اِرْتَدُّوا عَنِ الْاِسْلَامِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ

لَوْ کُنْتُ اَنَا لَقَتَلْتُھُمْ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ وَلَمْ اُکُنْ لَاحَرِّقُھُمْ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰہِ فَبَلَغَ ذٰلِکَ عَلِیًّا فَقَالَ صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ ترجمہ روایت ہی عکرمہ سے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جلادیا ایک قوم کو کہ مرتد ہوگئے تھے اسلام سے پھر پونہچی یہ خبر ابن عباس کو تو کہا اگر مین ہوتا انکو قتل کرتا موافق قول رسول خدا صلعم کے کہ جو کوئی اپنا دین بدل ڈالے اسکو مارڈالو مجھسے یہ نہین ہوتا کہ مین انکو جلادیتا اسواسطے کہ آنحضرت نے فرمایا ہی کہ اللہ کا سا عذاب تم کسی پر مت کرو تس یہ خبر حضرت علی کو پونہچی فرمایا ابن عباس نے سچ کہا حاصل کلام ایسی خطاؤن اجتہادی مین بھی جگہہ طعن و ملامت کی نہین ہی بھر بیخبری اور بے اطلاعی کا کیا کہنا اور وہ بھی ایسی جسکی اطلاع اور خبر رکھنا ضروری نہو اسکو محل طعن ٹھہرایا جاے اب ہم اس بات کو بیان کرتے ہین کہ اس موقع پر ایک اشکال قوی ہی جسمین نواصب لپٹے ہوئے ہین کہ حضرت امیر نے خود ان تین شخصون کی حدیث کو جو مرفوع القلم ہین روایت فرمایا ہی اسکے ساتھ شیعہ کی کتابون مین یون مروی ہی کہ اِنَّ عَلِیًّا کَانَ یَاْمُرُ بِاِقَامَۃِ حَدِّ السَّرِقَۃِ عَلَی الصَّبِیِّ قَبْلَ اَنْ یَحْتَلِمَ رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ بَابُوْیَہ الْقُمِّیُّ فِیْ مَنْ لَا یَحْضُرُہُ الْفَقِیْہُ بیشک علی حکم کرتے تھے حد چوری کی لڑکون نابالغ پر قائم کرنیکی اسکی روایت محمد بن بابویہ سے ہی کتاب من لایحضرہ الفقیہ مین کہ صریح مخالف روایت پیغمبر کے ہی بلکہ اگر فعل عمر کا خاص ایک عورت دیوانی پر جاری ہوتا تو حد کی لات کھونے مین ایک دیوانی مرجاتی اور حضرت امیر کے قول سے جب بچون کا ہاتھ کاٹا تو ہزارون بچے ناقص الاعضا ہوجائینگے معلوم نہین شیعہ نے اسکا کیا جواب کہا اس لیے کہ تقیہ کے تابع کرنے کی بھی گنجایش نہین ہی جو تقیہ پر لگادین اس سبب سے کہ لڑکون پر حد قائم کرنا یہ مذہب عمر اور عثمان کا بھی نتھا ہان اگر کہتے کہ دیوانی عورت کو سنگسار کرنا چاہیے البتہ تقیہ ہوتا سو وہان تو خود حق ظاہر کیا اور رجم ہونے دیا لیکن اہل سنت کے ذمے سو یہ کہ اس مقدمے مین کچھ اشکال نہین ہے کسواسطے کہ اہل سنت اس روایت کا ہرگز حضرت امیر سے یقین نہین کرتے بلکہ بہتان و افترا جانتے ہین اور انکے نزدیک بھی جواب شافی ہی کہ شیخ ابن بابویہ سے یہ روایت ہی کہ قطعاً جھوٹی ہی اگر نواصب چاہین کہ شیعون نے جو حضرت امیر کے حق مین جھوٹ بکا ہی اس سے اہل سنت کو الزام دین یہ پیش نہین جائیگا اور عمر کے پر تمام حد مارنیکا قصہ یہ بھی جھوٹ اور افترا ہی اہل سنت کی صحیح روایتون مین ہرگز نہین ہی بس محتاج جواب کا نہین بلکہ صحیح روایتون مین یون ہی کہ وہ لڑکا بعد حد مارنے کے زندہ رہا اور زخم اسکے بھر گئے البتہ حد

مارنے کے وقت مین غشی وبیہوشی لاحق ہوگئی تھی اس سبب سے اُسکے مرنیکا وہم ہوگیا تھا اور یہ جو کہا کہ عمر بن خطاب حد شراب پینے کی نہین جانتے تھے جب تو اورون کے صلاح ومشورے سے مقرر کی تبس یہ عجب طعن ہی کسواسطے اُس چیز کا نجاننا کہ قبل اُس سے موجود نہوا اور شرع مین مقرر نہوئی ہو محل طعن نہین ہوسکتی لِاَنَّ الْعِلْمَ تَابِعٌ لِلْمَعْلُوْمِ ترجمہ علم تابع واسطے معلوم کے ہی اور حد خمر کی آنحضرت کے وقت مین معین نتھی بے تعیین چند ضرب کوڑے کی اور چادر بل دی ہوئی کی اور ہاتھ کی چھڑی اور جوتیان مار دیتے تھے اور جب ابوبکر کے وقت مین اُس گنتی کو چند آدمیون نے صحابہ سے تخمینہ کیا تو چالیس کو پونچی اور جب نوبت خلافت عمر کی ہوئی اور شرابخواری بہت ہوئی سب صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا حضرت امیرؓ بعض روایت مین یہ کہ عبدالرحمن بن عوف بھی شریک امیرؓ کے ہوئے اور کہا کہ اس حد کو مثل حد گالی دینے کے مقرر کرنا چاہیے کہ اسّی کوڑے ہین اسلیے کہ شرابی مست وبیہوش ہو کے ہذیان بکتا ہی اور اُسمین گالیان بھی دیتا ہی تبس سب صحابہ نے اس استنباط یعنی بات نکالنے کو پسند کیا اور اسی پر سبکا اجماع ہوا تبس اس سے معلوم ہوا کہ بانی مبانی حد خمر کے عمرؓ بن خطاب ہین نہو نا علم حد خمر کا عمرؓ مین ٹھہرانا بڑی بیعقلی ہی اور امامیہ کے نزدیک بھی یہ قصہ اسی طور سے مروی ہی چنانچہ شیخ مطہر حلی منہج الکرامہ مین لایا ہی اور یہین سے جواب دوسری طعن کا بھی معلوم ہوا کہ کہتے ہین عمرؓ نے حد خمر مین اپنی عقل سے اضافہ کیا حال آنکہ آنحضرت کے وقت مین چالیس کوڑے تھے تبس اگر عمرؓ نے بڑھائے تو بقول امیر المومنینؓ واجماع صحابہ کے بڑھائے بس فقط عمرؓ ہی محل طعن نہونگے بعض کتب شیعہ مین یہ طعن دوسرے طور پر مذکور ہی وہ یہ ہی کہتے ہین کہ عمرؓ نے ایکبار حد شراب مین اسّی سے زیادہ کوڑے مارے جواب اس طعن کا یہ ہی کہ اول تو یہ روایت صحیح نہین بالفرض اگر صحیح ہو تو حضرت امیر المومنینؓ نے بھی حد شراب مین سو کوڑے مارے ہین اسّی پر بیش بڑھائے ہین چنانچہ محمد بن بابویہ قمی نے کتاب من لایحضرہ الفقیہ مین روایت کی ہی کہ جب نجاشی حارثی شاعر کو پکڑ کے لائے کہ ماہ رمضان مین شراب پی تھی حضرت امیرؓ نے سو کوڑے مارے بیش بسبب حرمت رمضان کے بڑھائے اور بطور اہل سنت کے جواب دونو واقعون کا ایک ہی بات ہی کہ امام کو پہونچتا ہی کہ بطریق سیاست جسکا گناہ بڑا سمجھے قدر واجب شرع سے زیادہ کرلے بدلیل فعل امیر المومنینؓ بس عمرؓ پر جگہ طعن کی نہین ہی

طعن پنجم یہ ہے کہ عمرؓ نے حد قائم کرنے مین بجاے سو کوڑے کے سو شاخ والی لکڑی مارنیکا حکم کیا کہ مخالف شریعت ہی اسواسطے کہ خدا تعالی فرماتا ہی اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

مِائَۃَ جَلْدَۃٍ ترجمہ یعنی عورت زانیہ اور مرد زانی دونون کے سو کوڑے مارو **جواب** یہ کہ یہ فعل عمر کا فعل
پیغمبرؐ کا ہے مشکوٰۃ اور شرح السنۃ مین بروایت سعید بن سعد بن عبادہ کے لائے ہین کہ سعد بن عبادہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد ناقص الخلقت بیمار کو پکڑ کے لائے کہ محلے کی ایک چھوکری سے زنا کرتا تھا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ایک لمبی شاخ اسکے واسطے لاؤ جسمین سو شاخین چھوٹی ہون کہ ایک دفع
کے مارنے مین سب اسکے لگین اور ابن ماجہ نے بھی ایک حدیث ایسی ہی روایت کی ہی ہو مذہب علماے
اہل سنت کا اس مرض مین جسکے اچھے ہونے کی توقع ہو قال فی الفتاوی العالمگیریۃ اَلْمَرِیْضُ اِذَا
وَجَبَ عَلَیْہِ الْحَدُّ اِنْ کَانَ الْحَدُّ رَجْمًا یُقَامُ عَلَیْہِ لِلْحَالِ وَاِنْ کَانَ جَلْدًا لَا یُقَامُ عَلَیْہِ حَتّٰے
یَبْرَءَ وَیَصِحَّ اِلَّا اِذَا کَانَ مَرِیْضًا وَقَعَ الْیَاسُ عَنْ بُرْئِہٖ فَحِیْنَئِذٍ یُقَامُ عَلَیْہِ کَذَا فِی الظَّہِیْرِیَّۃِ
وَلَوْ کَانَ الْمَرَضُ لَا یُرْجٰی زَوَالُہٗ کَالسِّلِّ اَوْ کَانَ مُخْدَجًا ضَعِیْفَ الْخِلْقَۃِ فَعِنْدَنَا نَضْرِبُ بِعِثْکَالٍ
فِیْہِ مِائَۃُ شِمْرَاخٍ فَیُضْرَبُ دَفْعَۃً وَّلَا بُدَّ مِنْ وُصُوْلِ کُلِّ شِمْرَاخٍ اِلٰی بَدَنِہٖ کَذَا فِی الْفَتْحِ الْقَدِیْرِ
ترجمہ جب بیمار پر حد واجب ہو اگر وہ حد سنگساری ہی تو فی الحال قائم کیجائے اور اگر سو کوڑے مارنا تو جبتک
اچھا نہو جائے نہ قائم کیجائے اور تندرست ہوجائے اور اگر ایسا بیمار ہو کہ اسکے اچھے ہونے سے نا امیدی ہو تو
اسوقت مین اسپر حد قائم کیجائے ایسا ہی ظہیریہ مین اگر ایسا مرض جو جانے والا نہو جیسے سل یا وہ شخص ناقص
ضعیف البدن ہو بس ہمارے نزدیک لگائی جاے ایک لکڑی جسمین سو شاخین ہون بس وہ لگائی جاے ایک دفعہ
اور ضرور ہو کہ اسکی ہر شاخ اسکے بدن پر لگے ایسا ہی فتح القدیر مین ہی اور جسکو عمر بن خطاب نے اس صورت پر
حد ماری مرد ضعیف الخلقت تھا اور قرآن مجید مین بھی اشارہ اس حیلہ شرعیہ کا ہی کہ جو مستحق حد کا ہی اسکی رعایت
بھی ہے اور محافظت حکم کی بھی ہو جائے قولہ تعالی خُذْ بِیَدِکَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّہٖ وَلَا تَحْنَثْ ترجمہ
لے اپنے ہاتھ مین رشتہ گیا وکا اور اسکے لگا اور قسم اپنی مت توڑ **طعن ششم** یہ کہ مغیرہ بن شعبہ سے حد
زنا کی دفع کی یعنی اسکو بچایا باوجود اسکے کہ ثبوت اسکا چار آدمیون کی گواہی سے تھا اور تلقین کیا ایک
گواہ کو ایسا کلمہ جسکے سبب سے حد ثابت نہوئی وہ تلقین یہ تھی کہ جب چوتھا گواہ ادائے شہادت کو آیا اس سے کہا
اَرٰی وَجْہَ رَجُلٍ لَا یَفْضَحُ اللّٰہُ بِہٖ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ترجمہ مین ایسے آدمی کی صورت دیکھتا ہون
کہ فضیحت نکریگا خدا تعالی اسکے سبب سے ایک مرد کو جو مسلمانون سے ہی **جواب** اس طعن کا یہ کہ حد بعد ثبوت
کے جاری ہوتی ہی اور چوتھے گواہ نے خاطر خواہ گواہی نہ دی پھر جب حد ہی ثابت نہوئی تو دفع اسکا کیا یعنی

اور گواہ کا تلقین کرنا محض افترا اور صریح بہتان ہی ابن جریر طبری اور محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی تاریخ
اور حافظ عماد الدین ابن اثیر اور حافظ جمال الدین ابو الفرج ابن الجوزی اور شیخ شمس الدین مظفر سبط ابن الجوزی
اور اور مورخین ثقات نے نقل کی ہی کہ مغیرہ بن شعبہ امیر بصرہ کا تھا بصرہ کے لوگ اُسکی بدی پر تھے چاہتے
تھے کہ اسکو موقوف کرادین اسلیے اُسپر تہمت زنا کی باندھی اور چند گواہ جھوٹے مقرر کیے کہ امیر المومنین عمرؓ
بن خطاب کے حضور مین اس فاحشہ کی گواہی مغیرہ پر دین اور خبر تہمت زنا کی بصرہ مین پھیلی رفتہ رفتہ حضرت
عمرؓ کو پونہچی سب کو اپنے حضور مین بلایا مغیرہ اور چارون گواہ دار الحکومت مین سامنے صحابہ کے کہ
حضرت امیرؑ بھی انہین تھے حاضر ہوے بصرہ کے مدعیون نے دعوی کیا کہ مغیرہ بن شعبہ نے زنا کیا ہی
ایک عورت سے جسکو ام جمیل کہتے ہین اور گواہ گواہی کو حاضر ہوئے ایک گواہ نے کہا رأیتہ بین
فخذیہا مین نے اُسکو اُسکی دونون رانون مین دیکھا پس امیر المومنین عمرؓ نے کہا لا واللہ حتے تشہد انہ
یلج فیہا ولوج المرود فی المکحلۃ ترجمہ نہین قسم ہی اللہ کی جب تک یہ گواہی ندے کہ وہ ایسا
گھسا ہوا تھا جیسے سلائی سرمہ دانی مین پس اُس گواہ نے کہا نعم اشہد علی ذلک ترجمہ کہا ہان مین
اسکی گواہی دیتا ہون پھر دوسرا گواہ اُٹھا اور یہی گواہی دی پھر تیسرا اُٹھا اُسنے بھی یہی کہا جب چوتھے کی
نوبت پونہچی کہ وہ زیاد بن ابیہ تھا اُس سے پوچھا کہ تو بھی اپنے یارون کے موافق گواہی دیتا ہی اُسنے کہا مین
اتنا جانتا ہون کہ رأیت مجلسا ونفسا حثیثا وانتہازا ورأیتہ مستبطنہا ورجلین
کانہما اذنا حمار ترجمہ مین نے دیکھی نشستگاہ اور سانس چلتے یعنی ہانپتے اور اُٹھ کھڑا ہونا اور
دیکھا مین نے مرد کو عورت کے پیٹ پر اور دونون پانون اُسکے ایسے کہ گویا گدھے کے دو کان عمرؓ نے کہا ہل رأیتہ
کالمیل فی المکحلۃ ترجمہ آیا ایسا دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی قال لا کہا نہین اب منصفین دیکھنا
چاہیے کہ علماے امت کے نزدیک حد ثابت ہوتی ہی یا نہین اور گواہ کی تلقین کسطرح ہوئی جہان کہ سامنا
صحابۂ کبار کا ہوا ور حضرت امیرؑ جیسے بھی موجود اگر شرعی کام ہون اور حد ثابت کرنے مین کچھ سستی وغیرہ
اتنی جماعت کثیر کہ اسی کام کے واسطے حاضر ہوے تھے اور اُنکا شیوہ انکار اور ایک دوسرے کی بات ظاہر
کر دینا تھا ہر امر ناحق مین اس مقدمے مین کسیکا پاس کرکے کسطرح چپ ہو جاتے اور حد ثابت شدہ کو کیون معاف
چھوڑ دیتے یا اگر عمرؓ سے تلقین گواہ کی ظہور مین آئی ہوتی اُنپر گرفت نکرتے اور عمرؓ کا حال تو معلوم ہی شیعہ
خود روایت کرتے ہین کہ مقدمات دین مین ایک عورت جاہل کی بات سے قائل ہو جاتے تھے اور جماعت

صحابہ کے پیچھے اور ہمیشورہ انکے کوئی امر دین کا انجام نہین دیتے تھے اور جو یہ کہا کہ عمر نے یہ بات کہی کہ
اَدٰی وَجْہَ رَجُلٍ لَا یَفْضَحُ اللّٰہُ بِہٖ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ غلط صریح اور افترا قبیح عمر پر ہی ہان مغیرہ
بن شعبہ نے یہ کلمہ اُسوقت کہا تھا ظاہر کہ جسکی جان پر آبنی ہو وہ سب کچھ کہتا ہی اور مکر و خوشامد کرتا ہی
پھر اگر گواہ اللہ کے واسطے گواہی دینے آیا تھا اُسکو مغیرہ کے کہنے کا پاس کیون ہوتا معہذا اگر گواہ مدعی علیہ
کا پاس کرکے واجبی گواہی ندے تو حاکم کو کب یہ بات پہونچتی ہی کہ اُس سے بجبر واکراہ مدعی علیہ کے ضرر پر
گواہی دلائے کون سے مذہب اور کونسی شریعت مین ہی بالفرض یہ مقولہ عمر ہی کا سہی تو یہ انکی فراست کی بات ہی
کہ بارہا جس چیز کو فراست سے دریافت کرکے جیسی بتادیتے تھے وہ ویسی ہی نکلتی تھی یہ کہان سے
ثابت ہوا کہ گواہ کے سامنے کہا اور اُسکو سنادیا اور پھر اس ارادے کو کہ گواہ گواہی سے باز رہے کہ یہ بات
دلی ہی کیونکر ثابت کرسکتے ہین اسلیے کہ ارادہ دل کے فعلون سے ہی اور دل کا حال خاص خدا کو معلوم ہوتا ہی
دوسرا جواب اگر عمر نے بالفرض اس حد کو نگاہی چھوڑا ہو تب بھی فعل معصوم کے موافق ہی اور جو فعل کہ
موافق فعل معصوم کے ہو اُسپر کسیکا طعن کرنا معصوم پر طعن کرنا ہی اور جو کچھ فعل معصوم کے بچاؤ مین توجیہ
تلاش کررکھی ہو اُسکو یہان بھی عمل مین لائین رَوَی ابْنُ بَابُوَیْہِ الْقُمِّیُّ فِی الْفَقِیْہِ اِنَّ رَجُلًا جَآءَ
اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَقَرَّ بِالسَّرِقَۃِ اِقْرَارًا یُقْطَعُ بِہِ الْیَدُ فَلَا یَقْطَعُ یَدَہٗ ترجمہ
محمد بن بابویہ قمی نے کتاب فقیہ مین کہا ہی کہ ایک شخص امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا اور ایسا اقرار
چوری کا کیا جس سے ہاتھ کاٹا جاتا لیکن اُسکا ہاتھ نہ کاٹا طعن ہفتم ایک دن عمر خطبہ مین بھاری مہر باندھنے
کو منع کرتے تھے کہ اگر بھاری مہر باندھنا بہتر ہوتا تو اس خوبی کے واسطے حضرت پیغمبر سب سے بڑھکے تھے
حالانکہ مین نے پیغمبر خدا کو دیکھا ہی کہ پانسو درم سے زیادہ مہر اپنی بیبیون اور بیٹیون کا نہین باندھا بس
چاہیے کہ تم مغالات صدقات یعنی بھاری مہر باندھنے مین مبالغہ مت کرو اپنے پیغمبر کی سنت کی پیروی
اپنے اوپر لازم کرو اگر بعد اسکے کوئی بھاری مہر باندھیگا تو مین سیاست کی راہ سے بقدر زیادہ کے جو کچھ
ہو گا بیت المال مین ضبط کرونگا اِس اثنا مین ایک عورت نے اُٹھکے کہا اے عمر سن خدا ے تعالیٰ فرماتا ہی
وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰہُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا یعنی اگر دیا ہو تمنے کسی عورت کو بہت سا مال
تومت لو اُس سے کچھ تو کون ہی کہ پھیرے لیتا ہی بہت سے مہر بھاری دیے ہوے کو عمر قائل ہوے اور اپنی خطا
کا اقرار کیا اور کہا کُلُّ النَّاسِ اَفْقَہُ مِنْ عُمَرَ حَتّٰی مُخَدَّرَاتٌ فِی الْحِجَالِ ہر شخص فقیہ تر ہی عمر سے یہانتک

کہ پردہ نشینین جھلونگی تبس محل طعن یہ کہ عمر اُس عورت کے جواب سے عاجز ہوئے اور سکوت کیا اور جو کوئی ایک
ایک عورت کے جواب سے بند آئے کب قابل امامت ہوگا **جواب** اُس طعن کا یہ کہ عمر نے جو اُس عورت کے جواب سے
سکوت کیا تو عجز کے سبب سے نہین ہی کہ جواب باصواب نہ دے سکے جو اُنکی خطا ثابت ہوا اور عجز واقعی لازم آئے
بلکہ بلحاظ کمال ادب کتاب اللہ کے ہی کہ اُسکے مقابلے مین چون وچرا کرنا اور دانشمندی کے ہنر جتانا اور توجیہین خرج
کرنا مناسب حال بڑے ایمان والون کے نہین ہی اُنکو سوائے سکھانے اور تابعداری ظاہر الفاظ کے کچھ ٹھیک
نہین معلوم ہوتا ورنہ اُس عورت نے جو یہ آیت پڑہی تو اُسکا مقصود یہ تھا کہ مہر کی گفتگو مین اس آیت سے ثبوت
رضا الٰہی کا کرون جو صریح خلاف سمجھ پیغمبر کے ہی اسلیے کہ صحیح حدیثون مین اسکی نہی ہی اُنمین سے روی الخطابی
فی غریب الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تیاسروا فی الصداق فان الرجل لیعطی المرأۃ
حتی یبقی فی نفسہ حسیکۃ ترجمہ آسانی کرو مہرون مین بیشک مرد نہین دیتا ہی عورت کو یہان تک کہ
اُسکے دل مین کانٹا سا چبھتا رہتا ہی وروی ابن حبان فی صحیحہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان من خیر النساء ایسرھن صداقا ترجمہ روایت کی ابن حبان نے صحیح مین
ابن عباس سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب عورتون مین وہ عورت بہت اچھی ہی کہ اپنا مہر آسان
رکھے وعن عایشۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یمن المرأۃ تسہیل امرھا فی صداقھا ترجمہ
روایت کی عایشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مبارک وہ عورت ہی جسکا معاملہ مہر مین سہل ہو
واخرج احمد والبیہقی مرفوعا اعظم النساء برکۃ ایسرھن صداقا ترجمہ روایت کی احمد
وبیہقی نے پیغمبر خدا تک بڑی برکت عورتون کو مہر سہل ہونا ہی اور اسناد اسکی جید ہی اب حد یہ ہی کہ آیت سے
جو کچھ ثابت ہوتا ہی وہ جائز ہی مع کراہت اور آیت نص بھی نہین ہی اسپر کہ اُنمین جو لفظ قنطار ہی مہر ہی
بلکہ بخشش ہو قسم زیور و مال سے بصیغہ مہر کہ بخشش کا پھیر نا درکہ جو عورت کو دیدیا زیبا نہین ہی اور خاص
اس حال مین کہ اُسکو طلاق دیکے دہشت جدائی مین ڈالا ہی اسکے ساتھ جو اُسکو بخشا تھا اُسکی طرف رجوع کرنا
بڑی ایذا دینا ہی اور خلاف شریعت ومروت کے عمل کرنا بس ایک امر جائز سے منع کرنا بلحاظ کسی مصلحت خیر اندیشی
مومنین کے ہی بدینوجہ کہ مال اُنکا ضایع ہونے اور صرف بیجا سے بچے جیسے کہ لوگ عورتون کی رضا جوئی مین
ڈوب جاتے ہین ور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچتی ہی کہ اور لوگون کی حق تلفی کرتے ہین مثلاً غلام نوکر قرض خواہ
اور اور معاملہ دار اور آپسمین لڑائی اور حسد اور فتنے عظیم ہوتے ہین اور واسطے تقویت جہاد اور حقانی خرچ کے

بھی یہ کام خلیفہ راشد کا ہی چنانچہ ہم اپنے وقت کے ملوک و امراسے یہ خیر اندیشی مشاہدہ اور دریافت کرتے
ہین اور آنحضرت زید کو زینب کے طلاق دینے سے منع فرماتے تھے حالانکہ طلاق بے شبہہ جائز ہی اور حضرت امیر
بھی کوفے کے لوگون کو منع فرماتے کہ امام حسنؓ کو اپنی لڑکیان ندین کہ بلاشک جائز تھا اور فرماتے تھے
یَا اَھْلَ الْکُوْفَۃِ لَا تُزَوِّجُوا الْحَسَنَ فَاِنَّہٗ مِطْلَاقٌ لِلنِّسَاءِ ترجمہ اے کوفہ کے لوگو حسن کے ساتھ زوجیت
کرو بیشک وہ عورتون کو طلاق بہت دیتا ہی اور کلام عمرؓ سے جو طعن مین منقول ہی صریح معلوم ہوتا ہی کہ بہت سے
مہر ہونیکو جائز جانتے تھے لیکن اُسکے آخر کی بُرائی سے منع فرماتے تھے اور اگر غرض اُس عورت کی یہ تھی کہ مہرون کا
پھیرنا حرام ہی اور آیت سے حرمت معلوم ہوتی ہی تو عورتون اور شوہرون کے حق مین ہی نہ خلفا اور ملوک کے حق مین
کہ استرداد یعنی پھیرنے کے حق مین تنبیہ و توبیخ کرین بدلیل قرآن کہ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ
وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا ترجمہ اگر ارادہ کرو تم کسی عورت کے بدلنے کا کسی عورت کی جگہ اور دیا ہو انہین سے
تو دہ مال کا اور جو یہ وعید کیا کہ ضبط کیا جائیگا اور بیت المال مین داخل ہوگا صرف دھمکی کے واسطے تھا
جمہور اہل سنت کے نزدیک ہی کہ جو امر جائز جسمین مفسدے حالیہ اور وقتیہ ہون یعنی اب اُٹھتے ہون یا آیندہ کسی
وقت مین تو تعزیر کرے اور مال ضبط کرنا یہ بھی ایک قسم تعزیر ہی اور جو طعن مین لائے ہین کہ عمرؓ نے اپنی خطا کا
اقرار کیا یہ انکے نقل کرنے کی خطا ہی کسی روایت مین اقرار خطا کا نہین آیا ہان اتنا ہی صحیح ہی کہ فرمایا کُلٌّ اَحَدٍ اَفْقَہُ
مِنْ عُمَرَ الخ اور یہ ازراہ حسن خلق اور خاکساری و کسر نفسی کے ہی کہ ایک عورت جاہل بہت سوچ غور سے
ایک آیت اپنے مطلب کی سند مین لائی ہی اُسکو توجیہات حق سے باطل کرون اسکا دل ٹوٹ جائیگا پھر رغبت
کتاب اللہ کے معنے نکالنے کے نہین کریگی اسواسطے اُسکو تحسین و آفرین کرون اور آپ کو اُسکے معاملے مین
قائل اور مقر ظاہر کرون کہ آیندہ اُسکو اور اورون کو اس بات کی حرص ہو کہ قرآن سے معنی نکالین اور پیروی
کرین اور آیسا ادب کتاب اللہ کا کرنا اور ایسا لوگون کو حرص دلانا کہ کلام اللہ کے معنی نکالین اور اجتہاد کرین
کہ عمرؓ کے اس قصے اور اور قصون سے ثابت ہوتا ہی ایک بڑی تعریف ہی کہ اُن سے مخصوص ہی ورنہ کونسا رئیس
گوارا کرتا ہی کہ اسکو کوئی عورت جاہل سردارون کے روبرو قائل کرے اور الزام دے اور وہ سکوت کرے بلکہ
اسکی تعریف و توصیف فرمائے کیسی بڑی ناانصافی ہی کہ اسکو طعن ٹھہراتے ہین بالفرض اگر عمرؓ کو فوراً جواب نہین
بن پڑا تھا تو یہ بات کب ہاتھ سے نکل گئی تھی کہ فرماتے یہ کون عورت ہی اسکو قتل کرو کہ مین تو ذکر سنت پیغمبرؐ کا
کر رہا ہون یہ احمق اُسکے مقابلے مین قرآن لاتی ہین کیا پیغمبرؐ قرآن کو نہین سمجھتے تھے یا یہ عورت اُنسے زیادہ

سمجھتے ہو لیکن بزرگ دین کے اپنے جوہر نفس مین نفسانیت اور سخن پروری کی بو نہین چھوڑتے ہین اور اسیکو شایان بزرگی جانتے ہین حق کی پیروی کرتے ہین خواہ خود حق پر ہون خواہ غیر اور جو تمامی بزرگون دین اور اہل یقین کا اس صفت عظمی مین ایک ہی چال چلن ہو اس قسم کا قصہ حضرت امیرؑ کا بھی بیان کیا جاتا ہو اَخْرَجَ اِبْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ کَعْبٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ عَلِیًّا عَنْ مَسْئَلَۃٍ فَقَالَ فِیْھَا فَقَالَ الرَّجُلُ لَیْسَ ھٰکَذَا وَلٰکِنْ کَذَا وَکَذَا قَالَ عَلِیٌّ اَصَبْتَ وَاَخْطَأْنَا وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ترجمہ روایت کی ابن جریر اور ابن عبد البر نے محمد بن کعب سے کہا پوچھا علی سے ایک شخص نے ایک مسئلہ اُنھون نے اُسکا جواب دیا اُس شخص نے کہا نہین ایسا نہین ہو اور ایسا ایسا ہو علی نے کہا تو نے سچ کہا مین نے خطا کی اور ایک سے ایک بڑھ کے جاننے والا ہو اور حال یہ تو ناصبے خدا انکو شرمائے ایسی عمدہ صفت کو حضرت امیرؑ کی طعن مین تا کا ہو موافق مثل شنیعہ شیعہ کے کہ انھون نے عمرؓ کے حق مین تکا ہو کیا خوب لکھنے والے نے کہا ہو شعر چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ٭ عیب نماید ہنرش در نظر ٭ اس موقع پر جان لینا چاہیے کہ اگر امام کے سوائے کوئی اور شخص ایک مسئلے کو اچھا سمجھے اور امام کو وہ باریکی معلوم نہو تو لیاقت امامت کی امام سے جاتی نہین رہتی ہو دیکھو حضرت داؤد کہ نبی تھے اور وقت کے خلیفہ موافق نص الٰہی قولہ تعالیٰ یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ترجمہ اے داؤد ہمنے تجکو اپنا نائب کیا ہو زمین مین بس تو حکم کر لوگون مین ٹھیک ٹھیک مگر بکریونکا حکم سمجھنے مین کہ ایک شخص نے ایک شخص کی زراعت تلف کی تھی حضرت سلیمان سے کہ یہ اُسوقت مین نہ نبی تھے نہ امام پیچھے ہو گئے اور حضرت سلیمان کہ بچے صغیر سن تھے حضرت داؤد پر اس حکم مین بڑھ گئے اور حکم الٰہی کو بخوبی جان لیا رَوَی ابْنُ بَابُوْیَہٖ فِی الْفَقِیْہِ عَنْ اَحْمَدَ ابْنِ عُمَرَ الْحَلَبِیِّ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الْحَسَنِ عَنْ قَوْلِہٖ تَعَالیٰ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ اِذْ یَحْکُمَانِ فِی الْحَرْثِ قَالَ حَکَمَ دَاوٗدُ بِرِقَابِ الْغَنَمِ وَفَھَّمَ اللّٰہُ سُلَیْمَانَ اَنَّ الْحُکْمَ لِصَاحِبِ الْحَرْثِ فِی اللَّبَنِ وَالصُّوْفِ ترجمہ روایت کی ابن بابویہ نے کتاب فقیہ مین احمد بن عمر حلبی سے کہا مین نے پوچھا ابا الحسن سے اس کلام الٰہی کو اور یاد کر داؤد و سلیمان کو جسوقت مین کہ حکم کرتے تھے کھیت کے معاملے مین کہا داؤد نے اوسکے گلہ والے کا حکم کیا تھا اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو سمجھایا کہ کھیتی والے کو دودھ اور اُون دلائی جائے ایسے ہی اگر ایک مسئلہ کسی نادان عورت کو سمجھائین اور عمرؓ کو نہ سمجھائین انکی امامت مین کیا ڈر جیسے نبوت حضرت داؤد کو اس واقعے مین کچھ خلل نہو اور ظاہر کہ امامت نیابت نبوت کی ہو اور ایسا کوئی جہان مین نہوگا کہ اُس نے

ایک دفعہ بھی اپنے نفس کو کو ظاہر باتون سے غافل ہوا تجربہ کیا ہو اور اُن لوگون نے جو اُس سے سمجھ بوجھ مین
بہت گھٹکے ہین اور نہایت نیچے اُنکو خبردار کیا ہو لیکن بغض وعناد کا کچھ علاج نہین **طعن ہشتم** یہ کہ عمرؓ
نے حصہ اہل بیت کا خمس مین سے جسپر نص قرآنی ہی قولہ تعالیٰ وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ
خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ترجمہ جان لو تم کہ جو کچھ
لوٹ مین لاؤ ہر قسم سے بیشک اُسمین پانچوان حق خدا کا ہی اور حق رسولؐ اور قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون
اور مسافرون کا انکو نہ دیا بس خلاف حکم قرآن کے کیا **جواب** یہ طعن موافق مذہب امامیہ کے درست نہین ہوسکتی
اسواسطے کہ یہ آیت بیان مین اُن موقعون کے ہی جنمین خمس خرچ کیا جائے نہ خمس مین کسیکا حق ثابت کرنیکو
پس اگر امام وقت اپنی رائے صواب سے ان چارون فرقون سے جنکا ذکر قرآن مین ہی ایک فرقے کو خاص کرلے
روا ہوگا اور ایک فرقہ امامیہ کا یہی مذہب ہی جیسے کہ ابو القاسم شرایع الاحکام والے نے جنکا لقب امامیہ کے نزدیک
محقق ہی اور سوا اُسکے اور علما نے انکی اس بات کی تصریح کی ہی اور امامیہ سے بھی اس مذہب پر سند لائے ہین پس
اگر وہ ایک برس عمرؓ نے قرابت والون کو خمس مین سے کچھ نہ دیا ہو خواہ انکو مال خمس سے بے پروا سمجھا ہو
بسبب مالدار ہو جانے کے خواہ اسوجہ سے کہ محتاج ہر قسم کے بکثرت ہون تو انکے نزدیک محل طعن نہین
ہوسکتے اور آیت کا اصل مطلب بھی یہی ہی کہ یہی چارون فرقے یعنی اقربا اور یتیم اور مسکین اور مسافر لایق
خمس دینے کے ہوتے ہین نہ چاہیے ہر ایک کو اُسمین سے پہنچے چاہیے وہ ایک فرقے کو بدلیل آیت زکوۃ وہو قولہ تعالیٰ
اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ ترجمہ بیشک زکوۃ فقیرون اور مسکینون کے واسطے ہی کہ اُس آیت
مین بھی بیان ٹھکانون خرچ زکوۃ کا ہی موافق مذہب صحیح کے پھر اگر کوئی شخص تمام زکوۃ اپنی ان آٹھ گروہ سے کہ اس آیت میں آٹھ گروہ
مذکور ہین ایک گروہ کو دیدے روا ہوگا اور یہی سبب ہی حضرت امیرؓ نے اپنے ایام خلافت مین حصہ ذوی القربی کا آپ لیا بلکہ بطور عمرؓ
فقیرون اور مسکینون بنی ہاشم کو دیا اور جو اُن سے بچا اور فقیرون اور مسکینون مسلمانون کو دیدیا پس جب فعل عمرؓ کا مناسب فعل معصوم
کے ہی پھر کیونکر محل طعن ہوگا رَوَی الطَّحَاوِیُّ وَالدَّارَقُطْنِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ اِنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ
اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ لَمَّا وَلِیَ اَمْرَ النَّاسِ
کَیْفَ صَنَعَ فِیْ سَهْمِ ذَوِی الْقُرْبٰی فَقَالَ سَلَکَ بِهٖ وَاللّٰهِ مَسْلَکَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ زَادَ الطَّحَاوِیُّ
فَقُلْتُ کَیْفَ اَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا کَانَ اَهْلُهٗ یَصْدُرُوْنَ اِلَّا عَنْ رَاْیِهٖ **ترجمہ**
روایت کی طحاوی اور دارقطنی نے محمد بن اسحاق سے کہ مین نے پوچھا امام باقر بن علی بن حسین سے کہ

امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب جب معاملات مردم کے حاکم ہوئے تو انھون نے قرابت والون کے حصون کو
کیا کیا کہا قسم خدا کی انکو ابو بکرؓ و عمرؓ کی راہ پر جاری رکھا اور طحاوی نے بڑھایا ہی کہ پھر مین نے کہا کس طرح تم
کہتے ہو کہا قسم خدا کی نہین تھا ان سے مگر انکی رائے اور فعل پر چلتے تھے اور فعل عمرؓ کا تقسیم خمس مین یہ تھا
کہ اول اہل بیت سے جو یتیم فقیر ہوتے تھے انکو دیتے تھے باقی بیت المال مین رکھتے اور جو ٹھکانے بیت المال سے
خرچ کرنے کے ہوتے انہین خرچ کرتے تھے اسی واسطے روایتین اہل بیت کے دینے کی بھی عمرؓ سے متواتر اور
مشہور ہین سنن ابی داؤد عن عبد الرحمن ابن ابی لیلی عن علی ان ابا بکر و عمر قسما سهم
ذوی القربی لهم ترجمہ روایت کی داؤد نے عبد الرحمن ابن ابی لیلی سے اسنے علیؓ سے بیشک ابو بکرؓ
و عمر رضی اللہ عنہما دونون حصے ذوی القربی کو دیتے تھے واخرج ابو داؤد ایضا عن جبیر بن مطعم
ان عمر کان یعطی ذوی القربی من خمسهم ترجمہ روایت کی ابو داؤد نے بھی جبیر ابن مطعم سے
بیشک عمرؓ دیتے تھے حصہ ذوی القربی کا انکے خمس سے اور حدیث صحیح ہی چنانچہ حافظ عبد العظیم منذری
نے اسکی تصریح کی اور تحقیق اس امر کی جو کچھ روایات سے معلوم ہوتی ہی یہ ہی کہ ابو بکرؓ و عمرؓ حصہ ذوی القربی
کا خمس سے نکالتے تھے اور انکے فقیرون اور مسکینون کو دیتے تھے اور اغنیا کے اور کامون مین خرچ کرتے تھے
نہ یہ کہ بطریق ورثہ کے ان لوگون کے غنی اور فقیر اور محتاج اور غیر محتاج سبکو دین چنانچہ حضور پیغمبر مین بھی
یہی معمول تھا اب بھی مذہب حنفیہ اور ایک جماعت کثیر کا امامیہ سے یہی ہی جیسا کہ سابق نقل کیا گیا وعن
الشرائع قال فی الهدایة اما الخمس فیقسم علی ثلاثة اسهم سهم لليتامى وسهم المساكين
وسهم لابناء السبيل يدخل فقراء ذوي القربى فيهم ويقدمون ولا يدفع الى اغنيائهم
ترجمہ اور شرائع سے یون ہی ہدایہ مین کہا ہی کہ بانٹا جاتا ہی خمس تین حصون پر ایک حصہ یتیمون کا
ایک حصہ مسکینون کا ایک حصہ مسافرون کا انھین مین فقیر ذوی القربی کے داخل ہین اور مقدم ہین اور
مالدارون کو نہ دیا جائے وقال الشافعی لهم خمس الخمس يستوون فيه غنيهم وفقيرهم
ويقسم بينهم للذكر مثل حظ الانثيين ويكون لبني هاشم وبني المطلب دون غيرهم
لقوله تعالى ولذي القربى من غير فصل بين الغني والفقير ترجمہ اور شافعی نے کہا انکا پانچوان
حصہ خمس سے ہی کہ اسمین آسودہ انکے اور محتاج انکے سب برابر ہین اور بانٹا جاتا ہی انہین مرد کو دونا عورت سے
اور ہو گی ہاشم اور بنی مطلب کے بیچ مین نہ غیر مین موافق دلیل کلام الہی کے کہ فرمایا ہی ذوی القربی اور کچھ

فرق غنی فقیر کا نہین کیا بس فعل عمرؓ کا موافق فعل پیغمبرؐ اور معصوم اور مطابق مذہب امامیہ کے ہی پھر کیونکر محل طعن
ہو سکتا ہو البتہ شافعی مذہب کے مخالف ہوا لیکن عمرؓ پیرو شافعی کے نتھے جو انکی پیروی نکرنے مین مطعون ہون
اور بالجملہ اکثر امت حنفیہ اور امامیہ ہین عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھی اور رفیق ہونے مین شافعیہ سے نہین ڈرتے
اب ہم یہ کہتے ہین کہ دونون روایتین دینے ندینے کی تو صحیح ہین مطابقت دونون مین کسطرح ہو سکتی ہی اسکا یہ جواب
ہی کہ دو وجہ سے ہو سکتی ہی ایک یہ کہ بعض اہل بیت کو کہ محتاج تھے دیا بعض کو جو محتاج نتھے ندیا پس جس کسیکو
پونہچا اُسنے تو کہا حصہ ذوی القربیٰ کا دیا اور جسکو نہین پونہچا اُسنے کہا نہین دیا دوسرے یہ کہ دینا اور ندینا بطریق
عطا کے وارد ہی یعنی جسنے کہا کہ دیا اُسنے اس راہ سے کہا کہ بطریق مصرف کے دیا اور جسنے کہا نہین دیا اُسنے اس راہ سے
کہا کہ بطریق ورثہ کے نہین دیا پس نفی و اثبات دونون صحیح ہین اور دلیل اس مطابقت کی وہی روایتین ہین
جو مفصل مذکور ہین کہ عمرؓ بن خطاب حصہ ذوی القربیٰ کا خمس سے الگ کرکے اپنے پاس رکھتے تھے اور گھر گھر نام بنام
بانٹ دیتے تھے بلکہ اکثر حضرت عباسؓ و حضرت علیؓ کے حوالے کر دیتے تھے تو فقیرون کو دین اور بے شوہر عورتون
اور بے عورت مردون کے نکاح مین صرف کرین جنکے پاس خادم نہین ہین غلام چھوکری لیدین جنکے گھر نہین ہین
گھر بنا دین اور مرمت کرا دین بے سواری والون کو سواری دلوا دین یہ سب سامان کر دین اور یہی دستور
حضرت عمرؓ کی آخر خلافت تک جاری تھا اور جب حضرت عمرؓ کی عمر سے ایک سال باقی رہا اس سال مین بھی بدستور
حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو بلایا تو حصہ ذوی القربیٰ کا خمس سے لے لین حضرت علیؓ نے کہا کہ امسال
بنی ہاشم سے کوئی محتاج نرہا اور فقیر مسلمان بہت جمع ہین بہتر یہ ہی کہ یہ حصہ بھی مسلمان فقیرون کو دیدیا جائے
اُس سال مین حصہ ذوی القربیٰ کا بالکل موقوف رہا اگرچہ حضرت عباسؓ نے وہان سے اُٹھکے حضرت علیؓ کو
منسوب بخطا کیا اور کہا تمنے غلط کیا کہ اپنے ہاتھ سے فقیرون کو ندیا اور اپنے قبضے مین نہ کیا بعد اسکے جو خلیفہ
ہونگے انکو دستاویز ہو جائیگی کہ تمنے خود موقوف کیا بس یہ حصہ تمکو نہین دینگے اب مسئلہ خمس کا مفصل تینون
مذہب کے موافق سننا چاہیے شیعہ کے نزدیک خمس سے آدھا تو وہ لے جو کوئی امام ہو باقی نصف کو یتیمون
مسکینون مسافرون مین بقدر حاجت بانٹ دے اور انکے اعتقاد مین خمس سات چیز مین واجب ہوتا ہے
اول مال غنیمت جو حربی کافرون سے ہاتھ آئے جتنا ہو دوسرے جو کان ہو جیسے فیروزہ اور تانبا اور گل ارمنی
اور مثل اسکے مگر بعد اخراجات ضروری جیسے کھودنا ہی اور صاف کرنا ہی پھر جو کچھ رہجائے اُسکی قیمت مین
مثقال شرعی طلا ہو تیسرے جو کچھ دریا سے بذریعہ غواصی برآمد ہو چوتھے مال حلال حرام مال مین مل گیا ہو

پانچوین وہ زمین کہ کافر ذمی مسلمان سے خریدے چھٹے دفینہ جو زمین سے نکلے ساتوین وہ فائدہ جو تجارت
اور کھیتی اور پیشہ اور مثل اسکے حاصل ہو بس جب وہ فائدہ اس شخص کے کل سال بھر کے خرچون سے زیادہ
ہو اسکا خمس دینا چاہیے اور حنفی لوگون مین تمام خمس کو تین حصے کرنا چاہیے یتیمون مسکینون مسافرون کو
اول تینون فرقون سے جو بنی ہاشم ہون انکو دے پھر جو بچے اور اہل اسلام کو کہ انھین تینون فرقون سے
ہون انکے نزدیک خمس تین چیز مین ہے اول غنیمت دوسرے وہ کان کہ منطبع ہو یعنی جس سے نقش و نگار
بن سکین جیسے سونا چاندی تانبا رانگا پارہ اور اسکے مثل تیسرے مال دفینہ جو زمین مین ملے اور شافعی
کے نزدیک خمس کے پانچ حصے کرے حصہ رسول کا وقت کے خلیفہ کو دینا چاہیے اور ایک حصہ بنی ہاشم اور بنی مطلب
کو اسمین غنی اور فقیر برابر ہین دونون کو دینا چاہیے بطور میراث دو حصے مرد کے ایک حصہ عورت کا اور تین حصے
یتیمون مسکینون مسافرون کے انکے نزدیک خمس دو چیز مین واجب ہوتا ہے اول غنیمت دوسرے وہ خزانہ جو زمین
مین ملجائے اب عمرؓ کی تقسیم کو ان تینون مذہب پر قیاس کرنا چاہیے ظاہر ہے مذہب حنفیہ اور اکثر امامیہ سے
بہت چسپان ہے کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کو اکٹھا دیدیتے تھے ہر ایک کو جدا جدا بنی ہاشم سے نہین دیتے تھے

طعن نہم یہ کہ عمرؓ نے دین مین نئی بات پیدا کی جو اسمین نہ تھی یعنی نماز تراویح اور جماعت کے ساتھ کہ
اسمین خود انکا اقرار بدعت کا ہے اور حدیث متفق علیہ سے روایت ہے مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ
مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ترجمہ جو کوئی نئی بات پیدا کرے دین مین ہمارے جو کچھ اسمین نہین ہے
بس وہ چیز مردود ہے اور جو بات نئی پیدا کی ہوئی ہو گمراہی ہے اس طعن سے اہل سنت پر الزام نہین ہو سکتا کسواسطے
کہ انکی ساری حدیث کی کتابون مین بشہرت و تواتر ثابت ہے کہ پیغمبرؐ نے تین رات رمضان کی تراویح جماعت
کے ساتھ ادا کی اور نفلون کی طرح انکو تنہا نہ ادا کیا اور ترک بھی اور عذر ترک کا یہ بیان فرمایا اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ
یُّفْرَضَ عَلَیْکُمْ یعنی مین ڈرتا ہون تمپر فرض ہو جائے جب بعد وفات پیغمبرؐ کے یہ عذر جاتا رہا عمرؓ نے
سنت نبوی کو پھر زندہ کیا اور اصولی قاعدہ شیعہ اور سنی دونون مین مقرر ہے کہ جس حکم مین بموجب نص شارع کے
کوئی علت لگی ہو جب وہ علت جاتی رہے تو وہ حکم مرتفع ہو جاتا ہے یعنی اس علت سے خالی اور یہ جو کہتے ہین کہ
خود انکے اقرار سے بدعت ہے جیسا کہ فرمایا ہے نِعْمَةُ الْبِدْعَةِ هٰذِهٖ یعنی یہ اچھا نیا طریقہ پیدا ہوا یہ اس معنی کر ہے
کہ ہمیشگی اسپر جماعت ایک نئی چیز پیدا ہوئی کہ آنحضرت کے وقت مین نہ تھی اور بہت چیزین ہین کہ خلفاے
راشدین اور ائمہ اطہار اور اجماع امت کے وقت مین ثابت ہوئین کہ آنسرورؐ کے وقت مین نتھین اور انکو

بدعت نہین کہتے اور کہتے بھی ہین تو بدعت حسنہ ہوگی نہ بدعت سیئہ پس جو حدیث کہ نقل کی خاص اُسکے واسطے ہی
جسکی شرع مین کچھ اصل ہو کہ خلفا اور ائمہ اور اجماع امت سے ثابت ہوئی ہو تو کیا کوسکین گے شیعہ عید غدیر کے حق مین
اور تعظیم نوروز اور ادائے نماز شکر روز قتل عمر رضی اللہ عنہ یعنی نوین ربیع الاول مدد چھوکریون کی فرج مین حلال
کردینی اور محروم رکھنے بعض اولاد کو بعض ترکے سے کہ ہر گز ان چیزون کا آنحضرت کے زمانے مین نشان نتھا اور انکو
انکے زعم مین ایمہ نے نیا پیدا کیا ہو اور جب اہل سنت کے نزدیک خلفاے راشدین بھی حکم ائمہ کا رکھتے ہین موافق
حدیث مشہور کے وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ
مِنْ بَعْدِي عَضُّوا بِالنَّوَاجِذِ عَلَيْهَا ترجمہ جو کوئی جیتا رہیگا تم مین سے میرے پیچھے وہ دیکھیگا بڑے اختلاف
پس لازم پکڑو میرے طریقے اور طریقہ خلفاے راشدین کو بعد میرے اور محکم و مضبوط اُس طریقے کو دانتون کی جڑ سے
احداث عمر کو بدستور پیدا کرنے اور ایمہ کی بدعت نہین جانتے اگر بدعت جانتے تو بدعت حسنہ طعن وہم شیعہ اپنی
کتابون مین روایت کرتے ہین کہ اِنَّ عُمَرَ قَضٰى فِي الْجَدِّ مِائَةَ قَضِيَّةٍ ترجمہ بیشک عمر نے دادا کی میراث مین سو
حکم جاری کیے اور اسی عبارت کو بعینہ نواصب حضرت امیر کے حق مین روایت کرتے ہین معلوم نہین کہ اسکا اختراع
کونسے فرقے سے ہی جسنے اس عبارت کو پہلے بنایا کہ دوسرے فرقے نے پسند کرکے اپنے کام مین لگالیا ہمارا گمان غالب
یہ ہی کہ یہ اختراع ان دونون فرقون کے استاد حضرت ابلیس علیہ اللعنۃ کا ہی کہ دونون فرقے انھین کے شاگرد ہین
اور ایک چشمے سے فیض پایا ہی لیکن امامیہ کو اس لفظ کی روایت مین اس سبب سے کہ انکی عادت ہی روایتون کو بدل دیتے
ہین اور ہر چیز مین اختلاف کرتے ہین اختلاف ہی بعضے بجیم روایت کرتے ہین بعضے بحا اور بعضی روایتون مین انکے
لفظ حد الخمر واقع ہی بہرحال جب یہ روایت اہل سنت نے سنی ہی نہین تو محتاج اسکے جواب دینے کے بھی نہین ہین
اور اگر اس سبب سے کہ کوئی تنزل نسمجھے قصد جواب کا کرین تو اُس صورت پر کہ مراد خمر سے ہو کوئی طعن متوجہ نہین
ہوتی اسواسطے کہ حد شراب کی قرآن و حدیث سے کوئی تعداد معین نتھی اسوجہ سے اُسکے مقرر کرنے مین مختلف
باتین صحابہ کی خاطر مین آتی تھین اور عمر رضی اللہ عنہ بھی ہر کسی کی بات اپنے ذہن مین تولتے جانچتے تھے یہانتک
کہ حضرت علی اور عبد الرحمٰن بن عوف کی راے صواب پر اتفاق ہوا جیسا کہ اوپر گذرا اور لفظ جد کا بجیم ہی
تو محض جھوٹ اسواسطے کہ ابوبکر کے زمانے مین دادی کی میراث مین باہم صحابہ کے اختلاف ہوا اور دو باتین
ٹھہرین ابوبکر کا یہ قول کہ دادا کو بجاے باپ کے اختیار کرین اور زید بن ثابت کا یہ قول کہ اُسکو بھی میراث مین
شریک کردین اور بھائیون سے گنین عمر کو ان دونون قولون مین تردد تھا کہ اچھا کونسا ہی لہذا اس مسئلے مین

صحابہ سے بحث اور جھگڑے کرتے تھے بارہا اسواسطے کہ ابو بکر کے قول کو ترجیح ہوا ابی بن کعب اور زید بن ثابت
اور اور بڑے بڑے صحابہ کے گھر گئے اور دونون طرف سے بہت دلیلین ہوئین اور ایسی بردو مات اور
گفت وشنید مناظرہ مین کچھ عیب نہین ہی ایک مدعا پر ہزار دلیلین ہوتی ہین اور ہر دلیل کا قضیہ جدا ہوتا ہی
اسکو محل طعن جاننا نادانی ہی آخر اسکا یہ کہ مذہب زید بن ثابت کا انکو بھی مرجح ہوا او زید بن ثابت اُن کو
اپنے گھر لے گئے اور ایک نہر کھودی اُسمین سے چھوٹی چھوٹی نہرین نکالین اور ان چھوٹی نہرون سے
نہرون کے اور نیچے نکالے اور پانی اُس نہر مین اس طور پر جاری کیا کہ سب شاخون اور شعبون کو پہونچے پھر ایک
نیچے کے شعبے کو آگے سے بند کیا پانی اُس شعبے کا لوٹ گیا اور بیچ کے شعبے مین پہونچکر اوپر اور نیچے کے دونون
شعبون مین پھیل گیا اور فقط اوپر کے شعبہ کو نگیا پس اس تمثیل وصورت دکھانے سے ثابت ہوا کہ جو کچھ دادا
سے منتقل ہوا بیٹے کو پہونچا اور بیٹے سے اور بیٹون کو اُسکے فقط دادا کو نہین پہونچتا ہی بلکہ قرابت دادا کی
اپنے حال پر ہی اور قرابت بھائیون کی اپنے حال پر ایک دوسرے کو باطل نہین کرتے اور یہ تمثیل عمر کے دل مین
جم گئی اور مذہب زید کا ٹھہر گیا **طعن یازدہم** یہ کہ لوگون کو عورتون سے متعہ کرنے کو منع کیا اور متعہ
حج کا بھی ناجائز کیا اور یہی یہ کہ دونون متعہ آپ کے وقت مین جاری تھے بس حکم خدا کا فسخ کیا اور مَا
اَحَلَّ اللّٰہُ یعنی جو کچھ اللہ نے حلال کیا اُسکو حرام ٹھہرایا اور یہ بات خود اُن کے اقرار سے اہل سنت کی
کتابون مین ثابت ہی جس جگہ کہ اُن سے دونون روایتین کی ہین جو کہتے تھے مُتْعَتَانِ کَانَتَا عَلٰی عَھْدِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَنْھٰی عَنْھُمَا ترجمہ دو متعہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے وقت مین اور مین اُن دونون سے منع کرتا ہون **جواب** اِس طعن کا یہ کہ اہل سنت کے نزدیک سب
کتابون مین زیادہ صحیح صحیح مسلم ہی اور اس صحیح مین بروایت سلمہ بن اکوع او سبرۃ بن معبد جہنی اور دوسری
صحاح مین بروایت ابو ہریرہ کے بھی موجود ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود متعہ کو حرام فرمایا بعد اُسکے
جو تین دن کی اجازت دیدی تھی اور اُس تحریم کو موکد کیا بِاِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی قیامت تک حرام ہی
اور یہ اجازت تین دن کی اوطاس کی لڑائی مین تھی اور بروایت حضرت امیر کے حرام ٹھہرانا متعہ کا
اُنسے اسقدر شہرت اور تواتر کو پہونچا کہ حضرت امام حسن کے تمام اولاد اور محمد بن حنفیہ کی اولاد نے روایتین
کی ہین اور موطا اور بخاری اور مسلم اور اور مشہور کتابون مین بطریق متعدد یہ روایتین ثابت ہین اور شبہہ
کہ ان روایتون مین بعضے شیعون نے پیدا کیا ہی کہ یہ خیبر کی لڑائی مین حرام ٹھہرایا تھا اوطاس کی لڑائی مین

پھر حلال ہوگیا جواب اسکا یہ کہ یہ سب غلط فہمی انکی اپنی ہی ہی ورنہ روایت حضرت علیؑ کی موجود اصل مین
خیبر کی لڑائی کو تاریخ تحریم لحوم حُمُر الاَهلِيَة یعنی گوشت خر اہلی کا حرام ہی فرمایا ہی نہ تاریخ حرام
ٹھہرانے متعہ کی لیکن عبارت ایسی ہی جس سے وہم دونون کا ہوتا ہی بعض محققون نے نقل کی ہی نہی عن
متعة النساء یوم خیبر یعنی منع کیا عورتون کے متعہ سے خیبر کے دن اور اگر حضرت مرتضیٰ نے اس روایت
مین حرام ٹھہرانا متعہ کا تاریخ خیبر پر موقوف کرکے روایت فرمائی ہی تو ابن عباسؓ پر رد کرنا اور الزام دینا
اسکی کیا صورت حال آنکہ جسوقت مین کہ یہ رد و الزام تھا اُسی وقت مین یہ روایت فرمائی اور ابن عباسؓ کو
متعہ جائز کرنے پر سخت جھڑک کے کہا انت رجل تائه یعنی تو ایک مرد دیوانہ ہی بس جو کوئی خیبر کی لڑائی کو
تاریخ حرام ٹھہرانے متعہ کی سکے گویا جھوٹا دعویٰ ہی کہ حضرت علیؓ کے استدلال مین کرتا ہی اور اسکی نادانی و حمق
پر یہی دعویٰ دلیل ہی کافی اور ایک گروہ محدث اہل سنت نے روایت کی ہی عبداللہ اور حسین پسران محمد بن حنفیہ
سے اور اُنھون نے اپنے باپ اور اُنھون نے امیر المومنین علیہ السلام سے اِنَّهُ قَالَ اَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَادِيَ بِتَحْرِيْمِ الْمُتْعَةِ ترجمہ بیشک حکم کیا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا کہ حرام
ہونے متعہ کی منادی کردون پس معلوم ہوا کہ حرام ہونا متعہ کا ایک بار یا دو بار زمانہ مین آنسرور کے بھی ٹھہر چکا
ہی جسکو یہ نہی پونہچی اُس سے باز رہا اور جسکو نہ پونہچی باز نہ رہا جب حضرت عمرؓ کے وقت مین یہ فعل بہت سا پھیلا
اِسکا حرام ہونا اور مشہور کرنا اور ڈرانا دھمکانا اسکے کرنیوالے کو بیان کیا تو حرمت اسکی خاص و عام کے
نزدیک ثابت ہوئی اور عمرؓ کے کلام سے صرف متعہ کا ہونا آنحضرت کے وقتمین ثابت ہوتا ہی کہ اوس سے یہ لازم نہین
آتا کہ جس صفت سے وہ حلال ٹھہرے تو باقی رہنا اوس حکم کا لازم آئے اور یہ بات خوب ظاہر ہی اور اسکو بھی جانے دو
یعنے روایتون اور حدیثون اہل سنت کو قرآن کی آیتین صریح متعہ حرام ہونے پر دلالت کرتی ہین اسی وجہ سے
کہ تاویلین شیعہ کی اون آیتون مین حد تحریف کو پہونچتی ہین جیسا کہ گذرا اور کیونکر عورت متعہ کو زوجہ مین داخل کرسکین گے
حالانکہ جو احکام زوجہ کے ہین اوسمین سب منتفی ہین جیسے عدت اور طلاق اور ایلا یعنے عورت کے پاس جانیکے
قسم کھالینا اور ظہار یعنے عورت کو ما یا بہن ٹھہرانا اور احصان حاصل ہونا اسکے مباشرت سے اور امکان
لعان اور ارث خود شیعہ کے نزدیک بھی وَاِذَا ثَبَتَ الشَّيْءُ ثَبَتَ بِلَوَازِمِهٖ ترجمہ جب ثابت ہوئی ایک چیز تو
ثابت ہوئی مع اپنے لوازم کے قاعدہ ظاہر ہی وَقَدْ رَوٰى اَبُوْ بَصِيْرٍ فِي الصَّحِيْحِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ الصَّادِقِ
اِنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمُتْعَةِ هِيَ مِنَ الْاَرْبَعِ قَالَ لَا وَلَا مِنَ السَّبْعِيْنَ ترجمہ روایت کی ابو بصیر نے صحیح مین

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ پوچھا اون سے متعہ کے معاملے مین کیا وہ چار مین داخل ہی کہا نہین اور نہ داخل ستر مین
اور یہ روایت دلیل صریح ہی کہ عورت متعہ زوجہ نہین ہی نہین تو چار مین محسوب ہوتی اور قرآن مجید مین جہان
عورتون سے فائدہ اوٹھانا حلال ٹھہرایا ہی اوسکے ساتھ قید احصان کی ہی یعنے عفت والی اور غیر جلع
کی ہوئی اور اسفاح سے منع کیا ہی یعنے شہوت رانی قولہ تعالے وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاۤءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا
بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ترجمہ اور حلال ہین تمکو جو کچھ سوا اسکے ہی اس صورت پر کہ اپنے مال کے بدلے
اپنے قید مین لاؤ نہ شہوت رانیکو وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ ترجمہ اور عفت والی عورتین مومنات
سے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصِنِيْنَ
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ترجمہ اور عفت والیان اونمین سے جنکو تمسے پہلے کتاب دیگئی ہی اور جب دیدو مہر اونکا اور قید
مین لاے ہو نہ شہوت نکالنے کو اور عورت متعہ والیمین ظاہر احصان حاصل نہین ہی اسیواسطے شیعہ بھی اوسکو
سبب احصان نہین جانتے اور حد سنگساری کی متمتع غیر منکوحہ پر جاری نہین کرتے ہین اور مسافح ہونا متمتع کا ظاہر
اس سے اب منی کا بہانا اور برتن منی کا خالی کرنا غرض ہوتا ہی نہ خانہ داری اور بچے لینا اور حمایت ناموس اور سوا
اسکے اور شیعہ کو متعہ حلال ہونے کے لیے غیر آیہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً
کوئی دستاویز نہین ہی کہ اہل سنت کے مقابلے مین بول سکین اور سابق معلوم ہوا کہ یہ آیت ہرگز متعہ حلال ہونے پر دلالت
نہین کرتی اور مراد استمتاع سے فائدہ پانا ہی یعنی صحبت اور دخول بدلیل کلمہ فا کہ واسطے تعقیب کے ہی اور شاخ
نکالنا ایک کلام کا دوسرے کلام پر جو سابق ہی جسمین نکاح وتمہر ہی اور یہ جو کہتے ہین کہ عبد اللہ بن عباسؓ اور عبد اللہ
بن مسعود اس آیت کو اسطرح پڑھتے ہین فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ترجمہ پس جو کہ پکڑو تم تمتع
ان عورتون سے وقت معین تک اور یہ لفظ صریح ہی اس بات مین کہ مراد متعہ سے ہی ہم کہینگے اس لفظ کو جو لاتے
ہین بالاجماع قرآن مین نہین ہی اور قرآن کو تواتر باجماع شیعہ اور سنی شرط ہی اور حدیث پیغمبر کی بھی نہین ہی
پھر کس چیز کو دستاویز بناوینگے حد یہ کہ کوئی روایت شاذ و منسوخ شدہ ہوگی اور ایسی روایت کو قرآن کے
مقابلے مین جو محکم اور متواتر ہی لانا اور قرآن کو جو محکم بالیقین ہی چھوڑ کے اس روایت شاذ پر کہ ابتک کسی
سند صحیح سے ثابت نہین ہوئی تمسک کرنا کس بات پر قیاس کیا جائیگا اور سنی شیعہ دونون مین قاعدہ اصولی
یہ ہی جب دو دلیلین قوت و یقین مین برابر باہم جھگڑا کرین حلال و حرام مین حرمت کو مقدم کرنا چاہیے
یہان جو دلیل ہی وہ محض جھوٹ ابتک کسی نے یہ قرأت ہی نہین سنی اور تمام عرب و عجم مین قران ہین نہ کسی

قرآن مین دیکھی کسطرح بنائی ہوئی کو ہم مقدم کرینگے اور یہ جو کہتے ہین کہ ابن عباسؓ متعہ تجویز کرتے تھے ہم کہتے ہیں
افسوس پیروی ابن عباسؓ کی سب مسائل مین اختیار کرتے اور لازم پکڑتے تو راہ پہ ہو جاتے قصہ ابن عباسؓ کا
ایسا ہی کہ خود اُسکی تصریح کرکے کہتے ہین کہ اول اسلام مین مطلقاً مباح تھا اب مضطر یعنی نہایت ضرور والیکو
مباح ہی جیسے خون اور خوک اور مردار اَسْنَدَ الْحَازِمِیْ مِنْ طَرِیْقِ الْخَطَّابِیْ اِلٰی سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ قَالَ
قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لَقَدْ سَارَتْ بِفُتْیَاكَ الرُّكْبَانُ وَقَالُوْا فِیْهَا شِعْرًا قَالَ وَمَا قَالُوْا شِعْر
فَقُلْتُ الشَّیْخُ لَمَّا قَالَ مَجْلِسُهٗ یَا شَیْخُ هَلْ لَكَ فِیْ فُتْیَا ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ غَیْدَةٍ رَخْصَةِ الْاَطْرَافِ اٰنِسَةٍ
تَكُوْنُ مَثْوَاكَ حَتّٰی مَصْدَرُ النَّاسِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا لِهٰذَا اَفْتَیْتُ اِنَّمَا هِیَ كَالْمَیْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِیْرِ
ترجمہ کہا کہا مین نے ابن عباسؓ سے کہ ہم روانہ ہوئے ساتھ عورتون سوار کے اور انھون نے اس مضمون مین
شعر کہی کہا کیا کہی انھون نے پھر مین نے کہا اُس بوڑھے کو ہر گاہ کہ اُسکے بیٹھنے مین دراز ہوئی اے شیخ
آیا تجکو رغبت فتوی کی ہی واسطے ابن عباس کے عورت نازک اندام ملائم ہاتھ پانون والی مین کہ انس
پکڑنے والی ہوگی تیرے گھر مین جبتک کہ لوگ لوٹین سو کہا ابن عباسؓ نے سبحان اللہ مین نے یہ فتوی نہین دیا ہی
وہ متعہ میرے نزدیک سوا کھانے مردار اور خون اور گوشت وخوک کے نہین ہی وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ یَقْدَمُ الْبَلْدَةَ لَیْسَ لَهٗ بِهَا
مَعْرِفَةٌ فَیَتَزَوَّجُ الْمَرْاَةَ بِقَدْرِ مَا یَرٰی اَنْ یُقِیْمَ بِهَا فَتَحْفَظُ لَهٗ مَتَاعَهٗ وَتُصْلِحُ لَهٗ شَیْئَهٗ
حَتّٰی اِذَا نَزَلَتِ الْاٰیَةُ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ ترجمہ روایت کی ترمذی نے
ابن عباس سے کہا بیشک متعہ شروع اسلام مین تھا اور تھا یہ کہ کوئی آدمی کسی شہر مین ٹھہرتا تھا کہ اُسکو وہان
کوئی جان پہچان نہین ہوتا تھا بس نکاح کرتا تھا کسی عورت سے اُتنے دن کہ جتنے دن وہان کا رہنا تجویز
کرتا تھا بس محافظت کرتی تھی وہ عورت اُسکے اسباب کی اور طیار کرتی تھی اُسکے واسطے اُسکی چیز یہانتک
کہ یہ آیت نازل ہوئی اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ الخ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ فَرْجٍ سِوَاهُمَا حَرَامٌ ترجمہ
سوا ان دو کے ہر عورت حرام ہی یہ حال تو متعۃ النسا کا ہی لیکن متعۃ الحج کہ بمعنی تمتع یعنی فائدہ مند ہونے
کے ہی یعنی عمرہ کرنا حج کے ساتھ ایک سفر مین حج کے مہینون مین بغیر اسکے کہ گھر کو لوٹے تبس عمرؓ نے ہرگز اسکو
(یعنے شوال ذیقعدہ ذی الحجہ ۱۲)
منع نہین کیا اس تمتع کی نسبت حرام ٹھہرانیکی افترا صریح ہی بلکہ حج اور عمرہ دونون کے افراد کو اولی
جانتے تھے دونون ایک احرام مین اکٹھا کرنا کہ قران ہی یا ایک سفر مین کہ تمتع ہی اور آبتک مذہب شافعی اور

سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ اور فقیہون کا یہی ہی کہ ایک ایک کرنا افضل ہی تمتع اور قران سے اور دلیل اس افضلیت کی قرآن سے صریح ظاہر ہی قولہ تعالیٰ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ ترجمہ تمام کرو تم حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے اور تمام کے معنی تفسیر مین یون مروی ہین کہ اِتْمَامُھُمَا اَنْ تُحْرِمَ بِھِمَا مِنْ دُوَیْرَةِ اَھْلِکَ ترجمہ کمال ان دونون کا یہ ہی کہ احرام کرے اپنے کنبے کے محلے سے متعہ حج کے واسطے اور بعد اس آیت کے فرمایا فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ ترجمہ پس جو کوئی فائدہ اٹھائے ساتھ عمرے کے حج سے ملا کے اور متمتع پر ہدی واجب کیا ہی نہ مفرد پر پس صریح معلوم ہوا کہ تمتع مین یہ نقصان بھی ہی کہ اسمین ہدی دینا ہوتا ہی کس واسطے قطعاً معلوم ہی کہ موافق شریعت کے حج مین ہدی واجب نہین ہوتا ہی مگر قصور کے سبب سے اور اسکے ساتھ تمتع اور قران بھی جائز ہی اور حضرتؓ نے جو افراد کو تمتع اور قران پر اختیار فرمایا جیسا کہ حدیث مین ہی صریح دلیل افضلیت افراد کی ہی اس سبب سے کہ آنحضرت نے حجۃ الوداع مین افراد حج کی فرمائی اور عمرۃ القضا اور عمرہ جعرانہ افراد عمرہ کی کی اور باوجود فرصت عمرہ جعرانہ مین حج نہ ادا کیا مدینہ منورہ کو لوٹ آئے اور عقل کی راہ سے بھی فضیلت افراد ہر ایک کی حج و عمرہ سے معلوم ہوتی ہی کہ ہر ایک کے واسطے احرام اور ہر ایک کے ادا کے واسطے سفر جدا جدا ہوگا ظاہر دونا حسنات حاصل ہوگا جیسے کہ استحباب وضو ہر نماز کے واسطے یا مسجد مین ہر نماز کو جانا بیان کیا ہی اور عمرؓ نے جسکو منع کیا وہ یہ نہین ہی متعۃ الحج کے دوسرے معنی ہین یعنی حج کو کرنا عمرہ کے ساتھ اور احرام حج سے نکلنا عمرہ کے افعال کے ساتھ بے عذر اسی پر اجماع امت کا ہی کہ متعۃ الحج بلا عذر حرام ہی اور جائز نہین ہی ہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فسخ اپنے اصحاب سے مصلحتاً کرایا تھا اور وہ مصلحت دفع رسم جاہلیت کی تھی کہ عمرہ کو حج کے مہینون مین افجر فجور جانتے تھے اور کہتے تھے اِذَا عَفَا الْاَثَرُ وَبَرَءَ الدُّبُرُ وَانْسَلَخَ الصَّفَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ ترجمہ جب مٹ جاوین نقش قدم اور اچھی ہو جائے پشت زخمی سواری کی اور تمام ہو جائے ماہ محرم حلال ہوتا ہی عمرہ اس شخص کو کہ عمرہ کرے لیکن یہ فسخ اسی زمانے سے مخصوص ہی اورون کو جائز نہین ہی کہ فسخ کرین بغیر عذر کے اور یہ تخصیص بروایت ابوذر اور اور صحابہ کے ثابت ہی اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ قَالَ کَانَتْ مُتْعَةُ الْحَجِّ لِاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ خَاصَّةً ترجمہ روایت کی مسلم نے ابوذر سے بیشک اسنے کہا کہ تمتع حج مین خاص واسطے اصحاب محمدؐ کے ہی وَاَخْرَجَ النَّسَائِیُّ عَنْ حَارِثِ ابْنِ ھِلَالٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً فَقَالَ بَلْ لَنَا خَاصَّةً

ترجمہ روایت کی نسائی نے حارث بن بلال سے کہا اُس نے کہا مین نے یا رسول اللہ فسخ حج
کا خاص ہمارے واسطے ہی یا سب لوگون کے واسطے عام تو فرمایا بلکہ ہمارے واسطے ہی خاص قال
النووی فی شرح مسلم قال المازری اختلف فی المتعۃ التی نہی عنہا عمر اھی فسخ
الحج فقیل فسخ الحج الی العمرۃ ترجمہ کہا نووی نے شرح مسلم مین کہا مازری نے اختلاف کیا ہی
متعہ سے کہ منع کیا ہی اُس سے عمرؓ نے حج مین سو بعضون نے کہا ہی کہ مراد حج کا توڑنا ہی عمرہ کے واسطے وقال
القاضی عیاض ظاہر حدیث جابر وعمران بن حصین وابی موسی ان المتعۃ التی
اختلفوا فیہا انما ہی فسخ الحج الی العمرۃ قال ولہذا کان عمر یضرب الناس
علیہا ولا یضربہم علی مجرد التمتع ای العمرۃ فی اشہر الحج ترجمہ قاضی عیاض
نے کہا ہی ظاہر حدیث جابر اور عمران بن حصین اور ابی موسی کی بیشک متعہ کہ جسمین اختلاف رکھتے
تھے صحابہ مراد حج توڑنے سے ہی عمرہ کے واسطے اور کہا قاضی عیاض نے یہی سبب تھا کہ عمرؓ لوگون کو مارتے
تھے اسواسطے اور نہین مارتے تھے اُن کو صرف تمتع کرنے پر یعنی عمرہ ادا کرنا حج کے مہینون مین اور یہ جو
عمرؓ سے نقل کی ہی انہ قال وانا انہی عنہما اسکے معنی یہی ہین کہ بیشک عمرؓ نے کہا کہ میرا منع کرنا تمہارے
دلون مین زیادہ تاثیر رکھتا ہی اسلیے کہ مین وقت کا خلیفہ ہون دین کے کامون مین میری سختی تمسکو
معلوم ہی ایسا نہو کہ ان دونون کامون کو سہل جانو اور حقیقت مین نہی ان دونون کی قرآن مین نازل ہی
اور خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قولہ تعالی فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون
ترجمہ پھر جو کوئی ڈھونڈھے سوا اسکے تو وہ لوگ حد سے نکلنے والے ہین وقولہ تعالی واتموا الحج
والعمرۃ اور کامل کرو حج کو لیکن فاسق اور عوام الناس خدا کے منع کیے ہوئے کو اور حدیث کو کب
خیال مین لاتے ہین یہان پادشاہی حکم چاہیے ان السلطان یزع اکثر مما یزع القرآن ترجمہ اکثر
حاکم کا بندوبست قرآن کے بندوبست سے زیادہ ہی تیس اضافت نہی اپنی طرف اسی نکتے کے واسطے ہی

مطاعن عثمان رضی اللہ عنہ کہ یہ دس ہین طعن اول یہ کہ حاکم اور امیر مسلمانون کا
اُن لوگون کو کیا جنسے ظلم وخیانت ظہور مین آیا اور برے کامون کے مرتکب ہوئے جیسے ولید بن عقبہ
کہ شراب پی اور مستی کی حالت مین پیش نماز بنا اور صبح کی چار رکعت پڑھین پھر کہا ازیدکم یعنی
مین نے تمہارے لیے بڑھائین اور چارون صوبہ شام کے معاویہ کو دیے اور ایسی قوت دی کہ زمان خلافت

حضرت امیر میں جو کچھ اُس سے عمل میں آیا پوشیدہ نہیں ہے اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا عامل کیا اُسنے وہان کے
لوگوں پر سخت ظلم کیا کہ مجبور ہو کے مدینہ کو آئے اور بلوہ کیا مروان کو اپنا وزیر و منشی کیا کہ محمد بن ابی بکر کے حق میں جو صحیفہ لکھا
اقبلوہ کو یعنی تو تم اُسکو اقتلوہ یعنی قتل کرو تم اُسکو لکھوایا جب اطلاع ان عاملوں کی ہوئی تو سکوت کیا جلدی موقوف نہیں کیے
تھے یہانتک کہ لوگوں کو عثمانؓ سے سخت نفرت ہو گئی ایسے عاملوں سے تنگ ہو گئے تھے پھر جو موقوف کیا اُس سے کچھ
فائدہ نہوا اور نوبت فساد و قتل کی پہنچی پھر تدارک نکر سکے اسلئے جو کوئی ایسا بدتدبیر ہو کہ چور کو امانتدار سمجھے اور عامل کو ظالم
سے تمیز نکرسکے اور مردم شناس نہو قابل امامت کے نہیں ہوتا جواب اس طعن کا یہ کہ امام کو چاہیے جسکو جس کام
کے لائق سمجھے وہ کام اوسکے سپرد کرے اور غیب کا علم سواے شیعہ کے اہل سنت کیا اور کسی گروہ میں بھی مسلمانوں سے
شرط امامت ہرگز نہیں ہے عثمانؓ نے جسکو کارآمد جانا اور جسپر گمان نیک تھا اور امانتدار و منصف اور اپنا مطیع و
تابع سمجھا ریاست و حکومت اوسکو دی تاریخ سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ تو یہ ہے کہ واقع میں عثمانؓ کے عامل محبت اور
تابعداری اور فوج کشی اور دور دور کے شہر فتح کرنے اور لڑائی و چستی اور چالاکی میں یکتاے زمانہ تھے کوئی سُست
و آرام طلب نتھا یہی قیاس کرنا چاہیے کہ غرب کیطرف سے قریب اندلس تک سرحد اسلام کی پہنچائی تھی اور مشرق کی
طرف سے کابل و بلخ تک پھر روم میں گھسے اور خشکی و تری میں رومیوں سے لڑکے غالب ہوئے اور عراق عرب
و عجم اور خراسان کو کہ ہمیشہ خلیفہ دوم کیوقت میں لڑائی فساد اوٹھائے رہتے تھے ایسا جھاڑا صاف کیا اور دبایا کہ جسکا
کہ سر نہیں اوٹھا سکتے تھے اور نشان فتنے کا انکے دل میں نچھوڑا اگر ایسے لوگوں سے بعض کاموں میں خلاف گمان عثمانؓ کے
ظاہر ہوا عثمانؓ کی کیا تقصیر ہے پھر بھی اُسپر سکوت نکیا ہان مگر اتنا ہے کہ جو کوئی کسیکی برائی کرتا تھا اُسکی تہمت ثبوت
و تحقیق بھی ہو جائے اس نظر سے کہ عاملوں اور کام والوں کے دشمن بہت ہوتے ہیں اور زبان خلق خصوص رعایا کی
اُنکے حق میں رکتی نہیں بلکہ مرد چلتی ہے اونکی موقوفی میں جلدی کرنے سے ملک و سلطنت میں خرابی پڑتی ہے آخر جنکی
خیانت اور برائی ثابت ہوئی جیسے ولید اُسکو موقوف کیا اور معاویہ سے عثمانؓ کے وقت میں کچھ یعنی فساد نہوا
بلکہ روم سے لڑے اور بڑی ہنود کی فتحیں کین عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح نے عثمانؓ کے بعد کنارہ اختیار کیا
اور ہرگز جھگڑوں لڑائیوں میں دخل نہ دیا اب ان موقعوں سے خوبی حال اور انکی نکوئی مآل کا کچھ لگانا
چاہیے اور جو شکایتیں انکی مدینے کو پہنچیں اور پہنچائیں یہ سب توطیے عبد اللہ بن سبا اور اُسکے بھائی بندوں
کے تھے اور محمد بن ابو بکر جب عبد اللہ بن سعد سے بھڑے اُنکی البتہ اُسنے ذلت و اہانت کی الحاصل عثمان رضؓ
پر جو کچھ واجب تھا عثمانؓ نے ادا کیا جو تقدیر الٰہی موافق تدبیر کے نتھی فتنہ و فساد بند نہو سکا اور انکا حال مثل

حال انکے تھے گویا قدم بقدم کہ ہر چند حضرت امیر بھی عمدہ تدبیرون اور مشورے پورے پورے ریاست و خلافت
کے انتظام مین کام مین لائے جو تقدیر مددگار نتھی کرسی نشین ہنوئے ایسا ہی انکے اور حضرت امیر کے عاملونکا
حال یکسان ہو یہان تک ہی کہ عامل عثمان کے تسلیم و فرمانبرداری اور محبت و وفا سے بسر کرتے تھے اور عمدہ کام
سرانجام دیتے تھے اور غنیمتین اور خمس برابر دار الخلافت کو پہونچاتے تھے کہ تمام مسلمان اُسی مال سے آسودہ ہوکر
صد ہبر ناز و نعمت و خوش عیشی سے بسر کرتے تھے کہ آخر وہی بہت سا عیش و تنعم باعث اغنی ہو فساد کا ہوا اور
عامل حضرت امیر کے ہرگز مطیع و تابع انکے نتھے کام بگاڑتے تھے ہر طرف شکست کھاتے تھے اور ذلیل ہوکر
باوصف خیانت اور ظلم دونون جہان کی روسیاہی لیکر بھاگتے تھے اور انکی قرابت والون اور چچازادونکا
بھی یہی حال تھا پھر اورونکا کیا ٹھکانا اگر اس بات کا یقین ہو تو کتاب نہج البلاغت کہ شیعہ کے نزدیک
اصح کتابون سے ہی نامہ حضرت امیر کا کہ اپنے چچازاد بھائی کو لکھا ہی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ عبارت نامہ کرامت شمامہ
انکی یہی اور یہ نامہ نہایت مشہور نامون حضرت امیر سے ہی کہ اکثر کتب امامیہ مین موجود اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّی
اَشْرَكْتُكَ فِي اَمَانَتِي وَجَعَلْتُكَ شِعَارِي وَبِطَانَتِي وَلَمْ يَكُنْ فِي اَهْلِي رَجُلٌ اَوْثَقُ مِنْكَ
فِي نَفْسِي لِمُوَاسَاتِي وَمُوَازَرَتِي وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ اِلَيَّ ترجمہ مین نے تجکو شریک کیا اپنی امانت
مین اور کیا تجکو اپنا لباس اور استر اپنے لباس کا اور تجسا معتمد میرے کنبے مین نتھا میرے دل سے میری
غمخواری کو اور رفاقت کو اور امانت گذاری کو اس عبارت مین تامل کرنا چاہیے اور حضرت امیر کے حسن ظن
کا مرتبہ اس وسیلہ کے حق مین سمجھنا چاہیے فَلَمَّا رَاَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ وَالْعَدُوَّ
قَدْ حَرِبَ وَاَمَانَةَ النَّاسِ قَدْ خَزِيَتْ وَهٰذِهِ الْاُمَّةَ قَدْ فَنَكَتْ وَشَغَرَتْ قَلَبْتَ لِابْنِ
عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ فَفَارَقْتَهُ مَعَ الْمُفَارِقِينَ وَخَذَلْتَهُ مَعَ الْخَاذِلِينَ وَخُنْتَهُ مَعَ الْخَائِنِينَ
فَلَا ابْنَ عَمِّكَ وَاسَيْتَ وَلَا الْاَمَانَةَ اَدَّيْتَ وَكَاَنَّكَ لَمْ تَكُنِ اللّٰهَ تُرِيدُ بِجِهَادِكَ وَكَاَنَّكَ
لَمْ تَكُنْ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكَ وَكَاَنَّكَ تَكِيدُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ عَنْ دُنْيَاهُمْ وَتَنْوِي غِرَّتَهُمْ
عَنْ فَيْئِهِمْ فَلَمَّا اَمْكَنَتْكَ الشِّدَّةُ فِي خِيَانَةِ الْاُمَّةِ اَسْرَعْتَ الْكَرَّةَ وَعَاجَلْتَ
الْوَثْبَةَ وَاخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ مِنْ اَمْوَالِهِمُ الْمَصُونَةِ لِاَرَامِلِهِمْ وَاَيْتَامِهِمُ
اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الْاَزَلِّ دَامِيَةَ الْمِعْزَى الْكَسِيرَةَ فَحَمَلْتَهُ اِلَى الْحِجَازِ رَحِيبَ الصَّدْرِ
بِحَمْلِهِ غَيْرَ مُتَاَثِّمٍ مِنْ اَخْذِهِ كَاَنَّكَ لَا اَبَا لِغَيْرِكَ حَدَرْتَ اِلَى اَهْلِكَ تُرَاثَكَ مِنْ

أَبِيكَ وَأُمِّكَ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ أَوَمَا تُؤْمِنُ بِالْمَعَادِ أَوَمَا تَخَافُ مِنْ نِقَاشِ الْحِسَابِ أَيُّهَا الْمَعْدُودُ مِمَّنْ
كَانَ عِنْدَنَا مِنْ ذَوِي الْأَلْبَابِ كَيْفَ تُسِيغُ طَعَامًا وَشَرَابًا وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ تَأْكُلُ
حَرَامًا وَتَشْرَبُ حَرَامًا وَتَبْتَاعُ الْإِمَاءَ وَتَنْكِحُ النِّسَاءَ مِنْ أَمْوَالِ الْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ
وَالْمُجَاهِدِينَ الَّذِينَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ هَذِهِ الْأَمْوَالَ وَأَحْرَزَ لَهُمْ هَذِهِ الْبِلَادَ فَاتَّقِ اللّٰهَ
وَارْدُدْ إِلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ أَمْوَالَهُمْ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْكَ لَأُعْذِرَنَّ
إِلَى اللّٰهِ فِيكَ وَلَأَضْرِبَنَّكَ بِسَيْفِي الَّذِي مَا ضَرَبْتُ بِهِ أَحَدًا إِلَّا دَخَلَ النَّارَ ترجمہ
جب تونے دیکھا کہ زمانہ تیرے ابن عم کا بگڑا اور دشمن لڑنے کو کھڑے ہوے اور امانت لوگوں کی خراب ہوئی اور یہ
امت خونریزی میں پڑی تو تونے اپنے ابن عم پر مونہہ پھیلایا اور پیٹھ پھیری تو نے اپنے ابن عم سے بیچ محنت
مین اُسکو جدا ہوا تو اُس سے مع جدا ہونے والوں کے اور چھوڑا تو نے اُسکو ساتھ چھوڑنے والوں کے اور
دغا کی تو نے مع دغا کرنے والوں کے بس اپنے ابن عم کی خواری تو نے کی اور نہ امانت ادا کی گویا ارادہ خدا کا
اپنے جہاد مین نہیں رکھتا تھا اور گویا کہ تو روش پر اپنے رب سے نہ تھا گویا فریب دیتا ہی تو اس امت کو ان کی
دنیا سے اور نیت رکھتا ہی اُنکی غفلت سے اُنکے مال خزانے سے پھر جب تجھے ہو سکا حملہ امت کی دغابازی مین
جھٹ لوٹا تو اور جلدی اُچھل پڑا اور لیگیا جسپر تو نے قابو پایا اُن کے مال سے کہ بچا یا تھا اُنھون نے
بیواؤن یتیمون کے واسطے جیسے گرگ بدحال خون آلودہ ٹوٹی ہڈی کو پھر لا دلیگیا تو اُسکو حجاز کی طرف
دل کھول کے اور لیے جاتا ہی اُسکو ایسا کہ گناہ سے نہیں ڈرتا گویا تو اے شخص تیرا باپ مرے ایسا بنا کہ
تو ہی نے جمع کیا تھا اپنے گھر اور تیری میراث ہی کہ ماباپ سے پائی پس پاکی ہی اللہ کو کیا آخرت پر تیرا
ایمان نہیں یا ڈرتا نہیں ہی لکھنے والون حساب سے لے تو وہ شخص ہی کہ ہمارے پاس عاقل ہین اُن مین
گنا ہوا تھا کسطرح نکلتا ہی کھانا اور پینا اور جانتا ہی کہ حرام کھاتا ہون اور حرام پیتا ہون اور چھوکریان
خریدتا ہی اور جوروان کرتا ہی یتیمون اور مسکینون اور مسلمانون اور مجاہدون کے مال سے وہ لوگ کہ
حق ٹھہرایا ہی اللہ نے انکا یہ مال اور سپرد کیا اُن کے واسطے یہ ملک بس خدا سے ڈر اور پھیر دے مال
اُس قوم کے اُنکو پھر آئینا گر تو نے ایسا نہ کیا پھر اگر مجکو قدرت دی خدا نے تجپر ضرور بری ذمہ ہو جاؤنگا
خدا سے تیرے معاملے مین اور ضرور ضرور ماروں گا مین تجکو اپنی تلوار سے وہ تلوار کہ اُس سے جسکو مین نے
مارا دوزخ ہی کو گیا اس نامہ کے تمام مضمون کو غور کرنا چاہیے اور اُس عامل روسیاہ کی خباثت اور خیانت

معلوم کرنا چاہیے کہ اتنی خیانت اور خیانت عثمانؓ کے عاملون سے کسیکی منقول نہوئی خصوصًا مال لیکر اور خلیفہ سے بھاگجانا اور نیز حضرت امیرؑ کے عاملون سے منذر بن جارود عبدی تھا کہ وہ بھی تھوڑا خائن اور چڑھا ہوا تھا بعد ظہور اسکی خیانت کے حضرت امیرؑ نے ایک نامہ تہدید کا اسکو لکھا تھا اور وہ پندنامہ مشہور کتابون حضرت امیرؑ سے ہی اور نہج البلاغت اور اور کتب امامیہ مین مذکور و مسطور عبارت ارشاد اشارت اسکی یہ ہی اما بعد فَصَلَاحُ اَبِیْکَ غَرَّنِیْ مِنْکَ وَظَنَنْتُ اَنَّکَ تَتَّبِعُ هَدْیَهٗ وَتَسْلُکُ سَبِیْلَهٗ فَاِذَا اَنْتَ فِیْمَا رُقِّیَ اِلَیَّ عَنْکَ لَا تَدَعُ لِهَوَاکَ انْقِیَادًا وَلَا تُبْقِیْ لِاٰخِرَتِکَ عَتَادًا تَعْمُرُ دُنْیَاکَ بِخَرَابِ اٰخِرَتِکَ وَتَصِلُ عَشِیْرَتَکَ بِقَطِیْعَةِ دِیْنِکَ اِلٰی اٰخِرِ الْکِتَابِ الْمُکَرَّمِ ترجمہ تیرے باپ کی صلاحیت نے مجکو دھوکا دیا مین نے گمان کیا کہ تو بیرو ہوگا اسکی وضع کا اور چلیگا اسکی راہ پر ناگاہ تجکو دیکھا کہ تو اُسی مین ہی جسکی مجکو خبر پہونچتی ہی کہ تو نہین چھوڑتا اپنے نفس کی خواہش اطاعت کرنے مین اور نہین رکھتا اپنی آخرت کا کچھ سرانجام آباد دنیا کو اپنی عقبیٰ ویران کرکے آباد کرتا ہی اور سلوک کرتا ہی اقربا سے بدسلوکی جو آخر رقعہ شریف تک آلکھا ہی اہل سنت کے نزدیک حضرت امیرؑ اور حضرت عثمانؓ مین اس معاملے مین کچھ فرق نہین ہی اسواسطے جو کچھ اُنکے ذمے تھا دونون نے ادا کیا اور اپنی نیک گمانی سے عاملون کو عمل دیا اور غیب کا علم خدا کو ہی پیغمبر بھی ظاہر نیک سنبھلے دیکھکر دھوکا کھا جاتے ہین باطن کی خرابی سے واقف نہین ہوتے جبتک کہ وحی اور واقعات الٰہی نہ اُنکو کھول دے قولہ تعالٰی وَلِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ترجمہ اور جبتک خالص نکرلے اللہ تعالٰی ایمان کو وقولہ تعالٰی مَا کَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَا اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ترجمہ کبھی نہین ہی کہ اللہ تعالٰی چھوڑدے ایمان لانے والون کو جیسے کہ وہ ہین جبتک کہ چھانٹ نلے ناپاک کو پاک سے اور امام کو ضرور نہین کہ علم غیب رکھتا ہو کہ اپنی نیک گمانی مین خطا نکرے اور ہر کسیکو جان لے کہ یہ ایسا ہوگا لیکن شیعہ کے نزدیک بہت بڑا فرق ہی کہتے ہین کہ حضرت امیرؓ خیانت کرنے اور کام وخدمت دینے سے پہلے ہی جان لیتے تھے کہ یہ خائن ہی اس سے خیانت ہوگی اسلیے کہ ایمہ کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ضرور ہی یعنی جو ہوگیا اسکا بھی اور جو ہوگا اُسکا بھی اور اس مسئلے پر سبکا اتفاق ہی محمد بن یعقوب کلینی اور اور علما نے قسم قسم کی روایتون اور طریق متعددہ سے اس مسئلے کو ثابت کر چھوڑا ہی ایس صورت مین حضرت امیرؑ دیدہ ودانستہ خائنون اور مفسدون کو حاکم مسلمان کے معاملات کا کرتے تھے کہ آخرکار وہ خائن مال مسلمانون کا اور انکا حق ہضم کرکے بھاگ جاتے تھے اور سوائے پندنامہ اور نصیحت کے کچھ تدارک اسکا نہین

ہو سکتا تھا اور عثمانؓ بیچارے نادانستہ بظاہر اچھا سمجھ کے عاملون کو کام سپرد کرتے تھے اُنسے خیانتین ظہور
مین آتی تھین کہ وہ اپنے کیے سے ندامت اُٹھاتے تھے اب حضرت امیرؑ کے عاملون سے ندو سرے عامل کا قصہ
سننا چاہیے کہ حضرت امیر کے خاندان کے ساتھ جو قبلہ وکعبۂ مخلوق اور حکما تا دین وایمان ہر گروہ کے ہین کیا کیا
اور کیا سوچا کہ وہ عامل مردود زیاد ولد الزنا ہی کہ صوبہ دار ملک فارس اور شیراز کا تھا اور وہ بیچارہ ولد الزنا
ہونے پر فخر کرتا تھا اور پکار پکار کے کہتا تھا اور اپنی ماں پر گواہی زنا کی دیتا تھا قصہ اُسکا یہ کہ ابو سفیان
معاویہ کے باپ جسوقت مین کہ اسلام نہین لایا تھا ایک عورت سمیہ نامی پر کہ چھوکرے حارث ثقفی طبیب کی تھی
مبتلا ہوے رات دن اُسکے پاس آتے جاتے تھے اور مزہ اُٹھاتے تھے اُسی ایام مین سمیہ کے بچہ ہوا جسکا نام
زیاد ہوا لیکن وہ چھوکری اگرچہ ملکیت حارث کی تھی اور اُسیکے غلام کے نکاح مین تھی بچپن مین اس لڑکے کا
عبد الحارث لقب کیا یہانتک کہ بڑا اور ہوشیار ہوا اور نشانیان اُسکے شجاعت وبلاغت وخوش تقریری
وبسانی کی مخلوق کے زبانپر جاری ہوئین اور دانائی وہوشیاری اُسکی تمام جہان مین مشہور ہوئی ایکدن
عمرو بن عاص نے کہ بزرگان قریش سے تھا اور زیرک ودانا کہا لَوْ كَانَ هٰذَا الْغُلَامُ بِقُرَيْشٍ لَسَاقَ
الْعَرَبَ بِعَصَاهُ ترجمہ اگر ہوتا یہ لڑکا قریش سے تو عرب کو اپنے ڈنڈے سے ہانکتا ابو سفیان نے اس
بات کو سنکر کہا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ مَنْ وَضَعَهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ یعنی قسم خدا کی مین خوب پہچانتا ہون جسنے
اسکو اسکی مان کے پیٹ مین رکھا ہی حضرت امیر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے پوچھا مَنْ هُوَ یعنی وہ کون ہی
فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ اَنَا فَقَالَ اَنَا مَهْلًا يَا اَبَا سُفْيَانَ ترجمہ ابو سفیان نے کہا مین ہون فرمایا بس کر
اے ابوسفیان فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْلَا خَوْفُ شَخْصٍ يَرَانِيْ يَا عَلِيُّ مِنَ الْاَعَادِيْ لَاَظْهَرَ
بِهٖ صَخْرُ بْنُ حَرْبٍ وَلَمْ تَكُنِ الْمَقَالَةُ عَنْ زِيَادٍ فَقَدْ طَالَتْ مُجَامَلَتِيْ ثَقِيْفًا وَتَرْكِيْ فِيْهِمْ
ثَمَرَ الْفُؤَادِ ترجمہ کہا ابوسفیان نے خبردار ہو خدا کی قسم اگر اُس سے نڈرتا جو دیکھتا ہی مجکو اے علیؑ دشمنون
سے صخر ظاہر کر دیتا اسکے بھید کو ابوسفیان اور یہ گفتگو زیاد سے نہین ہوئی ہی اور بیشک مین نے قوم
ثقیف سے بہت چھپایا اور اپنا میوہ دلکا انہین چھوڑ رکھا زیاد نے بھی اس قصے کو سنا تھا بیبائی سے
لوگون کے سامنے کہتا تھا کہ اصل مین مین نطفہ ابوسفیان کا ہون اور قوم قریش سے ہون جب امیر المومنینؑ نے
اُسکو فارس کا حاکم کیا ملک کے دبانے اور فساد کو ٹھیک کر دینے مین اچھی کوششین نمایان اُس سے
ظہور مین آئین معاویہ نے اس سے خفیہ خط کتابت شروع کی اور چاہا کہ اُسکو اس لالچ مین کہ تجکو اپنے بیچ مین

ملاعین کے اپنا رفیق بنائے اور امیر کی رفاقت سے الگ کرے کہ ایسے شخص سردار خوش تدبیر جا و والیکا اپنے
دشمن سے الگ کر لینا غنیمت ہی اُس سے مضبوط وعدہ کیا کہ اگر ہم مین آملیگا تو ہم تجکو اپنا بھائی بتائینگے
اور کہینگے کہ ابوسفیان کی اولاد سے ہو اسواسطے کہ آخر ہی تو تو ابوسفیان ہی کا نطفہ تیری دانائی اور شہامت
اور شجاعت اور بہادری اس دعوے کے سچے گواہ ہین جب حضرت ان خطون سے خوب واقف ہوئے زیاد کو
خط لکھا جسکی یہ عبارت ہو قَدْ عَرَفْتُ اِنَّ مُعَاوِیَةَ کَتَبَ اِلَیْکَ یَسْتَزِلُّ لُبَّکَ وَیَسْتَفِلُّ غَرْبَکَ
فَاحْذَرْہُ اِنَّمَا هُوَ الشَّیْطَانُ یَاْتِی الْمَرْءَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ
شِمَالِهٖ لِیَقْتَحِمَ غَفْلَتَهٗ وَیَسْتَلِبَ غِرَّتَهٗ فَاحْذَرْہُ ثُمَّ احْذَرْہُ وَقَدْ کَانَ مِنْ اَبِیْ سُفْیَانَ
فِیْ زَمَنِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَلْتَةٌ مِنْ حَدِیْثِ النَّفْسِ وَنَزْغَةٌ مِنْ نَزَغَاتِ الشَّیْطَانِ
لَا یَثْبُتُ بِهَا نَسَبٌ وَلَا یُسْتَحَقُّ بِهَا مِیْرَاثٌ وَالْمُتَعَلِّقُ بِهَا کَالْوَاغِلِ الْمُدَفَّعِ وَالْمَنُوْطِ
الْمُذَبْذَبِ ترجمہ مین نے جانا تحقیق کہ تجکو معاویہ نے خط لکھا ہی کہ تجکو اپنی طرف پھسلاتا ہوا اور تیرے
نیزے کی کند کرتا ہی پس تو اُس سے بچ بیشک وہ شیطان ہی کہ آدمی کو آگے پیچھے داہنے بائین سے پکڑتا ہی تو
ناگہان وہ غافل ہوجائے اسکی بیخبری مین اسکو لوٹ لے پس بچ اُس سے پھر کہتا ہون بچ اُس سے اور
بیشک ابوسفیان سے عمرؓ بن خطاب کے وقت مین ایک لفظ زبان سے نکلا ہی قسم خیالات نفس اور قسم وسوسۂ
وسوسون شیطان سے اوس سے نسب نہین ثابت ہوتا اور اُس سے تجکو میراث نہین پہونچتی اور ایسی چیزون کو
دستاویز پکڑنے والا ایسا ہی جیسے کوئی زبردستی آتا ہو اور اسکو ہانکتے ہین اور لٹکا ہوا ہو اور ہلتا ہی جب
یہ خط زیاد نے پڑھا کہا وَرَبِّ الْکَعْبَةِ شَهِدَ لِیْ اَبُو الْحَسَنِ بِاَنِّیْ اَنَا ابْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ ترجمہ قسم ہی
پروردگار کعبہ کی گواہ ہی میرے لیے علیؑ اس بات پر کہ مین ابوسفیان کا بیٹا ہون یہ بھی بڑی بھائی کی بات
تھی مگر جب تک آپ شہید ہوئے ظاہرداری کرتا رہا اور ظاہر بے پردہ آپ کی رفاقت چھوڑ دی جب حضرت
امیر شہید ہوئے اور حضرت امام حسنؑ نے ملک و سلطنت معاویہ کے سپرد کیا تو معاویہ نے زیاد کی تسلی و دلاسا کیا
کہ بڑی جمعیت اسکے ساتھ تھی اور بڑا مدبر اور بہادر اور دانا تھا اور پادشاہون کو ایسے آدمیون کی ضرورت
ہوتی ہی حد سے زیادہ بڑھائی تا اُسکی رفاقت مین بھی حضرت امیرؑ کی رفاقت کی طرح اچھی محنتین شایستہ
کرے وہی بات ابوسفیان کی جو عمرو بن عاص اور حضرت امیر کے سامنے اُسکے منہ سے نکلی تھی دستاویز
پکڑ کے اسکو اپنا بھائی قرار دیا اور سنہ ۴۴ ہجری میں اُسکے نسب کو زیاد بن ابوسفیان مقرر کیا اور ملک مین

اسکی منادی کرادی کہ اسکو زیاد بن ابو سفیان کہا کریں آب شرارت ابن زیاد زنا زاد کی دیکھنا چاہیے
کہ بعد رفاقت معاویہ کے اول فعل جو اس سے ہوا عداوت اولاد حضرت امیرؑ کی تھی اسوقت تک کہ
سبط اکبر حسنؑ مجتبیٰ بقید حیات رہے تھوڑا بہت ملاحظہ کرتا رہا جب انحضرت نے بھی رحلت فرمائی زیاد
معاویہ کی طرف سے عراق کا حاکم ہوا اور کوفے پر قبضہ پایا پہلے سعد بن شریح کے کہ خالص شیعوں جناب امیرؑ
سے تھا اور انکے خاندان عالیشان کے بڑے دوستوں اور اخلاص والوں سے تھے پیچھے پڑا اور چاہا کہ اسکو
پکڑکے ڈانڈے وہ خبردار ہو کر بھاگا اور مدینہ منورہ مین آپ کو سید الشہدا خاتم آل عبا جناب امام حسین
رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچا یا زیاد نے کوفے مین اسکا گھر ضبط کیا اور جو کچھ نقد و جنس تھا سب لیلیا اور
گھر جلا دینے اور کھود ڈالنے کا حکم دیا جب یہ بات حضرت امام کے گوش مبارک مین پہونچی خط سفارشی
زیاد کو اس گمان پر کہ آخر جناب امیرؑ کا قدیم رفیقوں سے ہو اور نمک پروردہ آنجناب کا کہا تک بیجائی
کریگا اور کھیل بیوفائی کا کھیلیگا لکھا کہ عبارت اسکی یہ ہے مِنَ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ اِلَى زِيَادٍ اَمَّا بَعْدُ
فَقَدْ عَمَدْتَ اِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَهُ مَا لَهُمْ وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِمْ فَهَدَمْتَ دَارَهُ
وَاَخَذْتَ مَالَهُ وَعِيَالَهُ فَاِذَا اَتَاكَ كِتَابِيْ هٰذَا فَابْنِ دَارَهُ وَرُدَّ اِلَيْهِ مَالَهُ وَعِيَالَهُ
فَاِنِّيْ قَدْ اَجَرْتُهُ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ ترجمہ حسینؑ بن علی سے طرف زیاد کے لیکن بعد اسکے تونے قصد
کیا مسلمانوں سے ایک شخص پر کہ اسکا حق بھی ثابت ہی جیسا کہ سب مسلمانوں کا اور اسکے ذمے بھی ہی
جو کچھ اوروں کے ذمے ہی تونے اسکا گھر ویران کردیا اور مال لیلیا مع عیال کے جب پہونچے تیرے پاس
میرا خط تو اسکا گھر بنادے اور مال و عیال پھیر دے مین نے اسکو پناہ دی ہی بس سفارش میری اسکے
حق مین مان لے آپ کے جواب مین وہ کافر نعمت ناشکر یوں لکھتا ہی مِنْ زِيَادِ ابْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ
اِلَى الْحُسَيْنِ ابْنِ فَاطِمَةَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اَتَانِيْ كِتَابُكَ اِبْتَدَاْتَ بِاِسْمِكَ قَبْلَ اِسْمِيْ وَاَنْتَ
طَالِبٌ لِلْحَاجَةِ وَاَنَا سُلْطَانٌ وَاَنْتَ سُوْقَةٌ وَكِتَابُكَ اِلَى فَاسِقٍ لَا يُؤْوِيْهِ اِلَّا فَاسِقٌ
مِثْلُهُ وَشَرٌّ مِنْ ذٰلِكَ اِذَا اَتَاكَ وَقَدْ اٰوَيْتَهُ اِقَامَةً مِنْكَ سُوْءَ الرَّاْيِ وَرَضِيَ بِذٰلِكَ
وَاَيْمُ اللّٰهِ لَا يَسْبِقُنِيْ اِلَيْهِ سَابِقٌ وَلَوْ كَانَ بَيْنَ جِلْدِكَ وَلَحْمِكَ فَاِنَّ اَحَبَّ لَحْمًا اَنْ اٰكُلَهُ
لِلَحْمٌ اَنْتَ فِيْهِ فَاَسْلِمْهُ بِجَرِيْرَتِهِ اِلَى مَنْ هُوَ اَوْلَى بِهِ مِنْكَ فَاِنْ عَفَوْتُ عَنْهُ لَمْ اَكُنْ
شَفَّعْتُكَ فِيْهِ وَاِنْ قَتَلْتُهُ لَمْ اَقْتُلْهُ اِلَّا بِحُبِّهِ اَبَاكَ ترجمہ زیاد بن ابی سفیان سے طرف

حسین بن فاطمہ کے لیکن بعد اسکے کہ یہ آیا میرے پاس خط تیرا کہ اسمین تو نے اپنے نام سے ابتدا کی ہے تیرے نام سے پہلے حالانکہ یہ کہ تو طالب حاجت کا ہے اور مین حاکم ہون اور تو رعیت اور خط تیرا ایک فاسق کے معاملے مین ہے کہ اسکو واد اکرے سکر وہی جو اس جیسا فاسق ہو اور یہ اور بھی بدتر ہوا کہ وہ تیرے پاس گیا اور تو نے اسکو جگہ دی اور وارا ہوا ہے تیرے سبب سے اپنی بدتدبیری پر اور راضی ہوا ہے اسکے ساتھ اس کام پر اور قسم ہے خدا کی کوئی نہین پونہچیگا مجھسے پہلے اسپر اگرچہ وہ تیرے گوشت پوست مین ہوگا بس ہر آینہ بہتر سب گوشتون مین ہوگا یہ گوشت کہ مین اسکو کھاؤن اور تو اسمین ہے بس حوالے کر اسکو اسکے جو اسپر زیادہ تصرف رکھتا ہے تجھسے پس اگر معاف کرونگا مین اس سے تو یہ نہ سمجھنا کہ مین نے تیری سفارش مان لی اسکے حق مین اور اگر مار ڈالون گا اسکو تو نہین مارونگا مگر اس بات پر کہ وہ تیرے باپ کا محب ہے جو یہ نامہ ناپاک کہ اسکے صاحب کو حق تعالیٰ اپنے عدل کا مزہ چکھائے اس سے زیادہ کیا کہون حضرت امام کے پاس پونہچا ویسے ہی لفافہ کرکے معاویہ کے پاس بھیجدیا اور لکھا کہ قصہ اسطرح پر ہے اور مین نے زیاد کو ایسا لکھا تھا اُسنے جواب مین یہ نامہ لکھا ہے اس خط کے پہونچتے ہی معاویہ غصے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے زیاد کو لکھا

مِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُفْيَانَ اِلَى زِيَادٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ حُسَيْنَ ابْنَ عَلِيٍّ بَعَثَ اِلَيَّ كِتَابَكَ اِلَيْهِ جَوَابَ كِتَابِهِ اِلَيْكَ لِابْنِ سَرْحٍ فَعَلِمْتُ اِنَّكَ بَيْنَ الرَّائِيَيْنِ رَائِيٌ مِنْ اَبِي سُفْيَانَ وَرَائِيٌ مِنْ سُمَيَّةَ اَمَّا رَائِيكَ مِنْ اَبِي سُفْيَانَ فَحِلْمٌ وَعَزْمٌ وَاَمَّا الَّذِي مِنْ سُمَيَّةَ فَكَمَا يَكُونُ رَائِي مِثْلِهَا وَمِنْ ذٰلِكَ كِتَابُكَ اِلَى الْحُسَيْنِ بِشَتْمِ اَبَاهُ وَتَعَرِّضُ لَهُ بِالْفِسْقِ وَلَعَمْرِي اَنْتَ اَوْلٰى بِالْفِسْقِ مِنَ الْحُسَيْنِ وَلَابُوكَ اِذَا كُنْتَ تَنْسِبُ اِلَى عَبْدٍ اَوْلٰى بِالْفِسْقِ مِنْ اَبِيهِ وَاِنْ كَانَ الْحُسَيْنُ بَدَاَ بِاسْمِهِ اِرْتِفَاعًا عَنْكَ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَمْ تَضَعْكَ وَمَا تَشْفِيعُهُ فِيمَا شَفَعَ فِيهِ فَقَدْ دَفَعَهُ عَنْ نَفْسِكَ اِلَى مَنْ هُوَ اَوْلٰى بِهِ وَمِنْكَ فَاِذَا اَتَاكَ كِتَابِي هٰذَا فَخَلِّ مَا فِي يَدِكَ بِسَعِيدِ ابْنِ سَرْحٍ وَابْنِ لَهُ دَارَهُ وَلَا تَعَرَّضْ لَهُ وَارْدُدْ اِلَيْهِ مَالَهُ وَعِيَالَهُ فَقَدْ كَتَبْتُ اِلَى الْحُسَيْنِ اَنْ يُخْبِرَ صَاحِبَهُ بِذٰلِكَ فَاِنْ شَاءَ اَقَامَ عِنْدَهُ وَاِنْ شَاءَ رَجَعَ اِلَى بَلَدِهِ فَلَيْسَ لَكَ عَلَيْهِ سُلْطَانٌ بِيَدٍ وَلِسَانٍ وَاَمَّا كِتَابُكَ اِلَى الْحُسَيْنِ بِاسْمِهِ لَا تَنْسِبُ اِلَى اَبِيهِ بَلْ اِلَى اُمِّهِ فَاِنَّ الْحُسَيْنَ وَيْلَكَ مَنْ لَا يُرْمٰى بِهِ الرَّجَوَانِ اَفَاسْتَصْغَرْتَ اَبَاهُ وَهُوَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ اَمْ ثَمَّ اِلَى اُمِّهِ وَكَلَّتْهُ وَهِيَ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ اَفْخَرَلَهُ اِنْ كُنْتَ تَعْقِلُ وَالسَّلَامُ

ترجمہ معاویہ بن سفیان سے طرف زیاد کے لیکن بعد اسکے تحقیق بھیجا حسین بن علی نے تیرا خط جو اُسکے
نام تونے بھیجا تھا میرے پاس ابن شریح کے مقدمے مین سو مین نے جانا کہ تو دو رایون کی کھینچتان مین ہی ایک
رائے ابوسفیان کی طرف سے اور دوسری سمیہ کی طرف سے لیکن ابوسفیان والی رائے سے تو تجھ مین حلم و عزم ہی
اور سمیہ والی رائے تو ویسی ہی جیسی ان لوگون کی ہوتی ہی اس قسم سے تیرا خط ہی حسین کی طرف تو اُن کے
باپ کو دشنام دیتا ہی اور انپر تعریض کرتا ہی فسق کے ساتھ مین اپنے جان کی قسم کھاتا ہون کہ فسق مین تو
نہایت بہتر ہی حسین سے اور ضرور تیرا باپ جسوقت کہ تو غلام کا بیٹا گنا جاتا ہی وہ حسین کے باپ سے فسق
مین نہایت ہی اولی ہی اگر حسین نے ابتدا نامے کی اپنے نام سے کی آپ کو اونچا جانکر تجھسے تو تو پست نہین ہوتا ہی
لیکن قبول سفارش اُسکے اُس مقدمے مین سفارش کی پس اس نیکی کو تونے دفع کیا اُسکی طرف کہ وہ اس کام کے
واسطے تجھسے بہت بہتر ہی پس جسوقت میرا خط تیرے پاس پہونچے جو کچھ تیرے قبضے مین سعید کی ملکیت سے ہی
چھوڑ دے اُسکو اور گھر بنا دے اور اُس سے متعرض مت رہو اور پھیر دے اُسکا مال و عیال مین نے بیشک
لکھا ہی حسینؑ کو کہ وہ اپنے دوست کو خبر کر دین اس نقشے سے بھی میرے آپس اگر وہ چاہے اُن کے پاس رہے
و اگر چاہے اپنے شہر کو لوٹ جائے تجھکو اُسپر نصرت نہین ہی نہ ہاتھ سے نہ زبان سے لیکن خط لکھنا تیرا محض اُنکے
نام پر جنکی نسبت تو اُنکے باپ سے نہین کرتا بلکہ ماں سے کرتا ہی پس بیشک حسینؑ وائے تجھپر وہ شخص ہی کہ گرایا نہین
جاتا اُسکو اس سے کہ آیا کم گنا تونے اُنکے باپ کو کہ وہ علیؑ بن ابی طالب ہی تو جنکے تونے اُنکے ماں کی طرف حوالے کیا
حال آنکہ وہ رسول خدا کی بیٹی ہین یہ تو اُنکا بہت بڑا فخر ہی جو تجھکو عقل ہوتی تو سمجھتا اور سلام حاصل کلام
شرارت و بدذاتی ابن زیاد اور اُسکی اولاد ناپاک کی خصوصاً عبداللہ قاتل حضرت امام حسینؑ کے حق مین
گروہ مسلمانون اور خاص خاندان حضرت امیرؑ مین اُس حد ہی کہ قلمون کی زبان اُسکے لکھنے سے عاجز ہوئی
اور مشکل مسئلہ شیعہ کے نزدیک یہ ہی کہ ابن زیاد ولدالزنا تھا اور ولدالزنا اُنکے نزدیک نجس العین ہی باوصف
اسکے حضرت امیرؑ نے فارس کے لوگون اور مسلمانون کے لشکر پر امیر فرمایا اُسوقت مین جماعت پانچون وقت
نماز اور جمعہ اور عیدین کی سب حاکم و امیر کے ذمے ہوتی تھی پس یہی ولدالزنا آگے جاتا تھا اور سب کی نماز تباہ
کرتا تھا حال آنکہ یہ مسئلہ امامیہ کے نزدیک اسبات کے ساتھ خوب تصریح کیا ہوا ہی کہ ولدالزنا کی امامت سے
نماز نہین ہوتی اب امامیہ کو زیبا نہین ہی عثمانؓ کے عاملون کی خیانت و ظلم سے عثمانؓ پر طعن کرین اور بہتان
کو بھول جائین **طعن دوم** یہ کہ حکم بن ابی عاص کو کہ مروان شیطان کا باپ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسکو ایک تقصیر پر نکال دیا تھا پھر مدینے مین بُلا لیا **جواب** اسکا یہ کہ حکم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس سبب سے نکال دیا تھا کہ وہ منافقون سے دوستی رکھتا تھا اور مسلمانون مین فتنے اُٹھاتا تھا اور کافرونکی
مدد کرتا تھا جب بعد وفات پیغمبرؐ اور خلافت شیخین علیہم السّلام کے کفر کا زوال ور نفاق کا بطلان حد کو پہنچا
کر ان دونون فرقون کا نام ونشان حجاز کے شہرون مین علی العموم اور مدینہ منورہ مین بالخصوص شیطان
کے انڈیسے بھی زیادہ کمیاب ہوگیا اور اصول کا قاعدہ مقرر ہی اَلحُکمُ المَعلُولُ بِالعِلَّةِ یَرتَفِعُ عِندَ
اِرتِفَاعِهَا ترجمہ جس حکم کے ساتھ کوئی علت لگی ہو جب علت جاتی رہیگی وہ بھی جاتا رہیگا بس
حکم اُسکے نکالدینے کا بھی جاتا رہا اور شیخین اُسکے آنے کے اس سبب سے روادار نہوئے کہ ہنوز احتمال
فتنے اور فساد کا قائم تھا اسلیے کہ حکم بنی امیہ سے تھا اور شیخین رضٰ تیم سے بسبب عداوت جاہلیت یعنی قبل اسلام کے
خیال کیا کہ ایسا نہو کہ پھر اسکی رگ حمیت کی جوش کرے اور مسلمانون مین شتابہ دوڑا کے آگ پھیلاے اور جب
عثمانؓ خلیفہ ہوئے کہ یہ اُنکا بھتیجا ہوتا تھا اس سبب سے بھی اطمینان کلی حاصل ہوا اسواسطے اُسکو مدینہ منورہ
مین بُلا لیا اور رعایت صلہ رحم کی کی اور خود عثمانؓ سے یہ بات لوگون نے پوچھی تھی کہ حکم کو مدینے مین کیون
لائے اُنھون نے خود جواب شافی فرمایا کہ مین نے اجازت اُسکے آنے کی مدینہ منورہ مین بحالت مرض موت آنحضرتؐ
سے لے لی تھی جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے ان سے مین نے کہا انھون نے اجازت کا دوسرا گواہ چاہا جو کہ دوسرا گواہ میرا کوئی نتھا
خاموش ہوگیا اسی طرح عمرؓ کے پاس گیا کہ شاید مجھ اکیلے کے کہنے کو مان لین انھون نے بھی حسب دستور ابوبکرؓ کے
دوسرا گواہ مانگا پھر مین خاموش ہوگیا جب خود خلیفہ ہوا اپنے علم یقینی پر عمل کیا اور عثمانؓ کی اسبات کے
گواہ اہل سنت کی کتابون مین موجود ہین بروایت صحیح کہ مرض موت مین آنحضرتؐ نے ایکدن فرمایا کیا
اچھا ہو کہ میرے پاس کوئی مرد صالح آئے جس سے بات کرون ازواج مطہرات اور اور خادمون نے محل کے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کو بلائین فرمایا نہین پھر کہا عمرؓ کو بلائین کہا نہین پھر کہا علیؓ مرتضی کو
بلائین کہا نہین پھر کہا عثمانؓ کو بلائین فرمایا ہان جب عثمانؓ آئے سب کو الگ کر دیا تنہائی مین دیر تک اُنسے
سرگوشی کی تعجب نہین ہے کہ وہ وقت آپ کے لطف وکرم کا تھا عثمانؓ نے اس گنہگار کی سفارش کی ہو
اور قبول ہوگئی ہو دوسرا اُسپر مطلع نہوا ہو اور بھی ثابت ہی کہ حکم نے اپنے آخر عمر مین نفاق وفساد سے توبہ
کر لی تھی چنانچہ بعد توبہ کے کوئی بات اُس سے وقوع مین نہین آئی اور اُسکے ساتھ نہایت بوڑھا ہوگیا تھا
اور قوی اُسکے کر گئے تھے کچھ خوف فتنہ وفساد کا اُس سے نہین رہا تھا بس بُلا لینا اُسکا مدینے مین ایسا

ہو گا جیسے کسی بڑھیا پرانی رنڈی شکل کو بنا لیا کہ ہرگز محل طعن نہیں ہے طعن سوم اپنے گھر کے لوگوں اور
اقربا کو بہت مال دیا اور خرچ بیہودہ حد سے زیادہ کیا خزانہ بیت المال کو اجاڑا جب حکم بن ابی عاص کو
مدینے میں لائے ایک لاکھ درم اسکو دیے اور اسکے لڑکے کو کہ حارث بن حکم تھا محصول مدینے کے بازار
کا اور وہ بکیں کنج اور سب منڈیوں کی دیں مروان کو خمس افریقیہ کا عطا کیا عبداللہ بن خالد بن اسد
بن ابی عاص بن امیہ کو جو کہ سے انکے پاس آیا تین لاکھ درم انعام فرمائے ایک لڑکی کو اسکے دو دانے ایسے موتیوں کے
دیے کہ قیمت اسکی جوہری و سوداگر نہیں دے سکتے تھے دوسری لڑکی کو ایک انگوٹھی زر کی جڑاو یاقوت جوہر
عمدہ گران قیمت کی بخشی اور اکثر بیت المال کو عمارتوں اور باغوں کی تعمیر اور اپنی زمین اور کھیتی کے صرف میں
خرچ کیا عبداللہ بن ارقم اور معیقیب دوسرے جو عمر خطاب کے وقت سے داروغہ خدمت بیت المال کے
تھے یہ حال دیکھکر استعفا کیا اور چھوڑ دی مجبور ہو کے یہ خدمت زید بن ثابت کو دی ایک دن بعد تقسیم کرنے
بیت المال کے جو بچا زید بن ثابت کو دیدیا کہ وہ بچا ہوا لاکھ درم سے زیادہ تھا ظاہر ہے جو شخص کہ اپنے مال کو
بیہودہ خرچ کرتا ہے اسی کو شرع مطعون و ملامت کرتی ہے نہ کہ مسلمانوں کے مال میں ایسے معاملے کرے کہ ان کے
حق تلف ہوں جواب ایسے کثیر خرچوں کو بیت المال سے قرار دینا اور محل طعن ٹھہرانا محض افترا اور صریح
بہتان ہے مالداری و آسودگی عثمانؓ کی قبل خلافت ابوبکر سے تھی خصوصاً خلافت عمرؓ کے آخر میں کہ ہر طرف
فتوحات بیشمار آتی تھیں اور غنیمتیں تھیں تمام صحابہ بڑی دولت و ثروت والے ہو گئے تھے چنانچہ بعض فقرا
مہاجرین کے جو آنحضرت کے وقت میں رات کی روٹی کو محتاج تھے اسی اسی ہزار درم زکوۃ کے نکلتے تھے
اور حضرت امیرؓ کو بھی پوری وسعت و فراخی تھی عمارتیں اور باغ اور کھیتیاں سب نے پیدا کیں تھیں کہ یہ
چھپانے کی چیز نہیں ہے عثمانؓ تو پہلے سے بھی مالدار تھے تجارت انکی عمدہ تھی اسوقت میں اور بھی مالدار ہو گئے
یہ خرچ و بخشش انکی بالکل اپنے ہی کیسہ پر تھی راہ خدا میں مثل آزاد کرنے بردوں کے اور جو خیرات نیک
میں صرف کرتے تھے ہر جمعے کو ایک بردہ آزاد کرتے تھے اور ہر روز سب مہاجرین و انصار کی ضیافت
فرماتے مکلف کھانے ہیئت مجموعی کھلاتے جیسا کہ حسن بصری نے کہا ہے شَهِدْتُ مُنَادِيَ عُثْمَانَ
يُنَادِي يَا أَيُّهَا النَّاسُ اغْدُوا عَلَى أَعْطِيَاتِكُمْ فَيَغْدُونَ فَيَأْخُذُونَهَا وَافِرَةً يَا أَيُّهَا النَّاسُ
اغْدُوا عَلَى أَرْزَاقِكُمْ فَيَغْدُونَ فَيَأْخُذُونَهَا حَتَّى وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ يَقُولُ اغْدُوا عَلَى
كِسْوَتِكُمْ فَيَأْخُذُونَ الْحُلَلَ وَاغْدُوا عَلَى السَّمْنِ وَالْعَسَلِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَأَرْزَاقٌ دَارَّةٌ وَخَيْرٌ كَثِيرٌ

رواہ ابو عمر فی الاستیعاب ترجمہ گواہی دیتا ہون مین کہ منادی عثمانؓ پکارتا تھا ای لوگو صبح او اپنے
عطیات لینے کو بس صبح جاتے تھے اور پوری پوری لیتے تھے یعنی بہت ای لوگو صبح آؤ اپنا رزق لینے کو
سو جاتے تھے صبح اور پاتے تھے یہان تک کہ مین نے اپنے خود کانون سے سنا کہ کہا تھا حاضر ہو اپنی پوشاک لینے کو
اور حلے پاتے تھے اور صبح آو گھی اور شہد لینے کو اور کہا حسن بصری نے روزینے جاری تھے اور خیر کثیر
روایت کی اسکی ابو عمرؒ نے استیعاب مین اور خرچ انکے راہ خدا مین تواریخ مین دیکھنا چاہیے جنسے
سخاوت و بخشش انکی سمجھی جائے اور کسی نے اُس کو جو راہ خدا مین جو اسراف یعنی خرچ بیہودہ نہین
کہا ہو اور صحیح حدیث ہی کہ لا سَرَفَ فِی الْخَیْرِ یعنی نیک کامون مین خرچ کرنا بیہودہ خرچ نہین ہی
یہ بھی ظاہر ہی کہ جو اپنے عزیز اقارب پر خرچ کرتا ہی دونا اجر پاتا ہی جیسا کہ حدیث مین ہی کہ مسکین کو صدقہ
دینا فقط صدقہ ہی اور اقربا کے دینے مین صدقہ بھی ہی صلہ بھی ہی قرآن مجید مین بھی اقربا کو اور مصارف
پر مقدم کیا ہی قولہ تعالی وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنِ
السَّبِیْلِ ترجمہ اور دے مال موافق مقدور کے اقربا اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون کو حضرت
امام احمد حنبل نے سالم ابن ابی الجعد سے روایت کی ہی کہ عثمانؓ نے ایک جماعت کو اصحاب رسولؐ سے
کہ منجملہ انکے عمار بن یاسر بھی تھے اپنے پاس بلایا اور کہا مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون سچ کہنا آیا تم
اور جانتے کہ پیغمبر خدا بخشش و عطایا مین قریش کو اور سب سے بہتر جانتے تھے پھر بنی ہاشم کو اور قریش پر
صحابہ نے سکوت کیا بس عثمانؓ نے کہا اگر میرے ہاتھ مین جنت کی کنجیان ہوتین تو مین ضرور بنی امیہ کو دیتا کوئی انمین کا جنت
باہر نرہے سب داخل ہو جائین لیکن ان خرچون کو بیت المال سے جاننا خاص تعصب و بغض ہی اور خود عثمانؓ کو جو بیت المال
کی بابت پوچھا تو جواب مین کہا کہ قبل خلافت سے تمکو معلوم ہی جو کچھ مال میرا ہی اور خرچ و بخشش بھی میری جانتے ہو
پھر ایسے شبہے بیجا اور گمان بد کہ عدالت و تقوی سے دور ہین مجھپر کیون کرتے ہو اب مصنف کہتے ہین کہ ہم بیان ان
قصون کا کرتے ہین جو مذکور ہوئے جاننا چاہیے کہ اس نقل مین سراسر خبط و غلط ہی قصہ تو اور ہی اور یہ روایت
اور کرتے ہین کسی قصے کی روایت مین ذکر بیت المال کا مطلق نہین ہی اور جو مروی ہی یہ ہی کہ عثمانؓ نے اپنے
بیٹے کا حارث بن حکم کے لڑکی سے نکاح کیا اُسکو اپنے اصل مال سے ایک لاکھ درم برسم ساچق کے بھیجے اور اپنی
لڑکی کو کہ ام رومان تھی مروان بن حکم کے ساتھ نکاح کیا اُسکے جہیز مین بھی ایک لاکھ درم دیے اور یہ خاص انکے
اپنے مال سے تھے نہ بیت المال سے اور اس قسم کا دینا صلہ رحم ہی کہ خاص و عام سب کے زمانے مین پسندیدہ

اور عند اللہ اور عند الناس خوبی و نیکی کے ساتھ ظاہر ہو۔ یہ قصہ کہ افریقیہ کا خمس مروان کو دیدیا یہ بھی محض غلط
اصل یہ ہی کہ عثمانؓ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو لاکھ آدمی سوار و پیادہ کا لشکر ساتھ کر کے فتح ملک مغرب
کو بھیجا جب قریب شہر افریقیہ کے کہ پایہ تخت ملک مغرب کا ہی لڑائی بڑی مسلمانون نے بہت کوشش و کشش
کے بعد فتح پائی اور بیشمار لوٹ ہاتھ آئی عبداللہ بن سعد بن سرح نے اُس لوٹ سے از قسم نقد بقدر پانچ لاکھ
اشرفی کے کہ اُسوقت مین اُنکا چلن تھا اور اُس ملک مین رائج تھین خمس نکالکے خلیفۂ وقت کے پاس بھیجین اور
جو کچھ بابت خمس کے باقی رہا قسم لباس و مویشی اور اسباب و متاع سے بسبب بعد مسافت کے کہ دار الخلافت یعنی
مدینۂ منورہ سے چند مہینے کی راہ تھی اُسکی باربرداری مین بہت خرچ پڑتا تھا اور اسکے ساتھ بڑی مشقت بھی تھی
اُسکو مروان کے ہاتھ لاکھ درم کو بیچا اور مروان سے اکثر درم بھی وصول کر کے مدینے کو بھیجے تھوڑا اُس اسباب
کی قیمت سے ذمے مروان کے رہگیا تھا وصول نہوا تھا کہ مروان نقد خمس کا لیکر اسی درمیان مین مدینے کو روانہ ہوا
اور عبداللہ سے اقرار کیا کہ باقیماندہ قیمت بھی اس خمس کی خلیفہ کے حضور مین پہونچا دونگا اور مدینۂ منورہ مین
بسبب سختی اس لڑائی اور دورے ملک اور درازی پر خاش اور بند ہونے راہون اور سڑکون کے تمام مسلمان
تب و تاب مین تھے اور کوئی ایسا نتھا جسکا بھائی یا باپ یا لڑکا یا شوہر یا اور قرابت والا اس لڑائی مین نہو
کسی کے حال سے کسیکو کچھ اطلاع نتھی گول گول سنتے تھے کہ دشمن بہت پر زور ہی سخت لڑائی ہوئی کہ بہت لوگ
شہید ہوئے ہین سب کے حواس اُڑے ہوئے تھے اور کبوتر کے بازو مین دل لٹکے ہوئے عجب بیچینی مین تھے کہ
ناگہان مروان مع اِس زر خطیر کے مدینے مین پونہچا اور خوشخبری و مبارکباد گھر گھر پونہچائی اور اخبار و خط لوگون
کے مفصل لایا سب کو ایک نئی عید ہوئی اور فرحت و شادی بر مزید حاصل ہوئی تواریخ مین دیکھنا چاہیے کہ اُس وقت
مروان کے حق مین کونسی دعائین تھین جو مدینے مین بیچ رہین اور کونسی تعریفین تھین جو اُسنا لائق پر ہوئین اور
ابھی مروان سے کوئی فعل ایسا ظہور مین نہ آیا تھا کہ ان سب کامون کو اُسکے حبط کر دیتے اور ہرگز اُسکے کام کو
شمار مین نہ لاتے پس عثمانؓ نے اس بشارت و خوشخبری کے بدلے مین کہ ایسا کام نمایان یعنی اتنا بہت
روپیہ باوصف دورے مسافت اور اندیشہ راہ کے امانت بسلامت پونہچایا اور تمام اہلِ مدینہ کو خوش و خرم
کیا جو کچھ قیمت اسباب و مواشی خمس سے اُسکے ذمے رہا تھا بخش دیا اور امام کو پہونچتا ہی کہ خوشخبری دینے والون
اور جاسوسون اور اس قسم کے لوگون کو کہ باعث تقویت دل مجاہدون اور سبب اطمینان خاطر انکی پس ماندون کی
ہون بیت المال سے انعام فرمائے اسکے ساتھ یہ کہ روبروے صحابہ اور بسبب خوشدلی جمیع اہلِ مدینہ کے یہ بات ہوئی

ہرگز محل طعن نہین ہوسکتی اور یہان ایک باریکی بھی ہی جاننا چاہیے کہ انعام وعطا اور بخشش وبذل کو اُس مال پر
کہ جس سے یہ نکلا ہی اور عمل مین آیا قیاس کرنا چاہیے کہ کسقدر ہوگا اگر کوئی لاکھ روپیون سے ایک روپیہ کسیکو دیدے
مقابل سو ہزار کے اسراف نہین کہہ سکتے کسواسطے نسبت ہزار کی لاکھ کے ساتھ ایسی ہی جیسے نسبت دس کی
ہزار کے ساتھ اور تمام امور حسیہ اور عقلیہ مین رعایتین نسبت کی بھی مقتضاے عقل ورنیز حکم شرع کے ہین مثلاً
اگر کسی معجون مین دس جز حار اور سو جز بارد ہون تو اُسکو مفرط الحرارت ہرگز نہین کہینگے اور شرع مین بھی
اگر کسی جگہ کا خراج لاکھ روپیہ ہون وہان سے پچاس ہزار لے لین عین عدل وانصاف ہی اور اُسکو افراط
وظلم کہنا خلاف حکم شرع کے اور علی ہذا القیاس زکوۃ کے مقدارون اور اور مقدارون شرعیہ اور غنیمتون کی
تقسیمات اور فی مین رعایتین نسبت کی ملحوظ ہین اور اکثر ہی کہ بہت روپیہ نسبت اُس روپیہ کے کہ اُس سے بچے
اور علیحدہ کیا جائے حکم شے ناچیز اور چیز فی قیمت کا رکھتا ہی نسبت مبلغ قلیل کے تب اگر خرچ عثمانؓ کی نسبت
کہ جسقدر بیت المال مین جمع ہوتا تھا اور بٹتا تھا ملاحظہ کرین ہرگز اسراف نہونگے ہان اگر جدا جدا اون
خرچون کو دیکھین اور مجموع مال کے طرف لحاظ نکرین تو اس نسبت سے اُسپر حکم اسراف کا ہوگا لیکن تمام کامون
عقلیہ اور حسیہ اور شرعیہ مین ملاحظہ نسبت کا نکرنا اور اُسکی کمی بیشی پر حکم کرنا مردود ہی مقبول نہین پھر یہان
کیونکر مقبول ہوگا اور یہ جو کہا کہ عبداللہ بن خالد بن اسد کو تین لاکھ درم انعام فرمائے یہ بھی غلط ہی تواریخ
معتبرہ سے ثابت ہی کہ یہ روپیہ اُنکو بیت المال سے قرض دیا اور اُنکے ذمے لکھا تا پھیر لین چنانچہ خود عثمانؓ نے
اس امر کو جواب مین اہل مصر کے جسوقت مین کہ محاصرہ اُسکا کیا تھا کہا ہی آخر عبداللہ مذکور نے وہ روپیہ بیت المال
مین پونہچایا اور یہ جو کہا ہی کہ حارث بن حکم کو مدینے کے بازار اور گنج اور منڈیان دین کہ اُسنے کہ وہ مکین اُنکی
لین اور خود کمین یہ بھی غلط ہی صحیح یون ہی کہ حارث کو محتسبون کی طرح داروغہ بازار کا کیا تھا تو بازار کے
نرخ سے خبردار رہے اور دغا اور چوری اور فریب اور ظلم وتعدی نہونے دے اور پیمانون اور وزن کی
چیزون اور باٹون کو ٹھیک اور پورا کرتا رہے وہ بھی تین روز اس خدمت مین قیام کیا تھا کہ شہر والون
نے اُسکی شکایت کی اور کہا کہ تمام گٹھریان خرمیکی اپنے اونٹون کے لیے خرید لین اورون کو نہین خریدنے دین
لوگون کے اونٹ دانے سے رہگئے عثمانؓ نے اُسی وقت موقوف کیا اور بہت جھڑکا اور شہر والون کی تسلی
کی اسمین کونسا عیب عثمانؓ پر عاید ہوتا ہی بلکہ عین انصاف ہی کہ ہرچند اُس سے قرابت قریبہ تھی شکایت
سنتے ہی موقوف کیا اور ابن ارقم ومعیقیب دوسے کی استعفا دینے کی وجہ مین بھی بناوٹ اور جھوٹ

داخل کیا ہو صحیح یہ ہو کہ یہ دونون بوڑھے ہو گئے تھے اور یہ خدمت محنت طلب تھی انسے حق اس خدمت کا ادا
نہین ہو سکتا تھا اسواسطے استعفا کیا اور عثمانؓ نے انکے استعفا کے بعد یہ خطبہ پڑھا یَا اَیُّھَا النَّاسُ
اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اَرْقَمَ لَمْ یَزَلْ عَلٰی خَزَائِنِکُمْ مُنْذُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِلَی الْیَوْمِ وَاِنَّہٗ
قَدْ کَبُرَ وَضَعُفَ وَقَدْ وَلَّیْنَا عَمَلَہٗ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ ترجمہ اے لوگو بیشک عبداللہ بن ارقم
ہمیشہ تمہارے خزانون کی نگہبانی پر رہا ہو زمانہ ابوبکرؓ و عمرؓ سے آجتک اور بیشک وہ بوڑھا اور
ضعیف ہوا اور تحقیق مین نے یہ خدمت اپنی زید بن ثابت کے سپرد کی اور جو کچھ عمارات و باغات اور
مزارع کے عثمانؓ کی طرف نسبت کی ہو کہ یہ سب کارخانہ بیت المال سے تھا یہ بھی جھوٹ اور افترا ہو حقیقۃ الامر
یہ ہو کہ عثمانؓ کو اللہ تعالی نے علم دیا تھا کہ کسیکو اُن کے بعد یہ بات میسر نہوگی کہ وجہ حلال اور کمال عزت
کے ساتھ بے رنج و تردد اسقدر مال کمائے یہ سب خدا کی مرضیون سے تھا بسبب خیرات مبرات کے کہ
جسمین خرچ کرتے تھے اور مصداق اس قول کے ہوتے تھے نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ یعنی
کیا ہی اچھا ہو مال صالح واسطے مرد صالح کے خلافت سے پہلے بھی اُنکے کسب مال کی بہت راہین تھین
اور قسم قسم کی تجارتون مین تعین کرتے تھے بعد خلافت ایک اور تدبیر انکے دل مین گذری کہ جہان کہین
پڑی زمین پاتے تھے سواد عراق مین بھی اور سواد حجاز مین بھی گانون بسا دیتے تھے اور ایک گروہ کو
اپنے غلامون اور موالی سے مع اسباب و آلات کھیتی کے وہان مقرر رکھتے تھے تو اُس جگہ کو آباد کرین اور
اُسکے محصول سے قوت گزاری کرین اور باغ اور درخت میوہ دار لگانے اور کنوئے کھودنے اور نہرین
جاری کرنے مین مشغول ہون یہانتک کہ زمین عرب کی جیسی بے رونق اور خشک تھی اسکے زمانہ خوشحالی
نشان مین مازندران اور کشمیر و کوکن کی بنگئی تھی کہ ہر جگہ چشمے جاری تھے اور ہر جگہ ہرے اور درخت
میوہ دار طیار اور کھیتیان قسم قسم کی موجود اور اس سبب سے کہ آبادی ہو گئی تھی اور غلام و موالی انکے
رہتے تھے جنگلون اور وادی اور بیشون سے رہزنی اور عیاری اور چوری سب موقوف ہو گئی تھی اور
ضرر و نقصان درندون کا مثل شیر اور چیتے اور گینڈے کے یہ بھی ناپید سا ہو گیا تھا مسافرون کی
ٹھہرنے کی جگہ جہان گھانس دانہ سب ملجائے اسکی صورت پیدا ہو گئی تھی مسافر مع اسباب اور سوداگر
امن و امان سے آتے جاتے تھے جہان کی متاع نفیس لاد کے شہرون اور مختلف ولایتونکا آسانی کے
ساتھ جہان چاہتے تھے لیجاتے تھے ان دونون باتون سے یعنی امن و رفاہیت بھی حاصل تھی اور

آبادی اور کھیتی کرانی کے عہد سعادت مہد مین ظاہر ہوئی نسبت عرب کے شہرون کی خلاف عادات رعایات
سے معلوم ہوتی تھی اور حدیث شریف مین خبر دی ہی لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا
وَّاَنْهَارًا یعنی قیامت قائم نہوگی جب تک زمین عرب کی مرغزار اور انہار نہو جاوے اور نیز عدی بن حاتم طائی
کو فرمایا اِنْ طَالَتْ بِكَ الْحَيٰوةُ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَسَافِرُ مِنْ حَيْرَةِ النُّعْمَانِ اِلَى الْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ
اَحَدًا اِلَّا اللهَ ترجمہ اگر تیری عمر دراز ہووے تو تو دیکھیگا ایک عورت شتر سوار کو کہ جائیگی حیرہ نعمان سے
کعبے تک اور کسی سے نہ ڈریگی سوا خدا کے اور اسکی خبر بھی حدیث مین بہت ہی کہ عثمانؓ کے زمانے مین
لوگون کے پاس خزانے ہونگے اور بڑی کثرت مال و ثروت کی ہوگی اور نہایت تکلفات اور کمال خوشی
و بشاشت سے اسکا ذکر کیا ہی اور جب عثمانؓ نے یہ تدبیر نیک نکالی اور صحابہ کبار نے بھی اس روش کو
پسند کرکے اختیار کیا اون مین سے حضرت امیرؓ نے سواد ینبع اور فدک اور زہرہ اور اور گانون مین اور طلحہ نے
غابہ اور اوسکے نواح مین اور زبیر نے جرف و ذی خشب اور اسکے ضلع مین یہی کام شروع کیا
علی ہذا القیاس اور صحابہ نے اور رفتہ رفتہ زمین حجاز خصوصاً حوالی مدینہ مین بہت آبادی ہوگئی
اگرچند سال اور بعد زمانہ عثمانؓ کا برقرار رہتا زمین حجاز کی رشک گلگشت مصلائے شیراز اور لالہ زار کازرگاہ ہرات کی
ہو جاتی اور جب سرسبز کرنا پڑی ہوئی زمین اور آبادی اراضی غیر مملوکہ اپنے مال سے ہر کسی کو امام کے
اون سے جائز ہی خود امام کو کیون نہ جائز ہوگی اور اوسکا حاصل حلال کیون نہ جانے اور کیون نہ اوسمین
تصرف کرے اور صریح روایتون مین آیا ہی اور تواریخ مین مذکور و مسطور ہی کہ کاشتکاری اور آبادی
زمین کی اور باغ لگانا اور کنوئین کھدوانا اور نہرین جاری کرنا یہ جملہ سب خالص اپنے اون کے مال سے
تھا اور بحکم لِلْمَالِ يَجُرُّ الْمَالَ کے ہر روز آمدنیان اونکی زیادتی اور دونا دون پر تھین مدینے کے لوگون سے
کوئی شخص اون کے زمانے مین ایسا نتھا جو کھیتی نہین کرتا تھا اور باغ نہین لگاتا تھا اور قصہ دینا بیچے ہوئے
مال کا بیت المال سے زید بن ثابت کو بنایا ہوا اور جھوٹ بیچ سے غلط ملط ہی صحیح روایت یہ ہی کہ ایک دن عثمانؓ نے
حکم دیا بیت المال کے بانٹنے کا کہ حقدارون کو دیا جائے بعد تقسیم ہزار درم باقی رہے اور مستحق اوسکے ختم ہوگئے وہ
زید بن ثابت کو دیدیے کہ اپنی رائے صواب کے موافق مسلمانون مین خرچ کرے چنانچہ زید نے وہ روپیہ عمارت مسجد نبوی
علی صاحبہ الصلوة والتسلیمات کی مرمت و درستی مین صرف کیے هٰكَذَا ذَكَرَهُ الْمُحِبُّ الطَّبَرِيُّ وَغَيْرُهُ مِنْ اَهْلِ
السُّنَّةِ فِيْ جَمِيْعِ الْقِصَصِ الْمُتَقَدِّمَةِ ترجمہ یہی ذکر کیا ہی محب طبری نے اور سوا اوسکے اہل سنت نے سب

قصون مین گذرے غرض کہ یہ گروہ اپنی بدگمانی کے سبب سے جہان کہین لفظ عثمانؓ کا اور دنیا مال کا بیدریغ
اقربا کو اور اور مسلمانون کو یا تعمیر مسجد رسولؐ اور اور ٹھکانون متبرک کا سنتے ہین سب کو تصرف بیت المال
اور تلف کرنے لوگون کے حق پر اپنے ذہن مین لگا لیتے ہین پس اس وہم انکا کا کچھ علاج نہین اور یہ ایسا ہی جیسے
احمد شاہ بادشاہ کے وقت مین جسکا لقب بدالی تھا درانی دہلی مین آئے اور مال و متاع لوگونکا اپنے تصرف مین
لائے جب بازار مین آتے تھے اور سنہری مسجد اور عمارتین منقش اور مدرسے اور لنگرخانے کہ بادشاہون اور
امیرون کے بنائے ہوئے تھے بے اختیار کلمے حسرت و افسوس کے انکی زبان سے نکلتے تھے اہل شہر نے جو اسکی
بابت پوچھا تو کہا ہمکو اسبات کی حسرت ہے کہ ہمارے شاہ کا مال کیسا خراب کیا ہے کاش یہ مال اگر جمع ہوتا تو
شاہ کے کام مین آتا **طعن چہارم** یہ کہ عثمانؓ نے اپنی خلافت مین ایک جماعت صحابہ کو کام سے موقوف
کیا جیسے ابوموسی اشعری کو بصرہ سے موقوف کیا اور بجائے اُسکے عبداللہ بن عامر بن کریز کو منصوب کیا اور عمرو
بن عاص کو مصر سے اور بجائے اُسکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بھیجا اور یہ وہ شخص تھا کہ آنحضرتؐ کے
زمانے مین مرتد ہوگیا تھا اور مشرکون مین جا ملا تھا آنحضرتؐ نے اُسکا خون مباح کردیا تھا فتح مکہ کے دن
حتی کہ عثمانؓ اسکو آپ کے حضور مین لائے اور بڑی کوشش سے اُسکا گناہ بخشوایا اور بیعت اسلام کی کی
اور عمار بن یاسر کو کوفہ سے معزول کیا اور مغیرہ بن شعبہ کو بھی کوفہ سے اور عبداللہ بن مسعود کو کوفہ کے
قضا سے اور سوا اسکے وہان کے بیت المال کے خزانہ کی داروغگی سے **جواب** اس طعن کا یہ کہ
موقوفی و بحالی کارکنون کی خلیفاؤن اور امامونکا کام ہے لازم نہین ہے کہ اگلے کارکن لوگون کو بحال رکھین
اور اگر نہ رکھین تو حقیر ہو جاوین ہان یہ ضرور کہ کسی کارکن کو بے وجہ موقوف نہین کرنا چاہیے اِن سب کی
موقوفی کی وجہین کتب تواریخ مین مفصل لکھی ہین کہ بعد اطلاع اُن وجہون کی خوبی تدبیر عثمانؓ کی معلوم
ہوتی ہے کہ فی الواقع ان لوگون کی موقوفی اور اور لوگون کی بحالی جنکا اوپر ذکر ہوا موجب انتظام
ملک کا بھی ہوا اور سبب بہت سے فتحونکا کہ خلافت کا رنگ اور ہی ہوگیا اور لشکر و فوج اور ولایت
اور اقلیمون و قلمرو اور سلطنت نے ایک لمبائی چوڑائی پیدا کرلی کہ قیصریون اور کسری کی اولاد نے کبھی
ایسی خواب مین بھی نہ دیکھی قسطنطنیہ سے ورن تک عرض ولایت اسلام کا تھا اور اندلس سے بلخ و کابل تک
طول اُسکا افسوس اگر آل عثمان کے دس بارہ برس اور صبر کرتے اور خاموش بیٹھے رہتے سندھ ہند ترک
چین مثل ایران و خراسان ہے کے سب یا علی یا علی ہی کہنے لگتے اُن بدبختون نے نسمجھا کہ عثمانؓ نے ہر چند

بنی امیہ کو مسلط کیا ہی اور انکے ہاتھ سے کام لیا لیکن ہی تو آخر نام محمد ہی کا اور علی کا خراسان کو عبد اللہ بن عامر بن کریز نے فتح کیا کہ اب مشہد اور سبزوار اور نیشاپور مین سوا نعرہ حیدری کے سننے مین نہین آتا آخر جو کہ عثمان اور بنی امیہ ترک و چین اور راجپوتانہ اور ہندوستان مین نہین پہنچے اس ملک کے لوگون نے محمد کو پہچانا نہ علی کو جانا سوا رام اور کرشن اور گنگا اور جمنا کے کوئی انکا پیر ہو نہ مرشد ہو اور چین و ختا و ترک مین اتنا بھی نہین کہ ان بزرگونکا کوئی نام بھی پہچانتا ہو اور تعظیم کرے اس مقام پر ناچار بطور قصہ خوانی کے مجملا وہین موقوفی بحالی کی بیان کیجاتی ہین اور ابن قتیبہ اور ابن اعثم کوفی و سمساطی کو کہ عمدہ مورخ شیعہ کے ہین اس افسانہ سرائی کا گواہ کیا جائے تا قابل اختیار کے ہو لیکن قصہ ابو موسی کا اگر انکو موقوف نکرتے بڑا فساد اٹھتا جسکا تدارک ممکن نتھا اور کوفہ اور بصرہ سب ویران ہو جاتا بوجہ نفاق و اختلاف کے کہ دونون شہرون مین پڑا تھا تفصیل اسکی یہ کہ زمان خلافت عمر بن خطاب مین ابو موسی اشعری حاکم بصرہ کا تھا جو کہ ملک فارس کی حدین لگی ہوئی تھین اور زمیدار وہان کے بڑی شوکت والے ابو موسی نے اس نظر سے درخواست مدد کی کی تھی خلیفہ کے حکم سے لشکر کوفے کا اسکی مدد کو تعین ہوا قبل اس سے کہ لشکر کوفے کا ابو موسی کے پاس پہنچے اثناء راہ سے انکو رامہرمز کی لڑائی کو کہ ایک شہر درمیان کوفہ اور اہواز کے ہی متعین فرمایا لشکر کوفے کا اس طرف متوجہ ہوا اور اچھی فتح کی شہر اپنے تصرف مین لائے اور لوٹا اور قلعے کو بھی لیلیا بہت مال اور بہت قیدی عورت اور بچے ہاتھ آئے جب یہ خبر ابو موسی کو پہنچی چاہا کہ اس لوٹ سے فقط لشکر کوفہ کو خاص نکرے اور لشکر بصرہ کو کہ بارہا مشقت اس لڑائی کی اٹھائی تھی محروم نچھوڑے اسوجہ سے کوفے کے لشکر کو کہا کہ ان مکانون کو جو تمنے لوٹا ہے مین نے تو انکو چھ مہینے کی امان دیکر مہلت منظور کر لی تھی تو واجبی معاملہ انکے کرون اور جو قول کیا ہی وہ بھی نتوڑے تمکو محض انکے ڈرانے کے واسطے متعین کیا تھا تمنے جلدی کی اور ان سے بھڑ پڑے کوفے کے لشکر نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ قصہ امان کا محض افترا ہی اور باہم بہت ردوبدل ہوئی اور دونون لشکرون مین جھگڑا قائم ہو گیا آخر یہ حال خلیفہ کو لکھا خلیفہ نے فرمایا کہ جو لوگ صالح لشکر ابو موسی کے ہین اور جو صحابہ بزرگ وہان ہین جیسے حذیفہ بن الیمان اور براء بن عازب اور عمران بن حصین اور انس بن مالک اور سعید بن عمرو انصاری اور مثل انکے جستجو اور تحقیق اس بات کی کرین اور ابو موسی کو قسم دین کہ اسنے چھ مہینے کی امان دی تھی لکھین اسکے مطابق ہم عمل کرینگے ابو موسی نے ان سب سردارون مذکور کے سامنے قسم کھائی حکم خلیفہ کا پہنچا کہ مال و قیدی اس شہر کے پھیر دین اور مدت مقرری تک تعرض نکرین یہ بات کوفے کے لشکر والون کو بہت گران گذری ابو موسی

کی طرف سے اور ایک جماعت اوس لشکر سے خلیفہ کے حضور مین پہونچی اور ظاہر کیا کہ اگر امان دیتا تو خود
بصرے کے لشکر کو معلوم اور مشہور و معروف ہے تاکہ اب تک کوئی بصرے کے لشکر والون سے اسبابت پر خبردار نہین
ابوموسیٰ نے جھوٹی قسم کھائی خلیفہ نے ابوموسیٰ کو اپنے پاس بلایا او قسم کی رو سے پوچھا کہا واللہ مین نے
حق پر قسم کھائی ہی خلیفہ نے کہا پھر لشکر او نہر کیون بھیجا کہ اُنھون نے کیا جو کچھہ کیا بالفرض اگر قسم مین تو جھوٹا
نہین ہی تاہم ملک داری کی مصلحت مین ضرور خطا کار ہی اسوقت مجکو ایسا آدمی میسر نہین ہی کہ اس کام کے
قابل ہو اور تیری جگہ مقرر کرون جا پھر بصرے کی صوبہ داری پر آور وہان کے لشکر کی سرداری پر قائم ہو
تجکو اور تیری قسم کو مین نے خدا کے حوالے کیا جب کوئی آدمی لائق اس کام کے ملجائیگا تجکو موقوف کرونگا
اِس درمیان مین حضرت عمرؓ ابولولو کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور نوبت خلافت عثمانؓ کی پونہچی بصرے کے
لشکر والون نے بھی دفتر کے دفتر شکایت کے کھولے کہ ہماری داد و دہش مین تنگی کرتا ہی اور کوفے کے
لشکر والے پہلے ہی سے دل برداشتہ تھے عثمانؓ نے جانا کہ اگر اب اوسکو تغیر نہین کرتا ہون دونون لشکر برہم
ہو جائینگے اور عمدہ کامون مین دل نہ لگائینگے دونون ملک کے صوبون کا حال خرابی کو پونہچیگا ناچار اوسکو
تغیر کیا اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو کہ معزز جوانون قریش سے تھا اور لڑکپن مین اوسکو آنحضرتؐ کے حضور
مین لائے تھے آپ نے آب دہن مبارک کا اوسکے مُنھ مین ٹپکایا تھا اور نشان دبدبہ اور شرافت اور سرداری
و ریاست کے اوسکی حرکتون اور باتون اور کامون سے نوجوانی مین ظاہر ہوتے تھے اوسکی جگہ مقرر کیا جس سے
نہایت انتظام دونون لشکرون اور نواحی ملک کا ہوا احمد بن ابی سیار تاریخ مرو مین روایت کرتا ہی کہ
لَمَّا فَتَحَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَامِرٍ خُرَاسَانَ قَالَ لَاَجْعَلَنَّ شُكْرِيْ لِلّٰهِ اَنْ اَخْرُجَ مِنْ مَوْضِعِيْ هٰذَا مُحْرِمًا فَخَرَجَ
مِنْ نَيْسَابُوْرَ ترجمہ جب فتح کیا عبداللہ بن عامر نے خراسان کہا مین اللہ تعالیٰ کا شکر ایسا کرونگا کہ اس
مکان سے نکلونگا احرام باندھے ہوئے سو نکلا نیشاپور سے وَرَوَاهُ سَعِيْدُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ فِيْ سُنَنِهٖ اَيْضًا ترجمہ
اور ایسی ہی روایت کی ہی سعید ابن منصور نے بھی اپنی سنن مین لیکن عمرو بن عاص کو بسبب شکایت اہل مصر کے موقوف کیا
اور پہلے بھی عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین یہ بسبب بعض امور کے جو حضور خلافت مین معروض ہوئے تھے موقوف ہو چکا
تھا پھر بعد توبہ کے بحال کر دیا تھا بہر حال عثمانؓ کو ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص کے موقوف کرنے پر مطعون کرنا
شیعہ کو زیبا نہین ہی کہ انکے نزدیک تو یہ دونون واجب القتل ہین پھر انکا عزل کیون نہ جائز ہوگا اور انکو تو اِسکے
نزدیک قابلیت اسلام کی نتھی پس ریاست اسلام کی کیسے ہو سکتی ہی اسیواسطے بعض ظریفون نے اہل سنت کے اس طعن کو شیعہ

کی طرف سے دوسرے رنگ پر بیان کیا ہی کہ عثمان رض نے کسواسطے ان صنون کے موقوف پر بس کیا مارکیون نلا
تو واقعۂ تحکیم یعنی پنچایت خلافت عثمان رض اور حضرت امیر میں بد اندیشی امت اور امام وقت کی اونسے ظہور میں
نہ آتی اور بعض ظریفون نے جواب اس طعن کا اس روش پر دیا ہی کہ عثمان غنی جانا اگر ان دونون کو ہٹاؤنگا تو میری
امامت عام و خاص پر ثابت ہو جائیگی اس سبب سے کہ علم غیب ہونا خاصۂ امام کا ہی اور شیعہ کو موقع انکار کا
نہین رہیگا لیکن اس سبب سے کہ خلق و حیا عثمان رض کے مزاج میں بہت تھا صریحاً شیعہ کو جھوٹا بنانا اچھا
نہین سمجھا اور اس بات سے شرم کر کے اونکی موقوفی پر بس کیا تا اشارہ ہو اس بات کا کہ امامت انکی صحیح ہی
اور اگر شیعہ یہ کہین کہ جو ابو موسیٰ ایسا تھا کہ قابل موقوفی ہوا تو حضرت امیر رضا و سکو اپنا پنچ کیون کرتے ہم
کہین گے کہ مجبوری سے پنچ کیا تھا کہ از روے تواریخ کے ثابت ہی بالفرض اگر اختیار سے بھی پنچ کیا تھا تب بھی
اونسے اس کام مین خطا ہی کی تھی پھر وہ قابل موقوفی تھا **فائدۂ جلیلہ** جاننا چاہیے کہ سوا ے
شیعہ کے مطاعن شیخین رض کوئی بیان نہین کرتا اسیواسطے اہل سنت نے جو یہ مطاعن شیعہ کی کتابون سے اپنی
کتابون مین نقل کیے ہین قواعد شیعہ پر چسپان ہوتے ہین برخلاف مطاعن عثمان رض کہ یہ اکثر خود انہین کے
اصول پر نہین جمتے اسوجہ سے کہ عثمان رض پر طعن کرنے والے دو فرقے ہین شیعہ اور خارجی پس مطاعن کے بھی
دو قسم ہین ایک قسم وہ ہی کہ اصول شیعہ پر جمتی ہین دوسرا ایک قسم وہ ہی کہ اصول خارجیون سے منطبق ہوتی ہی
اہل سنت کی کتابون مین دونون کو مخلوط کر کے لاتے ہین بلکہ شیعہ بھی اپنی کتابون مین بے تمیز و فرق کے
ذکر کرتے ہین تاکہ وسعت اور اسباب مطاعن کے بہت سے ہو جائین اس سبب سے بعض مطاعن عثمان رض کہ اہل سنت و شیعہ کی
کتابون مین موجود ہین شیعہ کے مذہب پر اونکے اصول کے موافق درست نہین ہوتے ہین اور طعن موقوفی ابو موسیٰ کی بھی اسی قسم سے ہی
واللہ اعلم اور عمرو بن عاص کے موقوفی کی طعن نہ اصول شیعہ سے چپکتی ہی نہ اصول خارجیون سے کہ دونون فرقے اوسکو کفر سے
منسوب کرتے ہین اور ہر چند جس وقت عثمان رض نے اسکو موقوف کیا تھا مین لوحر کتین کفر کی اوس سے صادر نہوئی تھین لیکن جب آخر کو
کافر و مرتد ہوا تو موقوفی اوسکے عثمان رض سے محض کرامات سمجھنا چاہیے اور بھی وہ کرامت کا اوسنے معاویہ کی موقوفی مین شیعہ
درخواست کرتے تھے اسجگہہ انکو دکھائی کہ عمرو بن عاص کو موقوف فرما کر عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو بجاے اوسکے قائم کیا اور وہ
ہر چند ابتداء امر مین مرتد ہوگیا تھا لیکن بعد اسلام کے کسی مقدمے مین اوس سے کوئی بد بات وقوع مین نہین آئی بلکہ حسن تدبیر اور اوسکی
نیت کی خوبی سے تمام ملک مغرب کا فتح ہوا اور بہت سے خزانے حضور خلافت مین بھیجے اور دور دور کے شہر دار الاسلام بنائے
یہانتک کہ مغرب کے جزیرے لوٹکر بڑی غنیمتین لایا اہل تاریخ نے لکھا ہی کہ اوسکی غنیمتون سے پچیس لاکھ دینار

زر سرخ نقد جمع ہوے تھے اور اوراسباب اور پوشاک ور زیور اور مواشی و دیگر اقسام مال کا کچھ شمار نتھا اور
ان سب کا خمس حضور خلافت مین بھیجا اور مسلمانون مین تقسیم ہوا اور چار خمس باقی کو اپنے لشکر مین بطور مشروع
تقسیم کیا اور اُسکے لشکر مین بہت لوگ صحابہ اور اولاد صحابہ سے تھے سب اُسکی عادت سے خوش تھے کسیطرح کسیکو
اُسکے وضعون سے انکار نتھا انھین مین سے عقبہ بن عامر جہنی اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبدالرحمن بن عمرو
بن عاص تھے کہ جب فساد قتل عثمانؓ کا وقوع مین آیا اسنے کنارہ کیا اور کہین کوئی شریک ہوا اور کہا کہ مینے
خدا سے عہد کیا ہی کہ بعد قتل کفار کے مسلمانون سے نہین لڑینگے اور آخر عمر گوشے مین تیر کی لیکن عمار بن یاسر اسکی
نسبت موقوفی کی عثمانؓ سے کرنا خلاف واقع ہی اُسکو عمرؓ بن خطاب نے موقوف کیا کہ اُسکی شکایت بکثرت ہوئی
اور اُسکے موقوفی کے وقت عمرؓ نے یہ کلمات فرمائے مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ اَهْلِ الْكُوفَةِ اِنِ اسْتَعْمَلْتُ عَلَيْهِمْ تَقِيًّا
اِسْتَضْعَفُوْهُ وَاِنِ اسْتَعْمَلْتُ قَوِيًّا فَجَّرُوْهُ ترجمہ کون ہی کہ میرا مددگار رہو اہل کوفہ سے اگر انپر عامل
کرتا ہون کوئی پرہیزگار اُسکو ضعیف سمجھتے ہین اور اگر عامل کرتا ہون زبردست اُسکو بدکار ٹھہراتے ہین اور
اُسکی جگہہ مغیرہ بن شعبہ کو حاکم کیا جو عثمانؓ کے عہد مین بھی شکایتین اُسکی ہوئین اور رشوت کی تہمت لگائی اگرچہ
افترا تھا ناچار بپاس خاطر رعایا موقوف کیا اور حال ابن مسعود کا دوسری طعن مین معلوم ہو جائیگا انشاء اللہ تعالی
کہ قریب آتی ہی کہ کوفے سے اُسکو مدینے مین بلانیکا کیا سبب تھا اور قطع نظر ان سب وجہون مذکورہ سے مالک
حکم کو موقوفی بحالی عاملون کی پہونچتی ہی کچھ طعن کی جگہہ نہین ہی اسکے سوا موقوف کرنا صحابی کا بے وجہ اور
بے تقصیر اور اُسکی جگہہ غیر صحابی کو مقرر کرنا بارہا حضرت امیرؑ سے وقوع مین آیا از انجملہ عمر بن ابی سلمہ کہ ام المؤمنین ام سلمہ کا
بیٹا تھا اور ربیب آنحضرت کا تھا ربیب وہ جو اپنی ماکے ساتھ آئے حضرت امیرؑ کی طرف سے بحرین کا صوبہ دار تھا
اُسکو بے وجہ اور بے تقصیر حضرت امیرؑ نے تغیر کیا چنانچہ خود حضرت امیر نے عزلنامے مین جو اُسکو لکھا تھا لکھا ہی اور
یہ باب مطاعن میں ابوبکر صدیق کی نہج البلاغت سے نقل کیا گیا اور اُسکی جگہہ نعمان بن عجلان ورقی کو کہ صحابی
نتھا اور عمر بن ابی سلمہ کے علم و عمل اور پرہیزگاری و دینداری مین اُسکے ایک حصے کو بھی نہین پہونچتا تھا مقرر
فرمایا اور قیس بن سعد بن عبادہ کو کہ نشان بردار حضرت پیغمبرؐ کا تھا اور عمدہ صحابی اور صحابی زادہ
حضرت امیرؑ نے مصر سے موقوف کیا اور مالک اشتر کو کہ نہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ اُسکی جگہہ مقرر فرمایا جسمے سے
ایسے فتنے و فساد اُٹھے تھے کہ عثمانؓ کو شہید کیا اور طلحہ اور زبیر کو ڈرا کر باعث بغی کا ہوا تھا اور بیقین
جانتے تھے کہ جب وہ مصر مین پونہچیگا ہرگز معاویہ سے سکوت نہوگا ضرور مصر پر فوج آئیگی کام مشکل

ہو جائیگا جان بوجھ کے اُنکی جگہ مقرر کیا علی ہذا القیاس **طعن پنجم** عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب
انکا سالیانہ عمرؓ خطاب کے وقت سے مقرر تھا بند کیا ابو ذر کو مدینۂ منورہ سے قصبۂ زبدہ کو نکالدیا اور عبادہ بن
صامت کو بابت ایک امر معروف کے کہ معاویہ کے ساتھ کیا تھا غصہ کیا عبدالرحمن بن عوف کو منافق کہا اور
عمار بن یاسر کو اتنا مارا کہ فتق پیدا ہو گئی اور کعب بن عبدہ نہدی کی اہانت کی اور ذلیل کیا حالانکہ ایک
حق بات اُسکے منہ سے نکلی تھی اور یہ سب بڑے صحابۂ کبار ہین کہ جو اہانت اُنکی کرے اہل سنت کے نزدیک
بھی موجب طعن کا اُسکی دیانت پر تشخیص کیا جاتا ہی یعنی اہل سنت بھی اُسکی دینداری پر طعن کرینگے کہ ایسے
جلیل القدر صحابہ اُنکے ساتھ ایسا کیا اور جب دینداری اہل سنت کے نزدیک سست ہو گی امامت کیونکر صحیح
ہو گی تفصیل ان قصون کی یہ کہ ابو ذر غفاری شام مین تھا جب قاصدون کی زبانی اُسکے فعل ناشایستہ
عثمانؓ پر کھل گئے عثمانؓ کے عیب برملا کہنا شروع کیے اور اُنکے فعلونپر انکار کیا معاویہؓ نے عثمانؓ کو لکھا کہ
ابو ذر تمکو لوگون کے نزدیک حقیر کرتا ہی اور تمھاری اطاعت سے اُنکو خارج کرتا ہی تدارک اسکا جلدی کرو
عثمانؓ نے معاویہؓ کو لکھا اُشْخِصْہُ اِلَیَّ عَلٰی مَرْکَبٍ وَعْرٍ وَسَائِقٍ عَنِیْفٍ ترجمہ روانہ کرو اسکو میرے
پاس تیز سواری پر اور تیز ہانکنے والے کے ساتھ معاویہ نے اسی طرح اُسے مدینے کو روانہ کیا جب عثمانؓ کے
پاس آیا عثمانؓ نے اُسپر غصہ کیا کہ کیون لوگون کو تو ایسا مجھپر دلیر و شوخ کرتا ہی اور میری طاعت سے الگ
ہوتا ہی ابو ذر نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سُنا ہی کہ جب اولاد حکم بن ابی العاص کی تیس
آدمیون کو پہونچیگی خدا کے مال کو اپنی دولت قرار دینگے اور بندگان خدا کو غلام و کنیزک گنینگے اور جب ایسا
کرینگے حق تعالی انپر غضب فرمائیگا اور انکی شر سے اپنے بندون کو چھوڑائیگا عثمان نے صحابہ سے جو موجود تھے
پوچھا تم مین سے کسی نے یہ حدیث پیغمبر سے سنی ہی سب نے کہا نہین پھر حضرت علیؓ کو بلا کے پوچھا اُنھون نے کہا کہ
مین نے یہ حدیث تو زبان پیغمبر سے نہین سُنی لیکن ایک اور حدیث سنی ہی مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ
الْغَبْرَاءُ اَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ ترجمہ جب سے کہ آسمان کا سایہ ہوا ہی اور زمین گرد آلود سر سبز
ابی ذر سے زیادہ سچا کوئی نہو گا پس عثمانؓ غصہ ہوئے اور ابی ذر سے کہا کہ اس شہر سے نکلجا ابی ذر زبدہ کو
چلا گیا اور آخر حیات تک وہین رہا عبادہ بن صامت بھی شام مین تھا معاویہ کے لشکر مین دیکھا کہ ایک قطار
اونٹون کی چلی جاتی ہی اور اسپر شراب نشہ والی لدی ہی پوچھا کیا ہی کہا شراب ہی کہ معاویہ نے بیچنے کو
بھیجی ہی عبادہ چھری لیکر اٹھا اور اُسکی پکھالین پھاڑ ڈالین سب شراب بہگئی پھر اہل شام کو عثمانؓ کی

بدعا دیتوں سے ڈرایا معاویہؓ نے یہ سب ماجرا عثمانؓ کو لکھا اور درخواست کی کہ عبادہ کو اپنے پاس بلا لو اسکے
ہونے سے ملک لشکر مین فساد پیدا ہوتا ہی عثمانؓ نے اوسکو بلا لیا اور غصہ کیا کہ تو کیون میری اور معاویہؓ کی
برائی کرتا ہی حاکم کی اطاعت کو واجب نہین جانتا عبادہ نے کہا کہ مین نے پیغمبرؐ سے سنا ہی لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ
فِی مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ یعنی طاعت مخلوق کی نہین ہو خدا کی معصیت مین اور عبداللہ بن مسعود
کو جب عہدۂ قضا اور خزانہ داری کوفہ سے موقوف کیا ولید بن عقبہ کو حاکم کیا ابن مسعود
اسکا جور و ظلم دیکھکر غصہ ہوا اور لوگون کے سامنے اُسکے عیب بیان کرنے لگا لوگون کو کوفہ مین
جمع کرکے بدعتین عثمانؓ کی اُن کے سامنے بیان کین اور کہا اے لوگو اگر حکم خدا نمانو گے اور اُسکے
منع کیے ہوئے سے باز نرہو گے خدا تعالی تمپر غضب فرمائیگا اور بدونکو تمپر غلبہ دیگا اور دعا تمھاری
مقبول نہو گی اور جب خبر ابوذر کے نکالدینے کی اسکو پہنچی محفل عام مین خطبہ پڑھا اور یہ آیت
بطریق طعن عثمانؓ پر تلاوت کی ثُمَّ اَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ
دِيَارِهِمْ ترجمہ پس تم وہ گروہ ہو کہ قتل کرتے ہو آپ جیسون کو اور نکالتے ہو کسی فرقے کو اُن کے
گھرون سے ولید نے یہ قصہ بالکل عثمانؓ کو لکھا عثمانؓ نے اُسکو کوفے سے بلایا جب مسجد نبوی مین آیا
عثمانؓ نے اپنے غلام حبشی کو حکم دیا کہ اسکو مارے اُسنے مارکے اُسکو مسجد سے نکالدیا اور قرآن اُسکا لیکر جلایا
اور اُسکے گھر کو اوسکا قیدخانہ کیا اور چار برس تک سالیانہ اسکا بند رکھا یہانتک کہ مرگیا اور اپنی نماز جنازے
کی پڑھنے کو زبیر کے واسطے وصیت کی اور کہا کہ عثمانؓ میرے جنازے پر نماز نہ پڑھین عثمانؓ کو خبر ہوئی
اُسکی بیمارپرسی کو گئے اور کہا کہ اے ابن مسعود خدا کے واسطے میرے لیے خدا سے مغفرت مانگ ابن مسعود نے
کہا بارخدایا تو غفور و کریم ہی لیکن عثمانؓ سے درگذر مت کر یو جب تک کہ میرا بدلہ اُس سے نلیلے اور جب
صحابہ عثمانؓ سے آزردہ ہوئے اور عبدالرحمن بن عوف کو اُسکے متولی ہونے پر عتاب کیا عبدالرحمن نادم
ہوا اور کہا کہ مین نہین جانتا تھا کہ یہ ایسا نکلیگا اب تمکو اختیار ہی یہ بات عثمان تک پہنچی کہا عبدالرحمن
منافق ہی اپنے کہنے کی کچھ پروا نہین رکھتا کہ کیا کہتا ہون عبدالرحمن نے سخت قسم کھائی کہ جبتک
زندہ ہون عثمانؓ سے بات نہین کرونگا اور اسی جدائی پر مراپس اگر وہ یعنی عبدالرحمن منافق تھا بیعت
اوسکی عثمانؓ سے صحیح نہین ہوئی اور اگر منافق نتھا پس عثمانؓ نے جو اوسپر تہمت نفاق کی کی یہ فاسق
ہوئے اور فاسق قابل امامت نہین ہی اور قصہ مارنے عمار بن یاسر کا یہ کہ قریب پچاس آدمی اصحاب رسولؐ سے

جمع ہوے اور عثمانؓ کی برائیون کا ایک نامہ لکھا اور عمار بن یاسر نے کہا یہ نامہ عثمانؓ کو پہونچا دے شاید ہوشیار
ہوجائے اور امور شنیعہ سے باز آئے اور اُس نامے مین یہ بھی لکھا تھا کہ تم بدعتون سے باز نہ آؤگے تمکو موقوف
کردینگے تمھاری جگہ اور مقرر کرینگے عثمانؓ نے جب یہ نامہ پڑھا زمین پر ڈالدیا عمارؓ نے کہا اس نامہ کو حقیر
مت جان اسلیے کہ اصحاب رسولؐ نے لکھا ہی اور تمھارے پاس بھیجا ہی قسم ہی خدا کی کہ مین تمھاری نصیحت و
خیرخواہی کو آیا ہون اور تمھارے حال سے ڈرتا ہون عثمانؓ نے کہا کذبت یعنی جھوٹ کہا تو نے ابن سمیہ
اور اپنے غلامون سے کہا مارو بس اسقدر مارا کہ زمین پر گر کے بیہوش ہوگیا پھر عثمانؓ خود اُٹھے اور اُسکے
پیٹ اور ذکر وغیرہ پہ لاتین ماریں ایسی کہ اُسکو فتق پیدا ہوگئی اور چار وقت تک نماز کا ہوش نہوا جب ہوش
ہوا تو قضا کین پہلے جسنے تنبان فتق کے لیے پہنا وہ تھا لوگون نے شورش کی اور کہا کہ اگر عمار اس فتق سے
مرگیا تو ہم اُسکے عوض مین ایک جماعت عظیم بنی امیہ کی مار ڈالینگے اُسوقت سے عمار اپنے گھر بیٹھ رہا یہانتک
کہ حضرت امیرؑ خلیفہ ہوئے اور قصہ کعب بن عبدہ نہدی کا یہ کہ اہل کوفہ سے ایک گروہ نے جمع ہو کے نامہ لکھا
عثمانؓ کو اور برائیان اور بدعتین انکی اُس نامہ مین لکھین اور گنتی گنائی اور لکھا کہ اگر ایسی بدعتون سے
باز آؤگے بہتر ہی نہین تو تمھاری اطاعت سے ہم نکلے جاتے ہین خبر شرط ہی اور قافلے کے ایک شخص کو دیا اور
کعب بن عبدہ نے الگ نامہ لکھا کہ اُس نامے مین اور بہت سختی و درشتی کے کلام درج تھے اُسنے قاصد کو دیا عثمانؓ
اس خط کو پڑھکر بہت غصے ہوئے اور سعد بن ابی عاص کو لکھا کہ کعب بن عبدہ کو کوفہ سے نکال دے کہ کوہستان کو
چلا جائے اور کعب کو گھوڑین گنے اور اُسکو ننگا کیا اور بیس کوڑے مار کے پھر کوہستان کی طرف نکال دیا اور ایسے ہی
سعید بن ابی عاص اشتر نخعی کی اہانت کی اور ہتک حرمت کی اسکا قصہ یہ کہ جب سعید صوبہ دار کوفے کا ہو اجمعہ
مین آیا سب لوگ جمع ہوئے ذکر کوفے اور اُسکے میدان کی خوبی کا ہونے لگا عبدالرحمن بن حسین نے کہ سعید کا
کوتوال اور پیادون کا رسالدار تھا کہا کیا اچھا ہو جو بالکل سواد کوفے کا حضرت امیر کی جاگیر مین ہو اشتر نخعی
نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہی خدا ے تعالیٰ نے اس ملک کو ہماری تلوارون سے فتح کرایا ہی اور ہمکو مالک کیا ہی عبدالرحمن
نے کہا چپ رہ اگر امیر چاہین تمام سواد کو ضبط کرلین اشتر اُس سے سخت و ترش ہوا تمام کوفے والون نے اشتر
کی حمایت کے واسطے اور اپنی زمینون کے پاس سے عبدالرحمن پر ہجوم کیا اور اتنا مارا کو تا کہ پہلو کے بل گر پڑا
سعید نے یہ ماجرا عثمانؓ کو لکھا عثمانؓ نے اُسکو لکھا کہ اشتر کو مع اُن لوگون کے جنھون نے اعانت کی ہی کوفے سے
شام کی طرف نکال دے کہ وہ شام کو چلے گئے اور فتنہ قتل عثمانؓ تک وہین رہے آخر سعید بن عمر ابی عاص مدینہ کو بھاگ آیا

بند وبست کوفے کا اُس سے نہو سکا لوگون نے اُسپر بلوہ کرکے خروج کیا اُسوقت مین سب کوفے کے سردارون نے
اشتر کو لکھا کہ تیرے بھائی سب ایک قول ایک قسم ہوئے ہین اور سعید کو نکال دیا اور عثمانؓ پر ارادہ خروج کرنیکا
رکھتے ہین تو اسوقت کو غنیمت جان اور ہمارے پاس پہونچ کہ اکٹھے ہوکے اس ہم کو پیش کرین آخر تر بڑی جلدی
کوفے مین پہونچا ثابت بن قیس کو کہ کوتوال شہر کا تھا مار کے نکال دیا اشتر اور کوفے کے سب لشکر نے اکٹھا
ہوکے قسم کھائی کہ اب عثمانؓ کے عاملون کو کوفے مین مت آنے دو آخر عثمانؓ نے ناچار ہوکر انکی فرمایش کے
صوبہ داری کوفے پر بھیجا **اول جواب** مجمل اس طعن کا یہ ہی کہ یہ شخص جو مذکور ہوئے اکثر تو شیعہ کے نزدیک
واجب القتل تھے اور انکی کچھ حرمت نتھی اسواسطے کہ نص پیغمبرؐ کو چھپاتے تھے اور اور ظالمون کی مدد سے حق
اہل بیت کا تلف کیا اور شہادت حق سے ساکت ہوئے بس جو کچھ حضرت امیرؑ کو انکے حق مین کرنا چاہیے تھا اُسکو
عثمانؓ بجالائے پھر طعن کا کیا موقع ہی اور ابوذر اور عمار ہر چند بظاہر شیعہ کے نزدیک اس گروہ سے الگ تھے
نہ قابل اہانت اور نکالدینے کے لیکن بحکم اَلتَّقِيَّةُ دِينِي وَدِينُ اٰبَائِي یعنی تقیہ میرا دین ہی اور میرے باپ
دادیکا ہی تقیہ جو انکے ذمے واجب تھا اُسکو چھوڑ دیا اور ترک واجب کا کیا حضرت امیرؑ کی پیروی نکی کہ برعایت
تقیہ کے یہ سب امور عثمانؓ کے گوارا کرکے سکوت کیے ہوئے تھے اور اِن دونون کی بیوفائی بھی ثابت ہوئی کہ اپنی
نفسانیت سے انکار اور مقابلہ عثمانؓ کو مستعد ہوئے اور اہانت اور نکالا جانا اور مار اور تھپڑ اُن کے ہاتھ سے
قبول کیے جسوقت کہ نص امامت کا ابوبکر نے اظہار کیا جس سے حضرت امیر کے واجبی حق مین نقصان اور دین
پیغمبرؐ مین خلل پڑتا تھا روئی منہہ مین ٹھونس کے بیٹھ رہے اچھا ہوا اپنی سزا کو پہونچے اس مقدمے مین ہرگز
موقع طعن کا عثمانؓ پر نہین ہی اسواسطے کہ عثمان نے انکو تادیب و تعزیر اسی بات پر کی کہ انہون نے تقیہ نکیا
اور پھر اختیار کیا یعنی ظاہر کر دینا **دوسرا جواب** خلافت و امامت ایسا امر نہین ہی کہ اُس عظیم کی توہقات
نکیجائے اور ایسی حرمتون کی رعایتین کیجائین اور اُسکو سہل جانا جائے حضرت امیرؑ نے کچھ پاس حرم رسولؐ اور
ام المومنین کا نفرمایا اور طلحہ و زبیر کو کہ پیغمبرؐ کے حواریون سے تھے اور قدیم الاسلام خصوصًا زبیر پھوپھی زاد
بھائی قتل کیا اور خلافت کو بچایا اسواسطے کہ قطعًا معلوم ہی کہ طلحہ اور زبیر و عائیشہ خواہان حضرت امیرؑ کی
جان کے نتھے عثمانؓ کے قاتلون کو چاہتے تھے اور الگ ہو جانا اتنی بہت فوج کا لشکر سے سلطنت اور خلافت مین
خلل ڈالتا تھا اور حکم سست ہوا جاتا تھا اسی سبب سے مقابلہ فرمایا اور ہرگز لحاظ قرابت اور سسرال
اور بی بی ہونے اور صحبت رسولؐ کا نکیا اور ابوموسی اشعری جو اہل کوفہ کو رفاقت حضرت امیر سے منع کرتا تھا

سیاست کی اور اُسکا گھر جلا دینا اور لوٹ لینا اُسکے اسباب کا یہ مالک اشتر کے ہاتھ سے ہوا اور حضرت امیرؑ نے
اُسکو جائز کیا اسوقت تواریخ دونون طرف کی موجود ہی کہ سر مو اسمین فرق نہین نکلیگا تبن معلوم ہوا کہ مصلحت خلافت
کی سب مصلحتون سے عمدہ ہی اگر مصلحتین جزئیہ اُسکے مقابلے مین فوت ہون وہ کچھ چیز نہین اگر عثمانؓ نے بھی چند
آدمیون کی کہ صحابہ رسول سے تھے اہانت کی اور ڈرایا کیا ڈر کہ قتل سے بہت گھٹکے ہی اور ام المومنین کی بعد جنگ
جمل جو کچھ اہانت ہوئی تاریخ جاننے والون پر چھپی نہین ہی یہ سب وہ ہی کہ مذاق شیعہ پر تقریر کیجائے اور اہل سنت نے
جو اس طعن کے جواب مین اپنی صحیح روایتون سے تنقیح کی وہ دوسرا جواب ہی کہ عثمانؓ کو حضرت پیغمبرؐ نے بارہا
لوگون کے سامنے اور تنہا تقید سے فرمایا تھا کہ تجھکو خداے تعالیٰ کسی وقت مین خلعت خلافت کا پہنا ئیگا اگر
منافق چاہین کہ تجھسے جھگڑا کرین تو ہرگز جھگڑا نکرنا اور صبر کرنا چنانچہ صحاح مین اہل سنت کے موجود ہی کہ ایک روز
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یارون مین ذکر فتنے کا فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ فتنہ بہت قریب ہی جب
اسبات سے لوگون کو پریشان پایا فرمایا کہ یہ مرد اور اشارت عثمانؓ کی طرف کی اُسدن راہ راست پر ہوگا
کہ اس قصے کو بہت سے صحابہ نے روایت کیا ہی اور اسی فتنے کے ذکر مین دوسری جگہہ فرمایا کہ اس فتنے مین جو
بیٹھا رہیگا کھڑے ہونے والے سے اچھا ہوگا اور کھڑا ہونے والا اچھا ہی چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے
سے اور یہ بھی ہوا کہ آپنے مرض موت مین ایک دن فرمایا کہ لَیتَ عِندِی رَجُلاً اُکَلِّمُہٗ ترجمہ افسوس میرے
پاس کوئی آدمی ہوتا جس سے باتین کرتا جب اہل بیت نے عرض کی کہ آپ کی موانست کے واسطے ابوبکرؓ و عمرؓ کو بلائین
فرمایا نہین پھر کہا عثمانؓ کو بلائین فرمایا ہان جب عثمانؓ آئے اُن سے سرگوشی کے ساتھ دیر تک کچھ فرماتے رہے
کہ چہرہ عثمان کا متغیر ہو جاتا تھا اور بے اختیار باواز بلند زبان سے نکلتا تھا اَللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ اَللّٰہُ
الْمُسْتَعَانُ یعنی خدا سے مدد چاہیے اس حدیث کو بھی چند لوگون نے ازواج مطہرات اور گھر کے خادمون سے
ذکر کیا ہی جو اُسوقت حاضر تھے اور ابوموسیٰ سے فرمایا ہی کہ عثمانؓ کو خوشخبری بہشت کی سُنا اور کہہ کہ تجپر
بلوہ عام ہوگا حاصل کلام اس واقعے خاص مین قطعی نصین اور تاکیدی وصیتین عثمانؓ کے پاس رکھی ہوئی
اور موجود تھین کہ عثمانؓ اُن وصیتون پر مضبوط رہے جب دیکھا کہ بعض اصحاب بھی اُن منافقون کے
ساتھ نکال لینے اور اُتار لینے خلعت خلافت مین شریک ہین اور انکی آواز مین آواز ملاے ہوے حتی الامکان
چاہا کہ فتنہ دبجائے اُن صحابہ کو کچھ کچھ چشم نمائی کی تا انکی شرکت سے یہ فتنہ زور نہ پکڑے اور منافقون اور
واہیون کو ان کے رفیق ہونے سے مدد نہ ملے اور اہل سنت کے نزدیک صحابہ گناہ سے معصوم نہین ہین

یہ انبیا کا خاصہ ہو اسیواسطے حضرت امیرؑ اور شیخین نے بعض صحابہ پر حد جاری کی اور خود حضرت پیغمبرؐ نے مسطح کو کہ اہل بدر سے تھا اور حسان بن ثابت پر حد دشنام جاری فرمائی تھی اور کعب بن مالک و مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کو کہ ان مین سے دو آدمی جنگ بدر مین حاضر تھے اس سزا مین کہ تبوک کی لڑائی مین انھون نے تخلف کیا تھا پچاس دن تک سامنے نہین آنے دیا اور مغضوب فرمایا اور ماعز اسلمی کو سنگسار کیا اور بہتون کو تعزیر اور حد شرابخواری کی فرمائی جو تعزیر ہر کسیکے موافق اُسکے مرتبے اور منصب ہوتی ہو عثمانؓ نے بھی ان چند آدمیون کو موافق انکے حال کے چشم نمائی فرمائی تو منافقون اور دوا بیون کی سی کہانی نہ کہیں اور بلوے مین شریک ہنون خدا کا شکر کہ ایسا ہی ہوا اور صحابۂ کرام سے کوئی شخص قتل عثمانؓ مین آلودہ ہنوا خاص منافقون بدکار اور دواہیون نے یہ حرکت کی اسوقت مین عثمانؓ نے ہرگز دفع اسکا نکیا اور اپنے قتل پر راضی ہوگئے اسواسطے کہ زبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جان لیا تھا کہ تقدیر الٰہی یون ہی ہو اور بڑا صبر لیا اسواسطے بعد گوشمال کے ان لوگون سے عذر کیا اور راضی کیا اور حال عثمانؓ کا اس امر مین بھی اہل سنت کے نزدیک مثل حال حضرت امیرؑ کے ہو قدم بقدم کہ اُن کو بھی جناب پیغمبرؐ نے وصیت فرمائی تھی یَا عَلِيُّ لَا يَجْمَعُ الْاُمَّةُ عَلَيْكَ بَعْدِيْ وَاِنَّكَ تُقَاتِلُ النَّاكِثِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ ترجمہ اے علی میرے بعد امت تیری ریاست پر جمع نہو گی اور تو ضرور لڑیگا بدعہدون اور بے انصافون سے اور جو دین سے خارج ہونگے جسوقت کہ حضرت امیرؑ نے تخت خلافت راشدہ پیغمبرؐ کو زیب و زینت بخشی اپنے مقدور بھر فتنہ دبانے اور مخالفون کے دفع کرنے مین کو طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عایشہ صدیقہ و یعلی بن امیہ اور ابو موسیٰ اشعری اور اور صحابۂ کرام تھے کوشش و سعی فرمائی اور قتل و قتال و جنگ لڑائی سے کچھ خوف نکیا اور ڈرے نہین جو تقدیر نے مدد نکی کوئی صورت انتظام خلافت کی نہ بن پڑی پس جس صورت مین کہ حکم صریح آنحضرتؐ کا اس مقدمے مین ان دونون بزرگون کے واسطے تھا پھر ادب صحبت رسولؐ اور قرابت کا لحاظ اور آپ کے حکم کو قوت دینا اسلی کیا گنجایش مثل مشہور ہو اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ یہ جواب اجمالی ہمارے تو دلون مین جم گئے جواب تفصیلی ان قصون کے سُنا چاہیے جاننا چاہیے کہ یہ قصے جس طور پر کہ اس طعن مین منقول ہوئے ہو سب افترا اور اسکے شیعہ کے نکالے ہوئے ہین معتبر تواریخون مین کچھ وجود انکا نہین ہو اب معتبر تاریخون مین جو کچھ ہو اُسکو سنو خود بخود جواب حاصل ہو جاویگا چنانچہ قصہ ابوذرؓ کے نکالدینے کا موافق روایت اہل سنت

اور اور معتبر لوگون اور انکی تابعین کے اس طور پر ہی کہ ابوذر اپنے اصل مزاج مین سختی اور زبان درازی وبلسانی بہت رکھتا تھا یعنی سرشت وجبلت اسکی یون ہی تھی جناب پیغمبرؐ کے سامنے بعض خدمتگارون آنجناب سے کہ بلال تھے اور بزرگی پر انکے سب اہل اسلام جمع ومتفق ہین پیچھے پڑگیا تھا اور انکی ماں کا ذکر کیا بلکہ آنحضرتؐ نے اس بدزبانی پر بہت جھڑکا تھا اور کہا اَعَیَّرْتَہٗ بِاُمِّہٖ اِنَّکَ اِمْرَءٌ فِیْکَ جَاہِلِیَّۃٌ ترجمہ کیا عار دلاتا ہی اسکو ماسے اور بیشک تو مرد ہی اور تجھ مین عادت جاہلیت کی ہی اور جب لشکر شام مین اسکو اتفاق ٹھہرنیکا پڑا اور عہد عثمانؓ مین دولت وثروت اور بڑے مال اہل اسلام کے ہاتھ آئے تھے ہر ایک مہاجر وانصار سے لکھ پتی ہوگئے تھے ابوذر نے زبان طعن کی سب مالدارون کے حق مین بڑھائی امیر معاویہ سے گفتگو کی اور اس آیت کو دستاویز بنایا اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ جو لوگ کہ سونے چاندی کو خزانہ کرتے ہین اور اللہ کی راہ مین خرچ نہین کرتے خوشخبری دے انکو بڑے دکھ والے عذاب کی اور کل مال خرچ کر دینے کو فرض ٹھہرایا ہرچند معاویہ اور اور صحابہ نے سمجھایا کہ خرچ کرنے سے مراد بقدر زکوٰۃ کے ہی نہ کل مال اور اس بات پر گواہ آیت میراث وفرائض کی ہی اسواسطے اگر کل مال خرچ کر دینا واجب ہوتا تو تقسیم ترکہ کی کوئی وجہ نہین ہی مگر اسکے جو اعتقاد مین جما تھا اسی پر اصرار کرتا تھا اور سختی ودرشتی ہر کسی سے شروع کی لشکر والے اسکو مخالف جمہور کا جانکر اوچھلیو نسے بناتے تھے جہان جاتا تھا وہ گروہ اور اور گروہ غول کے غول ادھر ادھر سے گھیر لیتے تھے اور باواز بلند آیت مذکور پڑھتے تھے تو جنون مین آجاے اور لڑے جب یہ حالت کہ جس سے اسکو مسخرہ بنانا اور طنز کرنا معلوم ہوتا تھا اس نوبت کو پہنچی کہ مناسب اسکی شان ومرتبہ کے نتھی معاویہؓ نے یہ ماجرا عثمانؓ کو لکھا عثمانؓ نے فرمایا کہ اسے مدینے کو رخصت کر دو عزت وحرمت کے ساتھ مدینے کو روانہ ہوا نہ جیسے کہ اوپر کہا ہی کہ سواری تیز رو اور تیز ہانکنے والے کے ساتھ روانہ کیا ہو جب مدینے مین پہنچا لوگون نے اسکا قصہ شام کے لوگون سے سنا تھا یہان بھی جوان خوش طبع اور لڑکے دل لگی دوست اسکے پیچھے پڑگئے اور اسکو اسی آیت کریمہ اور معنی پوچھنے پر رکھ لیا تو اسکو مجلس کی نقل بنا ئین اسی درمیان مین عبد الرحمن بن عوف نے کہ قطعی بہشتی ہین اور وہ دس مرد جو قطعی بہشتی ہین ان مین سے ایک یہ بھی دنیا سے کوچ کیا اور بہت مال چھوڑا اس حد کہ بعد ادا کرنے جملہ قرض ووصیتین جاری کرنے کے جب ترکہ انکا تقسیم کیا انکا آٹھوان حصہ چار عورتون کو پہنچا اور ان چارون سے ایک عورت کو اسی ہزار درم سے زیادہ حصہ ملا حالانکہ اسکو مرض موت مین طلاق دیدی تھی اسواسطے پورا حصہ نہین دیا تھا اسی ہزار درم پر صلح کر لی تھی

ابوذر سے حال اُسکا انھین کہتے تھے باز لوگون نے پوچھا اُسکے دل مین تو اس امر کا تشدد جما ہوا تھا بشارت
پیغمبر سے غافل ہوکر جو عبدالرحمن بن عوف کے حق مین تھی اُسپر حکم نادری ہونیکا لگایا کہ یہ بات صریح خلاف لفظ
پیغمبر کے تھی کعب احبار کہ ایک علماے اہل کتاب سے تھا اور عمر خطاب کے عہد مین مسلمان ہوا تھا اُسنے کہا کہ اے
ابوذر بالاتفاق ملت حنیفیہ سب ملتون مین سہل تر اور وسیع تر ہی جب خرچ کرنا کل مال کا ملت یہود مین کہ سب
ملتون سے تنگ تر اور سخت تر ہی واجب نہین ہی ملت حنیفیہ مین کسطرح واجب ہوگا سمجھ کے بات کہو ابوذر کے
مزاج مین تو تیزی تھی غصہ ہوکر کہا اے یہودی تجکو ان مسئلون سے کیا کام اور لاٹھی کعب کے مارنے کو اُٹھائی کعب
بھاگا یہ اُسکے پیچھے دوڑا یہان تک کہ جہان عثمانؓ بیٹھے تھے وہان پونہچے کعب نے عثمانؓ کے پیچھے پناہ لی یہ
دیوانون کی طرح کچھ نہ ڈرا لاٹھی کعب پر چلائی کہتے ہین کہ ضرب اُسکی عثمانؓ کے پانون پر بھی پونہچی جب عثمانؓ نے
یہ حالت دیکھی اپنے غلامون کو حکم دیا کہ کعب کو بچاؤ کہ ابوذر نہایت بدحواس و بیخود ہی ایسا نہو اُسکو مارے
اور اُسکے قتل کا سبب ہوجائے غلامون نے اُسکو رسان سے اُٹھا کے اُسکے گھر پونہچا دیا بعد ہوش ہونے
اِس حال کے ابوذر عثمانؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میرا یہی مذہب ہی کہ کل مال خرچ کرنا واجب جانتا ہون شام کے
لوگ اور اب مدینے کے مجکو گھیر لیتے ہین اور مجکو دیوانہ اور مسخرہ بنانا چاہتے ہین میرے حق مین کیا صلاح ہی
عثمانؓ نے کہا بیشک ایسا ہی ہی کہ لوگ تجکو مسخرہ بنا لیتے ہین اگر تیرے دل مین آئے تو لوگون کے مجمعون سے کنارہ
کر اور مدینے کے قصبون سے کسی قصبے کو چلا جا وہان رہ ابوذر اُسوقت سے قصبۂ زبدہ کو کہ مدینے سے تین
منزل پر ہی چلا گیا اور وہان رہنے لگا کبھی کبھی واسطے زیارت مسجد نبوی اور ملاقات عثمانؓ کی آتا تھا اِس
حال مین شکایت عثمانؓ کی کسی نے نہین لکھا کہ اُسنے کی ہو بلکہ نہایت اطاعت و تابعداری کرتا تھا اور ایک
دلیل ظاہر اسپر یہ ہی کہ سب مورخون نے لکھا ہی کہ جب قصبۂ زبدہ مین پونہچا وہان کا عامل ایک غلام عثمانؓ کا تھا
کہ پانچون وقت کی نماز جامع مسجد مین پڑھتا تھا اُسنے ابوذر کو آگے کیا اور خود امامت نکی اور کہا کہ تو مجھسے
افضل ہی تجکو امام ہونا چاہیے ابوذر نے کہا تو عثمانؓ کا نائب ہی اور عثمانؓ مجھسے بہتر اور نائب شخص کا گویا وہی
شخص ہی لازم یہی ہی کہ تو امام ہو آخر اُس غلام کو امام کیا اور اُسکے پیچھے نماز پڑھی یہ قصہ ابوذر کا ہی جو لکھا گیا
مگر یہ فرقے بغض و عناد سے قصون کو بدل ڈالتے ہین اور ایک قصے کو دوسرے قصے کی دُم سے باندھ دیتے ہین
اور اُس سے ایک صورت خیالی اور ایک موہوم جب حق ثابت ہوتا اور اپنے قول مین خلل پڑتا دیکھتے ہین
اپنے لیے گھڑ لیتے ہین اور اُسی کی پوجا کیے جاتے ہین اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ آیا اُسی کو پوجتے ہو جسکو

گرما لیتے ہو اور عبادہ بن صامت کا قصہ بھی خالص افترا و بہتان ہی نہ معاویہ نے اُسکی شکایت لکھی نہ عثمانؓ نے
اسکو مدینے مین بُلا لیا بلکہ معتبر تواریخ مین یون لکھا ہی کہ جب معاویہؓ نے جزیرۂ قبرس پر غزا کی عبادہ بن صامت
بھی ساتھ تھا سو اسواسطے کہ اس لڑائی کی فضیلتین اور اس مہم کے غازیون کی مغفرت کا حال آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زبان اور اُنکی بی بی ام حرامؓ بنت ملحان سے سنی تھین جب یہ جزیرہ فتح ہوا اور لوٹ وہانکی مسلمانونکے
ہاتھ آئی معاویہ نے خمس اُسکا نکال کے دار الخلافت کو بھیجا اور آپ بیٹھا تا لشکر کو بانٹ دے اور ایک غول
صحابہ کا علٰحدہ ایک کونے مین اس نظر سے بیٹھے کہ دیکھین کس طور پر بانٹا جاتا ہی یعنی مطابق طریقے کے ہی
یا نہین اسی غول مین سے عبادہ بن صامت اور شداد بن اوس فہری اور ابو الدردا اور واثلہ بن اسقع اور ابو امامہ
باہلی اور عبد اللہ بن بسر مازنی بھی تھے اسی اثنا مین دو آدمی لشکر والون سے دو دراز گوش خوب لیے جاتے تھے
عبادہ بن صامت نے اُنسے پوچھا کہ انکو کہان لیے جاتے ہو اور یہ کس کام کے ہین لشکر والون نے کہا معاویہؓ نے ہمکو
دیے ہین سو اسواسطے کہ ہم انپر جا کے حج کرین عبادہ نے کہا انکا لینا تمکو حلال نہین ہی نہ معاویہ کو دینا پس وہ لشکر والے اُن
گدھون کو معاویہ کے سامنے لائے اور پھیر دیے اور کہا کہ عبادہ نے ایسا کہا ہی جب ہمکو انکا لینا حلال نہین تو کیون
لین اور کیون انپر حج ادا کرین معاویہ نے عبادہ کو بلا کے صورت مسئلے کی پوچھی عبادہ نے کہا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ غَزْوَۃِ حُنَیْنٍ وَالنَّاسُ یُکَلِّمُوْنَہٗ فِی الْمَغَانِمِ فَاَخَذَ وَبَرَۃً مِنْ بَعِیْرٍ
فَقَالَ مَا لِیْ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ مِنْ ہٰذِہِ الْغَنَائِمِ مِثْلُ ہٰذِہٖ اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ
عَلَیْکُمْ فَاتَّقِ اللّٰہَ یَا مُعَاوِیَۃُ وَاقْسِمِ الْغَنَائِمَ عَلٰی وَجْہِہَا وَلَا تُعْطِ اَحَدًا مِنْہَا اَکْثَرَ مِنْ حَقِّہٖ
ترجمہ مین نے سُنا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حنین کی لڑائی مین اُس حال مین کہ لوگ اُنسے گفت و شنید
لوٹ کے مقدمے مین کرتے تھے بس فرمایا آنسرور نے اور لیا ایک تار اونٹ کی اون کا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے
لوٹ سے تمھارے واسطے بخشا ہی میرے واسطے یہ ایک تار بھی نہین ہی سوا خمس کے اور خمس بھی تمھارے ہی صرف
مین آتا ہی بس اے معاویہ خدا سے ڈر اور اس لوٹ کو انھین کے طریقے پر بانٹ اور کسی کو اُسکے حق سے زیادہ
مت دے معاویہ نے کہا اس لوٹ کی تو اپنے طور پر تقسیم کر اور مجکو اس سے سبکدوش کر اسکا احسان مانونگا
عبادہ اس تقسیم کا داروغہ ہوا اور ابو امامہ اور ابو درداء بھی اس مہم مین اُسکے شریک و رفیق ہوئے اور
آخر خلافت عثمان تک اسی طور پر رہی کہ عبادہ بن صامت نے شام ہی مین وفات پائی مدفن اُسکا بیت المقدس
ہرگز معاویہ سے جدا نہین ہوا نہ مدینے کو آیا بس یہ قصہ سراسر غلط ہی اور عبد اللہ بن مسعود کی ناخوشی مین جو کہ

کیا ہو وہ بھی غلط اور افترا ہی صحیح کتابون مین اسکا کچھ نشان نہین ہو اتنا ہی صحیح ہو کہ جب عثمانؓ سے قرأت
قرآن مین لوگونکا اختلاف از حد دیکھا کہ جو لفظ نازل نہین ہوئی ہین وہ پڑھتے ہین اور اختلاف قرآن مین
بہانہ ڈھونڈھتے ہین حذیفہ بن الیمان اور اور بڑے بڑے صحابہ کہ حضرت امیرؑ بھی انمین تھے انکے مشورے سے
چاہا کہ سارے گروہ عرب عجم کے ایک قرآن پر ہو جائین اُسمین خلاف نکرین اور اس ارادے کو ظہور مین لائین
اور عبد اللہ بن مسعود اور ابی بن کعب کا انھون نے بعض قرأتین شاذ اپنے مصحفون مین آپ لکھی تھین چنانچہ
بعض عبارتین دعاؤن قنوت کی تھین اور بعض عبارتین تفسیرون کی کہ جناب پیغمبرؐ نے تلاوت قرآن کے
وقت مین معانی اُنکے فرمائے تھے اپنے مصحفون کے موقوف کرنے سے انکار کیا اور اُنکے مصحف باقی رکھنے مین
فتنہ عظیم دین مین پیدا ہوتا تھا کہ خاص نفس قرآن مین اختلاف واقع تھا اور رفتہ رفتہ بہت بُرائیان پیدا
کرتا البتہ اُنسے قرآن لینے کے معاملے مین خصوصاً ابن مسعود کے ساتھ عثمان کے غلامون نے سختی کی کہ انکو
ضرب صدمہ بھی پہونچا مگر عثمانؓ نے انکو حکم اس امر کا نہین کیا تھا اور ابی بن کعب نے اپنا مصحف بے مزاحمت حوالے کیا
اس سے کچھ پرخاش نہین ہوئی نہ کدورت رہی اُنکے ساتھ بھی جہان تک ہو سکا عثمان نے اُنکی رضا جوئی
اور عذر کیے اگر ابن مسعود قبول نکرے ملامت ابن مسعود پر ہوگی نہ عثمانؓ پر اور جب ابن مسعود بیمار ہوا عثمانؓ
اُسکے گھر گئے اور اُس سے معافی چاہی اور جو اُسکو دیا جاتا تھا وہ بھی لے گئے ابن مسعود نے کہا مین نہین لونگا
جب مین محتاج تھا تب ندیا اب تو مین جہان سے بے پروا ہوا اور سفر آخرت پر طیار اب دیتے ہو عثمانؓ نے
کہا اپنی لڑکیون کو دیدے ابن مسعود نے کہا کہ مین نے اپنی لڑکیون سے کہدیا ہی کہ ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کرو
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہی جو کوئی سورۂ واقعہ ہر رات پڑھیگا فاقہ مین مبتلا نہوگا عثمانؓ
اٹھکے پاس ام حبیبہ زوجہ مطہرہ حضرت رسولؐ کے گئے اُنسے استدعا کی کہ عبد اللہ ابن مسعود کو مجھسے راضی کردو
ام حبیبہ نے بہت دفعہ کہلا بھیجا پھر عثمانؓ ابن مسعود کے پاس گئے اور کہا اے عبد اللہ حضرت یوسف پیغمبر کی
طرح اپنے بھائیون سے تو بھی کیون نہین کہتا لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ
ترجمہ اب کچھ ملامت تمپر نہین معاف کرے تمکو اللہ اور وہ بڑا رحم کرنے والا سب رحم کرنے والون مین ابن مسعود
نے سکوت کیا جواب ندیا بس عثمانؓ کی طرف سے معافی چاہنے اور رضا جوئی مین کچھ قصور نہوا نہایت درجہ
اس مقدمے مین کوشش کی اور بری الذمہ ہوئے اور یہ فعل ابن مسعود کا عثمانؓ کے ساتھ قسم شکر رنجیون سے
تھا جیسے کہ اپنے بھائیون اور برابر والون مین ہوتا ہی نہ یہ کہ عثمانؓ کے خلافت کا منکر ہو یا انکی عدم لیاقت کا معتقد

سلمہ بن شقیق نے کہ عبداللہ بن مسعود کے خاص تر یاروں سے تھا کہا ہے کہ دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ تَذْكُرُونَ عُثْمَانَ فَقَالَ لَهُمْ مَهْلًا فَإِنَّكُمْ إِنْ قَتَلْتُمُوهُ لَا تُصِيبُونَ مِثْلَهُ ترجمہ گیا مین عبداللہ بن مسعود کے پاس اُس مرض مین کہ جسمین اُسنے وفات پائی اور اُسکے پاس لوگ جمع تھے عثمانؓ کا ذکر کرتے تھے تب کہا عبداللہ نے بس کرو اگر تم اُسکو مار ڈالو گے ایسا نہین پاؤگے دوسرا کوئی لاکحاصل ایسی چیزین عالم سیاست ملکی مین بہت ہوتی ہین ایسی باتونکو مطاعن مین گنا جائے تو شیعہ پر دائرہ تنگ ہو جائیگا کیا کہینگے حضرت امیرؓ کے معاملے مین جنہون نے اپنے بھائی حقیقی عقیل بن ابی طالب کو چھوڑ دیا اور جو کچھ اُسکو ملتا تھا بہت گھٹا دیا یہانتک کہ جب جنگ صفین سے لوٹا معاویہ کے پاس چلا گیا اور ابا ایوب انصاری کو کہ بزرگ تر صحابہ سے تھا اور شیعہ خالص آپکا آپنے اُسکو موقوف فرمایا اور سختی کی اور ترک صحبت اور جو کچھ دیتے تھے بند کیا یہانتک اُنسے الگ ہو کے معاویہ کے پاس چلا گیا عقیل و ابو ایوب ابی ذر اور ابن مسعود سے کیا کم ہین اگر عثمانؓ پاس معاملے مین طعن ہے حضرت امیرؓ بھی شریک طعن ہین معاذاللہ کہ پیغمبرؐ کے دامادونکو طعن سے یاد کرے یا ایسا امر بد اُسکے دل مین گذرے اپنی سمجھ کا قصور ہے جو ایسے امور کو طعن سمجھا جائے ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست ۵ اور قصہ عبدالرحمن بن عوف کی بھی کچھ اصل نہین عبدالرحمن اگر تولیت عثمان پر نادم ہوتا صریح کیون نہ کہتا اتنا صحیح ہے کہ عبدالرحمن اور عثمانؓ کا جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے باہم بھائی چارہ کرا دیا تھا اس سبب سے عبدالرحمن عثمان سے دل لگیان اور خوش طبعی بہت کرتا تھا عثمان انکی دل لگیون سے بیزار ہو کر مشوش ہوے اور کہا اِنِّي يَا ابْنَ عَوْفٍ أَنْ تَبْسُطَ مِنِّي دَمِي ترجمہ بیشک مین ڈرتا ہون اے ابن عوف اس بات سے کہ تو میرا خون کر ڈالے اور ایسے امر باہم یارون اور صحبت والے بھائیونمین بہت ہوتے ہین جسکا کچھ اثر دل مین نہین رہتا حضرت امیرؓ سے بھی اس قسم کے ٹھٹھے اور دل لگی لوگون کے ساتھ بہت واقع ہوئی دار قطنی عبداللہ بن زیاد نخعی سے روایت کرتا ہے کہ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ وَالْكُوفَةُ يَوْمَئِذٍ خِصَاصٌ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لِلْعَصْرِ فَقَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ ثُمَّ عَادَ فَقَالَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ هٰذَا الْكَلْبُ يُعَلِّمُنَا بِالسُّنَّةِ ترجمہ ہم بیٹھے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفے کی بڑی مسجد مین اور کوفے کے ان روزون مین خس پوش گھر تھا اس مین ایک مؤذن اُنکے پاس آیا اور کہا نماز عصر کی تیار ہے اے امیر المومنین کہا بیٹھ وہ بیٹھا پھر اُٹھے یا دوبارہ پھر ایسا ہی کہا پھر فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے یہ کتا ہمکو سنت سکھاتا ہے اور یہی دار قطنی نے روایت

کی ہی عَنْ زِيَادِ الْمَذْكُوْرِ قَالَ قَدْ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَاَلَهُ
عَنِ الْوُضُوْءِ فَقَالَ اَبْدَءُ بِالْيَمِيْنِ اَوِ الشِّمَالِ قَاطِرَةً عَلَىٰ بِهٖ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَبَدَءَ بِالشِّمَالِ
قَبْلَ الْيَمِيْنِ ترجمہ روایت ہی زیاد مذکور سے کہا ایک آدمی پاس علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آیا اُس سے
وضو کے معاملے مین پوچھا اور کہا سیدھے ہاتھ سے شروع کرون یا اُلٹے سے اُسی حال مین کوزی کی آوازہ کی پھر
منگایا اُس سے پانی بس شروع کیا اُلٹے ہاتھ سے قبل سیدھے ہاتھ کے اور قصہ عمار کا جیسا نقل کیا ہی وہ بھی
صحیح نہین ہی بلکہ اُسکے قصے کی صورت موافق صحیح روایتون اہل سنت کے یہ ہی کہ ایک دن عمار و سعد بن ابی وقاص
مسجد معد مین آئے اور ایک آدمی کو عثمانؓ کے پاس بھیجا کہ ہم مسجد مین آئے ہین تمکو چاہیے کہ حاضر ہو تو
تجسے بعض امور جو صادر ہوئے ہین جسکی عام لوگ شکایت کرتے ہین جدا کردین عثمانؓ نے زبانی غلام کے کہلا بھیجا
کہ مجکو آج کے دن بہت کام ہین اسوقت لوٹ جاؤ فلان دن کا تمسے وعدہ کرتا ہون اُسدن آئیو جو چاہو سو کہنا
سعد اُٹھ گئے مگر عمار نے پھر کسیکو بھیجا کہ آج ہی آنا چاہیے عثمانؓ نے عذر کیا عمار نے پھر آدمی بھیجا پھر عثمانؓ نے
عذر کیا پھر عثمانؓ کے غلامون نے عمار کو مار کے مسجد سے کھینچا اور باہر نکال دیا اور کہا کہ حد شرعی تین دفعہ ہی تونے
حد شرع سے تجاوز کیا تعزیر تجپر واجب ہوئی جب یہ خبر عثمانؓ کو پہونچی خود دوڑتے ہوئے مسجد مین آئے اور
لوگون کو بلاکر قسم کھائی کہ یہ امر ناپسند میرے کہنے سے نہین ہوا اور اُس غلام کو گھر کا اور کہا هٰذِهٖ يَدِيْ
لِعَمَّارٍ فَلْيَقْتَصَّ مِنِّيْ اِنْ شَاءَ ترجمہ یہ ہی میرا ہاتھ واسطے عمار کے بس کہ بدلا لے اُس سے عمار اگر بدلا
چاہے عمار نے اونکا ہاتھ چوما اور راضی ہوا اسپر بڑی مضبوط دلیل یہ ہی کہ جب لوگون نے عثمانؓ کو گھیرا تو
عمار اوس فرقے سے تھے جو عام لوگون کو بلوے کے حقوق عثمانؓ کے سمجھاتے تھے اور گھیر لینے سے منع کرتے تھے اور
جو پانی عثمان کا بند کیا تھا عمار نکلا اور چلاکے کہا سبحان اللہ قَدِ اشْتَرٰى بِئْرَ رُوْمَةَ وَتَمْنَعُوْنَهٗ مَاءَهَا ترجمہ
سبحان اللہ جس نے خریدا ہی تمہارے لئے رومہ کا کنوان اوسکو پانی نہین لینے دیتے پھر دوڑ کے امیر المؤمنین علیؓ
کے پاس آیا اور کہا کہ بلوے والون نے آج عثمانؓ کا پانی بند کیا ہی میرا سمجھانا نہین سمجھتے کوئی حیلہ کرنا چاہیے
کہ عثمانؓ کو پانی ملے امیر المومنینؓ نے کہا بلوے مین کوئی بات پیش نہین جاتی مگر دوسری راہ سے جو
چھپی ہوئی ہی مین کوشش کرتا ہون آخر بڑی تلاش و کوشش سے ایک پکھال اونٹ بھر پانی اُس راہ سے
عثمان رضی اللہ عنہ کو پہونچایا بس عمار کے سبب سے عثمانؓ پر طعن کرنا ایسا ہی جیسے یہ مثل عربی کی ہی رَضِيَ
الْخَصْمَانِ وَلَمْ يَرْضَ الْقَاضِيْ یعنی مدعی مدعا علیہ راضی ہوگئے مگر قاضی نہین راضی ہوتے اور قصہ

کعب بن عبدہ کا پورا نہین ذکر کیا ہی آدھا بیان کرتے ہین اور آدھا الگ اڑا دیا ہی باقی قصہ اُسکا یہ ہی کہ جب
خبر کعب کے مارنے کی عثمانؓ کو پونہچی سعید بن عاص کو بڑا زجر لکھا اور لکھا کہ کعب کو تعظیم و تکریم کے ساتھ میرے پاس
بھیجدے جب کعب عثمان کے پاس آیا کہا اے کعب تونے نامہ مجکو لکھا یہ دستور مسلمان بھائیون کے مشورے اور
نصیحت کا نہین ہی نصیحت کو نرم طور پر لکھنا چاہیے نہ سختی سے خصوصاً بنسبت رئیسون اور خلیفاؤن کے
فرعون کے حق مین کہ مقرری بدبختون سے تھا خداے تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اولوالعزم کو ادب سکھایا فَقُولَا
لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا یعنی کہو تم دونون اُس سے نرم بات اور مین نے تیرے مارنے کو نہین لکھا تھا بے میرے حکم کے تجکو
مارا اب مین قمیص اپنا اُتارتا ہون اور کوڑہ منگاتا ہون تیرا دل چاہے تو مجھسے بدلا لے کعب نے کہا جب تمنے
ایسا انصاف کیا تو مین اپنے حق سے درگذرا اور واقعی مین نے سخت باتین لکھین یہ میرا قصور ہی بعد اسکے کعب عثمانؓ
کے پاس رہا اور انکے عمدہ مصاحبون سے تھا لیکن قصہ اشتر نخعی کا صحیح ہی سو وہ نہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ بلکہ کوفے
کے واہی لوگون سے تھا کہ حاکم کا پاس نہین کرتا تھا عام لوگون کو عثمانؓ کے عامل کی اہانت پر ورغلاتا اگر عثمانؓ
اُس کی اس حرکت سے درگذر کرتے بڑے فساد کی بات تھی اور یہی اشتر نخعی تھا جسنے فساد اُٹھایا اور نوبت
قتل عثمانؓ کی پونہچی پھر بھی شتابہ لگانے سے نچوکا اور زبیر و طلحہ کو قتل سے ڈرایا کہ مدینے سے بھاگ کر مکے کو چلے گئے
اور ام المومنینؓ کو اپنے ساتھ لیا اور انکے ساتھ جنگ وجدال کی کہ یہ سب حرکتین اشتر نخعی کے باعث بے انتظامی
امور خلافت حضرت امیرؓ کی ہوئین اور ہمیشہ اشتر نخعی امیرؓ کے ساتھ بھی حکومت کی باتین کرتا تھا جیسی چاہیے
ویسی اطاعت نہین بجالاتا تھا چنانچہ تواریخ مین مشہور و مسطور ہی بعد اسکے عثمانؓ نے اُسکی فرمایش اور اُسکے
یارون کی فرمایش کے موافق ابوموسیٰ کو حاکم کوفے کا کردیا اور حذیفہ بن الیمان کو داروغہ خراج کا پھر بھی تو چپ
نہ بیٹھا بلکہ مباشر اُسکے قتل کا ہوا جیسا کہ روایتون مین ہی عثمانؓ کے قتل کا سبب بھی اسیکا فتنہ تھا تا قیام
قیامت جیسا کہ حدیث مین آیا ہی لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوا اِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوا بِاَسْيَافِكُمْ وَيَرِثُ
دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ ترجمہ نہین اُٹھیگی قیامت جبتک کہ اپنے امام کو نہ قتل کرینگے اور لڑینگے آپس مین اپنی تلوارون سے اور حاصل
کرینگے تمھاری دنیا کو جو تمسے بدتر ہونگے ایسے شخص کو تو مارڈالنا چاہیے تھا کہ امت کا فساد جاتا رہتا نہ کہ
اُسکا نکالدینا اور اہانت کہ یہ سب عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا کا باعث تھا جو اسیقدر پر کفایت کی
طعن ششم یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے قصاص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف رکھا کہ انھون نے
ہرمزان اہوازکے بادشاہ کو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین مسلمان ہوگیا تھا مارڈالا تھا اس تہمت سے

کہ عمر کے قتل مین شریک تھا کہ یہ ثابت منوئی اور ابولولو کی ایک لڑکی خردسال کو قتل کیا اور جفینہ نصرانی کو بھی
اسی تہمت شرکت مین قتل کیا اور سب صحابہ جمع ہو کے عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ سے قصاص کرو
اور امیرالمومنین رضی اللہ عنہ نے بھی یہ مشورہ دیا عثمانؓ نے بیت المال سے دیت دلائی قصاص موقوف
رکھا حال آنکہ قصاص حکم خدا کی کتاب کا ہی اور جو حکم اللہ کی کتاب کا جاری نکرے قابل امامت نہین ہی
جواب اس طعن کا جواب یہ کہ ابولولو کی لڑکی کا خود قصاص نہین پہونچتا تمام علماے شیعہ کے نزدیک
اسواسطے کہ مجوسی کی بیٹی ہی علیٰ ہذا القیاس وجفینہ نصرانی کہ حیرہ کا رہنے والا تھا عیسائی مذہب اور درمیان
مسلم و کافر کے قصاص نہین وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ **ترجمہ** نہ مارا جائے
مسلمان کافر کے بدلے مین اب ہرمزان کا حال یہ کہ بظاہر مسلمان تھا اُسکا جو قصاص عبداللہ سے نہ لیا
اُسکے قتل کی بابت اہل سنت نے تین وجہین ذکر کی ہین **اول** یہ کہ یہ ہرمزان بادشاہ اہواز کا تھا
تمام پادشاہون فارس کو کہ اُنکا ملک جو اُن کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اہل اسلام اور ائمہ اسلام پر
نہایت ہی غیظ و غضب تھا جب دیکھا کہ لڑائی مین ان سے جیت نہین سکتے ناچار اس مکار نے حیلہ
پیدا کیا کہ خلیفہ ثانی سے بدغا و مکر امان حاصل کی جیسا قصہ اُسکا تواریخ مین مشہور ہی کہ اُسکو پکڑ کے
لائے تھے اور مشورہ جملہ اصحاب کا اسپر ٹھہرا کہ اُسکو مار ڈالنا چاہیے جب خلیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے
پہنچا نہایت قلق و بیچینی کے ساتھ ظاہر کیا کہ پیاسا ہون جب خلیفہ رضی اللہ عنہ نے پیالہ پانی
سے بھرا اُس کے ہاتھ مین دیا کہا اگر اتنی دیر مجکو امان دو کہ مین پانی پی لون اور سیر ہو جاؤن
تب تو مین پانی پیتا ہون نہین تو کیا حاصل جو تمنے پانی پینے کے درمیان مین میرا سر کاٹ ڈالا
خلیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک یہ پانی نہ پی لیگا تجکو امان ہی کوئی نہین ماریگا دو تین
دفعہ لوگون کے سامنے لوٹ پوٹ کے یہ اقرار کرایا اور پانی زمین پر پھینک دیا اور کہا
اگر اب مجکو مارو گے تمہارا ہی ایمان بگڑے گا خلیفہ رضی اللہ عنہ اُسکی اس حرکت سے
متعجب ہوئے اور فرمایا کہ تو مرد دانا معلوم ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ مسلمان ہو جا اُس نے کلمہ اسلام
زبان پر جاری کیا اور اِسی تقریب سے مدینہ منورہ مین رہنے لگا اور چند پرگنے عراق
سے جاگیر مین پائے یہان بیٹھکر خلیفہ رضی اللہ عنہ کی وضع دیکھی کہ مخالف وضع پادشاہون
کے ہے نہ کوئی دربان ہے نہ کوئی پاسبان اکیلے بازارون مین پھرتے ہین

افسوس کیا کہ ایسے رئیس نے احتیاط کا مارڈالنا کیا بڑا کام ہی ملک فارس کے پادشاہ بڑی غفلت مین پڑے ہین
آخر بطور غفیہ ابولولو اور جفینہ او راور کافرون کو اپنا رفیق بنایا اور تنہائی مین اسکی تدبیر و مشورے اُنکے
ساتھ کرتا تھا حتی کہ ابولولو نے اُسی کے حکم کے موافق یہ کام کیا چنانچہ عبیداللہ بن عمرؓ عبدالرحمن بن ابی بکر
اور راور صحابہ کو دکھادیا کہ ابولولو اور جفینہ پاس ہرمزان کے بیٹھتے ہین اور تنہائی مین مشورہ قتل عمرؓ کا
کرتے ہین ہرمزان نے خنجر دورویہ تیار کرایا تھا اور کہتا تھا کہ ایسا کون ہی جوانمرد کہ اپنی قوم کی جمعیت
اور دین کی قوت سے ہماری داد اس شخص سے لے کہ نہ ناموس ہمارا چھوڑا نہ دولت نہ دین ابولولو نے اسکو
قبول کیا بس اس معاملے مین بیشک ہرمزان حکم دینے والا ہی اسمین کچھ بھی شبہہ نہین لہذا صحابہ کے نزدیک
ایسا قرار پایا کہ اُس خنجر کو لائین اگر اُس طرح کا ہی جیسا کہ گواہ بتلاتے ہین فرکت ان تینون کی عمرؓ کے قتل مین ثابت ہی
نہین تو نہین خنجر لائے سبنے دیکھا ویسا ہی تھا جیسا گواہون نے بتایا تھا اس سببسے عثمانؓ نے قصاص لینے
مین توقف کیا کہ جو کسی کے قتل کو حکم دینے والا ہی اُسکا قتل بھی واجب ہی چنانچہ مذہب شافعی اور مالک اور
اکثر ائمہ کا عام لوگون کے حق مین بھی ہی سو رہبگئے خلیفہ اور رئیس ان کے قتل کو جو کوئی حکم دے اُسکو اگر قصاص
کی راہ سے نہ مارین سیاست کی راہ سے مارڈالنا تو ضرور ہی **دوسری وجہ** یہ کہ قصاص لینے مین بڑا فساد
اٹھتا تھا اسواسطے کہ بنو تیم اور بنو عدی عبیداللہ کے قتل سے مانع تھے بلکہ بنو امیہ اور بنو جمح بھی اور بنو سہم بھی
ارادہ پرخاش کا رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر عثمانؓ عبیداللہ سے قصاص لینگے ہم خانہ جنگی کرینگے چنانچہ عمرو بن عاص
نے کہ رئیس بنو سہم کے تھے پکارکے محلے مین کہدیا کہ ای یارو یہ کون انصاف ہی قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُوْمِنِیْنَ بِالْاَمْسِ
وَیُقْتَلُ اِبْنُہٗ الْیَوْمَ لَا وَاللّٰہِ لَا یَکُوْنُ کَذَا اَبَدًا ترجمہ کل تو امیر المومنین مارے گئے اور آج اُنکا بیٹا
مارا جائے قسم ہی خدا کی ایسا کبھی ہرگز نہوگا اگر واسطے دفع فتنہ کے قصاص چھوڑکے مقتول کے وارثون کو
راضی کر دیا تو بجا ہی اور کیا کہا جائیگا عثمانؓ کے قاتلون کے حق مین کہ حضرت امیرؓ نے خوف فتنہ و فساد سے
نہ اُنسے قصاص لیا نہ دیت عثمانؓ کے وارثون کو دلائی نہ اُنکے وارثون کو راضی کیا اور عثمانؓ نے خود وارثون
ہرمزان کو ایسا راضی کیا کہ پھر کبھی شکایت نکی اگر قصاص بسبب خوف فتنہ اور فساد کے نہ لیا اور بذات خود یہ بات
محل طعن ہو تو نواصب کے طعن کا حضرت امیر کے حق مین کوئی جواب نہین ملیگا اتنو یہی جواب ہی کہ دونون جگہ
خوف فساد کا تھا بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ کے حق مین کہ ہرمزان کے وارثون کو راضی کر لیا کچھ مشکل نرہی
تیسری وجہ بعض حنفیہ نے لکھا ہی کہ محمد بن جریر طبری اور تمام ائمہ تواریخ نے تصریح کی ہی اسبات کی کہ سبب

وارث ہرمزان کے حاضر تھے بعض ان سے مدینے مین تھے بعض فارس مین جب امیرالمومنین عثمانؓ نے انکو
بلایا وہ ڈر گئے تھے اس سبب حاضر نہوئے اور حاضر ہونا سب ورثہ کا قصاص لینے مین شرط ہو تب قصاص لینا عثمانؓ کا
جائز نتھا پھر سوائے دیت کے علاج کیا تھا اور وہ بھی بیت المال سے نہ مال قاتل سے اسواسطے کہ کتب حنفیہ مین
بھی تصریح ہو اس بات کی کہ جو کوئی امام عادل کے قتل مین مدد کرے گو خود مباشرت نہ کرے واجب القتل ہوتا ہی
اور اسکے بعض وارثون کا مدینۂ منورہ مین حاضر نہونا کتاب شریف مرتضیٰ اور اور امامیہ کی کتابون مین بھی
موجود ہی اہل سنت ہی کی تواریخ پر مدار نہین ہی جاننا چاہیے کہ بعض شیعہ اس مقام پر اور چند طعن بھی کرتے
ہین مثل نصیر طوسی کے کہ تجرید مین لایا ہو لیکن شیعہ مین جو لوگ تاریخ دان تھے انھون نے انکار دین اسواسطے خود
وہ طعنین ذکر نہین کی گئین لیکن مجملاً اسی طعن کے ضمن مین کہی جاتی ہین ایک ان طعنون سے یہ ہی کہ ولید بن
عقبہ نے شراب پی عثمانؓ نے اسپر حد جاری نکی **جواب** ان طعنون مین سے ایک کا یہ ہی کہ یہ روایت محض غلط ہی
جیسا کہ صاحب استیعاب کہتا ہی وَقَدْ رَوٰى فِيْمَا ذَكَرَ الطَّبَرِيُّ اِنَّهٗ تَعَصَّبَ عَلَيْهِ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ
بَغْيًا وَحَسَدًا وَشَهِدُوْا عَلَيْهِ زُوْرًا اِنَّهٗ تَقَيَّاءَ الْخَمْرَ ذَكَرَ الْقِصَّةَ وَفِيْهَا اِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ قَالَ لَهٗ يَا اَخِيْ اِصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْجُرُكَ وَيَبُوْءُ الْقَوْمُ بِاِثْمِكَ **ترجمہ** روایت ہی جو کچھ ذکر
کیا طبری نے بیشک بلوہ کیا اسپر اہل کوفہ نے بغی وحسد کی راہ سے اور جھوٹی گواہی اسپر دی کہ اسنے شراب کی
قے کی ہی اور تمام قصہ بیان کیا انمین یہی ہی کہ بیشک عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اے برادر من صبر کر بیشک
خدا اجر تجکو دیگا اور وہ لوگ تیرے گناہ اٹھائینگے وَهٰذَا الْخَبَرُ مِنْ نَقْلِ الْاَخْبَارِ لَا يَصِحُّ عِنْدَ اَهْلِ
الْحَدِيْثِ وَلَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَصْلًا وَالصَّحِيْحُ عِنْدَهُمْ مَا رَوَاهُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ وَ
سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الدَّانَاجِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ اَبِيْ سَاسَانَ اِنَّهٗ رَكِبَ اِلٰى عُثْمَانَ
فَاَخْبَرَهٗ بِقِصَّةِ الْوَلِيْدِ وَقَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ رَجُلَانِ فَشَهِدُوْا عَلَيْهِ بِشُرْبِ الْخَمْرِ وَاِنَّهٗ صَلَّى
الْغَدَاةَ بِالْكُوْفَةِ اَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ اَزِيْدُكُمْ فَقَالَ اَحَدُهُمَا رَاَيْتُهٗ يَشْرَبُهَا وَقَالَ الْاٰخَرُ
رَاَيْتُهٗ يَتَقَيَّاءُهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لَمْ يَتَقَيَّاءْهَا حَتّٰى شَرِبَهَا فَقَالَ لِعَلِيٍّ اَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ عَلِيٌّ
لِابْنِ اَخِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ اَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَاَخَذَ السَّوْطَ فَجَلَدَهٗ وَعُثْمَانُ يَعُدُّ حَتّٰى بَلَغَ
اَرْبَعِيْنَ وَجَلَدَ اَبُوْ بَكْرٍ بِاَرْبَعِيْنَ وَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِيْنَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ **ترجمہ** اور یہ
خبر اہل اخبار سے ہو اہل حدیث کے نزدیک صحیح نہین ہو اور نہ اہل علم کے نزدیک اسکی کچھ اصل

البتہ اہل علم کے نزدیک صحیح وہ ہی جو عبد العزیز بن مختار اور سعید بن ابی عروبہ نے عبد اللہ داناج اسنے حصین
بن منذر ابی ساسان سے روایت کی کہ وہ سواری پر عثمان کے پاس روانہ ہوا سو خبر دی انکو قصہ ولید کی
اور پونہچے انکے پاس دو آدمی اور گواہی دی اسپر شراب پینے کی اور بیشک اس بات کی کہ اسنے کوفے مین صبح
کی نماز چار رکعت پڑھین پھر کہا آیا مین نے زیادہ کین تمہارے لیے پھر ایک نے دونون گواہون سے کہا کہ مینے
اسکو شراب پیتے دیکھا دوسرے نے کہا مین نے اسکو قی کرتے دیکھا پس عثمانؓ نے کہا شراب پی جب تو قی کی پھر فرمایا
علی رضی اللہ عنہ سے کہ اسپر حد قائم کرو علیؓ نے برادر زادہ عبد اللہ بن جعفر سے کہا کہ اسپر حد قائم کر پس عبد اللہ نے
کوڑا ایکبار مارنا شروع کیا اور عثمانؓ گنتے تھے یہان تک کہ چالیس ہوئے پس علیؓ نے کہا بس کر کسواسطے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چالیس مارے ہین اور ابو بکرؓ نے چالیس اور عمرؓ نے اسی اور یہ سنت ہی وَرَوَی ابْنُ عُیَیْنَۃَ
عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ الْبَاقِرِ فَقَالَ جَلَدَ عَلِیُّ الْوَلِیْدَ ابْنَ عُقْبَۃَ فِی
الْخَمْرِ اَرْبَعِیْنَ جَلْدَۃً بِسَوْطٍ لَہٗ طَرَفَانِ اَخْرَجَہُ الْعُمَرِیُّ ترجمہ روایت کی ابن عیینہ نے عمرو بن دینار سے
اسنے ابی جعفر محمد بن علی باقر سے کہا علی نے ولید بن عقبہ کی حد شراب مین سو کوڑے مارے کہ اسکے دو سر تھے یہ روایت
کی عمرو نے دوسری طعن یہ کہ احد کے دن عثمان لڑائی سے بھاگے اور جنگ بدر اور بیعۃ الرضوان مین حاضر نہوئے
جواب اسکا یہ کہ احد کے دن عثمانؓ کیا تمام صحابہ سوا تیس آدمیون کے سب بھاگے تھا کیلے عثمانؓ ہی پر
ٹھکانا طعن کا نہین ہی اور اسکے ساتھ جب خدائے تعالیٰ نے معاف کر دیا جیسا کہ قرآن مین ہی پھر طعن کی
کیا جگہ رہی قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ
بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَی اللّٰہُ عَنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ترجمہ بیشک جن لوگون نے کہ پیٹھ
پھیری تمسے جسدن کہ لڑنے کو آئے ضرور ڈگا دیا انکو شیطان نے ان چیزون کی شامت سے جو انھون نے
کی تھین اور ضرور معاف کیا خدا نے انسے بیشک خدا بخشنے والا اور برداشت کرنے والا ہی اور بالفرض
اگر عثمانؓ نہ بھاگتے تب انکو شیعہ کے نزدیک اس بات سے کیا نفع اور فتوح ہوتی ابو بکرؓ عمرؓ نہین بھاگے ثابت قدم
رہے وہ ان کی زبان سے کب خلاص ہوئے کہ عثمانؓ ہوتے تیرہ آدمیون مہاجرین سے اور باقی انصار اسی
سخت لڑائی مین قدم جمائے رہے سب کو یا اکثر کو شیعہ اپنی تیر طعن کے نیچے لائے ہین فَمِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ
اَبُوْ بَکْرٍؓ وَعُمَرُؓ وَطَلْحَۃُؓ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِؓ ابْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ وَقَّاصٍ وَکُلُّھُمْ عِنْدَ الشِّیْعَۃِ
مَطْعُوْنٌ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسِ حَالُ الْاَنْصَارِ ترجمہ مہاجرین سے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور طلحہؓ اور عبد الرحمنؓ

بن عوف اور سعد بن ابی وقاص ہین کہ یہ سب انکے نزدیک مطعون ہین اور ایسا ہی حال انصار کا جو اہل سنت کے
نزدیک بعد بھاگ جانے کے کہ عمدہ ارتکاب کبیرہ کا ہی سو وہ بھی توبہ سے مٹ چکا لیاقت امامت کہین نہین گئی
اگر کوئی سیر کی کتابون کے روسے کل اوس واقعہ کو بتامل دیکھے گا تو بھاگنے والون کو ضرور ہی معذور
رکھے گا اسواسطے کہ جب سردار کے مارے جانے کی خبر پھیل جاتی ہی قائم رہنا لشکر کا بہت دشوار ہی اور جنگ
بدر مین واسطے بیمارداری حضرت رقیہ کے موافق حکم آنحضرت کے عثمان پیچھے رہگئے جیسے حضرت امیرؓ کو
تبوک کی لڑائی مین واسطے خبرگیری عیال کے کہ آنحضرتؐ نے انکو حکم دیا تھا وہ پیچھے رہگئے تھے اور ایسا حاضر نہونا
حاضر ہونے سے بہتر ہی اسیواسطے جناب پیغمبر نے فرمایا اِنَّ لِعُثْمَانَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ ترجمہ بیشک
عثمان کو ثواب اوس مرد کا ہی جو بدر مین حاضر ہوے اور حصہ ایک مرد کا اور بیعۃ الرضوان خاص عثمانؓ کیواسطے
ہوئی جب صحابہ سے کسی نے مکے کا جانا قبول نہ کیا کہ وہان جائے اور کافرون سے سوال وجواب کرے تو
عثمانؓ اس سفارت اور رسالت پر مامور ہوے بعد انکے جانے کے لشکر مین خبر مشہور ہوئی کہ کافرون نے
عثمانؓ کو مار ڈالا اور بڑے جہاد کے ساتھ مستعد بجنگ چلے آتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
یارون سے موت پر بیعت لی تا عثمان کا بدلا لین اور کینہ نکالنے مین سخت لڑائی فرمائین اسی درمیان مین خوب
معلوم ہوگیا کہ عثمان کو نہین مارا ہی پس لشکر کو تسکین ہوگئی یہ غیر حاضری بیعۃ الرضوان مین عثمانؓ کی ہی کہ انکے
مارے جانے کی خبر سے واقع ہوئی یہ موجود ہی نہ تھے اگر موجود ہوتے بیعۃ الرضوان ہی کیون ہوتی اسکے ساتھ
یہ بھی ہی کہ آنحضرتؐ نے اپنے بائین ہاتھ پر سیدھا ہاتھ مارکے کہا هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ یعنے یہ ہاتھ عثمان کا ہی اور
بعض روایت مین هٰذَا لِعُثْمَانَ آیا ہی یعنے یہ بیعت عثمان کیطرف سے ہی پس جسکا ایسا نائب کہین موجود ہو
اسکے حاضر نہونے مین کیا نقصان الحاصل اندونون طعن کو اکثر علمای امامیہ نے انکی بیہودگی پر نظر کرکے
اپنی کتابون سے نکال ڈالا ہی طعن ہفتم یہ کہ عثمان نے تغیر سنت کا کیا منے مین کہ مقام حاجیون کے رہنے کا ہی
دسوین ذی الحجہ سے چودہوین تک چار رکعت پڑہین حال آنکہ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سفر مین
قصر کیا ہی خصوص اس مقام مین چار کو دو کرکے ادا کیا ہی چنانچہ تمام صحابہ نے انکے اس فعل پر انکار کیا ہی
جواب اس طعن کا یہ کہ عثمانؓ کے سامنے بھی یہ طعن اون پر کی تھی مگر اسکی حقیقت حال سے واقف نہ تھے جب
عثمانؓ نے ظاہر کیا کہ مینے مکے مین نکاح کیا ہی اور خانہ دار ہوگیا ہون ارادہ رہنے کا اوس گھر مین رکھتا ہون
پس مین مسافر نہین رہا تا سفر ادا کرون اور مقیم کو باجماع قصر جائز نہین ہی یہی سبب ہی کہ پوری نماز پڑھتا ہون

سب صحابہ اُس انکار سے باز رہے چنانچہ عثمانؓ کے اس جواب کو امام احمد طحاوی اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن الربیع اپنی کتابون مین لائے ہین اور لفظ اوس روایت کے یہ ہین اِنَّ عُثْمَانَ صَلّٰی بِالنَّاسِ بِمِنًی اَرْبَعًا فَاَنْكَرَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي تَاَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَاَهَّلَ بِبَلْدَةٍ فَلْيُصَلِّ صَلٰوةَ الْمُقِيْمِ فِيْهَا اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ عَنْ اَبِيْهِ وَفِيْهِ عَنْ عُثْمَانَ ترجمہ بیشک عثمانؓ نے نماز پڑہی لوگون کے ساتھ منے مین چار رکعت بس لوگون نے اون پر انکار کیا تو کہا اے لوگو مینے مکہ مین خانہ داری کر لی جب سے آیا ہون اور مینے سنا ہی رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے جو کوئی کسی شہر مین خانہ دار ہو جائے تو مقیمون کیسی وہان نماز پڑہے یہ روایت کی احمد نے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی ذباب نے اپنے باپ سے اور سوا اسکے اور بہی کوئی اشکال نہ رہا کہ اس صورت مین باجماع پورا کرنا نماز کا واجب ہی

طعن ہشتم

عثمانؓ نے بقیع کو جو حوالی مدینہ مین چراگاہ مشہور ہی قرق کیا اور لوگون کو اس چراگاہ سے منع کیا آہستہ آہستہ اسکو دونا کر کے اس مکان کو رمنے مین داخل کر لیا حالانکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِيْ ثَلٰثٍ اَلْمَاءِ وَالْكَلَاءِ وَالنَّارِ ترجمہ سب مسلمان تین چیز مین شریک ہین پانی اور گہانس اور آگ اور بازار مدینہ کو قرق کیا کہ کوئی وہان سے گٹھریان خریدے کی نہ لے جب تک کہ گماشتے عثمانؓ کے نہ لے لین اور دریا کے کشتیان قرق کین انکے تجارت کے سوا اور کا مال نہ لیجائین جواب اس طعن کا یہ کہ قصہ قرق کرنے چراگاہ بقیع کا صحیح ہی خود عثمانؓ نے اسکا جواب دیا ہی اور صحابہ کے دلپر خوب جما دیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہی لَا حِمٰى اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ ترجمہ جنگل کی گہاس ملک نہین ہو سکتی ہی مگر اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کی اور مین نے صدقہ کے اونٹون اور بیت المال اور جہاد کے گہوڑون کے لیے کہین چراگاہ نہین لی ہی اس چراگاہ کو رمنہ بنایا ہی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی جہاد کے گہوڑون اور صدقے کے اونٹون کے واسطے اسکو چراگاہ کیا تہا جب صحابہ نے کہا کہ پیغمبرؐ نے تہوڑی زمین کو چراگاہ بنایا تمنے اُسکو دونا کر لیا عثمانؓ نے کہا اسوقت کے بیت المال کو اور اُسوقت کے بیت المال کو قیاس کرو اور اُسی موافق چراگاہ کو سمجہو سب صحابہ تب چپ ہو کے مان لیا اور بازار کا قرق کرنا سراسر غلط ہی اتنا ہی صحیح ہی کہ دو تین روز حارث بن حکم نے کہ داروغہ بازار کا تہا اپنی طرف سے یہ کام کیا تہا جب عثمانؓ کو خبر ہوئی اُسکو موقوف کیا اور کشتیون کا قرق کرنا بہی صحیح ہی لیکن اپنی مملوکہ کہ اُنہین لی اور لوگون کا مال نہ لیجائین اور کشتیون سے کچہہ غرض نہین رکہی تہی کہ قبل اس سے بہی لوگ عثمانؓ کی کشتیون کو مصر و عرب کی تجارت کے لیے جاتے تہین اپنا مال لادتے تہے اور گماشتے ساتھ کر دیتے تہے اور جب یہ عمل بہت ہوا اور اور لوگون نے بہی کشتیان تیار کر لین

عثمانؓ نے اپنی کشتیون کو اجازت ندی کہ دوسرے کا مال لادین بہرحال ایک احسان کرتے تھے احسان نکرنے پر کیا ملامت اور طعن ہوسکتی ہی طعن نہم یہ کہ اپنے یارون اور مصاحبون کو جاگیرین اور قطعے زمینون کے بہت دیے اور زمین بیت المال کی اور حق مسلمانون کا تلف کیا جواب اس طعن کا یہ کہ عثمانؓ اپنے یارون اور رفیقون کو پڑی ہوئی زمین کی اجازت دیتے تھے زمین آباد و مزروع کسیکو نہین دی چنانچہ تواریخ مین مسطور ظاہر کہ کاشتکاری پڑی ہوئی زمین کے سبب آبادی ملک و کثرت محصول و فراخی رزق مخلوق کی ہی اسمین کیا خوبی ہو کہ ہزارون بیگہ زمین پڑی رہے اور ویران نہ اُس سے سرکار مین کچھ محصول آئے نہ اور کو نفع پونہچے اور جب آبادی ہو جائے اور جگہ جگہ کشتکاری کا رواج ہو جائے چور راہ مار بھی چپ ہو کے بیٹھ رہتے ہین اور بھی تواریخ والون نے ذکر کیا ہو کہ ایک گروہ اشراف یمن کہ خانہ کوچ تھے اُن کے پاس آئے اور کہا کہ ہم جہاد کے واسطے آئے ہین اور ہمنے اپنے گھر اور زمین مزروعہ جہاد کے واسطے چھوڑے ہین چاہیے کہ ہمکو کہین محل جہاد کے قریب مین زمین دو تو ہم دشمنان دین سے جہاد کو بھی حاضر رہین اور باری باری لشکر کے ساتھ بھی خروج کرین عثمانؓ نے اُن کو صوبۂ فارس کے مقابلے مین کہ یہ صوبہ زور طلب تھا اور زمیدار سرکش آباد کیا اور اُن کی زمین کے عوض انھین حدون سے زمینین دین اور بعض صحابہ سے بھی زمین کا بدلا کرا دیا مثلاً طلحہؓ سے کہ زمین انکی حضرموت مین تھی لے لی اور طلحہ کو عوض مین زمین اُس گروہ کی دے دی اور اشعث بن قیس سے کہ اُسکی زمین کندہ مین تھی لے لی اور اُسکو عوض مین دوسری جگہ دی اور یہ سب دونون کی رضامندی سے تھا ہرگز طعن و ملامت کا موقع نہین ہی طعن دہم یہ کہ صحابہ سب اُسکے قتل پر راضی تھے اور بیزار تھے اور ہجو و ملامت کرتے تھے اور بعد مارے جانے کے تین روز اوسیطرح پڑا رہنے دیا کسی نے دفن نہین کیا جواب یہ بھی صریح جھوٹ اور بہتان ہی کہ لڑکون پر بھی پوشیدہ نہین ہی طلحہؓ اور زبیرؓ اور عایشہؓ اور معاویہؓ اور عمرو بن عاص واسطے طلب قصاص انھین عثمانؓ کے لڑتے تھے یا کوئی عثمانؓ خیالی موہوم اُن کے خیال مین تھا دونون طرف کی تواریخ سنی و شیعہ کی حاضر ہین صحابہ نے قصور بلوہ دفع کرنے مین نہین کیا جب تک ہوسکا کلمہ اور کلام سے بلوہ والون کو سمجھایا جب اُن کے سمجھ مین نہ آیا عثمانؓ سے اذن لڑائی کا چاہا ہرگز روادار لڑائی کے نہوئے نہایت ہی منع کیا ناچار خاموش ہو رہے اور اُسکے ساتھ پانی پونہچانے اور اُن کے وقت دور کرنے مین آخر وقت تک تدبیرین حیلے کرتے رہے اور زید بن ثابت اپنے سب انصار کے ساتھ آئے اور جوان انصار کے اُن سے کہتے تھے اِنْ شِئْتَ کُنَّا اَنْصَارَ اللّٰہِ مَرَّتَیْنِ ترجمہ

اگر تو چاہے تو ہم مددگار خدا کے دوبارہ ہو جائین اور عبداللہ بن عمر مع تمام مہاجرین کے آئے اور کہا کہ جن لوگون نے
تمپر بلوہ کیا ہی وہی لوگ تو ہین کہ ہماری تلوارون کے ضرب سے مسلمان ہوئے ہین اور ابھی ڈر کے مارے پاجامون مین
ہگے دیتے ہین یہ سب شیخیان اور راوبچی باوچی اڑاتین بھی تو ہین کہ کلمے گو ہین اور تم حرمت کلمے کی کرتے ہو اگر حکم دو تو
ہم انکو انکی حقیقت معلوم کرا دین اور وہی بھولی باتین انکی انکو یاد دلا دین عثمانؓ نے کہا ہرگز یہ بات نہ کہو
اور فقط میری ایک جان کے واسطے کشاکشی اسلام مین نہ ڈالو باوصف ان سب باتون کے حسنینؑ اور عبداللہ
بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور ابوہریرہ اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور اور صحابہ عثمانؓ کے پاس گھر مین تھے
جب بلوے والے ہجوم کرتے تھے یہ پتھرون اور لاٹھیون اور دروازہ بند کر لینے کے ساتھ ہٹا دیتے تھے اور غلام
عثمانؓ کے کہ ایک بڑی فوج تھی اس حد کہ اگر حکم کرتے تو دم بھر مین بلوے والون کو حقیقت کام کی معلوم ہو جاتی
معہ ہتیار واسباب کے حاضر ہوئے اور زاری و بیقراری کرتے تھے کہ ہم وہ گروہ ہین کہ خراسان سے افریقیہ
تک ہماری تلوار کی کوئی تاب نہین لایا اگر حکم دو تو اس جماعت کو جو اپنے گھمنڈ مین ہین انکے کام کا انکو تماشا دکھا دین
کہ باتون سے انکی اصلاح نہین ہوگی اور جو یہ جانتے ہین کہ ہمسے بسبب حرمت کلمے کے متعرض نہون گے ہرگز راہ پر
نہین آتے اور تمھاری بات کو اور بڑے بڑے صحابہ کی بات کو جو بھر نہین گنتے عثمانؓ بھی کہتے تھے اگر میری مرضی
چاہتے اور حق احسان ادا کرتے ہو تو اپنے ہتیار کھول ڈالو اور اپنے گھرون مین بیٹھو تم مین جو کوئی ہتیار کھول ڈالے
اُسکو مین نے آزاد کیا وَاللہِ لَئِنْ اُقْتَلَ قَبْلَ الدِّمَاءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ الدِّمَاءِ ترجمہ قسم ہے
خدا کی کہ اگر مین مارا جاؤن خونریزی سے پہلے تو یہ مجکو بہت مرغوب ہی بعد خونریزی کے یعنی شہادت میری
مقدر ہی اور مجکو پیغمبرؐ نے اسکی بشارت دی ہی اگر تم لڑو گے جب بھی مین ضرور مارا جاؤنگا پھر کیا حاصل کہ قتل مسلمون
بھی واقع ہو اور مدعا بھی کرسی نشین ہنو اور فریقین کی تواریخ سے ثابت ہی کہ حضرت امیرؑ نے بھی اپنے بیٹون اور
اولاد جعفر کو اور اپنے چیلے قنبر کو عثمانؓ کے دروازے پر متعین کیا تھا اور طلحہ اور زبیر نے بھی اپنے لڑکون کو انکے
دروازے پر بٹھایا تھا تو بلوے والے مزاحمت نکرین چنانچہ جب وہ ہجوم کرتے تھے یہ اُنسے لاٹھی پتھر سے
لڑتے تھے یہانتک کہ امام حسنؑ خون مین بھر گئے اور محمد بن طلحہ اور قنبر نے زخم کھائے اور دروازے کی راہ
اُنکو آنا نصیب ہنوا گھر کے پچھواڑے بعض انصاریون کے گھر مین نقب لگا کے گھس گئے اور عثمانؓ کو شہید کیا
اسیوقت نہج البلاغۃ کہ بڑی صحیح کتاب شیعہ کی ہی اس ماجرے پر گواہ ہی حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہین
کہ فرمایا وَاللہِ قَدْ دَفَعْتُ عَنْہُ ترجمہ قسم ہی خدا کی کہ مین نے مدافعت کی اُس سے اپنی طرف سے کل

شارح نہج البلاغۃ نے واسطے بیان اس قسم کی یعنی بہتان حضرت امیرؑ کا مدافعت کو عثمان کے معاملے میں ذکر
کیا ہی جسوقت امیرؑ عثمان کے گھر اس ایام میں آتے تھے بلوہ نے والون کو ایک مار مار کے ہٹا دیتے تھے
اور سکو لعنت فرماتے تھے اہل بیان کا کام نہیں ہے کہ حضرت امیرؑ کے ان سب باتون اور معاملون کو نفاق
اور مخالفت ظاہر و باطن پر قیاس کریں اس موقع پر تو کوئی منافق ہو جو بموجب المرء یقیس علی نفسہ
کے یعنی آدمی اپنے اوپر قیاس کرتا ہے وہ اس خیال باطل کو نسبت جناب پاک آنحضرتؐ کے اپنی خاطر میں
جسمین خبث کے ڈھیر لگے ہین ٹھہرا سکے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۞ اور اگر بفرض محال نفاق تھا
تو جسوقت مین خطبے کوفے مین فرمائے اسوقت مین کیون قسم کھائی عثمانؓ کے قاتلون کے دفع کرنے پر اور
کیون بعد شہادت عثمانؓ پکار کے کہا کہ اِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ عُثْمَانَ كَمَثَلِ اَثْوَارٍ ثَلٰثَةٍ كُنَّ فِي اَجَمَةٍ اَبْيَضَ وَ
اَسْوَدَ وَاَحْمَرَ وَمَعَهُنَّ فِيهَا اَسَدٌ فَكَانَ لَا يَقْدِرُ مِنْهُنَّ عَلٰى شَيْءٍ لِاجْتِمَاعِهِنَّ عَلَيْهِ فَقَالَ لِلثَّوْرِ
الْاَسْوَدِ وَالثَّوْرِ الْاَحْمَرِ لَا يَدُلُّ عَلَيْنَا فِي اَجَمَتِنَا هٰذِهِ اِلَّا الثَّوْرُ الْاَبْيَضُ فَاِنَّ لَوْنَهُ مَشْهُورٌ
وَلَوْنِي عَلٰى لَوْنِكُمَا فَلَوْ تَرَكْتُمَانِي آكُلُهُ صَفَتْ لَكُمَا الْاَجَمَةُ فَقَالَا دُونَكَ فَكُلْهُ فَاَكَلَهُ
فَلَمَّا مَضَتْ اَيَّامٌ قَالَ لِلْاَحْمَرِ لَوْنِي عَلٰى لَوْنِكَ فَاتْرُكْنِي آكُلِ الْاَسْوَدَ فَقَالَ دُونَكَ
فَكُلْهُ فَاَكَلَهُ ثُمَّ قَالَ لِلْاَحْمَرِ اِنِّي آكِلُكَ فَقَالَ دَعْنِي اُنَادِي ثَلٰثًا فَقَالَ افْعَلْ فَنَادٰى ثَلٰثًا اَلَا
اِنِّي اُكِلْتُ يَوْمَ اُكِلَ الْاَبْيَضُ ثُمَّ رَفَعَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ صَوْتَهُ فَقَالَ اَلَا اِنِّي وَهَنْتُ
يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ ترجمہ بیشک مثال میری اور مثال عثمان کی ایسی ہے جیسے تین بیل کہ کسی جنگل مین تھے کہ
ایک سفید تھا ایک سیاہ ایک سرخ اور اسکے ساتھ وہان ایک شیر بھی تھا پس وہ شیر انپر کچھ قدرت
نہین پاتا تھا اس واسطے کہ اسکے مقابلے کو اکٹھے ہو جاتے تھے پس شیر نے سیاہ بیل اور سرخ بیل سے کہا کہ کوئی
راہ نہین بتاتا ہے لوگون کو ہمارے بیان ہونے سے مگر سفید بیل اس واسطے کہ اسکا رنگ کھلا ہوا ہے اور
میرا رنگ تمھارا سا رنگ ہے پس اگر تم مجھکو چھوڑ دو تو مین اسکو کھا لون اور یہ جنگل تمھارے واسطے صاف
ہو جائے دونون نے کہدیا پکڑ لے اور کھا لے پھر کھا لیا اسنے جب چند روز گذرے شیر نے سرخ بیل سے کہا
میرا تیرا ایک رنگ ہے پس اس سیاہ بیل کو مجھے کھا لینے دے اسنے کہا مار لے اور کھا لے شیر نے کھا لیا پھر شیر نے
سرخ سے کہا اب مین تجھکو کھاتا ہون کہا مجھکو چھوڑ کہ تین دفعہ آواز کر لون کہا کر لے پھر فرمایا کہ تین بار کہ
مین اوسی دن کھایا گیا ہون جسدن سفید کھایا گیا پھر با آواز بلند امیر المؤمنین نے کہا سن لو مین سبک

ہوگیا اُسدن کہ عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوے اور یہ قصہ شہرت و تواتر کو اس حد تک پونہچا کہ فریقین کی
کتابون مین مذکور و مسطور ہی کچھ انکار کی جگہ نہین اور عبد اللہ بن سلام ہر روز بلکو والونکے پاس جاتے تھے
اور کہتے تھے لا تقتلوہ اسواسطے کہ بعد قتل کے بڑا فتنہ و فساد اُٹھیگا اور حذیفہ بن الیمان کہ صاحب
علم المنافقین تھے چنانچہ امیرؓ نے بھی اُن کے حق مین اس علم کی گواہی دی ہی ہمیشہ قتل عثمان رضؓ سے
ڈراتے تھے اور کہتے تھے کہ بڑے فتنونکا موجب ہوگا اور جو دفن مین توقف ہوا یہ فساد عظیم کا سبب تھا
کہ مدینہ منورہ مین بعد انکے قتل کے ظاہر ہوا اور بلوے والے واہی ہر صحابی کو ڈراتے تھے اور لوگ اپنے
اپنے حال مین گرفتار تھے آخر رات کو کہ بلوے والے سو گئے زبیرؓ ابن عوام اور حکیم بن خزام اور مسور بن
مخرمہ اور جبیر بن مطعم اور ابو جہم بن حذیفہ بدری اور یسار بن مکرم اور اُسکا لڑکا عمرو بن عثمان نے انکو خون آلودہ
کپڑون مین جیسا دستور شہیدونکا ہی بعد ادا کرنے نماز جنازہ کے دفن کیا جبیر بن مطعم نے امامت کی اور
انکے تابعین سے بھی حاضر جماعت تھے اُن مین سے حسن بصری اور مالک امام مالک کے دادا بھی ور آدمیونکے
بدلے فرشتے انکے جنازے پر حاضر ہوے چنانچہ دمشقی نے مرفوعاً جناب پیغمبرؐ سے روایت کی ہی کہ فرماتے تھے
يَوْمَ يَمُوتُ عُثْمَانُ يُصَلِّي عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ ترجمہ جس روز مریگا عثمانؓ اُسپر آسمان کے فرشتے
نماز پڑھینگے راوی کہتا ہی قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عُثْمَانُ خَاصَّةً أَوِ النَّاسُ عَامَّةً قَالَ عُثْمَانُ
خَاصَّةً ترجمہ مین نے کہا یا رسول اللہ خاص عثمانؓ یا عام لوگ کہا خاص عثمانؓ اور اس روایت کو
روایت ابن ضحاک کی مدد پونہچاتی ہی جو سہم بن خنیس سے کی ہی وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ قَتْلَ عُثْمَانَ قَالَ
فَلَمَّا أَمْسَيْنَا قُلْتُ لَئِنْ تَرَكْتُمْ صَاحِبَكُمْ حَتَّى يُصْبِحَ مَثَّلُوا بِهِ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى بَقِيعِ
الْغَرْقَدِ فَأَمْكَنَّا لَهُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ حَمَلْنَاهُ فَغَشِيَنَا سَوَادٌ مِنْ خَلْفِنَا فَهِبْنَاهُمْ حَتَّى
كِدْنَا نَتَفَرَّقُ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي لَا رَوْعَ عَلَيْكُمْ اِثْبُتُوا فَإِنَّا جِئْنَا لِنَشْهَدَهُ
وَكَانَ ابْنُ خُنَيْسٍ يَقُولُ هُمُ الْمَلَائِكَةُ ترجمہ اور تھا وہ اُن مین سے جو قتل عثمان رضی اللہ عنہ
مین حاضر تھے تب کہا جب شام ہوئی ہمکو ہمنے کہا اگر چھوڑ دوگے اپنے صاحب کو تا صبح ہو ضرور
دشمن اوسکے اعضا جدا جدا کرڈالینگے تب ہم بقیع الغرقد کی طرف اوسکو لیگئے پھر ہم کھات مین لگے رہے
اوسکے واسطے آدھی رات تک پھر ہمنے اوسکو اوٹھایا تب گھیر لیا ہمکو ایک جماعت نے پیچھے سے سو ہم ڈر گئے
اسقدر یہانتک کہ نزدیک تھا ہم بھاگ جائین ناگہان منادی پکارتا ہی کہ کچھ ڈر کی بات نہین ہی تم

ثابت رہو بیشک ہم بھی آئے ہین تو حاضر ہون اُسکے واسطے اور ابن حنیس کہتا تھا کہ یہ سب ملائکہ تھے اور یہ جو
کہا کہ صحابہ ہجو و مذمت کرتے تھے محض افترا ہی اور بہتان ہی یہ تو روایت اہل بیت کی سنو عن ابن عباس
قال رأیت النبي صلی الله علیه وسلم في المنام علی کردون وعلیه عمامة من نور
تعمم بها وبیده قضیب من الفردوس فقلت یا رسول الله اني الی رؤیاك
بالاشواق وأراك مبادرا فالتفت الي وتبسم وقال ان عثمان بن عفان أضحی عندنا
في الجنة ملکا عروسا وقد دعینا الی ولیمة فانا مبادر لذلك رواه حسین ابن عبد الله
النباء الفقیه ترجمہ ابن عباس سے روایت ہی کہا مین نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین گھوڑے پر
سوار اور سر مبارک پر عمامہ نور کا ہی بندھا ہوا اور اُن کے ہاتھ مین ایک پتلی چھڑی
باغ فردوس کی ہی مین نے کہا یا رسول اللہ مین تمہارے دیدار کا مشتاق ہون اور تمکو دیکھتا ہون کہ جلدی
کہین کے جانے مین کرتے ہو میری طرف دیکھکر مسکرائے اور فرمایا بیشک عثمان بن عفان صبح میرے پاس آیا کہ
جنت مین ایسے حال سے جیسے کوئی بادشاہ ہو اور دولہا ہماری اُسکے بیاہ مین دعوت ہی اسواسطے مین جلدی
جاتا ہون اور ابو شجاع سیرویہ دیلمی کہ مشہور محدثون سے ہی شیعہ بھی اُسکو معتبر جانتے ہین کتاب منتقی مین ابن عباس سے اس خواب کو اسی طور پر لایا ہی
اور خواب حضرت امام حسن کا بھی صحیح و مشہور الروایت ہی دیلمی ہی منتقی مین لایا ہی عن حسن ابن علی قال ما کنت لاقاتل بعد رؤیا
رأیتها رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم واضعا یده علی العرش ورأیت ابا بکر واضعا یده علی منکب رسول الله
صلی الله علیه وسلم ورأیت عمر واضعا یده علی منکب ابي بکر ورأیت عثمان واضعا یده علی منکب عمر ورأیت
دما دونه فقلت ما هذا فقالوا دم عثمان یطلب الله به ترجمہ امام حسن بن علی سے روایت ہی کہا کہ وہ نہین ہون
کہ لڑون جب کہ ایسے خواب دیکھ چکا ہون مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اپنا ہاتھ عرش پر رکھے ہین اور دیکھا ابو بکر کو کہ وہ
رسول خدا صلعم کے مونڈھے پر ہاتھ رکھے ہین اور عمر کو دیکھا وہ ابو بکر کے مونڈھے پر ہاتھ رکھے ہین اور عثمان کو دیکھا کہ وہ عمر کے
مونڈھے پر ہاتھ رکھے ہین اور دیکھا مین نے ایک خون اون سے اس طرف مین نے کہا یہ کیا ہی سب نے کہا خون ہی کہ مطالبہ کرتا ہی
اللہ اسکا بدلا و روی ابن سمان عن قیس ابن عباد قال سمعت علیا یوم الجمل یقول اللهم اني
ابرء الیك من دم عثمان ولقد طاش عقلي یوم قتل عثمان وانکرت نفسي وجاؤني للبیعة
فقلت الا استحیي من الله ان ابایع قوما قتلوا رجلا قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم
الا استحیي من رجل تستحیي منه الملائکة واني لاستحیي من الله ان ابایع وعثمان قتیل

فِی الْاَرْضِ لَنْ یَدْفِنَ بَعْدُ فَانْصَرَفُوْا فَلَمَّا دُفِنَ رَجَعَ النَّاسُ یَسْئَلُوْنَ الْبَیْعَۃَ فَقُلْتُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
مُشْفِقٌ مِمَّا اَقْدَمُ عَلَیْہِ ثُمَّ جَاءَتْ عَزِیْمَۃٌ فَبَایَعْتُ فَقَالُوْا یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ فَکَاَنَّمَا صُدِعَ قَلْبِیْ
وَرَوٰی ھُوَ اَیْضًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ اِنَّ عَلِیًّا قَالَ یَوْمَ الْجَمَلِ لَعَنَ اللّٰہُ قَتَلَۃَ عُثْمَانَ فِی الْاَرْضِ
وَالْجَبَلِ وَعَنْہُ اَیْضًا اِنَّ عَلِیًّا بَلَغَہٗ اَنَّ عَایِشَۃَ تَلْعَنُ قَتَلَۃَ عُثْمَانَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی بَلَغَ بِھِمَا وَجْھَہٗ
فَقَالَ اَنَا اَلْعَنُ قَتَلَۃَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی السَّھْلِ وَالْجَبَلِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا وَرَوٰی ھُوَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ
الْحَسَنِ ابْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَقَدْ ذُکِرَ قَتْلُ عُثْمَانَ فَبَکٰی حَتّٰی بَلَّ لِحْیَتَہٗ وَعَنْ جُنْدُبٍ دَخَلْتُ
عَلٰی حُذَیْفَۃَ الْیَمَانِ فَقَالَ لِیْ مَا فَعَلَ الرَّجُلُ یَعْنِیْ عُثْمَانَ فَقُلْتُ اَرَاھُمْ قَاتِلِیْہِ فَمَہٗ قَالَ اِنْ قَتَلُوْہُ
کَانَ فِی الْجَنَّۃِ وَکَانُوْا فِی النَّارِ ترجمہ روایت کی ابن سمان نے قیس بن عباد سے کہ اُسنے کہا مین نے حضرت
علی کو جمل کے دن یہ بات کہتے سنا کہ کہتے تھے بارخدایا مین بیزاری کرتا ہون تیرے سامنے خون عثمانؓ سے میری عقل
عثمانؓ کے قتل سے حیران ہوئی کہ مین اپنی عادت پر نرہا میرے پاس لوگ بیعت کے واسطے آئے مین نے کہا کیا مین خدا سے
نہ شرماؤن جو بیعت کرون اُس قوم کی جسنے عثمان جیسے شخص کو مار ڈالا کہ اُسکے حق مین فرمایا رسول خدا صلعم نے
آیا مین حیا نکرون اُس شخص سے کہ جس سے فرشتے حیا کرتے ہین اور بیشک مین شرماتا ہون خدائے تعالیٰ سے کہ بیعت لون
اس حال مین کہ عثمانؓ قتل کیا ہوا زمین پر پڑا ہی ابھی دفن نہین کیا گیا بعد اسکے وہ لوٹ گئے جب وہ دفن ہوگیا پھر آئے
لوگ میرے پاس سوال کرتے ہوئے بیعت کی تو مین نے کہا ای بارخدایا مین اس کام مین قدم رکھتے ڈرتا ہون پھر ایک عزیمہ
سامنے آئی جب مین نے بیعت کی فرمایا علی نے پھر لوگون نے کہا ای امیرالمومنین اس کہنے سے گویا میرا دل پھٹ گیا ایسا
صدمہ ہوا اور یہی ابن سمان نے روایت کی محمد بن حنفیہ سے کہ بیشک علی رضی اللہ عنہ نے جمل کے دن کہا لعنت کرے
خدا عثمانؓ کے قاتلون پر چاہے زمین مین ہون چاہے پہاڑ مین اور یہی روایت ہی محمد بن حنفیہ سے کہ علیؓ کو خبر پونہچی
کہ عایشہ رضی اللہ عنہا لعنت کرتی ہین عثمانؓ کے قاتلون پر بس دونو ہاتھ اٹھائے اور انکو اپنے منہ کے برابر پونہچایا اور کہا مین لعنت
کرتا ہون عثمانؓ کے قاتلون پر خدا اُنپر لعنت کرے زمین مین ہون یا پہاڑ مین ہون جب یہ بات دو بار کہی یا تین بار اور بھی
اُسنے یعنی ابن سمان نے روایت کی عبداللہ بن حسن بن حسین علیہم السلام سے حال یہ کہ ذکر ہوا قتل عثمانؓ کا اُنکے
سامنے تو روئے یہانتک کہ تر ہوگئی اُنکی ڈاڑھی اور جندب سے روایت ہی کہ مین حذیفہ کے سامنے گیا تو مجھسے کہا کہ کیا
حال ہوا اُس مرد یعنی عثمانؓ کا مین نے کہا کہ مین گمان کرتا ہون کہ لوگ اُسکو مار ڈالینگے تو کیا کہتا ہی کہا اگر
مار ڈالینگے اُسکو وہ جنتی ہوگا یہ دوزخی ہونگے یہ باتین تو اہلبیت کی ہین عثمانؓ کے قاتلون کے حق مین

اور اُن کے قتل کے حق مین اور حذیفہ شیعہ کے نزدیک صادق الحدیث ہین بحکم حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ انکی
کتابون مین بھی موجود ہی ما حدثکم حذیفۃ فصدقوہ ترجمہ حذیفہ جو بات تمسے کہے اسکو سچ جانو اور اکثر
صحابہ و تابعین سے جیسا کچھ اس قتل کے معاملے مین مروی ہی کہ کیسا کچھ قتل عظیم اسکو جانا ہی اور گواہی
بہشت کی عثمانؓ کے حق مین اور دوزخ کی قاتلون کے حق مین دی ہی اور جو اُن سے منقول و ثابت ہی جو ذکر کرین تو
بڑے بڑے دفتر ہو جائین اور بھی انھین چند روایتون سے ثابت ہوا کہ تین روز لاش عثمان کا پڑا رہنا جو کہتے ہین یہ
بھی محض افترا و دروغ ہی سب تواریخ والون نے اس بات کو جھوٹا ٹھہرایا ہی تکذیب اسکی تواریخ مین موجود ہی اسواسطے کہ
سب مورخ متفق ہین کہ جمعے کے دن اٹھارھوین ذی الحجہ کو بعد عصر عثمانؓ کو شہید کیا اور شنبے کی شب کو بقیع مین
دفن کیا یہ شہید حبیب پیغمبر نے جسکے حق مین بشارت بحساب قطعی جنتی ہونے کی دی ہو اور ہمکو بتواتر یہ خبر پہونچی ہو ہمکو
حاجت کیا رہی جو ہم اور کسیکی گواہی چاہین بہتر یہی ہی کہ اسکو مختصر کرین اور اور مطلب لکھین وفیما ذکرنا کفایۃ
لاہل البصر ھدایۃ واللہ الھادی ھو اللہ تعالی ترجمہ اتنا ہی جو ہمنے کہا ہی کافی ہی اور جنکو خدا نے آنکھین دی ہین
انکو راہ بتانے والا ہی اور ہدایت کرنے والا اللہ ہی ہی **مطاعن ام المومنین** یعنی عایشہ صدیقہ زوجہ
محبوبہ مطہرہ رسول اللہ علیہ السلام اور یہ دس طعن ہین **طعن اول** یہ کہ وہ مطہرہ مدینہ سے نکلے اور
بصرے کو گئین حالانکہ خدا تعالی نے ازواج کو گھر سے نکلنے کی نہی فرمائی ہی اور منع کیا ہی اور اپنے پاکیزہ
گھرون مین بیٹھے رہنے کا حکم دیا ہی قولہ تعالی وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی تا آیت ترجمہ اور
قرار پکڑو اپنے گھرون مین اور بے پردہ نہو جیسے قبل اسلام سے بے پردہ ہوتی تھین تا آخر آیت انکو کیا مناسب تھا کہ ناموس
رسولؐ کی محافظت نکی اور اُس لشکر کے ساتھ جسمین سولہ ہزار آدمی سے زیادہ اوباش و رذیل جمع تھے نکلین
جواب اس طعن کا یہ گھرون مین قرار پکڑنا اور گھرون سے نہ نکلنا اگر مطلق ہوتا کسی امر کے قید نہوتی تو بعد
نازل ہونے اس آیت کے چاہیے تھا کہ آنحضرت ازواج کو واسطے حج اور عمرے کے نہ نکالتے نہ لڑائیون مین ساتھ لیجاتے
نہ ماں باپ کے ملنے کو نہ بیمارون کی بیمار پرسی کو نہ اقربا کی ماتم داری کو جانے دیتے اور یہ سب قطعی باطل ہین پس معلوم ہوا
کہ مراد اس حکم دینے اور منع کرنے سے پردہ اور حجاب ہی تا مثل اُن کے جو سر پر چادر ڈال کے گلی کوچے مین پھرتی ہین ایسی
نہون اور سفر کرنیسے پردہ حجاب کا کچھ بگاڑ نہین ہی پردہ نشین عورتین نہایت پردہ حجاب کی رہنے والیان بڑی حشمی کی خاتونین اور
اور بیگمات بادشاہی بھی لشکرون مین نکلتی ہین خاص موسم سفر جسمین مصلحت دین و دنیا کی ہو جیسے جہاد و حج اور عمرہ کے پس ایسے ہی یہ سفر
عائشہؓ کا بھی تھا کہ واسطے آپس کے اصلاح اور حکم قصاص خلیفۂ عادل کا جاری کرنا کہ ظلم سے مارے گئے تھے واقع ہوا مثل حج و عمرہ کے تھا

اگر اس زمانے مین کوئی شخص کہے کہ فلان عورت خانہ نشین ہے گھر سے نہین نکلتی تو عرف عام مین کیا سمجھا جائیگا انصاف کرنا چاہیے اور غلط فہمی کو چھوڑنا چاہیے جواب دوسرا شیعہ کی کتابون مین مشہور و متواتر ہے کہ زمانۂ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین جب اہلبیت کے حقوق مین غصب ہوا حضرت امیرؓ حضرت زہراؓ کو سوار کرکے مدینے کے محلون اور انصار کے مسکنون مین گھر گھر اور روز در رات کے وقت بدرخواست مدد و اعانت لیے لیے پھرے آب اس موقع کو غور کرنا چاہیے کہ ننگ و ناموس کے مقدمے مین لڑکی اگر بی بی سے بڑھکی نہین ہوگی تو کم بھی نہین ہوگی اپنے گھر سے نکل کے اورون کے گھر جانا اُسکی نسبت جو گھر سے نکلے اور ڈیرون خیمون مین رہے دوسرے کے گھر نجائے دونون مین کسقدر فرق ہے اور معاملہ وہ تین گانون مغصوبہ کا کہ تھوڑا نقصان اوسکا اپنے ہی طرف رہتا ہے اور معاملہ قتل خلیفۂ برحق کا جو موجب تھا اور ابھی فتنہ و فساد باہم باقی ہے جسکا ضرر کل دین کیطرف لوٹتا ہے ان دونون مین کتنا فرق ہے جب وہ امر موجب طعن کے نہوا تو یہ کسطرح ہوگا جواب تیسرا یہ کہ سب ازواج مطہرات مثلاً ام سلمہ اور صفیہ کہ انکو شیعہ بھی معتبر جانتے ہین اور راستے مین حج اور عمرہ کیواسطے نکلی ہین بلکہ ام سلمہ اس سفر مین مکے تک شریک تھین اور چاہتی تھین کہ ہمراہ عائشہؓ کے نکلین عمر بن ابی اسلمہ اُنکے بیٹے نے بسبب مصلحتون فرعیہ کے منع کیا اور جب خدا ے تعالی نے ازواج مطہرات کے پردے اور حجاب کے ساتھ نکلنے کو فرمایا ہے پھر تو طعن و تشنیع کرنا گنجائش کھاتا کیا بلکہ ثار چباتا ہے قولہ تعالی یَاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ترجمہ اے پیغمبر کہہ اپنی ازواج اور لڑکیون کو اور مسلمانون کی عورتون کو کہ ڈال لین اپنے مونھ پر تھوڑا اپنی چادر کا یہ اس بات سے قریب ہے کہ پہچانی جائین پس کوئی ایذا نہ دے اور ہے خدا بخشنے والا مہربان اور صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نزول اس آیت کے فرمایا اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ ترجمہ اجازت دیگئی تمکو کہ اپنی حاجت کیواسطے باہر نکلو ہان البتہ عورتون کی مسافرت کسی محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے اور اس سفر مین عبداللہ بن زبیر انکے حقیقی بھانجے ہمراہ تھے اور طلحہؓ بن عبید اللہ انکی بہن کے شوہر ام کلثوم ابی بکرؓ کی بیٹی اور زبیرؓ بن عوام دوسری بہن کے شوہر اور اسما ابی بکرؓ کی بیٹی اور ان دونون کی اولاد یہ سب ساتھ تھے ابن قتیبہ جسکی تاریخ پر شیعہ کو کتاب اللہ سے بھی زیادہ اعتماد ہے اپنی تاریخ مین لکھتا ہے لَمَّا بَلَغَهَا بَیْعَةُ عَلِیٍّ اَمَرَتْ اَنْ یُّعْمَلَ لَهَا هَوْدَجٌ مِّنْ حَدِیْدٍ وَجُعِلَ فِیْهَا سُوْرَةُ اللّٰهِ حَوْلَ وَالْحُرُمِ جُعِثَ فِیْهَ وَاَبْنَاءُ الْمُلْجِئَةِ وَالزُّبَیْرِ مَعَهَا ترجمہ جب علی کی بیعت لے لینے کی عائشہؓ کو خبر ہوئی حکم کیا کہ ایک کجاوہ

لوہے کا بنایا جاے جس مین گھسنے نکلنے کی جگہ ہو بس خروج کیا عائشہؓ نے اور انکے ساتھ طلحہؓ اور زبیرؓ کے لڑکے تھے
اور بھی ازواج مطہراتؓ پیغمبر کے تمامی امت کے مردون کی ماہین آور یہ سب ایسے جیسے اون کے بیٹے اس صورت مین
انکو ہر شخص امت کے ساتھ خروج کرنا درست ہی یہی مذہب تمامی علماے امت کا ہی اسیواسطے خلیفہ ثانی نے
اپنے وقت مین جو ازواج مطہراتؓ کو حج کے واسطے بھیجا عثمانؓ و عبدالرحمنؓ بن عوف کے ساتھ کیا اور اِنْكُمَا
وَلَدَانِ يَا مَانِ لَهُنَّ ترجمہ بیشک تم دونون سعادتمند بیٹے ہو امہات مومنین کے بس ایک تمسے انکی
سواری کے آگے رہے اور ایک پیچھے اور ان سب باتون کو جانے دو جب بھی تو وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ
الْأُولَىٰ صریح دلالت کرتا ہی کہ مطلق نکلنے کو منع نہین فرمایا ہی بلکہ بے پردہ نکلنے کو مع زینت اور زیور اور لباس
رنگین دکھانیکو جیسے رسم اسلام سے پہلے جاہلیت کی تھی بس نہی خود ساقط ہوکے قابل دستاویز کے نرہی آب
ہم اسکا بیان کرتے ہین یہ جو امر ہی وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ بار ہا پہلے سے معلوم ہوا کہ شیعہ کے نزدیک امر وجوب کیواسطے
مقرر نہین ہی کہ جسکی خلاف کرنے مین کوئی اندیشہ ہو طعن دوم یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو عثمانؓ کے
خون کی جستجو مین سفر کیا انکو انکے خون سے کیا علاقہ کچھ انکی وارث نہ تھین نہ کچھ اُنسے انکی قرابت اس سے معلوم
ہوا کہ امیر المومنینؓ کے بغض و کدورت انکو تھی اسیواسطے یہ فتنہ اٹھایا اور طرفہ یہ کہ پہلے خود لوگون کو عثمانؓ
کے مارڈالنے کی حرص دلاتی تھین اور کہتی تھین اُقْتُلُوا نَعْثَلًا چنانچہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہی اِنَّ
عَائِشَةَ اَتَاهَا خَبَرُ بَيْعَةِ عَلِيٍّ وَكَانَتْ خَارِجَةً مِنَ الْمَدِينَةِ فَقِيلَ لَهَا قُتِلَ عُثْمَانُ وَبَايَعَ النَّاسُ
عَلِيًّا فَقَالَتْ مَا اُبَالِي اَنْ تَقَعَ السَّمَاءُ عَلَى الْاَرْضِ قُتِلَ وَاللّٰهِ مَظْلُومًا وَاَنَا طَالِبَةٌ بِدَمِهِ
فَقَالَ لَهَا عُبَيْدٌ اَوَّلُ مَنْ حَرَّشَ عَلَيْهِ وَاَطْمَعَ فِي قَتْلِهِ النَّاسَ لَاَنْتِ وَلَقَدْ قُلْتِ اُقْتُلُوا نَعْثَلًا
فَقَدْ فَجَرَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَقَالَ النَّاسُ فَقَالَ عُبَيْدٌ فَمِنْكِ الْبَدَاءُ
وَمِنْكِ الْغِيَرُ وَمِنْكِ الرِّيَاحُ وَمِنْكِ الْمَطَرُ وَاَنْتِ اَمَرْتِ بِقَتْلِ الْاِمَامِ وَقُلْتِ لَنَا اِنَّهُ قَدْ فَجَرَ ترجمہ
بیشک جب عائشہؓ کو خبر بیعت علیؓ کی پہونچی کہ اسوقت مین وہ مدینہ سے باہر تھین لوگون نے اون سے کہا کہ عثمانؓ
مارے گئے اور علیؓ سے لوگون نے بیعت کی تو کہا مین کچھ پروا نہین کرتی چاہے آسمان زمین پر گر پڑے قسم ہی خدا کی
کہ وہ مظلوم مارے گئے اور مین اون کے خون کا مطالبہ کرونگی تو عبید نے اون سے کہا کہ اول شخص تو تم ہی ہو جسنے
اون کے قتل پر لوگون کو دلانا اور طمع دلائی اُنکے مارڈالنے پر سوا تمہارے کون ہی اور تم نے کہا کہ مارڈالو
نعثل کو کہ وہ فاجر ہوگیا ہی تب کہا عائشہؓ نے بیشک قسم ہی خدا کی مینے کہا اور لوگون نے بھی کہا پھر کہا عبید نے تم ہی سے

ابتدا ہی اور تم ہی سے سوا انکے آور تم ہی سے ہوا ہی اور تم ہی سے شیعہ اور تم ہی نے حکم امام کے مار ڈالنے کا کیا اور ہم سے کہا
کہ وہ فاجر ہوگیا جواب اس طعن کا یہ کہ خون خلیفہ عادل کا سب مسلمانون کا حق ہی کہ دعوی کرین وارثون کی کچھ
خصوصیت نہین اسواسطے کہ خلیفہ عادل سب مسلمانون کا نائب ہی انکے مال کی حفاظت اور تقسیم غنیمتون مین آور
عائشہؓ کہ ام المومنین اور بی بی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تہین کیونکر نہ اسکے درپے ہون اور احکام الہی جن مین
عمدہ قصاص ہی اور خاص ایسے مظلوم کا قصاص کہ کوئی وجہ شرعی نہ تھی یا وصف خلافت اور ریاست کے مار ڈالا کیون
نہ نکلتین آور نہ آمادہ ہوتین اور رہا تم یا لوگون نمارتین اور یہ تو نہایت ہی بعید ہی کہ عائشہؓ کو علیؓ سے یا علیؓ کو عائشہؓ سے
بغض ہو اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی فضیلتین اور تعریفین نقل کین ہین اَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُبُّ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ ترجمہ روایت کی دیلمی نے عائشہ رضی اللہ عنہا
سے کہا عائشہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت علی کی عبادت ہی آور نکلنا انکا بارادہ لڑائی امیرؓ کے نتھا محض
واسطے مصلحت آپس کے اور پورا کرنے قصاص عثمان کے اور لشکر امیرؓ سے قاتلون کا نکال دینا تا طلحہؓ اور زبیرؓ اور اور
صحابہ جو عثمانؓ کی قاتلون کی باتون سے وہم مین پڑکے بھاگ گئے تھے باطمینان خاطر شریک حضرت امیرؓ کے ہون اور
انکے اتفاق سے خلافت کے کام کا بخوبی انتظام ہو اور معاویہ اور اور باغی بھی خبردار ہو جائین حد حساب سے نگذرین
اور قطعاً تواریخ سے معلوم ہی کہ عثمانؓ کے قاتل انکو قتل کرکے طلحہؓ اور زبیرؓ اور دیگر صحابہ کو ڈراتے تھے کہ انکو بھی مار
ڈالینگے اور نفاق کی باتین انسے برملا ظاہر ہوتی تہین عائشہؓ کا لوگون کو عثمانؓ کے قتل کی حرص دلانا اور انکو
نعثل کہنا سب انکی افترا ہین جو ابن قتیبہ اور ابن اعثم کوفی اور سمساطی ہین یہ سب جھوٹے مشہور ہین اور جمل کی لڑائی
اور لڑائیون مین بہت باتین انکی مذکور ہین کہ سنی شیعہ دونون کے نزدیک وہ سب خاص افترا اور نرا بہتان ہی
اور سخت بے انصافی کہ حضرت عائشہؓ کے حق مین کہ محبوب بی بی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تہین خدا اور رسول کی گواہی کو
طاق پر رکھدیا اور جھوٹی باتون کے درپے ہوے آور چند اخوان الشیاطین کو فیون سے بی ایمان انکے پیرو ہوے
قولہ تعالے اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ
وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ترجمہ عورتین پاک لایق پاک مردون کے ہین اور مرد پاک لایق پاک عورتون کے یہ گروہ بری ہین
اس سے جو لوگ کہتے ہین اور انہین کے واسطے بخشش ہی اور رزق باحرمت اہل سنت کیونکر ایسی خبر ابن قتیبہ کو حق مین
حضرت عائشہؓ کے یقین کرلین اس حال مین کہ ترمذی و ابن ماجہ اور ابو حاتم رازی نے بطریق متعددہ روایت کی ہی
کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی تھین قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ یَا عُثْمَانُ لَعَلَّ اللّٰہَ یُقَمِّصُکَ

قمیصاً فان ارادوک علی خلعه فلا تخلعه لهم ثلثاً ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
عثمانؓ سے اے عثمانؓ شاید اللہ تعالی تجھکو ایک پیراہن پہناوے پس اگر چاہین کہ تجھسے اُتار لین تو مت اُسکو
انکے واسطے اُتار بعد یہ لفظ تین بار کہا تاکیداً **طعن سوم** یہ کہ حضرت عایشہؓ نے مخالفت حضرت رسولؐ کی
کی اور اُس مخالفت پر اصرار کیا جمل کی لڑائی مین تفصیل اُسکی یہ ہی کہ نعیم بن حماد کتاب الفتن اور محمد بن مسکویہ
تجارب الامم اور ابن قتیبہ کتاب السیاست مین لائے ہین کہ جب لشکر عایشہ رضی اللہ عنہا کا راہ مین ایک
پانی پر پونہچا کہ اُسکو حَوْاَب کہتے ہین وہان کے کتون نے چلانا شروع کیا حضرت عایشہؓ نے محمد بن طلحہ سے
کہا کہ اِس پانی کا کیا نام ہی محمد نے کہا حَوْاَب کہتے ہین عایشہؓ نے کہا مجھکو لوٹا لیچلو محمد بن طلحہ نے پوچھا کیون
حضرت عایشہ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ اپنے ازواج سے کہتے تھے کَاَنِّی
بِاِحدٰیکُنَّ تَنبَحُهَا کِلَابُ الحَوْاَبِ فَاِیَّاکِ اَن تَکُونِی یَا حُمَیرَاءُ ترجمہ گویا کہ مین دیکھتا ہون ایک کو
تمسے کہ اُسکے مقابلے مین کتے بھونکتے ہین حواب کے پس بچا تو اے حمیرا آپکو اُن سے کہ تو ہو پھر باوجود یاد کرنے
اس نہی کے مخالفت پر اصرار کیا اور لوٹین نہین **جواب** اِس طعن کا یہ کہ ارادہ لوٹنے کا تو حضرت عایشہؓ کا
اس روایت سے بھی ثابت ہی جیسا کہ اہل سنت کی روایتون مین تصریح ہی کہ فرمایا رُدُّونِی رُدُّونِی یعنی
لوٹاؤ مجھکو لوٹاؤ مجھکو لیکن اہل سنت کی روایتون مین تتمہ اس قصے کا یون صحیح ہوا کہ حضرت عایشہؓ نے لوٹنے کے
مقدمے مین توقف کیا لشکر والے لوٹنے مین اُن کے ساتھ موافقت نہین کرتے تھے آپس مین اس بات کا جھگڑا تھا
اس درمیان مین مروان بن حکم اور اور لشکر کے لوگ قریب اسّی آدمیون کے گرد نواح کے کسانون سے لائے اور گواہی
دلائی کہ اس پانی کا حَوْاَب نام نہین ہی یہ اور پانی ہی تب عایشہؓ آگے روانہ ہوئین یہ جواب اس طعن کا موافق
روایت کے ہی لیکن بموجب درایت کے دوسرا جواب بھی ہی اور وہ یہ کہ حدیث مین پانی پر ہو کے گذرنا واقع نہین ہی
نہ کچھ اُسکا اشارہ اور حدیث سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہی اتنا ہی کہ ایک کو تمسے یہ مصیبت پیش آئے گی اور
واقعی وہ حادثہ بڑی مصیبت کی بات تھی کہ باعث خفت حرم محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی اور
جو کام کہ مقصود تھا یعنی آپس کی مصالحت اُسکی درستی نہوئی مفت مین مقابلہ مسلمانون کا ہو گیا اور حدیث
سے زیادہ اس سے فائدہ حاصل نہین ہوتا پس اس حدیث سے نہی سمجھنا اور بعد اُسکے مخالفت اور اصرار
بر مخالفت کی نسبت کرنا کس راہ سے ہو سکتا ہی خصوص لفظ اِیَّاکِ اَن تَکُونِی یَا حُمَیرَاءُ معتبر کتابون مین
اہل سنت کے اِسکا کچھ وجود نہین اور اگر بالفرض موجود بھی ہو تو اُس قسم سے ہی جیسے کوئی عاقل اپنی اہل

وعیال اور ازواج کو ڈراتا ہی کسی آفت سے جسکا وقوع معلوم ہی یا گمان مین ہی مثلاً پر خوف راہین اور
بد تدبیریان گھر کی اور یہ ڈرانا نہی شرعی نہین ہو جاتا ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس قسم کے
امور عمل مین لاتے تھے بس جب تک کہ صریح نہی شرعی نہو اسکی مخالفت کو معصیت کہنا کمال تعصب اور عناد ہی حضرت امیرؓ
کو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو جاکر جو تقید واسطے نماز تہجد کے کی صریح جواب مین کہا وَاللهِ لَا نُصَلِّي إِلَّا مَا
كَتَبَ اللهُ لَنَا یعنی قسم ہی خدا کی ہم نہین پڑھینگے مگر جو کچھ اللہ نے ہمارے واسطے لکھا ہی اور جناب وہان سے
پھرے اور اپنی رانین پیٹتے تھے اور فرماتے تھے وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا اس مخالفت کو اور اُس
مخالفت کو تولنا چاہیے اور اہل صلاح کو اور اہل ابرار کو ہم وزن کرین حاصل آنکہ حضرت عایشہؓ اس اصرار مین معذور تھین کس واسطے
کہ مکے سے نکلتے وقت نہین جانتی تھین کہ اس راہ مین وہ چشمہ جسکا حواب نام ہی ملیگا اور اُسپر ہو کے گذرنا
پڑیگا جب وہان پونہچین جانا ارادہ لوٹنے کا مصمم کیا لیکن لوٹنا اُنکو میسر نہوا کسی اہل لشکر نے لوٹنے مین
اُنکا ساتھ نہ دیا اور حدیث مین بھی بعد ظاہر ہونے اس واقعے کے کچھ ارشاد نہین فرمایا ہی کہ پھر کیا کرنا چاہیے
ناچار بقصد مصالحت آپ کے کہ بلاشبہ اچھے کامون سے ہی آگے کو روانہ ہوئین کہ حالت حضرت عایشہؓ کی
اس جانے مین ایسی ہی کہ ایک بچے کو کسی نے دور سے دیکھا کہ کنوین مین گرنا چاہتا ہی بے اختیار اُسکے بچانے کو
دوڑا اور اُسی دوڑنے مین ایک نماز پڑھنے والے کے سامنے ہو کے نکلنا پڑا اُسکو تدارک نمازی کے سامنے ہو کے
نکلنے کی اطلاع حاصل ہی کہ مین نماز پڑھنے والے کے سامنے ہون اگر پیچھے ہو کے جاتا ہون بچہ کنوین مین گرا جاتا ہی
اور نمازی کے سامنے ہی ہو کے نکلا اس نکلنے پر اُسکا تدارک نہین ہو سکتا ہی ضرور اُس بچے کے بچانے کی
صورت کریگا اور اس نکلنے کو اُسکے حق مین معاف کرینگے **طعن چہارم** یہ کہ لشکر عایشہ رضی اللہ عنہا کا
جب بصرے مین پونہچا بیت المال کو لوٹا اور حضرت امیرؓ کے عامل کو کہ عثمانؓ بن حنیف انصاری تھے اور صحابی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکال دیا اور اہانت کی **جواب** اس طعن کا یہ کہ یہ باتین حکم و رضا حضرت
عایشہؓ سے ظہور مین نہین آئین چنانچہ بعد وقوع اس واقعے کے عثمانؓ بن حنیف انصاری کی رضا جوئی مین
مقدور سے زیادہ کوشش کی اور عذر کیے اور اس واقعے کی طرح حضرت امیرؓ کے لشکر والون سے بھی ہوا
جسمین مالک اشتر وغیرہ تھے جنھون نے کوفے مین ابو موسی اشعری کو ذلیل کیا اور گھر پھونک دیا اور اسباب
لوٹ لیا اگر محل طعن ہی تو دونو جگہ ہی اور وہان نہین ہی تو یہان بھی نہین ہی اسکے ساتھ فرق بھی ہی کہ بیت المال
سب مسلمانون کا حق ہی اور طلحہؓ اور زبیرؓ نے پہلے عثمان بن حنیف کو کہلا بھیجا تھا کہ ہمارے ساتھ باعث

مسلمانون کی ہی جو عثمانؓ کا قصاص لینے کو جمع ہوئے ہین خرچ راہ جو ہم لائے تھے تمام ہوگیا اگر بیت المال کا
مال ہمارے پاس لاوے تو انکو تقسیم کردین عثمان بن حنیف نے جب اس سے انکار کیا اور لڑائی کو مستعد ہوا بلکہ لشکر کے
لوگون کو شہر مین گھسنے سے روکا اور دانہ گھاس اور خوراک طعام لوگون پر بند کیا اور درونتھا کہ لشکر بسبب
نہ ملنے دانہ چارے اور قوت کے تلف ہوجائے ناچار دافعیہ اس سخت معاملے کا کیا جب وہی لوگ لشکر کے اوس
اجلاف عرب کہ ایسے لوگ جیسا چاہیے ویسے تابع اور کسیکے حکم مین نہین ہوتے شہر مین آئے بیت المال کو اپنا
حق جانتے تھے لوٹ لیا اس صورت مین کونسا موقع غصہ اور ملامت کا ہی اور سوائے چنان وچنین ہونیکے
کوئی اہل سنت سے معتقد اسکا نہین ہی کہ عایشہؓ اور طلحہؓ وزبیرؓ معصوم تھے ایسی خطا ممکن نہین سو رہگیا تمام لشکر
کہ جنسے کوئی امر صادر ہوا اور وہ ہر لشکر والون کا انکی نسبت جو اعتقاد ہی اسمین خلل ڈالے اور اس صورت مین
کہ طلحہؓ اور زبیرؓ قتل ہوئے اور حضرت عایشہ کی اہانت ہوئی اور حضرت امیرؓ کے لشکر والون سے یہ امر ظہور مین
آئے جب یہ امر مخل انکے اعتقاد کے نہین ہوئے تو وہ کسطرح ہونگے اور مرتبہ طلحہؓ اور زبیرؓ اور عایشہؓ کا معلوم کہ
عثمان بن حنیف سے اور انسے زمین آسمان کا فرق ہی انسے جو امور صادر ہوئے وہ کب مخل انکے اعتقاد کے
ہوئے عَنْ حَبْشِ بْنِ زِیَادٍ وَالضَّبِّیُّ قَالَ سَمِعْتُ الْاَحْنَفَ بْنَ قَیْسٍ تَقُوْلُ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰی
اَهْلِ الْجَمَلِ اَرْسَلَ اِلٰی عَایِشَةَ اِرْجِعِیْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ قَالَ فَاَبَتْ قَالَ فَاَعَادَ اِلَیْهَا الرَّسُوْلَ
وَاللّٰهِ لَتَرْجِعِنَّ اَوْ لَاَبْعَثَنَّ اِلَیْكَ نِسْوَةً مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ مَعَهُنَّ شِفَارٌ حِدَادٌ یَاْخُذْنَكِ بِهَا
فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِكَ خَرَجَتْ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِی الْمُصَنَّفِ طعن پنجم عایشہؓ نے پیغمبر کا
بھید فاش کیا بموجب نص قرآن کے وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ
وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ
هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ترجمہ اور جسوقت کہ چھپا کے ایک بات پیغمبر نے کہی اپنی بعض ازواج
سے پس جب خبر دی اُس عورت نے اُس بات کی اور ظاہر کردی اللہ نے پیغمبر پر یہ بات تو بعض کو اُسنے
جتا دیا اور بعض سے اعراض کیا یعنی نہین جتایا پھر جب خبر دی پیغمبر کو اُس عورت نے یہ پوچھا کسنے تجکو
یہ بات جتائی کہا مجکو خبر دی اُسنے جو اسکا جاننے والا تھا اور خبردار جواب اسکا یہ کہ باتفاق مفسرینکے
یہ بھید حفصہ نے فاش کیا ہی کہ آنحضرت کو ماریہ قبطیہ کے ساتھ بستر پر دروازے کی درز سے دیکھا آپ نے
انکو منع کیا کہ اِنِّیْ حَرَّمْتُ مَارِیَةَ عَلٰی نَفْسِیْ فَاکْتُمِیْ عَلَیَّ وَلَا تُفْشِیْهِ ترجمہ مین نے حرام کیا ماریہ کو اپنے

اور پہر تو اس بھید کو بہی چھپائے رکھو اور فاش مت کر پس حضرت حفصہ گئیں اور سنا بات کہ حضرت نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا نہایت خوش
و سرور حاصل ہوا کہ مارے خوشی کے بھید چھپانے سے غافل ہو گئیں اور خوش خوش یہ خوشخبری عائشہؓ پر ظاہر کی اور ماریہ سے بھی اسکا
ذکر کیا اور انکو ایسا گمان ہوا کہ آنحضرتؐ نے اس بات کے چھپانے کو مجہے کہا ہی جو میں نے دروازہ کی درز سے دیکھی ہی نہ یہ کہ ماریہ کو
اپنے اوپر حرام کرنیکو کہا ہی کہ کسی سے مت کہنا پس عائشہؓ پر اس بھید کو فاش کرنیکی بالکل فکر اور تہمت ہی اور حفصہ سے جو کچھ وقوع
میں آیا وہ بھی اہل سنت کے اعتقاد میں خلل انداز نہیں اسواسطے کہ اگر بفرض جو کچھ ہی نہ دیکھے تو صد درجہ یہ کہ گناہ ہوگا اور آیت
اِنْ تَتُوْبَا اِلَی اللّٰہِ صریح جتاتی ہی کہ اس معصیت کی توبہ مقبول ہی اور باتفاق ثابت کہ حفصہ نے توبہ کی اور مقبول ہوئی چنانچہ آخر
عمر آنحضرت تک ازواج میں داخل رہیں اور خوشخبری پائی مجمع البیان میں کہ شیعہ کی معتبر تفسیروں میں سے ہی طبرسی کہتا ہی قِیْلَ اِنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَسَّمَ الْاَیَّامَ بَیْنَ نِسَائِہٖ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ حَفْصَۃَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ اِلٰی اَبِیْ حَاجَۃً فَاْذَنْ لِیْ اَنْ اَزُوْرَہٗ فَاَذِنَ لَہَا فَلَمَّا خَرَجَتْ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی جَارِیَتِہٖ مَارِیَۃَ الْقِبْطِیَّۃِ اُمِّ اِبْرَاہِیْمَ وَقَدْ کَانَ اَہْدَاہَا الْمُقَوْقِسُ فَاَدْخَلَہَا
بَیْتَ حَفْصَۃَ فَوَقَعَ عَلَیْہَا فَاَتَتْ حَفْصَۃُ فَوَجَدَتِ الْبَابَ مُغْلَقًا فَجَلَسَتْ عِنْدَ الْبَابِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَجْہُہٗ یَقْطُرُ عَرَقًا فَقَالَتْ حَفْصَۃُ اِنَّمَا اَذِنْتَ لِیْ مِنْ اَجْلِ ہٰذَا اَدْخَلْتَ اَمَتَکَ بَیْتِیْ
ثُمَّ وَقَعْتَ عَلَیْہَا فِیْ یَوْمِیْ وَعَلٰی فِرَاشِیْ اَمَا رَاَیْتَ لِیْ حُرْمَۃً وَحَقًّا فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَیْسَ ہِیَ
جَارِیَتِیْ قَدْ اَحَلَّ اللّٰہُ ذٰلِکَ لِیْ اُسْکُتِیْ فَہِیَ حَرَامٌ عَلَیَّ اَلْتَمِسُ بِذٰلِکَ رِضَاکِ وَلَا تُخْبِرِیْ بِذٰلِکَ اِمْرَاَۃً مِنْہُنَّ
وَہُوَ عِنْدَکِ اَمَانَۃٌ فَلَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَعَتْ حَفْصَۃُ الْجِدَارَ الَّذِیْ بَیْنَہَا وَبَیْنَ عَائِشَۃَ فَقَالَتْ
اَلَا اُبَشِّرُکِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ حَرَّمَ عَلَیْہِ اَمَتَہٗ مَارِیَۃَ وَقَدْ اَرَاحَنَا اللّٰہُ مِنْہَا وَاَخْبَرَتْ عَائِشَۃَ بِمَا رَاَتْ وَ
کَانَتَا مُتَصَافِیَتَیْنِ مُتَظَاہِرَتَیْنِ عَلٰی سَائِرِ اَزْوَاجِہٖ فَنَزَلَتْ یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ فَاعْتَزَلَ نِسَائَہٗ تِسْعَۃً وَ
عِشْرِیْنَ یَوْمًا وَقَعَدَ فِیْ مَشْرَبَۃِ اُمِّ اِبْرَاہِیْمَ مَارِیَۃَ حَتّٰی نَزَلَتْ اٰیَۃُ التَّخْیِیْرِ وَقِیْلَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلَا یَوْمًا لِعَائِشَۃَ مَعَ جَارِیَتِہٖ
الْقِبْطِیَّۃِ فَوَقَفَتْ حَفْصَۃُ عَلٰی ذٰلِکَ فَقَالَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُعْلِمِیْ عَائِشَۃَ بِذٰلِکَ وَحَرَّمَ مَارِیَۃَ عَلٰی نَفْسِہٖ فَاَعْلَمَتْ
حَفْصَۃُ عَائِشَۃَ وَاسْتَکْتَمَتْہَا اِیَّاہُ فَاَطْلَعَ اللّٰہُ نَبِیَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ وَہُوَ قَوْلُہٗ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا یَعْنِیْ حَفْصَۃَ وَلَمَّا
حَرَّمَ مَارِیَۃَ الْقِبْطِیَّۃَ اَخْبَرَ حَفْصَۃَ اَنَّہٗ یَمْلِکُ مِنْ بَعْدِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَعَرَّفَہَا بَعْضَ مَا اَفْشَتْ مِنَ الْخَبَرِ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ اَنَّ اَبَابَکْرٍ وَ
عُمَرَ یَمْلِکَانِ بَعْدِیْ وَقَرِیْبٌ مِنْ ذٰلِکَ مَا رَوَاہُ الْعَیَّاشِیُّ بِالْاِسْنَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَطَاءِ الْمَکِّیِّ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَّا اَنَّہٗ زَادَ فِیْ ذٰلِکَ
اَنَّ کُلَّ وَاحِدٍ مِنْہُمَا حَدَّثَتْ اَبَاہَا بِذٰلِکَ فَعَاتَبَہُمَا فِیْ اَمْرِ مَارِیَۃَ وَمَا اَفْشَتَا عَلَیْہِ مِنْ ذٰلِکَ وَاَعْرَضَ اَنْ یُعَاتِبَہُمَا فِی الْاَمْرِ الْاٰخَرِ

ترجمہ لوگون نے کہا ہی کہ بیشک رسول صلعم نے اپنی بیبیون مین دن بانٹ دیے تھے یعنی باری مقرر کر دی
تھی پس جب حفصہ کی باری کا دن ہوا کہا ای رسول خدا صلعم مجکو اپنے باپ سے کچھ کام ہی تم اجازت دو
تو اُن سے مل آؤن سو اجازت دی آنحضرت نے جب وہ باہر گئین آپ نے ماریہ قبطیہ کے پاس آدمی بھیجا کہ
ما ابراہیم کی تھین اور مقوقس بادشاہ مصر نے انکو تحفے مین بھیجا تھا اور انکو حفصہ کے گھر مین بلا لیا اور اُنسے
صحبت رکھی پھر آئین حفصہ تو دروازہ اُسکا بند پاکر دروازے کے نزدیک بیٹھ گئین پھر نکلے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اس حال سے کہ اُنکے مُنہ سے پسینا ٹپکتا تھا یہ دیکھکر حفصہ نے کہا کہ مجکو اسیواسطے اجازت
دی تھی کہ میرے گھر مین اپنی چھوکری کو بلایا اور اُس سے صحبت کی کہ یہ دن میری باری کا تھا اور میرا ہی بستر
آیا میرے حق پر نظر نکی نہ میری حرمت پر فرمایا رسول خدا صلعم نے آیا نہین ہی یہ وہ چھوکری میری کہ حلال
کی ہی اللہ نے مجپر خاموش ہو پس یہ کنیز حرام ہی مجپر مین اس طرح تیری رضا جوئی کرتا ہون اور اور کسیکو ازواج
سے اس ماجرے پر خبر دار مت کر یہ بات تیرے پاس میری امانت ہی پھر جب باہر آئے رسول خدا صلعم سو ٹھوکا کیا
حفصہ نے اُس دیوار کو جو اُن کے اور عایشہ کے درمیان مین تھی اور کہا خبر دار ہو مین تجکو خوشخبری سناتی
ہون کہ رسول خدا صلعم نے اپنی چھوکری ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور ہمکو اللہ نے اُسکی طرف سے
چین پر کر دیا اور جو کچھ دیکھا تھا اُس سے عایشہ کو خبر دار کر دیا اور یہ دونو آپسمین دوست متفق تمام
ازواج کے مقابلے مین تھین پس نازل ہوئی یہ آیت ای نبی کیون حرام کی تو نے وہ چیز کہ حلال کی اللہ
نے تجپر پس حضرت نے بیبیون سے صحبت چھوڑ دی اُنتیس دن اور بیٹھے بالاخانے پر ماریہ کے جو ابراہیم
کی ماتھین یہان تک کہ آیۂ تخییر کی نازل ہوئی بعض نے کہا ہی کہ بیشک پیغمبر صلعم نے خلوت کی ایکدن
کہ جسدن باری عایشہ کی تھی کنیز کی قبطیہ کے ساتھ پس حفصہ اسی حال مین آپڑین تو فرمایا رسول خدا صلعم نے
اُن سے کہ عایشہ کو اس حال سے خبر دار مت کرنا اور حرام کیا ماریہ کو اپنے اوپر پس خبر دار کیا عایشہ کو حفصہ نے
اور کہا کسی سے نکہنا اس بات پر اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو مطلع کر دیا کہ وہ قول اللہ تعالی کا یہ ہی
وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا یعنی بعض مین حفصہ ہی اور جب حرام کیا ماریہ قبطیہ کو
اپنے اوپر خبر دی حفصہ کو کہ میرے بعد خلیفہ ہونگے ابو بکر اور عمر پھر اقرار کیا حفصہ سے بعض بات کا جو
اُسنے فاش کی تھی اور بعض سے اعراض کیا کہ بیشک ابو بکر و عمر میرے بعد خلیفہ ہونگے اور اسی کے قریب قریب
ہی جو کچھ عیاشی نے روایت کی ہی بالاسناد عبد اللہ بن عطا مکی سے اور ابی جعفر علیہ السلام سے مگر اتنا

زیادہ کیا ہو اس روایت مین کہ ہر ایک نے ان دونون عورتون سے اپنے باپون کو اس بشارت سے خبردار کر دیا تب غصہ فرمایا رسول خدا نے دونون کو ماریہ کے مقدمے مین اس بات پر کہ انھون نے آپکا بھید کہدیا اور ایک مقدمے مین عتاب کیا اور دوسرے مقدمے مین عتاب سے اعراض فرمایا انتہی الحاصل دو بھید تھے ایک تو ماریہ کے مقدمے مین دوسرا خلافت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مقدمے مین پہلے پر عتاب کیا دوسرے سے اعراض فرمایا اس روایت سے صریح معلوم ہوا کہ بھید حفصہ سے فاش ہوا نہ عایشہؓ سے اور حفصہ نے بھی بسبب نہایت فرحت و شادمانی کے عایشہؓ سے کہدیا کچھ یہ قصد نتھا کہ پیغمبر کا بھید کہدون جو قصد گناہ کا سمجھا جائے غلبہ سرور و فرحت سے ایسا کہ بھید کا نہو سکا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بموجب روایت عیاشی کے جو امام باقرؑ سے کی ہو کہ عمدہ اخبار مین شیعہ سے ہو معلوم ہونا خلافت شیخینؓ کا آپ کو اور اسکی افشا پر عتاب نہ کرنا صریح دلیل رضا کی ہو وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی وُضُوْحِ الْحُجَّۃِ یعنی اللہ کا احسان ہو کہ خوب واضح حجت حاصل ہوئی اور جب خلافت شیخینؓ کی آپ کو وحی سے معلوم تھی پھر نص خلافت حضرت امیرؓ کی کرنا مخالفت خدا کی کرنا ہو اور انبیا خلاف تقدیر الٰہی کے دعا نہین کرتے نہ کہ موقوفی بحالی خلافت کی قولہ تعالیٰ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ترجمہ پس جب ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور بشارت پونہچی تو لڑتا تھا ہمسے قوم لوط کی نجات کے مقدمے مین بیشک ابراہیم بردبار ہو اور نرم دل اور خدا کی طرف رجوع ہونے والا ای ابراہیم منہ پھیرے اس بات سے کہ پونہچا حکم تیرے پروردگار کا اور اس قوم لوط کو وہ عذاب پونہچنے والا ہو کہ وہ نہین پھریگا طعن ششم یہ کہ عایشہؓ نے خود کہا ہو مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَۃَ وَمَا رَاَیْتُھَا قَطُّ وَلٰکِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرَ ذِکْرَھَا ترجمہ مین نے کسی پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیون سے غیرت نکھائی جیسے کچھ غیرت مین نے خدیجہ کی کھائی اور مین نے اُنکو ہرگز نہ دیکھا لیکن رسول خدا صلعم اکثر اُسکا ذکر کرتے ہین جواب اس طعن کا یہ کہ غیرت و رشک کرنا یہ عورتون کی پیدایشی بات ہو اور پیدایشی بات پر مواخذہ نہین ہو بیشک اگر غیرت کے سبب سے کوئی قول یا فعل خلاف شرع ظاہر ہوا سوقت البتہ ملامت ہوسکتی ہو حدیث صحیح مین آیا ہو کہ ایک امہات مومنین یعنی ازواج مطہرات سے کہ جنکے گھر مین آپ تشریف رکھتے تھے اُنکے گھر دوسری بی بی نے کھانا لذیذ پکاکر آنحضرتؐ کے واسطے بھیجا اُنھون نے غیرت کی اور اس طباق کو جسمین کھانا تھا اس دوسری بی بی

خادمہ کے ہاتھ سے لیکر زمین پر مارا کہ طباق بھی ٹوٹ گیا کھانا بھی پھینک گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود
بنفس نفیس بنظر عزت کھانے کے کہ نعمت الٰہی ہو اٹھے کھانے کو زمین مین سے چنتے تھے اور فرماتے تھے
غَارَتْ اُمُّکُمْ یعنی غیرت کھائی تمھاری ماںنے اور اسوقت مین کچھ غصہ اور گھر کی جھڑکی اُن کے حق مین
نہ فرمائی امتیون کو کب لایق ہو کہ اس قسم کے معاملون مین انکو نشانہ تیر طعن کا بنائین معاذ اللہ مین ذلک اور جب کہ
امامیہ کی کتابون مین مروی و منقول ہو کہ حضرت ابو البشر یعنی آدم علیہ السلام کو ائمہ کے مرتبون اور قدر پر رشک
و حسد ہوا تھا مایشہ کی اتنی سی غیرت مین کیا شکایت کی جگہ ہو طعن ہفتم یہ کہ عایشہ رضی اللہ عنہا آخر حال مین
کہتی تھین فَالَیْتَنِی کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا وَلَوَدِدْتُ اِنِّی کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ترجمہ مین لڑی علی سے آرزو کرتی ہون کہ
ضرور مین ہوتی بھولی بسری جواب اسکا یہ کہ یہ عبارت اس لفظ کے ساتھ صحیح نہین ہولی صحیح اتنی ہی ہو
کہ جب یوم الجمل کو یاد کرتی تھی اتنا روتی تھین کہ اوڑھنی تر ہو جاتی تھی اس سبب سے کہ اپنے خروج مین جلدی
کی تھی اور تامل و تحقیق نکی کہ اب جو آب راہ مین پڑیگا یا نہین یہانتک کہ ایسا واقعہ عظیم سامنے آیا اور اہل سنت
کی صحیح کتابون مین اس لفظ کو حضرت امیر سے روایت کیا ہو کہ جب حضرت عایشہ کے لشکر پر شکست پڑی اور
دونو طرف سے آدمی مارے گئے حضرت امیر نے مقتولون کو ملاحظہ فرمایا اور اپنی رانین پیٹنے لگے اور فرماتے تھے
یَالَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ترجمہ آہ کاش مین اس سے پہلے مرجاتا اور ہو جاتا بھولا بسرا
اور اگر عایشہ سے بھی یہ عبارت ثابت ہو اسی قسم ندامت سے ہوگی کہ ایسی خانہ جنگی ہم مین ہوئی کہ ہمارے
دونو جانب کے انصاف سے بعید تھی کہ حق پر نہ رجوع ہوئے اور ایک دوسرے کے مراتب کو نہ پہچانا یہ لوگ بلا وجہ
اسکو مطاعن مین گنتے ہین اگر اس سے بچتے تو کیسی خوبی کی بات تھی طعن ہشتم یہ کہ حجرہ رسول مقبول کو
کہ جہان وہ رہتی تھین اپنے باپ کا اور اپنے باپ کے دوست کا کہ عمر تھے مقبرہ بنایا جواب اسکا یہ کہ اہل سنت
کی صحیح کتابون مین صحیح حدیثون سے منقول ہو اور موجود کہ آنحضرت نے شیخین کو کبھی صریح اور کبھی اشارۃً
خوشخبری دفن کی اپنے قرب مین دی ہو چنانچہ حضرت امیر نے جسوقت کہ عمر خطاب کا دفن کرنا حجرہ متبرکہ
قرار پایا فرمایا وَاِنِّیْ کُنْتُ لَاَظُنُّ اَنْ یَّجْعَلَکَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَیْکَ اِذْ کُنْتُ کَثِیْرًا اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُنْتُ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَ قُمْتُ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ
وَّعُمَرُ ترجمہ کہ مین گمان کرتا تھا کہ تجھکو اللہ تعالیٰ تیرے دونون یارون کے ساتھ رکھیگا اسواسطے کہ اکثر
رسول خدا صلعم سے سنا کرتا تھا کہ رہینگے ہم اور ابوبکر و عمر اور اٹھینگے ہم اور ابوبکر و عمر اور چلینگے ہم اور

ابوبکرؓ و عمرؓ اور یہ خوشخبری کمال رضامندی اور خوشنودی دل کی ہے کہ حکم انکے رہنے کا اپنے قرب مین
فرمایا اور اگر صحیح حکم آنحضرت کا مکار ہوتا تو حضرت امام حسن علیہ السلام کیون نہ اپنا دفن ہونا اُس حجرے
مین چاہتے کہ اسوقت مین حاصل ہوناس حکم شریف کا ظاہر حالات سے تھا جواب دوسرا حجرے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے جو ازواج مطہرات کے ملک مین تھے حضرت نے انکا انکو مالک کر دیا تھا موافق حکم فقہ کے جیسا کہ فقہ
والون کے نزدیک ثابت ہے کہ جو کوئی شخص اپنی کسی اولاد کے نام سے گھر بنائے یا خریدے اور اُسکے قبضے مین چھوڑ دے
وہ اُسکی ملکیت ہو جاتا ہے اور اولاد و وارثون کو اسمین دخل نہین ہوتا علی ہذا القیاس بیبیون اور اور وارثون کا
بھی یہی حکم ہے اور کچھ شبہہ نہین ہے کہ آپ نے ہر حجرے کو ہر بی بی کے نام پر بنا کے دیدیا تھا اور وہ بی بی اُس حجرے
کے توڑنے اور مرمت کرنے اور تنگ کرنے اور چوڑا کرنے اور دروازہ اور بدرر و پانی کے نکالنے اور ہر قسم تصرف
کے آپ کے سامنے مالکانہ متصرف ہوتی تھین یہی حال حضرت عائشہؓ کے حجرے اور اسامہ بن زید کے گھر کا کہ سب
مالک اپنے گھرون کے تھے اور اشارہ قرآنی ازواج کے حق مین قریب صراحت کو پہنچا ہوا ہے قولہ تعالیٰ وَقَرْنَ
فِی بُیُوتِکُنَّ اور عمرؓ کے دفن کا عائشہؓ سے اذن چاہنا سامنے سب صحابہ کے کسی نے انکار نکیا یہانتک کہ حضرت امیرؓ
سے ایک قطعی دلیل ہے عائشہؓ کی ملکیت پر اور معلوم ہے کہ صحابہ ذرا تغیر مین خلیفون کا خصوصًا عمرؓ بن خطاب کا
گریبان پکڑنے کو مستعد ہوتے تھے اور عمرؓ ممنون ہوتے بلکہ اُن کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب وہی شخص ہوتا
تھا کہ جو کوئی ذرا سی خلاف شرع کی بات مین اُنپر یا اُنکے سوا پر شدت کرتا تھا اور ہرگز کسیکا پاس منظور
نہین رکھتا تھا تبس معلوم ہوا کہ سب صحابہ اور تابعین کے نزدیک ازواج مطہرات کی ملکیت اپنے اپنے حجرون کی
مسلم الثبوت تھی اسواسطے کسی نے حضرت عمرؓ کے اذن چاہنے مین کوئی بات نکی اور شیعہ کی کتابون مین بھی
ثابت ہے کہ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے بھی عائشہ صدیقہ محبوبہ رسول خداؐ سے اپنے دفن کے معاملے مین کہ
اپنے جد اطہر کے قرب مین دفن کیا جاؤن علیہ الصلوۃ والسلام اذن مانگا ہے لیکن بعد وفات حضرت امامؑ کے
مروان بدبخت علیہ اللعن نے اس قران سعدین سے منع کیا حضرت امام حسینؑ اپنے کنبے اور غلامون سمیت ہتیار
باندھ کے مستعد مقابلہ اور لڑائی کے ہوئے مروان شیطان نے مع فوج کثیر کے گرداگرد مسجد مقدس نبوی
اور حجرۂ شریفہ مصطفوی کے انبوہ کیا اور معنی حُفَّتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ کے نمودار ہوئے یعنی گھیری گئی ہے جنت مکروہات
سے خوف قوی تھا کہ اُن بدبختون کے ہاتھ سے کوئی صدمہ حضرت امامؑ اور اُن کے لواحقون کو پہنچے ابوہریرہؓ
بطور مصالحت بیچ مین پڑگئے اور حضرت امامؑ کے شدت غضب و جلال کو دبایا اور مصلحت وقت کو اُن کی

جناب پاک مین عرض کیا پس اگر ملکیت حجرے کی عایشہ کو ثابت تھی حضرت امام نے کیون اُنسے اذن چاہا
صاف ظاہر ہی کہ اگر انکی ملکیت تھا تو مروان سے کہ حاکم اور متصرف بیت المال اور وقف چیزون کا تھا اذن
لینا چاہیے تھا اب اُسکی ممانعت کے مقابلے مین کہ صیغہ حکومت کا رکھتا تھا عایشہ نے گو اذن دیا مگر اس اذن نے
کچھ کام ندیا اگر شیعون سے کوئی منکر اس روایت کا ہو چاہیے ہی کتاب کو کہ مہمہ فی معرفۃ الایمہ اور اور اپنی
کتابون کو دیکھے اور اس موقع پر ایک گروہ شیعہ نے بطریق تہمت و افترا کے عایشہ پر تازہ خانی اور بہتان سرائی
شروع کی ہی کہتے ہین کہ عایشہ اذن دینے کے بعد پچتائین اور ایک خچر پر سوار ہو کے مسجد کے دروازے پر
گئین اور دفن کرنے کو منع کیا اور دعوی میراث کا کیا ابن عباس نے اُسکے جواب مین یہ شعر غیر مربوط جسکے
نہ معنے ٹھیک نہ وزن نہ قافیہ پڑھا تَجَمَّلْتِ تَبَغَّلْتِ وَاِنْ عِشْتِ تَفَیَّلْتِ لَکِ بِالتِّسْعِ مِنَ الثُّمْنِ وَبِالْکُلِّ تَطَمَّعْتِ
ترجمہ شتر سوار ہوئی تو اور خچر سوار ہوئی تو اگر زندہ رہی تو فیل سوار ہو گی تو حق تیرا نوان حصہ ہو آٹھوین
حصے سے اور تو بالکل کھا گئی حالانکہ عایشہ نے خود حدیث روایت کی نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَرِثُ
وَلَا نُوْرَثُ ترجمہ یعنی ہم گروہ انبیا کے ہین نہ کسی کے وارث نہ ہمارا کوئی وارث سب ازواج کو طلب
میراث سے منع کیا وہ کیون دعوی میراث کا کرتین اور سوار ہو کر نکلنے کی کیا حاجت تھی رہنے کی جگہ اُن کے وہی
حجرۂ خاص تھا اگر ممانعت منظور رکھتین دروازہ حجرے کا بند کر لیتین اور جواب ابن عباس کا کب صحیح ہوتا ہی
حالانکہ نوان حصہ آٹھوین حصے کل متروکہ چیزون آنحضرت سے کہ وہ زمین رہنے کی اور کشتکاری کی اور
ہتیار اور اونٹ اور خچر اور گھوڑے یقیناً حجرۂ عایشہ سے بڑھتے تھے پھر عایشہ کو کل میراث کھا جانے پر طعن
کیون کرتے اسواسطے کہ کل میراث آنحضرت کی قطعاً اُن کے قبضے مین نہ تھی نہ اُنھون نے کھائی غرض کہ آگے
پیچھے اِدھر اُدھر سے اس افترے پر ڈھیر کے ڈھیر مینہ فضیحت و رسوائی کے برستے ہین اور بڑی برہان خدا کی
یہی ہی کہ جھوٹون کو اُنھین کی زبان سے رسوا کرتا ہی **طعن نہم** ایک دن آنحضرت نے خطبہ پڑھا اور شارہ
عایشہ کے مکان کی طرف کر کے فرمایا اَلَا اِنَّ الْفِتْنَۃَ ھٰھُنَا ثَلٰثًا مِنْ حَیْثُ تَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ
ترجمہ سن لو کہ فتنہ یہان ہی اور یہ بات کو تین دفعہ فرمایا بس جگہ کہ نکلتا ہی قرن شیطان بس مراد فتنہ سے
عایشہ ہی جب کہ مدینے سے بصرے کو نکلکے امیر المؤمنین کے ساتھ لڑنے کو گئین کہ ہزارون آدمی مسلمان
مارے گئے **جواب** یہ کہ بیہودہ معنی اس حدیث سے سمجھنا صریح کلمون کا بدل دینا ہی اور کلام پیغمبر کا الٹ دینا
کسواسطے کہ یہ عبارت بہت ٹھکانون اور بہت جگہون پر فرمائی ہی اور اشارہ مشرق کی طرف فرمایا ہی

ہر جگہ مکان عایشہؓ کا کہان تھا اتفاقاً جسوقت مین کہ یہ خطبہ پڑھتے تھے اور اشارہ مشرق کی طرف فرمایا عایشہؓ کے
مکان کی طرف واقع ہوا اسواسطے کہ انکا مکان اُس سمت کو تھا اور عبارت آیندہ کی یعنی حیث تطلع قرن الشیطان
نص ظاہر ہی اس مراد مین کسواسطے کہ طلوع قرن شیطان کا قطعاً مسکن عایشہ کا نہین ہوتا اور وہ روایت
جس سے تصریح اس مراد یعنی سمت مشرق کی ہوتی ہی شیعہ کی کتابون مین موجود شرارت اور نہایت بغض و
عناد سے آنکھین بند کر لین ہین اور اسمعنی کو رواج دیا ہی روایت ابن عباس اور دیگر صحابہ کی اس قصے کے
اس اشتباہ بیجا کے حل کرنے مین کافی ہی جسکے لفظ یہ ہین رَاْسُ الْکُفْرِ هٰهُنَا وَاَشَارَ نَحْوَ الْمَشْرِقِ حَیْثُ
تَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ فِیْ رَبِیْعَةِ وَمُضَرَ ترجمہ سر کفر کا اس طرف ہی اور مشرق کی طرف اشارہ کیا
جس جگہ کہ طلوع کرتے ہین قرن شیطان کے مکان ربیعہ اور مضر مین اس امت مرحومہ مین جو فتنہ اٹھا اسی
طرف سے اٹھا پہلا سب فتنون سے خروج مالک اشتر کا ہی اور اسکے یارون کا عثمانؓ پر کوفے سے کہ مدینے سے
شرقرویہ ہی اُسکے نواح مین مکان ربیعہ اور مضر کے واقع ہین پھر فتنہ عبداللہ بن زیاد کا ہی بسبب شہادت امام عالی مقام
حسین علیہ السلام کے پھر فتنہ مختار ثقفی کا ہی جسنے دعوی نبوت کا کیا پھر نکلنا اکثر اہل بدعتون کا اور پیدا
ہونا عقیدون بد کا اسی نواح سے تس کل رافضیون کی کہان کوفہ ہی اور پیدا ہونا اور بڑھنا معتزلہ کا بصرے
سے کہ بصرہ انکا سرچشمہ ہی اور اصل انکی عطا بصرے اور قرامطہ سواد کوفے سے پیدا ہوئے ہین اور خارجی نہروان سے
اور دجال اصفہان سے اور جو کوئی حجرہ عائشہؓ کو اُسوقت مین کہ عائشہ کو سفر بصرہ کا پیش آیا محل فتنے کا گمان
کرے بلاشبہہ کافر ہی اسواسطے کہ رہنے کی جگہ راس یعنی سر اہل ایمان محمد مصطفی کی تھی کہ کفر و فتنہ جنکے نام سے
بھاگتا ہی اور طرفہ یہ ہی کہ عایشہؓ اُس حجرے سے بارادۂ حج مکے کو روانہ ہو گئین تھین نہ واسطے فتنہ گری کے اگر
عائشہ کو فتنہ گر ٹھہرائین تو اُسوقت سے ہوگا کہ مکے سے بصرے کو روانہ ہوئین بس چاہیے تھا کہ مکے کو محل فتنہ
کہتے نہ عائشہ کے حجرے کو ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی **طعن دوم** یہ کہ اِنَّ عَائِشَةَ شَرَفَتْ جَارِیَةً
وَقَالَتْ لَعَلَّنَا نَصِیْدُ بِهَا بَعْضَ فِتْیَانَ قُرَیْشٍ یعنی عایشہؓ نے ایک لڑکی اپنی پالی ہوئی کو آراستہ کی
اور کہا کہ قریش کے بعض جوانون کو اس لڑکی آراستہ پیراستہ کے سبب سے شکار کرون گی اور انکو اس لڑکی کی
محبت مین دیوانہ کرون گی کہ کوئی کنبے سے خواہان اُسکے نکاح کا ہو اور میری تابعداری کرے **جواب**
اس طعن کا یہ ہی کہ اول تو یہ روایت چند وجہ سے مجروح ہی کسواسطے کہ اس خبر کو وکیع بن جراح نے عمار بن عمران
امراۃ سے اور اُسنے غنم اور اُسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہی اور عمار بن عمران مجہول الحال ہی کہ امراۃ

اس الغنم مجہول الاسم والمسمی ہی فلا یَعتَبِر لِاحتجاجِ بِہِما اس کے سوا اس روایت مین عنعنہ ہی یعنی بلفظ عن کے
محتمل ارسال وانقطاع یعنی ترک نام راوی کے ہی ایسی روایتون کو جنکا کچھ سر پانون نہین دستاویز ٹھہرا کے
امہات المومنین کے طعن مین سند ٹھہرانا مومنین کی شان نہین ہی اور اگر اوسبیون سے کسی شخص کے ساتھ بہت ہی
عداوت رکھتا ہو اور اس قسم کے واہیات سے اُسکے دین مین خلل انداز ہو انصاف سے دور ہی پھر اسکا کیا
ٹھکانا کہ اسی نبیق وشہیق کے موافق جو گدہے کی آواز کو کہتے ہین سبب عداوت کے پیدا کرے اور ردم ہلا جاے
طعن کی نہین ہی کسواسطے کہ لڑکی گھر کے پالی ہوئی کے واسطے کفو ڈھونڈھنا کیا عار وننگ کی بات ہی اور زینت
کرنا اور لباس پہنانا عورتونکا اس غرض سے کہ لوگ اُس سے نکاح کی رغبت کرین مسنون ومستحب ہی اور ہمیشہ رائج
اور جاری ہی اور صحاح مین موجود کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبنے زادے کے حق مین کہ اسامہ بن
زید تھا اور بدصورت کالے چہرے والا فرماتے تھے وَلَوْ کَانَ أُسَامَۃُ جَارِیَۃً لَکَسَوْتُہَا وَحَلَّیْتُہَا حَتّٰی
أَنْفِقَہَا یعنی اسامہ باوجود بدشکلی اور سیاہ رنگی کے اسقدر مجکو محبوب ہی کہ اگر بالفرض لڑکی ہوتا اُسکو پوشاک
وزیور سے مین زینت دیتا تو لوگ اُسکی رغبت کرتے اور ہمیشہ سے شرفا وغیر شرفا کا قاعدہ قدیمی تھا کہ باکرہ
عورتون کو نکاح کے وقت آراستہ کرتے تھے زیور وپوشاک اگر نہوتی تو مانگ کے پہناتے تھے تا جسوقت
کہ دولھا کی طرف سے دلھن کے دیکھنے کو آئین تو انکی نظر مین بُری نہ معلوم ہو اور اگر حسن خداداد ہے
دونی معلوم ہو اور نکاح کرنے والے کو رغبت ہو بس جو بات کہ ہر گروہ مین مروج ہو اور معمولی اور شرع
مین بھی مستحب ومسنون اُسمین طعن وملامت ہی کیا **مطاعن اصحاب کرام عموماً** تخصیص کہ
یہ بھی وس مین **طعن اول** یہ کہ صحابہ دوبار مرتکب کبیرہ کے ہوئے ایک یہ کہ جنگ احد سے بھاگے
دوسرے یہ کہ جنگ حنین سے بھاگے اور یہ دونون لڑائیان کافرون سے تھین آنحضرت کی ہمراہی مین
اور بھاگنا کافرون کی لڑائی خصوصاً جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مین ہو کبیرہ ہی جواب اسکا
جواب یہ کہ جنگ احد مین جو بھاگے یہ بھاگنا تو اُس وقت مین تھا کہ اُسوقت تک آیت ممانعت بھاگنے کی
نہین نازل ہوئی تھی اور معہذا معاف بھی کیے گئے موافق نص قرآن کے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ إِنَّ اللّٰہَ
غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ترجمہ تحقیق معاف کر دیا اللہ نے انکو بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بردشت والا ہے
اور یہ بھی ہی کہ منافق بھی لڑائی سے پہلے بھاگ گئے تھے اور مومن بعد لڑائی کے اُسوقت کہ جب شکست پڑی
اور آپ کے شہید ہونے کی خبر مشہور ہوئی اور جب سردار مارا جائے اور لشکر تباہ ہو جائے تو اُسوقت مین بھاگنا

ممنوع نہین رہتا آب سیا حنین کے دن کا بھاگنا درحقیقت وہ بھاگنا تھا بلکہ خالد بن ولید کی بے تدبیری
اور غفلت کا [illegible]ن کے گھاٹون سے تھا کہ اودھر اُدھر جنگل مین بٹھائے تھے اور راہ تنگ تھی اور سامنے
اور پیچھے لشکر [illegible] ہب فراز تھی اور اِس حال مین انپر سبقت کی بعضے لوگ پیٹھ پھیر گئے تھے کہ اُن مین
صحابہ کبار سے کوئی نتھے بلکہ آزاد لوگ مکے کے اور جو فتح کے دن ایمان لانے والے تھے لیکن وہ بھی اِس
بھاگنے پر نہین اڑے بلکہ وہ بھی لوٹ پڑے اور فتح ہوئی موافق دلیل کلام الٰہی کے ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى
رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ترجمہ پھر نازل کی خدا نے تسکین اپنی رسول و
مسلمانون پر اور نازل کیے لشکر جنکو تمنے نہین دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملے مین کسی پر
عتاب بھی نفرمایا اسواسطے کہ جو عذر تھا وہ آپ کو معلوم تھا تسپر اورون کو بھی جگہ عتاب وطعن کی نرہی اسکے سوا
شیعہ کے نزدیک بھی ہی کہ جب یقین ہلاک کا ہو جاے تو کفار کی لڑائی سے بھاگنا جائز ہی آسپر ابوالقاسم بن
سعید نے کتاب شرائع مین نقل کی ہی تسپر بیان یہی صورت تھی اسواسطے کہ تنگ راہون سے کہ دونون
طرف سے تھین مشرکون کے تیرون کے نشانہ بنگئے تھے ہرگز اُن کے تیر خطا نہین ہوتے تھے ناچار پیچھے کو لوٹے
تو کفار درمیان مین آجائین اور فراخ راہ سے اُنپر حملہ کرین اور جب شیعہ بعض پیغمبرون کو اپنی صحیح روایتون مین
صدور کبیرہ سے ثابت کچھوڑین اور نسبت انکی کبیرہ ثابت کرین جنکی عصمت قطعی ہی کہ انسے گناہ نہین ہوتا
جیسے حضرت آدمؑ اور حضرت یونسؑ اور سوا اُن کے اورون کو کچھوڑین اگر صحابہ سے کہ سب کے نزدیک معصوم
نہین ہین کوئی گناہ ہو اور وہ بھی آپ توبہ و استغفار و رحمت الٰہی سے دھو جائے تو کیا عجب اور کون سے طعن کا
ٹھکانا باقی رہا اور اسکے ساتھ اتنا سا گناہ انکی طاعتون اور ثواب جہاد کو کچھ نہین سکتا ہی تسپر جو خوبیان کہ
ان کے حق مین نصوص قرآن اور حدیثون متواتر سے آئی ہین اُن سے آنکھین بند کر لینا اور نکمے عیبون کی
جستجو کرنا شان ایمان کی نہین ہی اہل سنت پر تو الزام انکا ان شبہون کے ساتھ اسوقت مین پورا پورا ہوگا
خود انکے بھی اعتقاد کا ٹھکانا ہو یعنی جب اصل مین معتقد کسی کی عصمت کے سوا انبیا کے نہین ہین تو اگر
صدور گناہ کا کسی سے ہو تو کیا ڈر بس اتنا ہی ہی کہ اہل سنت صحابہ کے جملہ کامون کو حقوق صحبت اور خدمت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جانتے ہین اور اس بات پر نظر کرتے ہین کہ ان لوگون نے جانبازیان کین اور
اپنا گھر بار چھوڑا اور مال و جان راہ خدا مین خرچ کیا اور دین اور شریعت غرا کو جاری کیا اور آیتین اور
حدیثین ناطق انکی شان اور رفعت و بلندی مرتبہ مین نازل ہوئین اور شیعہ کا فرقہ سوا انکے عیب اور گناہ ہونکے

اور کسی بات کو نہین دیکھتے طعن دوم یہ کہ اکثر صحابہ کا یہ حال کہ حضرت خطبے مین ہوتے تھے جہان انھون نے
ڈھول کی آواز یا تکتک سنی نکلے کے اونٹون کی سنی آنحضرت صلعم کو تنہا چھوڑ کے واہی تماشے دیکھنے کو چلے جاتے
تھے اور سودا تجارت مین دیوانے ہو جاتے تھے اور ذرا سی متاع دنیا کو نماز پر کہ عمدہ ارکان اسلام سے ہی
اور خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نثار کرتے تھے اس سے انکی صریح بیدینی ثابت ہوتی ہے
قولہ تعالیٰ اِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَاِ انْفَضُّوْا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا ترجمہ جب دیکھتے ہین سودا یا
تماشا مستغرق ہو جاتے ہین اسکی طرف اور تجکو کھڑا چھوڑ دیتے ہین جواب اس طعن کا یہ کہ یہ ابتدا زمانہ ہجرت
مین واقع ہوا کہ ابھی آداب شریعت سے اچھی طرح واقف نتھے اور قحط کے دن تھے لوگون کو غلہ خریدنے کی
رغبت حد سے زیادہ ہو رہی تھی جانتے تھے جب قافلہ نکلجا ئیگا غلہ گران ہو جائیگا ان سببون سے مضطر
ہو کے مسجد سے نکلے لیکن بڑے بڑے صحابہ جیسے ابوبکرؓ و عمرؓ کھڑے رہے یہ نہین گئے جیسا کہ صحیح حدیثون مین
آیا ہی اور جو بات قبل آداب شرع سیکھنے سے واقع ہو وہ ایسی ہی جیسی باتین کہ زمانۂ جاہلیت کی ہوتی ہین جسپر
عتاب و سزا نہین ہو سکتی چنانچہ قرآن شریف مین بھی ایسے فعل پر وعید و وزخ اور لعن و تشنیع واقع نہین ہی
فقط عتاب ہی اور کبر اور آپ نے بھی کبھی کسیکو ایسے امر مین غصہ نفرمایا پھر دوسرا کیا چیز جو طعن و تشنیع
کرے اور لغزش اور ڈگمگانا امت کے لوگون اور صحابہ سے کیا بعید جبکہ انبیا سے لغزش ہوئی ہی اور انپر
سخت عتاب حضور الٰہی سے ہوا ہو بشریت ایسی باتون کی مقتضی ہوتی ہی جب تک سزا خدا کے برابر نہ واقع
ہون تو پوری تہذیب بہت مشکل ہی طعن سوم یہ کہ ابن عباسؓ سے اہل سنت کے صحاح مین منقول ہی کہ
سَیُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ اُمَّتِیْ فَیُؤْخَذُ بِھِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَ
ثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ
الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ فَیُقَالُ اِنَّھُمْ لَنْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ مُنْذُ
فَارَقْتَھُمْ ترجمہ لایا جائیگا بعض مردون کو میری امت سے پھر پکڑ لیجائینگے انکو بائین طرف کہ ادھر
دوزخ ہوگی پھر مین کہونگا یہ میرے یار ہین تو کہا جائیگا تو نہین جانتا جو کچھ تیرے بعد انھون نے نئی
باتین پیدا کین ہین تس ہین ایسا کہونگا جیسا نیک بندہ یعنی عیسیٰ علیہ السّلام نے کہا ہی کہ مین ان سے
جب تک خبر دار رہا جب تک مین تھا زندہ پھر جب تو نے مجکو مارا تو تو انپر نگہبان ہوا اور تو ہر شے پر
گواہی دینے والا ہی پھر کہا جائیگا یہ گروہ رہے برگشتہ اپنے قدمون سے جب سے تو ان سے جدا ہوا

جواب اسکا یہ حدیث صریح ناطق ہی کہ مراد اُن شخصون سے مرتد ہین جو کفر پر مرے ہین کوئی شخص اہل سنت سے
اُنکو صحابی نہین کہتا نہ معتقد انکی خوبی و بزرگی کا ہوتا ہی اور اکثر بنی حنیفہ اور بنی تمیم کہ بطریق ایلچی گری آنحضرت
کی زیارت سے مشرف ہو کر پھر اس بلا مین مبتلا ہو گئی اور گنہگار و زیانکار ہوے کلام اہل سنت کا
تو اُن صحابہ مین ہی جو با ایمان اور مع عمل صالح کے اس جہان سے گئے اور باہم بسبب اختلاف رایون کے جھگڑے
اور رنجشین کین اور دونون طرف سے کسی نے کسیکو نہ کافر ٹھہرایا نہ بدعتی کہا اور ایمان پر باہم گرکے گواہی ہی
اگر ایسے لوگون کے حال مین کوئی روایت رکھتے ہین تو لائین مرتدونکا جو قصہ ہی اُسپر تو فریقین کا اتفاق ہی
یہ تو ذکر مرتدون کے قاتلون کا ہی کہ جنہون نے بی شبہہ جھنڈے بلند کیے اور کیانیون اور قیصریون کو خدا
کی راہ مین جہاد کرکے ذلیل کیا ہزاران ہزار لوگون کو مسلمان کیا نماز و قرآن و تعلیم شریعت کی کی خیال کرو
قطعی معلوم ہی کہ ایک شخص کو مسلمان کرنا یا نماز سکھانا یا قرآن تعلیم کرنا کتنا بڑا ثواب ہی اور جہاد و لڑائی اللہ
کے دشمنون سے کرنا اسکا کیسا درجہ ہی معہذا ایسے شخصون کے حق مین خاص الخاص کہ اللہ تعالی نے جنکے واسطے
خوشخبریان اور اچھے وعدے قرآن مین نازل فرمائے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى
لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ترجمہ وعدہ کیا
اللہ نے اُن لوگون سے کہ تم مین سے ایمان لائین ہین اور نیک کام کیے ہر آئینہ ضرور خلیفہ بنائے انکو زمین مین
جیسا حاکم کیا تھا اُن سے اگلون کو اور جماویگا انکو دین اُنکا جو لپسند کر دیا انکو اور دیگا انکو انکے ڈر کے بدلے
امن میری بندگی کرینگے شریک نہ کرینگے میرا کوئی اور چند جگہ فرمایا ہی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ
لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا راضی ہوا اللہ اُن سے اور راضی ہوے وہ
اُس سے اور تیار رہین اُن کے واسطے باغ جنکے نیچے نہرین بہتی ہین ہمیشہ ہمیشہ اُن مین رہین گے اور بھی فرمایا
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا اور بشارت دے ایمان والون کو بیشک اُن کے واسطے
اللہ کا بڑا فضل ہی اور بھی فرمایا فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا
وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ترجمہ
وہ لوگ کہ جنہون نے گھر چھوڑے اور شہر سے اپنے نکلے اور ایذا اُٹھائی میری راہ مین اور قتل کیا اور قتل
کیے گئے ضرور ضرور داخل کرینگے ہم اُنکو جنت مین جنکے نیچے بہتی ہین نہرین یہان ایک دقیقہ ہی جاننا چاہیے کہ

گالی اور طعن انبیا کی اس سبب سے کفر و حرام ہو کہ سبب گالی کا جو گناہ اور کفر ہی ان بزرگون مین پایا نہین جاتا
اور موجبات تعظیم و توقیر اور حسن تعریف کے بہت موجود اور خود مومنین سے کوئی ایسا گروہ کہ انہین بھی سبب تعظیم کے
موجود ہون اور انکے گناہ بھی بخش گئے اور دور ہوگئے ہون کہ یہ بات نص قرآن سے ثابت ہوگئی ہو تو یقیناً یہ گروہ
بھی انبیا کے حکم مین ہونگے حرمت کی رو سے پھر گالی اور حقیر جاننا اور اہانت اور برا کہنا اس گروہ کا اسکا انجام یہی ہو
کہ انبیا مین اسباب تحقیر کے موجود نہین ہین انکے بعد ہونے کے مٹ گئے اور جو چیز کہ بعد ہونے کے نرہے وہ ایسی ہی
گویا تھی ہی نہین بلکہ جیسے در اصل کوئی چیز نہو اسیواسطے توبہ کرنے والے کو گناہ کے ساتھ بیان کرنا حرام ہی مگر
عام امت کا سوا صحابہ کے یہ مرتبہ نہین کہ جنکے گناہ ہونکا دور ہو جانا اور بخش جانا انکا قطعاً وحی اور قرآن سے
ہمکو معلوم ہوگیا ہو اور یہ کہ طاعتین انکی قبول ہوگئین وہ اللہ تعالیٰ انکے اعمال سے راضی ہوا بالتخصیص یقین
ہوگیا ہو بس فرقہ صحابہ کا انبیا اور امتیون مین برزخ ہو اسیواسطے مذہب جمہور کا یہی ہو کہ صحابہ کے سوا
کیسا ہی مطیع و متقی ہو انکے درجے کو ہرگز نہین پہونچتا ہو اس نکتے کو مع اسکی لمیت کے دل مین رکھنا چاہیے
کہ نہایت نفیس ہو اور یہی فرمایا یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا یعنی بشارت دیتا ہو انکو انکا پروردگار رحمت کی اس سے اور خشنودی کی اور جنتونکی
کہ ان مین انکے واسطے نعمتین ہین پائدار ہمیشہ ہمیشہ اسمین رہینگے اور بھی فرمایا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ
الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ یعنی اللہ نے محبت ایمان کی
تمکو دی اور تمھارے دل مین اسکو رونق بخشی اور مکروہ کیا تمھارے نزدیک کفر اور بدکاری اور گناہ کو اس
آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے انمین فسق یا گناہ ہوا ہی خطا و غلط فہمی سے ہوا ہی اسلیے کہ جب فسق و
عصیان کو یہ مکروہ جانتے ہین تو کون ایسا ہی جس کو مکروہ جانے اسکو عمل مین لائے ظاہر یہ امر محال ہی
اسواسطے کہ شوق اور اچھا جاننا فعلون کا پہلے ہی سے ضرور ہی جب تو اختیار کریگا اسلیے کہ فعل سب اختیاری
ہین باتفاق عقلمندون کے کما تقرر فی موضعہ من الحکمۃ جیسا کہ ٹھرایا ہی اسکو اپنے موقع حکمت سے
اور بھی فرمایا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
وہ لوگ بیشک ایمان والے ہین خاص انھین کے واسطے ہین درجے اور مغفرت اور رزق نیک ان کے پروردگار
کے پاس ہی بس معلوم ہوا کہ انکے اعمال ظاہر ہرگز ایسے نتھے مثلاً روزہ نماز حج و زکوٰۃ اور جہاد کہ جنکی بنیاد نفاق
یا ظاہرداری یا مکر پر ہو انکا ایمان بتحقیق و بیقین ثابت تھا اور بھی فرمایا لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا

مَعَهٗ جَاهَدُوا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی
لیکن رسولؐ اور جو ایمان والے اُسکے ساتھ ہین کوشش کرتے ہین جان و مال سے اُنھین کے واسطے اچھی چیزین
ہین اور وہی فلاح پانے والے ہین اور بھی فرمایا لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ
اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ نہین برابر ہوگا تم مین سے وہ شخص کہ خرچ کیا اُسنے قبل فتح سے اور لڑا اون
لوگون کے بہت بڑے درجے ہین اُن لوگون سے جنھون نے بعد کو خرچ کیا اور لڑے اور ہر ایک کو وعدہ کیا اللہ نے
نیک اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے خبردار ہے اور فرمایا لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ
دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰيَةِ الثَّانِيَةِ یعنی واسطے فقیرون مہاجرین کے وہ لوگ کہ
نکالے گئے اپنے شہر اور مال سے کہ ڈھونڈھتے ہین وہ اللہ کا فضل و رضامندی اور مدد کرتے ہین
اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی یہی سچے لوگ ہین آخر تک دوسری آیہ کے ان آیتون سے بھی گمان نفاق اس گروہ
کا نہایت صریح وجہون سے باطل ہوتا ہے و قولہ تعالیٰ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ
نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ یعنی قیامت کے دن نہین رسوا کریگا اللہ نبی اور ان
لوگون کو جو ایمان لائے اُن کے ساتھ اُنکا نور ہوگا کہ دوڑیگا سامنے اُنکے اور داہنے اُنکے یہ اس بات کو
جتاتا ہے کہ انکو آخرت مین کچھ عذاب نہوگا اور بعد وفات پیغمبرؐ کے نور انکا نہ مٹیگا نہ زائل ہوگا اور اگر
نور حبط ہو جاے اور جاتا رہے تو قیامت مین کیونکر انکے کام آئے و قولہ تعالیٰ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ اور نہ ہانک اُنکو جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح شام
چاہتے ہین اُسکا مونھہ یہ آیت بھی گمان نفاق کو ان سے باطل کرتی ہے و قولہ تعالیٰ اِذَا جَآءَكَ
الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ
مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ترجمہ اور جب آئین
تیرے پاس ہماری آیتین ماننے والے تو کہہ سلام ہے تم پر لکھی ہے تمھارے رب نے اپنی مہر کرنی کہ جو کوئی
تم مین بُرائی نادانی سے کرے پھر اُسکے بعد توبہ کی اور اپنا کام سنوار لیا تو بیشک وہ ہی بخشنے والا مہربان
صریح جتاتی ہے کہ انکے اعمال بد بخشے ہوئے ہین کچھ مواخذہ اُن سے نہوگا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ ترجمہ اللہ نے خرید لیے ایمان والون سے جان اور مال اُن کے اس قیمت پر کہ اُنکو بہشت دے لڑتے ہین اللہ کی راہ مین پھر مارتے ہین اور مرتے ہین وعدہ ہو چکا اُنکے دینے پر سچا توریت وانجیل وقرآن مین اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون ہی اس سے معلوم ہوا کہ انکے حق مین بڑا محال ہی کہ بہشت ومغفرت کی خبرین دین اور پھر عذاب دوزخ کا کرین اسواسطے کہ وعدے مین بڑا جائز نہین ہی اگر ہو تو خلاف وعدے کا لازم آئے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ترجمہ تحقیق اللہ خوش ہوا اُن ایمان والون سے جب ہاتھ ملاتے اُنھون نے نیچے درخت کے سو جانا اُسنے جو کچھ اُن کے دلون مین ہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط انکے عمل سے خوشنودی خدا کی نتھی بلکہ انکی دلی باتون سے کہ صدق واخلاص اُن مین جگہ پکڑے ہوئے تھا اور رچا ہوا اور رگ و پوست مین گھسا ہوا اور جو کچھ بعض بیوقوف شیعہ کہتے ہین کہ کام سے راضی ہونا اسبات کو لازم نہین کرتا کہ اُس کام والا سے رضامندی ہو یہ بات یہان پیش نہین جاتی کسواسطے کہ حق تعالی نے رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ فرمایا ہی نہ عَنْ بَيْعَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور پھر فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ بھی اُسکے ساتھ ملایا ہی اور ظاہر ہی کہ قصد اور اخلاص وثبات کا ٹھکانا دل ہی بس رضا بصاحب فعل متعلق ہی نہ فعل کے ساتھ اور فائدہ پانا اُس سے اور منشا فعل کا متعلق ہی صاحب فعل سے حاصل کلام حافظ قرآن کو ممکن نہین ہی کہ صحابہ کی بزرگی مین تردد رکھے اگرچہ حدیث وروایت پر نظر نہ کرے کسواسطے کہ قرآن اس گروہ کی تعریف وتوصیف سے بھرا ہوا ہی اور ناظرہ خوان ایک لفظ کو ایک آیت سے سنتے ہین اور اگلے پچھلے کو یاد نہین رکھتے نہ غور کرتے ہین کہ وہان کیا کیا قیدین واقع ہوئین اور کس چیز مین کس چیز کو اسکا ضمیمہ کیا ہی جس سے باطل لوگون کے بیان اور جاہلون کے تغیر وتبدیل کو اُسمین دخل نہو واللہ اگر میرے باپ سوا تعلیم قرآن کے اور کچھ تعلیم مجکو نکرتے تب بھی اُن بزرگوار عالی مقدار کی شکر گزاری سے ادا نہین ہو سکتا تھا یہ ایسی بڑی نعمت تھی شعر روح پدرم شاد کہ میگفت باستاد ٭ فرزند مرا عشق بیاموز و دگر ہیچ ٭ یہ سب نعمت حفظ قرآن کی ہی کہ دین کی ہر مشکل اوس کی طرف رجوع کر کے حل کرتا ہون وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ

رَبُّنَا وَيَرْضىٰ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ عَلٰى مَنْ بَلَّغَ اِلَيْنَا الْقُرْاٰنَ وَاَوْضَحَهُ بِالْبَيَانِ ثُمَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَوَارِثِهٖ مِنَ الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰى مَشَائِخِنَا وَ اَسَاتِذِنَا فِي الطَّرِيْقَةِ وَالشَّرِيْعَةِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ **طعن چہارم** یہ کہ صحابہ نے جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جسوقت کہ اُنھون نے کاغذ مانگا ہرگز نلاسے بیہودہ علتین شرع کین **جواب** اسکا سابق عمر بن خطاب کے مطاعن مین گذرا رضی اللہ تعالی عنہ کہ قصد انکا تخفیف تصدیع آنحضرت کا تھا کہ آنحضرت اسوقت نازک مین محنت نہ اُٹھائین گو ہمارے حق مین کوئی فتوی لکھدین آپ سے بھی قطع نظر کی اور یہ قصہ بالکل محبت و دوستی سے پیدا تھا اس کو عناد پر قیاس کرنا اُن لوگون کا کام ہی جو دستور محبت و دوستی سے بیخبر ہین اور بدگمانی اور سوء الظنی سے دل و دماغ بھرا ہوا **جواب دوسرا** اکثر اُسوقت مین اہل بیت حاضر تھے اور صحابہ وہان بہت تھوڑے کل کے حق مین جو طعن ہو اُسکو قلیل کے فعل پر کہ وہ بھی اشتراکت اہل بیت کے ہوا ہو کرنا کیسی نادانی و بیہودگی ہی اور پیغمبر علیہ السلام بعد اس واقعے کے پانچ روز تک زندہ رہے اور اہل بیت ہمیشہ خدمت مین حاضر اور سامان تحریر کا انکے پاس موجود لکھنے والا انکے گروہ مین ناپید نہین اگر کوئی امر ضروری جسکا پونہچانا واجب تھا اتنی فرصت دراز مین باوصف اسکے کہ کوئی سبب نہ پونہچانیکا بھی نتھا کیون نہ اسکو لکھا دیا یا پونہچا دیا اور ترک واجب کا کیا معاذ اللہ من سوء الظن جن لوگون کو کہ خدا تعالی نے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ فرمایا ہو یعنی ہو تم بہترین امت کے خروج کیے گئے واسطے لوگون کے کہ حکم کرتے ہو ساتھ امر معروف اور منع کرتے ہو نہی منکر سے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ کا خطاب دیا ہو اُنکو بدترین امتون سے اعتقاد کرنا کیسا دور مرضی خدا سے چلنا ہی اور قرآن کی صریح مخالفت کرنا **طعن پنجم** یہ کہ صحابہ قول پیغمبر مین سہل انگاری کرتے تھے اور اُن کے حکم کی اطاعت مین سستی اور اُن کے مقاصد سے روگردانی فرمانبرداری مین جلدی نہین کرتے تھے سستی و کاہلی سے اُسکی مدافعت عمل مین لاتے تھے یعنی ٹال ٹول کرتے تھے اُسکی دلیل یہ کہ حذیفہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت نے احزاب کے دن اَلَا رَجُلٌ يَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَمْ يُجِبْ اَحَدٌ وَكَانَتْ تَهُبُّ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ وَقُرٌّ فَقَالَ يَا حُذَيْفَةُ قُمْ فَلَمْ اَجِدْ بُدًّا وَدَعَانِيْ بِاسْمِيْ اِلَّا اَنْ اَقُوْمَ قَالَ فَاذْهَبْ فَاْتِنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مِنْ عِنْدِهٖ جَعَلْتُ كَاَنَّمَا اَمْشِيْ فِيْ حَمَّامٍ حَتّٰى رَاَيْتُهُمْ وَرَجَعْتُ وَاَنَا اَمْشِيْ فِيْ مِثْلِ الْحَمَّامِ فَلَمَّا

اٰتِیْنَہٗ فَاَخْبِرْ لَنَا قَوْمَنَا ترجمہ آیا کوئی مرد ایسا ہی کہ مجکو خبر لا دے اُس قوم کی کہ کریگا اللہ اسکو میرے
ساتھ قیامت کے دن کسی نے جواب نہ دیا اُس دن تیز ہوا چلتی تھی اور بڑی سردی تھی پس فرمایا اے حذیفہ اُٹھ
پس مجکو جب نام لیکے پکارا تو کچھ بن نہین پڑا سو اُٹھ کھڑے ہونے کے فرمایا جا اور اُس قوم کی خبر مجکو لا کے دے جب
مین نے پیٹھ پھیری یعنی چلا اُن کے پاس سے تو مجکو ایسا معلوم ہوا کہ گویا حمام مین پھرتا ہون یہانتک کہ
مین نے اُس قوم کو دیکھا اور لوٹا ویسے ہی کہ گویا حمام مین چلتا ہون پھر جب مین آیا اُن کے پاس اور انکو خبر دی
تب مجکو سردی معلوم ہونے لگی یہ طعن محتاج جواب کی نہین ہی کسواسطے کہ کلام آنجناب کا صلی اللہ علیہ وسلم
اس مقام مین بصورت عرض کے تھا اور عرض امر نہین ہی قولہ تعالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا ترجمہ ہمنے پیش کی ایک امانت آسمان اور زمین اور پہاڑ پر
پس سب نے اُسکے اُٹھانے سے انکار کیا اور سب اُس سے ڈر گئے و قولہ تعالیٰ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا
اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَائِعِیْنَ اور اُسوقت کے قرینون سے بھی جانا جاتا ہی کہ یہ کوئی امر شرعی ہونچانیکا نتھا
اور اگر امر بھی تھا تو یہ نہین لازم آتا کہ واجب ہی تھا بلکہ جملہ دعائیہ ہی یعنی جَعَلَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ صریح
ندب پر دلالت کرتا ہی کسواسطے کہ واجب چیزون مین وعدہ ثواب کی چیزون کا نہین کرتے ہین اگر کرتے ہین تو
جنت کے داخل ہونے اور دوزخ کی نجات کا اس ثواب خاص کا وعدہ کرنا بدلیل ندبیت امر کے ہی جیسا کہ اصول
مین مقرر ہی اور اگر امر وجوب کے واسطے ہو تو واجب کفایہ ہوگا قطعاً کہ اُسوقت شدت جاڑے کی تھی ہر کوئی
چاہتا تھا کہ دوسرا اس کام پر کھڑا ہو جائے اگر ہر ایک پر واجب ہوتا تو جلدی اور ابتدا اُسکی ہر ایک پر
لازم آتی تو اب ہم ان سب سے درگذرے اور کہتے ہین کہ یہ طعن حضرت امیر کی طرف متوجہ ہوتی ہی کہ وہ بھی اُس
وقت مین موجود تھے علحدہ نتھے کیون نہین تابعداری حکم کی کی اور جو حکم تھا اُسمین جلدی نکی اور جو کوئی
کہ حضرت امیرؓ اور تمام صحابہؓ کرام کے حق مین اس بات کو زبان پر لائے یا اُس کے دل مین گذرے تو ہزارون
دلیلین کتاب اور حدیثون اور تواریخین اُسی کے منہ پر مارتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے جا بجا انکی تعریف فرمائی ہی
سب مہاجرین اور انصار اور صحابہؓ کی اطاعت و فرمانبرداری کے معاملے مین قولہ تعالیٰ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ یعنی اطاعت کرتے ہین وہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کی اور بخاری اور مسلم اور تاریخ کی کتابون
مین کیفیت صحبت صحابہ کی جیسے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ تھی مذکور و مشہور ہی کَانُوْا یَسْتَدِرُّوْنَ عَلَی اَمْرِہٖ
وَکَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وَضُوْئِہٖ وَاِذَا تَنَخَّمَ وَقَعَ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ مِنْهَا وَجْهَهٗ ترجمہ

سبقت کرتے تھے اُنکے حکم کی طرف اور قریب ہوتا تھا کہ وضو کے پانی پر لڑ مرین اور جب کلی ڈالتے تھے تو اُن مین
کسی کے ہاتھ ہی مین ہوتی تھی اور وہ اپنے مُنہ پر مل لیتا تھا یہان ایک عجیب نقل ہو کہ عروہ بن مسعود ثقفی
اُسوقت کافر دشمن حربی تھا سرسری سی ایک صحبت مین کہ کافرون کی طرف سے سوال وجواب کو آیا تھا یہ معاملہ
صحابہ کا پیغمبرؐ کے ساتھ دیکھکر جب حدیبیہ سے لوٹا اور مکے مین پونہچا کفار کے سامنے آپ کے یارون کی تعریف
مین زبان ثنا کی کھولی اور حق تعریف کا ادا کیا کہ مین نے کسریٰ اور اور عرب و عجم کے بادشاہ دیکھے ہین اور
ہر ملک کے رئیسون کی صحبت مین پونہچا ہون لیکن جیسا کہ اس شخص کے یارون کو محب و مطیع اسکا مین نے
دیکھا ہرگز کسیکو نوکرون کسی بادشاہ سے نہ دیکھا چاہیے وہ سات پشت کا نوکر ہو اُن لوگون یعنی شیعہ نے
کلمہ گوئی کی تہمت اپنے اوپر لگالی ہو اور اُن لوگون کے حق مین الٹی بیہودگیان کرتے ہین اگر ایسی سُستی
اطاعت حکم مین موجب طعن کی ہو تو اول چاہیے ہو کہ کوئی دفتر انبیا کے مطاعن مین لکھین اور اُنکا سردفتر
حضرت ابو البشر کو ٹھہرائین کہ اُنکو خود خدا تعالی نے منع کیا تھا کوئی بیچ والا نتھا اور سوا اُس درخت
کے کھانے سے یہ بھی جتا دیا تھا هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى یعنی
یہ دشمن تیرا ہی اور تیری زوجہ کا ایسا نہو تمکو جنت سے نکالے سو بدبخت ہو تاہم وسوسہ اُسکا مان لیا
اور جس درخت سے منع فرمایا تھا کھا لیا تا ان یہ بات ہو کہ اگلے شیعہ نے جو نافرمانیان اور بے اطاعتیان حکام
حضرت امیرؓ کی کی ہین کہ یہی اُن کے لشکر والے تھے اور خود آنحضرتؐ کے لفظ سے ثابت جیسے کہ نقل اُن کی
نہج البلاغہ سے کی گئی چاہتے ہین کہ اُن اگلے اپنے لوگون کے مطاعن کو اصحاب کرام کے گردن پر ڈالین اور
آپ کو ندامت سے پاک کرین مَعَاذَ اللهِ مِنْهَا وَمِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا خدا بچائے
اُن سے اور ہمارے نفسون کی بُرائی سے اور ہمارے اعمال کے بُرائیون سے **طعن ششم** یہ جناب پیغمبرؐ نے
اپنے یارون کو فرمایا کہ اِذًا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِيْ وَتَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا
ترجمہ مین تمہاری کمر پکڑکے کھینچتا ہون آگ سے کہ اِدھر آؤ آگ سے تم مجھپر غلبہ کرکے گرتے ہو آگ مین اور یہ طعن
واہی تر پہلی طعن سے ہو کسواسطے کہ اس کلام مین سابق ولاحق سے پایا جاتا ہو جسمین تمثیل حالت پیغمبرؐ و امت
کی ہو کہ جو نبی اور جو امت ہو انکو تخصیص اپنی امت کی ہرگز منظور نہین ہو پھر تخصیص اپنے اصحاب کی کیونکر ہوگی
اور کچھ شک نہین ہو کہ نفس شہوانی وغضبانی ہر شخص کو ضرور اپنی طرف کھینچتا ہو مگر نصیحت پیغمبرؐ کی اور اُنکی
ہدایت اُسکو اُس سے بچاتی ہو تیس ہر پیغمبرؐ کی حالت اپنی امت کے لوگون کے ساتھ اُسی شخص کی سی حالت ہے

کو شفقت وخیر خواہی کی راہ سے کسی کو پکڑکے اپنی طرف کھینچتا ہی اور وہ شخص شہوت وغضب کے غلبہ سے چاہتا ہی کہ آگ مین گر پڑون اور اکثر لوگ ہوتے ہین کہ جب غلبہ غضب وشہوت کا اُنپر حد درجہ ہوتا ہی جذب کوشش پیغمبر کی کافی نہین ہوتی آخر آگ مین گرجاتے ہین یہان مراد آگ سے وہ آگ ہی جسکا تمثیل مین ذکر ہوا نہ دوزخ آخرت اور وہ آگ گناہ گناہون اور شہوت سے ہی کہ اکثر یہ آگ باعث دخول دوزخ کی ہوتی ہی گو بعض اشخاص کے حق مین سو یہان مراد صحابہ کی دوزخ مین گرنے سے ہرگز نہین ہی قطعاً نہین تو مخالفت صریح قرآن کی ہوتی ہی قولہ تعالیٰ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ترجمہ تھے تم کنارے پر آگ کے گڑھے سو اُسنے بچا لیا تمکو آگ سے اور یہی قرآن مجید مین طیار ہونا بہشت کا اِن کے واسطے اور وعدہ فوز عظیم یعنی بڑی مراد اور اجر نیک کا بہت آیتون مین مذکور ہی معہذا اگر عام لفظ سے دلیل ڈھونڈھتے ہو تو سب ہی کو شامل ہی کیا حضرت امیر اسمین داخل نہونگے معاذ اللہ من ذلک اور اگر خصوصیت کے ساتھ سند بناتے ہین تو یہ لازم آتا ہی کہ ہونا چاہیے سب پر لیکن اورون کو چھوڑکے بعض کے فعل پر طعن کرنا اور یہ خلل لگے مطاعن مین بھی سمجھنا چاہیے طعن ہفتم یہ کہ صحیح مسلم مین آیا ہی کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ خَزَائِنُ فَارِسَ وَالرُّوْمِ اَیُّ قَوْمٍ اَنْتُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ كَمَا اَمَرَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا بَلْ تَتَنَافَسُوْنَ ثُمَّ تَتَحَاسَدُوْنَ ثُمَّ تَتَدَابَرُوْنَ ثُمَّ تَتَبَاغَضُوْنَ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کھولے جائین تمپر خزانے فارس وروم کے تو اسوقت مین تم کیسے لوگ ہوگے کس حال کے تو عبد الرحمن بن عوف نے کہا جیسا کہ خدا نے ہمکو فرمایا ہی تب فرمایا رسول خدا صلعم نے نہین بلکہ حرص کروگے باہم پھر حسد کروگے پھر اعراض کروگے پھر تبغض کروگے **جواب** اس طعن کا یہ کہ یہان سے باقی حدیث کو اڑا دیا ہی جو طعن کا ٹھکانا تھا اسکو قصر کر لیا ہی اور عبارت آیندہ کو کہ بیان کرنے والی مراد کی ہی اور طعن کو دفع کرتی ہی اُسکو نگل کے پیٹ مین رکھ لیا اور جیسے کسی ملحد نے یہ سند پکڑی تھی کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ یعنی مت نزدیک جاؤ نماز کے خیال کرو حدیث مین چوری کرنا ایسے مقام پر کیسی بُری بات ہی چنانچہ باقی حدیث یہ ہی ثُمَّ تَنْطَلِقُوْنَ اِلٰى مَسَاكِنِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَتَحْمِلُوْنَ بَعْضَهُمْ عَلٰى رِقَابِ بَعْضٍ ترجمہ پھر جاؤگے مہاجرین کے گھرون کی طرف پھر سوار کروگے انمین سے بعض کو بعض کی گردنونپر پس تتمہ سے معلوم ہوا کہ یہ باہم حسد اور بغض اور تدبیر کرنے والا اور رفقہ ہی سوا مہاجرین کے انصار مین

یا انصار سے علاوہ انصار سے تو خود ہرگز ظہور مین نہ آیا کہ مہاجرین کو وغلن کے آپسمین لڑائیں بسّ یہ فرقہ نہیں ہے
مگر تابعین سے اسواسطے کہ صحابہ جنکی یہ گفتگو ہورہی ہی وہ منحصر مہاجرین و انصار مین ہین او ان لوگون کا مہاجرین
ہونا بموجب حدیث کے باطل ہی اور تکذیب فرقہ یعنی انصار کی خود اسی حدیث سے سمجھی گئی کہ یہ عمل بد بعد فتح
خزانون روم و فارس کے ہوگا کہ تم مین ایک گروہ جب انکو فتوح اور خزانے بہت سے ملجاینگے تو بغی اور غرور اور فساد
کرینگے اور مہاجرین کو کہ خلافت و ریاست انکا حق ہی سحر آمیز باتون سے اپنی فریفتہ کرکے باہم گر لڑینگے آب تواریخ
دیکھنا چاہیے کہ یہ لوگ کون ہوئے ہین اُن سب سے محمد بن ابی بکر ہی اور مالک اشتر ہی اور مروان بن حکم اور مثل ان کے
پس طعن ہرگز صحابہ کی طرف متوجہ نہین ہوتی نہین تو پیغمبرؐ کے کلام مین کذب لازم آتا ہی **جواب** دوسرا مبحث
نبوات مین گذرا کہ موافق روایتون شیعہ کے حضرت آدم ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام حسد و بغض ایمہ اطہار مین
باوجود تنبیہ اور توبیخ حق تعالیٰ مدت دراز و طول عمر تک گرفتار رہے اور اصرار کیا اور موافق فعل پیغمبر معصوم کے
اگر صحابہ بھی چلے ہون تو کیا ڈر اور اگر فعل پیغمبر کا کوئی جواب اور کوئی توجیہ شیعہ رکھتے ہون تو وہی جواب و توجیہ
یہان اہل سنت کے بھی کام آیگی **طعن ششم** یہ کہ حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا ہی مَنْ آذیٰ عَلِیًّا فَقَدْ آذَانِیْ
یعنی جسنے علی کو ایذا دی اُسنے مجھکو ایذا دی اور حضرت فاطمہؓ کے حق مین فرمایا مَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ جسنے غصہ دلایا فاطمہ
کو غصہ دلایا مجھکو اور صحابہ متفق ہوگئے تھے علیؓ کی عداوت اور فاطمہ کی ایذا پر اور علیؓ سے لڑے انکو نادم کیا جسوقت کہ
ابوبکر اور عمرؓ انکا گھر جلانے پر آمادہ ہوئے اسکا قصہ یہ ہی کہ ابوبکرؓ نے قنفذ عدوی کے چچازاد بھائی کو علیؓ کے پاس بھیجا کہ
انکو بلا لائے تا بیعت کرین پس علیؓ نہ آئے تب عمرؓ غصے مین آگئے اور خود اُن دونون مظلومون کے گھر روانہ ہوے
اور لکڑیون کے گٹھے اور آگ ساتھ لے گئے جب انکے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ دروازہ بند ہی زور سے آواز دی
یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِفْتَحِ الْبَابَ علیؓ نے سکوت کیا اور دروازہ نکھولا پھر عمرؓ نے دروازے کو آگ لگادی اور جلا دیا
اندر گھر کے بیدھڑک گھس گئے زہراؓ نے جب ایسی کیفیت دیکھی بے اختیار گھر مین سے نکل آئین اور عمرؓ کے مقابل ہوئین
اور چلائین اور باپ کے لیے رونا شروع کیا کہ وَا اَبَتَاہُ یعنی ہاے باپ میرے پھر عمرؓ نے تلوار میان سمیت اُن کے
پہلو مین چبھوئی اور علی سے کہا خبردار ہو اٹھو ابوبکر سے بیعت کرو نہین تمکو مار ڈالونگا سب صحابہ اس واقعہ مین حاضر تھے
کسی نے دم نہ مارا اور رسولؐ کی بیٹی و داماد کو دشمنون کے قبضے مین ڈال دیا وصیت پیغمبر کو جو اہل بیت کے حق مین
تھی پیٹھ کے پیچھے پھینکا **جواب** اس طعن کا یہ کہ یہ صریح بیفروغ جسکے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین شیعہ
اور جھوٹون مفتریون کو فہ کا ہی انھون نے بنایا ہی جواب سکا سوا اسکے نہین ہی کہ سچ کہتے ہوع دروغ را

جزا باشد فروغ* اگر ہر جھوٹ کا اپنے اہل سنت سے جواب چاہین یقین کر یہ ایسے موقع پر عجز ہی کرینگے وہ
مثل ہی جھوٹے کے سامنے ہر کوئی لاجواب ہو بیٹھے تو قصہ اہل سنت کی کتابون سے نکالنا چاہیے پھر جواب مانگنا چاہیے
اور جب شیوہ اہل سنت کا نہین ہو کہ جھوٹی روایتین جوڑین ناچار جو سچ ہو بکم و کاست لکھا جاتا ہو جاننا چاہیے
کہ کوئی شخص صحابہ سے حضرت امیرؑ اور حضرت زہراؑ کی ایذا و آزار کے پیچھے نہین پڑا اور کچھ پر خاص اُن سے نکی
بلکہ ہمیشہ تعظیم و توقیر اور محبت و مددگاری انکی کرتے رہے ہین جسوقت اُنہون نے اُن سے مدد مانگی اور محتاج
مدد کے ہوئے عبد الرحمن بن ابزی کہتا ہو شَهِدْنَا صِفِّيْنَ مَعَ عَلِيٍّ فِي ثَمَانِ مِائَةٍ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ
الشَّجَرَةِ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ وَقُتِلَ مِنْهُمْ ثَلَاثَةٌ وَسِتُّوْنَ رَجُلًا مِنْهُمْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَخُزَيْمَةُ بْنُ
ثَابِتٍ ذُو الشَّهَادَتَيْنِ وَجَمْعٌ كَثِيْرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَقَدْ ذَكَرَهُمْ وَغَيْرُهُ کا ترجمہ
مین موجود تھا صفین کی لڑائی مین علی کے ساتھ اُن آٹھ سو آدمیون سے جنھون نے بیعت کی تھی درخت کے
نیچے بیعت رضوان اور مارے گئے اُن سے ترسٹھ آدمی کہ اُنھین مین عمار بن یاسر اور خزیمہ بن ثابت تھے کہ جو حکم
دو گواہون کا رکھتے تھے یعنی اُن اکیلے کو دو گواہ کے برابر جانتے تھے اور بہت جماعت مہاجرین اور انصار سے
کہ جن سبکا ذکر کیا ہو استیعاب مین اور سوائے اسکے اور یہ ہین خطبے حضرت امیر کے نہج البلاغۃ مین اور نامے آپکے
جو معاویہ کو لکھے ہین موجود ہین کہ اپنی خلافت کی حقیت انکی رفاقت کو ٹھرایا ہو اگر معاذ اللہ اس قسم کا حال
حضرت امیرؑ اور زہراؑ پر گذرا ہوتا ابو بکر کے زمانے مین عمرؓ کے ہاتھ سے اور قنفذ کے ہاتھ سے جو ایک مجہول الاسم
والمسمیٰ یعنی نہ جسکا نام نہ نشان کیونکر ہو سکتا کہ اتنے مہاجر و انصار صفین مین رفاقت کرتے
اُسوقت مین کہ زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا قریب گذرا تھا اور ذات پاک حضرت زہرا جگر گوشہ رسول کی
موجود اور ابو بکر و عمر کو قوت اور شوکت انھین دونون فرقون سے بخلاف معاویہ کے کہ قریب لاکھ آدمی کے
اہل شام اور پہلوانان اُس ملک سے اُسکے ساتھ تھے اور مہاجر و انصار کو جو برابر نہین گنتا تھا باوصف
اِن سب مراتب کے اُسوقت مین رفاقت کرنا اور اُسوقت مین کہ مہاجر و انصار بھی بکثرت موجود تھے
کوئی آدمی نہ مرا نہ کوئی شہید ہوا سبنے ترک رفاقت کی خصوصًا ایسے موقع پر کہ جہان ظلم و غصب ہو کہ خاندان
رسول سے ظلم کا دفع ضرور بر خلاف معاملے معاویہ کہ کہ وہ حضرت امیرؑ پر چڑھکے نہین آیا تھا اُسکے بغی کے
سبب سے حضرت امیرؑ نے اُسپر فوج کشی کی تھی کسی عاقل کی عقل مین یہ بات نہین آتی ہان مگر وہ شخص جسکی
عقل شیطان اور اُسکے اخوان نے برباد کر دی ہو اور گمراہی کے جنگل مین حیران چھوڑ دیا ہو یہ تو حال جھوٹ

صحابہ کا جو آب ہم ابو بکر و عمر کے حال پر آئے بس ابو بکر ہمیشہ فضائل امیرؑ کے بیان کرتے تھے لوگونکو امیرؑ کی محبت
و تعظیم و توقیر کی تاکید فرماتے تھے دار قطنی اور شعبی روایت کرتے ہین کہ بَیْنَا اَبُوْبَکْرٍ جَالِسٌ اِذَا طَلَعَ
عَلِیٌّ فَلَمَّا رَاٰہُ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اَعْظَمِ النَّاسِ مَنْزِلَۃً وَّاَقْرَبِھِمْ قَرَابَۃً وَّاَفْضَلِھِمْ
نَتْعًا لَہٗ وَاَکْثَرِ غَنَاءً عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا الطَّالِعِ ترجمہ
اُس حال مین کہ ابو بکر بیٹھے تھے کہ ناگاہ نمودار ہوئے علیؑ پس دیکھا انکو اور کہا کہ جسکو اچھا معلوم ہو کہ
مین بزرگترین مردم کو دیکھون جو مرتبے مین ہو اور قرابت مین اُنکا قریب تر اور سب مین بہتر پیروی حضرت
مین اور زیادہ تر لوگون سے آمدنی کے معاملے مین واسطے رسول خدا صلعم کے پس کہہ کہ دیکھو اس شخص کو جو
نمودار ہوا ایسی ہی عمر تعظیم و توقیر اور مشورہ پوچھنے اور صلاح کرنے مین حضرت امیرؑ کے بہت مبالغہ کرتے
تھے دار قطنی نے سعد بن مسیب سے روایت کی عمر بن خطاب سے اِنَّہٗ قَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اِعْلَمُوْا لَا یَتِمُّ شَرَفًا
اِلَّا بِوِلَایَۃِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ بیشک اُسنے کہا اے لوگو جانو کہ نہین پوری ہوتی بزرگی مگر برفاقت
علی ابن ابی طالب اور جب صحابہ کو اختلاف پڑا معاملہ موؤدہ اور جو حمل کہ مہینہ دو مہینے کا ساقط کر دیتے
ہین داخل موؤدہ ہے یا نہین بعض پرہیزگارون نے اُنسے کہا کہ یہ بھی موؤدہ ہے اور حضرت امیر نے فرمایا
وَاللّٰہِ تَکُوْنُ الْمَوْؤُدَۃُ حَتّٰی تَاْتِیَ عَلَیْھَا التَّارَاتُ السَّبْعُ قَالَ لَہٗ عُمَرُ صَدَقْتَ اَطَالَ اللّٰہُ
بَقَاءَکَ اَبَا الْقَاسِمِ ترجمہ قسم ہے خدا کی موؤدہ وہ ہے کہ اُسپر آئین سات تارات کہا اُن سے عمر نے
سچ کہا تونے اے ابو القاسم بڑی کرے اللہ تیری عمر حریری نے درۃ الغواص فی اغلاط الخواص مین کہا ہے
کَانَ عُمَرُ اَوَّلَ مَنْ اَنْطَقَ بِھٰذَا الدُّعَاءِ یعنی جسنے کہ پہلے اس دعا کی ہے وہ عمرؓ ہوا اور عبد اللہ بن عمرؓ کہ
خلف رشید اپنے پدر بزرگوار کے ہین اور صحابی ہین مستقل عمدہ اصحاب سے ہمیشہ افسوس کرتے تھے کہ ہم ہمراہ
امیرؑ کے باغیون کی لڑائیون مین کیون نہین سوار ہوا اور رفاقت نکی اور طبرانی اوسط المعاجم مین روایت
کرتا ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے جو خبر توجہ امام حسین علیہ السلام کی سنی مکہ سے دوڑ کر مسیرہ پر تین رات
مین اُنکے پاس پہونچے اور کہا اَیْنَ تُرِیْدُ فَقَالَ الْحُسَیْنُ اِلَی الْعِرَاقِ فَاِذَا مَعَہٗ کُتُبٌ وَّطَوَامِیْرُ
فَقَالَ ھٰذِہٖ کُتُبُھُمْ وَبَیْعَتُھُمْ فَقَالَ لَا تَنْظُرْ اِلٰی کُتُبِھِمْ وَلَا تَاْتِیْھِمْ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِنِّیْ
مُحَدِّثُکَ حَدِیْثًا اِنَّ جِبْرِیْلَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَیَّرَہٗ بَیْنَ الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ فَاخْتَارَ الْاٰخِرَۃَ وَاِنَّکَ بِضْعَۃٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَلِیْھَا

لِاَحَدٍ مِنْكُمْ فَاَبٰى اَنْ يَرْجِعَ وَاَعْتَنَقَهُ ابْنُ عُمَرَ فَبَكٰى وَاَجْهَشَ فِى الْبُكَاءِ وَقَالَ اَسْتَوْدِعُكَ
اللّٰهَ مِنْ قَتِيْلٍ ترجمہ کہان کا ارادہ رکھتے ہو تب فرمایا حسینؓ نے عراق کا پس ناگاہ اُن کے پاس وہ کھلے
خط اور طومار سو فرمایا یہ سب خط و طومار اور عہد اُن لوگون کے ہین تب کہا عمر کے بیٹے نے تم ان خطون پر
نظر مت کرو اور انکے پاس مت جاؤ مین ایک بات تمسے کہتا ہون بیشک آئے جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس سو مختار کیا اُن کو دنیا و آخرت مین تب پیغمبر نے آخرت اختیار کی اور تم بھی بیشک اُنھین کے ایک
ٹکڑے ہو ہرگز تم مین سے متولی خلافت کا نہوگا لیکن امام حسینؓ نے اس بات کو نمانا کہ لوٹین تب معانقہ کیا ابن
عمرؓ نے اُنسے اور روئے چلا کے رونا اور کہا مین نے تجکو خدا کے سپرد کیا اے مقتول وَرَ وَالْبَزَّارُ وَنَحْوَهٗ
بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ جَيِّدٍ اب ہم آئے اُن لڑائیون کے بیان پر کہ طلحہؓ اور زبیرؓ اور ام المؤمنینؓ کو حضرت امیرؓ
سے پیش آئین سو ہرگز بسبب بغض و عداوت کے نتھین کہ حضرت امیرؓ سے انکو ہو نہ انکی ایذا کا قصد تھا
بلکہ اور سبب تھے کہ شرح اُنکی تواریخ ثقات مین مذکور ہی یہ سب وقوع مین آیا مجمل اُسکا یہ ہی کہ جب حضرت
عثمانؓ بن عفان کو کوفہ اور مصر کے لوگون نے شہید کیا حضرت امیرؓ نے موافق مصلحت وقت کے مناسب
نہ سمجھا کہ اُن سے اُلجھین اور سکوت فرمایا وہ بدبخت اپنے اس فعل بد پر بڑا فخر کرنے لگے اور عثمانؓ کو برا کہنے
اور یہ کہ ہم حق پر تھے ایک گروہ بڑے بڑے صحابہؓ سے جیسے طلحہؓ اور زبیرؓ اور نعمانؓ بن بشیر اور کعبؓ بن
عجرہ وغیرہم عثمانؓ کے قتل پر افسوس و رنج کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ حادثہ اس امت مین نہایت ہی بد
اور قبیح ہوا اگر ہم جانتے کہ یہ بلوہ اس حد کو پہنچیگا پہلے ہی سے روکتے اور وہ مظلوم مارے گئے وہی حق پر
تھے اور قاتل اُن کے باطل پر جب یہ باتین ان صحابہؓ کی عثمانؓ کے قاتلون کے کان مین پہنچین چاہا کہ
ان صحابہؓ کو بھی عثمانؓ کے پاس پہنچا دین مخلص لوگون نے اس ارادۂ فاسد پر واقف ہو کے انکو خبردار کیا
اسواسطے یہ صحابہؓ مکے کو روانہ ہوئے اور وہان ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کو کہ حج کو گئین تھین پایا اور
عرض کیا کہ ہم تمھاری پناہ مین آئے ہین اسواسطے کہ تم سب مسلمانون کی ماں ہو بچہ جب کسی چیز سے ڈرتا ہی
ماں کے دامن مین چھپتا ہی تمکو لازم ہے کہ عرب کے شر و غوغا کو ہم سے باز رکھو کہ امیر المؤمنینؓ بسبب مصلحت
وقت کے ان بدبختون کے دفع شر سے خاموش ہین اور وہ بدنصیب اُن کے سکوت سے زیادہ شوخ
و دلیر ہو کے ہاتھ و زبان ظلم و تعدی کا بڑھا رہے ہین جب تک کہ عثمانؓ کا قصاص نہ لیا جائے
اور ان بدکردارون کو سزا واجبی نہ پہنچائے یہ لوگ اور ان کے مثل نہایت ہی ظلم و خونریزی مین دلیر

ہو جائینگے ہمکو ہرگز اطمینان حاصل نہوگا عایشہؓ نے فرمایا صلاح یہ ہو کہ جب تک یہ بدبخت مدینے مین ہین اور سا
امیر المومنین کے دربار کو گھیرے ہوئے اور انکو مجبور کیے ہوئے ہین تم مدینے کو نجاؤ دوسری جگہ جہان موقع
امن و اطمینان کا ہو رہو اور علی ابن ابی طالب کو اُس گروہ سے حیلہ اور تدبیرین کرکے الگ کروا دینے
بیچ مین ملالو جب خلیفہ تمھارے ہاتھ آجائیگا اور تمھارا رفیق ہو جائیگا اسوقت مین فکر تنبیہ اور سزا
اور لینے قصاص عثمانؓ کے کریو کہ آئندہ اورون کو عبرت کی آنکھین کھل جائین اور ایسے کام سہل مت جانو
سب صحابہ نے اسکو پسند کیا اور عراق و بصرے کے اطراف کو کہ مجمع مسلمانون کے لشکر کا وہان تھا ترجیح
دی عایشہ کو بھی باعث ہوئے کہ جب تک فتنہ رفع ہو اور امن حاصل ہو اور امور خلافت کی درستی ہو جائے
اور ہم خلیفہ سے مل لین تم بھی ہمارے ساتھ رہو کہ تمھارے ادب سے کہ مسلمانون کی ما ہو اور حرم محترم حضرت
رسولؐ کی اور جملہ ازواج سب سے زیادہ محبوب مقبول یہ بدبخت ہمارا قصد نکرینگے اور تلف نکرینگے ناچار
عایشہؓ بھی بقصد مصالحت اور انتظام امور امت اور جان بچانے چند بڑے بڑے صحابہ رسولؐ کے کہ
اُن کے اقربا بھی تھے بصرے کیطرف روانہ ہوئین حضرت امیرؑ کو عثمانؓ کے قاتلون نے کہ تمام امور خلافت مین
محیط و مختار ہو رہے تھے اس قصے کو دوسرے طور پر پونہچایا اور باعث ہوئے کہ خواہ مخواہ اُنکے پیچھے
نکلنا چاہیے حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن عباسؓ ہر چند اسکے
مانع ہوئے اُن بدبختون کے غلبے کے سبب سے کوئی بات پیش نگئی آخر حضرت امیرؑ کو نکالا جب متصل بصرے
کے پونہچے اول قعقاع کو پاس ام المومنینؓ کے اور طلحہؓ اور زبیرؓ کے بھیجا کہ انکا قصد دریافت کرکے خلیفہ کے
سامنے عرض کرے قعقاع ام المومنینؓ کے پاس گیا اور کہا یا اُمّاہ مَا اَشْخَصَکِ وَاَقْدَمَکِ هٰذِهِ
الْبَلْدَةَ فَقَالَتْ یَا بُنَیَّ لِلْاِصْلَاحِ بَیْنَ النَّاسِ ثُمَّ بَعَثَتْ اِلَی الطَّلْحَةِ وَالزُّبَیْرِ فَحَضَرَا فَقَالَ
الْقَعْقَاعُ اَخْبِرَانِیْ بِوَجْهِ الْاِصْلَاحِ قَالَا قَتَلَةُ عُثْمَانَ فَقَالَ الْقَعْقَاعُ هٰذَا لَا یَکُوْنُ اِلَّا بَعْدَ
اِتِّفَاقِ کَلِمَةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَسُکُوْنِ الْفِتْنَةِ فَعَلَیْکُمَا بِالْمُسَاهَلَةِ وَفِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ فَقَالَا
اَصَبْتَ وَاَحْسَنْتَ فَرَجَعَ الْقَعْقَاعُ اِلٰی عَلِیٍّ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَسُرَّ بِهٖ وَاسْتَبْشَرَ وَاَشْرَفَ
الْقَوْمُ عَلَی الصُّلْحِ وَلَبِثُوْا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ لَا یَشُکُّوْنَ فِی الصُّلْحِ ترجمہ آیا اور کس بات نے تمکو اٹھایا
اور اس شہر مین پونہچایا پس کہا عایشہؓ نے اے بیٹے قصد صلح کے لوگون مین پھر آدمی بھیجا عایشہؓ نے
طلحہؓ اور زبیرؓ کے پاس وہ دونون حاضر ہوئے پھر پوچھا قعقاع نے خبر دو مجکو صلح کی راہ سے

دونون نے کہا عثمانؓ کے قاتل قعقاع نے کہا یہ ہوتا نہین جب تک سب مسلمان متفق ہنون اور فتنہ نہ دبجائے
بس تم قبول کرو اسوقت مین سہولت دونون نے کہا سچ کہا تو نے اور بہت ہی اچھا کہا پھر قعقاع علیؓ کے پاس
لوٹ گیا اور یہ خبر اُنکو دی علیؓ خوش ہوئے اور خوشی کے مارے چہرہ روشن ہوگیا اور قوم منتظر صلح کی ہوئی
تین روز تک دیر کی اور صلح کے معاملے مین کسیکو شک نہین تھا جب تیسرے دن کی شام ہوئی تھا صد
اور درمیانی دونون مین مقرر ہوئے کہ صبح طلحہؓ اور زبیرؓ سے امیرؓ کی ملاقات ہو اور قاتل عثمانؓ کے اُنہین
حاضر نہون آلیسی صلح اُن بدبختون پر بہت سخت ہوئی ہاتھ پاؤن چھوڑ دیے حیران و پریشان عبداللہ بن
سبا کے پاس گئے جسنے اُنکو بہکایا تھا اس سے تدبیر پوچھی اُسنے کہا کہ اسکے سوا کوئی تدبیر نہین ہے کہ رات سے
لڑائی شروع کردو اور امیرؓ سے کہو کہ اُن کی طرف سے یہ دغا شروع ہوئی آخر اُسکی تدبیر کے موافق پچھلی
رات مین یہ لوگ سوار ہوکر ام المومنینؓ کے لشکر کے گرد دوڑے اس لشکر مین حضرت امیرؓ کی دغا کا شور پڑ گیا
اور اسطرف سے یہ شور اُٹھا کہ طلحہؓ زبیرؓ نے دغا کی حضرت امیر متعجب ہوکر سوار ہوئے دیکھا کہ آتش لڑائی
کی بھڑکی ہوئی ہے ہاتھ پاؤن اور سر کاٹے جاتے ہین مجبور ہوکر آپ بھی لڑنے لگے پھر ہوا جو کچھ ہوا قرطبی
اور اہلِ سنت کے تمام مورخون نے اس واقعے کو ایسی ہی روایت کیا ہے اور حضرت امام حسنؓ اور عبداللہ
بن جعفر اور عبداللہ بن عباس سے بھی اسی طور پر نقل کیا ہے اگرچہ قاتل عثمانؓ کے کہ اگلے شیعہ اور اُنکے تابع ہین
دوسری طرح نقل کرتے ہین جسکو اہلِ سنت گوزشتر جانتے ہین اور معاویہ اور اہلِ شام کو بھی اول مین یہی دعویٰ
تھا کہ عثمانؓ کے قاتلون کو لینا چاہیے اور قصاص کرنا ضرور ہے لیکن حضرت امیرؓ کو اُنکے دیدینے مین کہ اُسوقت مین
اُنکی بہت شوکت تھی اور غلبہ تھا خصوص بعد جنگ جمل اور میدان خالی ہوجانے کے کہ کوئی جھگڑنے والا اور
مزاحم نرہا تھا عذر واجبی تھا اسواسطے اُنکا مدعا مقبول نہوا اور یہ لوگ بدگمان ہوکر منکر اُنکی خلافت کے ہوگئے
اور بد کہنے لگے کہ اُنکو لیاقت اس کام کی نہین ہے حتی کہ لڑنے کو مستعد ہوئے اب نہج البلاغۃ مین دیکھنا چاہیے
کہ اُن لوگون کے حق مین حضرت امیرؓ نے کیا فرمایا ہے اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِی الْاِسْلَامِ عَلٰی مَا دَخَلَ
فِیْهِ مِنَ الزَّیْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ وَالشُّبْهَةِ وَالتَّاوِیْلِ ترجمہ صبح کی ہمنے اس حال مین کہ ہم اپنے بھائیون سے
لڑتے ہین دین اسلام مین جو کچھ بیراہی اور کجروی اور شبہ اور تاویل دین مین داخل ہوئے ہین اور قاتلان عثمانؓ
کے حق مین نہج البلاغۃ مین موجود ہے کہ قَالَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ لَوْ عَاقَبْتَ قَوْمًا اَجْلَبُوْا عَلٰی عُثْمَانَ
فَقَالَ یَا اَخْوَتَاهُ اِنِّیْ لَسْتُ اَجْهَلُ مِمَّا تَعْلَمُوْنَ وَلٰکِنْ کَیْفَ بِهِمْ وَالْمُجْلِبُوْنَ عَلٰی شَوْکَتِهِمْ

یُمِلُّکُونَنَا وَلَا نَمْلِکُھُمْ وَھَا ھُمْ ھٰؤُلَاءِ قَدْ ثَارَتْ مَعَھُمْ عُبْدَانُکُمْ وَالْتَفَتْ اِلَیْھِمْ اَعْرَابُکُمْ وَھُمْ خِلَالَکُمْ یَسُوْمُوْنَکُمْ مَا شَاءُوْا کذا فی نہج البلاغۃ ترجمہ کہا اُن سے یعنی علیؑ سے اُن کے بعض یارون نے کیا اچھا ہو کہ سزا دی جائے وہ قوم جسنے غوغا عثمانؓ پر کیا تو کہا ای بھائیو مین بیخبر نہین جس سے تم مجکو خبردار کرتے ہو لیکن کیونکر میرا قابو ہوا نپر کہ یہ غوغا کرنے والے اپنی شوکت پر ہین مجپر مختار ہین مین انپر مختار نہین ہون اور یہ جو انہونے ایسا جوش کیا ہی انکے ساتھ تمھارے غلام اور تمھارے ہی صحرائی جمع ہو گئے ہین اور یہ تم مین ہین برائیان کرتے ہین جیسی چاہتے ہین جیساکہ نہج البلاغۃ مین ہی اِس موقع سے معلوم ہوا کہ حقیقت تغافل حضرت امیرؑ کا اس امر سے جو اور صحابہ چاہتے تھے محض ناچاری و ضرورت سے تھا حضرت امیرؑ اس امر مین معذور تھے بس جو کچھ نہج البلاغۃ مین ہی سب شیعہ کا ماننا ہوا ہی اہل سنت کو اُن روایتون مین کچھ دخل نہین ہی اور اگر روایات اہل سنت کو ذکر کرین حقیقت حال کی ایسی روشن ہو کہ آفتاب سے زیادہ باوجودیکہ شیعہ ایسی روایتون کو ذکر نہین کرتے اور بنظر حفاظت اپنے مذہب کے انسے بہت بچتے ہین لیکن یہ بھی خدا کی طرف سے ایک دلیل قطعی ہی کہ ایک دو روایت کو بھی انکے کتب مین ایسا امانت رکھدیا ہی کہ اہل سنت کے بڑے کام آجاتے ہین کیسے ہی یہ انسے کود کود کے نکلے ہین اور جو کچھ قصہ قنفذ اور دروازہ فاطمہؑ کا جلادینے اور انکے پہلو مین تلوار چبھونے کے معاملے مین لکھا ہی یہ سب جھوٹی باتین اور افترا غیاثین کوفہ کے ہین جو شیعہ اور رافضیون کے پیشوا ہوئے ہین ہرگز کسی اہل سنت کی کتاب مین نہ صحیح طریق پر نہ ضعیف طریق پر موجود ہے اور روایتون کی اور راویون کی جو حالت ہی سابق مفصل بیان کی گئی کہ انھین کی روایتون سے بہتان و افترا انکا حضرت ائمہ پر ثابت ہوا ہی کہ کیسا کیسا جھوٹ انھون نے انپر جوڑا ہی باوصف اسکے کہ کمال دعوی محبت کا انسے رکھتے ہین پھر جنسے کہ عداوت رکھتے ہین اور انکی عداوت کو اپنا دین ایمان بنایا ہی کو نسے طومار بہتان کے ہین جو نہ لکھینگے اور اہل سنت نے کہ اپنے دین و ایمان کو قرآن مجید اور اہل بیت طاہرہ کی باتون سے وابستہ کیا ہی جیساکہ اگلے بابون مین مفصل معلوم ہوا کیسی انکی جھوٹی روایتون کو جنپر نہ قرآن گواہی دے نہ عترت طاہرہ سن لینگے بس یہی دو گواہ عادل انکے بہتان و افترا کے باطل کرنے کو کافی شافی ہین اگر خدا کی گواہی سننا منظور ہو قرآن مجید کو دیکھنا چاہیے کہ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ترجمہ تواضع کرنے والے مومنون سے اور غالب کافرون پر کون سے فرقے کے حق مین آیا ہی اور یہی غور کرنا چاہیے کہ تواضع مومنون کی ایسی ہی ہوتی ہی جو اس قصے مین واقع ہوئی اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

یعنی سختی کرنے والے کافرون پر اور مہربان آپس مین ہین لوگون کے حق مین ہی اور مقتضاے رحمت یہی ہی جو عمل مین آیا اور دیکھنا چاہیے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وہ لوگ کہ اگر قدرت دینگے ہم انکو زمین مین قائم کرینگے نماز اور دینگے زکوۃ اور امر کرینگے نیکی کا اور منع کرینگے بدی سے یہ کونسی جماعت کا حال ہی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر یہی تو ہوتا ہی کہ زہرا کا گھر جلادین اور اُن کے پہلو کے اندر تلوار چبھو کے صدمہ پونہچائین اور بھی دیکھنا چاہیے وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ لیکن اللہ نے تمکو محبت ایمان کی دی اور رونق اُسکو تمھارے دلون مین اور مکروہ ٹھہرایا تمھارے نزدیک کفر اور بدکاری اور گناہ کو خطاب کس گروہ کے ساتھ ہی اور یہ فعل بدفسوق وعصیان ہی یا نہین یہ ہین گواہیان ناطق قرآن مجید کی صحابہ کی بریت پر کہ یہ فعل شنیع انسے نہین ہوا اور اگر چاہین کہ گواہی حضرت امیر کی سنین تو نہج البلاغۃ کو دیکھین جو کچھ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حق مین کہا ہی مطالعہ کرین قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مُخَاطِبًا لِاَصْحَابِہٖ ذَاکِرًا لِاَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَیْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا اَرٰی اَحَدًا مِّنْکُمْ یُشْبِھُھُمْ لَقَدْ کَانُوْا یُصْبِحُوْنَ شُعْثًا غُبْرًا بَاتُوْا سُجَّدًا وَّقِیَامًا یُرَاوِحُوْنَ بَیْنَ جِبَاھِھِمْ وَاَقْدَامِھِمْ یَقِفُوْنَ عَلٰی مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِکْرِ مَعَادِھِمْ کَاَنَّ بَیْنَ اَعْیُنِھِمْ رُکَبًا مِّنْ طُوْلِ سُجُوْدِھِمْ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ ھَمَلَتْ اَعْیُنُھُمْ حَتّٰی تَبُلَّ جِبَاھَھُمْ وَمَادُوْا کَمَا یَمِیْدُ الشَّجَرُ فِی الْیَوْمِ الْعَاصِفِ خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءً لِلثَّوَابِ ترجمہ فرمایا علی علیہ السلام نے یارون کی طرف خطاب کرکے جسوقت کہ ذکر کیا اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بیشک مین نے دیکھا ہی اصحاب محمد صلعم کو سو نہین دیکھتا ہون مین تم مین سے کسیکو انکے مشابہ یہ وہ لوگ تھے کہ صبح کرتے تھے پریشان ہو غبار آلودہ رات بسر کرتے تھے سجدہ اور قیام مین نہ نوبت آرام کی دیتے اپنی پیشانیون کو اور اپنے قدمون کو کھڑے رہتے تھے مثل انگارے کے اپنی یاد معاد سے گویا انکی دونون آنکھون مین نقش زانو کا ہی بسبب طول سجدون کے جسوقت کہ یاد خدا کی کی جاتی ہی پانی بہاتی ہین انکی آنکھین کہ تر کرتی ہین انکے مونہ کو اور ہلتے ہین جیسے ہلتا ہی درخت آندھی کے دن خوف عذاب ورامید ثواب سے وَقَالَ اَیْضًا لَقَدْ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَقْتُلُ اَبْنَاءَنَا وَاٰبَاءَنَا وَاِخْوَانَنَا وَاَخْوَالَنَا وَاَعْمَامَنَا وَمَا یَزِیْدُ بِذٰلِکَ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا وَّمُضِیًّا عَلَی اللَّقَمِ وَصَبْرًا عَلٰی مَضَضِ الْاَلَمِ وَجِدًّا عَلٰی

جِهَادُ الْعَدُوِّ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا وَالْاٰخَرُ مِنْ عَدُوِّنَا يَتَصَاوَلَانِ تَصَاوُلَ الْفَحْلَيْنِ يَتَخَالَسَانِ اَنْفُسَهُمَا اَيُّهُمَا يَسْقِيْ صَاحِبَهٗ كَاْسَ الْمَنُوْنِ فَمَرَّةً لَنَا وَمَرَّةً لِعَدُوِّنَا مِنَّا فَلَمَّا رَاَى اللّٰهُ صِدْقَنَا اَنْزَلَ بِعَدُوِّنَا الْكَبْتَ وَاَنْزَلَ عَلَيْنَا النَّصْرَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ الْاِسْلَامُ مُلْقِيًا جِرَانَهٗ مُتَبَوِّئًا اَوْطَانَهٗ وَلَعَمْرِيْ لَوْ كُنَّا نَاْتِيْ مَا اَتَيْتُمْ مَا قَامَ لِلدِّيْنِ عَمُوْدٌ وَلَا اخْضَرَّ لِلْاِسْلَامِ عُوْدٌ ترجمہ اور بہی فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے ہر آئینہ ہم تھے رسول خدا کے ساتھ کہ اپنے لڑکون اور باپون اور بھائیون اور ماموون اور چچاؤن کو قتل کرتے تھے اور اُس سے ارادہ ایمان کا ہوتا تھا اور اطاعت کا اور جاری ہونے راہ راست اور صبر رنج کے تلخی اور کوشش جہاد کا دشمن پر اور بیشک ہوتا تھا ہم مین سے ایک مرد اور دوسرا ہمارے دشمن سے دونون باہم حملہ کرتے تھے جیسے دو مرد نر جنگے حملہ کرتے ہین ہر ایک ایک دوسرے کی جان لیتا تھا تو دونون سے کون اپنے حریف کو پیالہ موت کا پلائے سو کسی دفعہ ہماری فتح ہوتی تھی کسی دفعہ دشمن کی ہم پر تب جب دیکھا خدا تعالی نے ہمارے صدق کو تو اُسنے ہمارے دشمن پر ذلت نازل کی اور ہمپر نصرت اپنے یہانتک کہ اسلام قائم ہوا اُس حال مین کہ ڈالے ہوئے تھا ہمسایہ اُسکا اور اپنے وطن کو اور قسم ہی مجکو اپنے جان کی اگر ہم ایسے ہوتے جیسے تم تو لاتے جو کچھ تم لائے دین قائم نہوتا اور نہ اسلام کی کوئی شاخ سرسبز ہوتی اور جو ان سب گواہون کو ہم جانے دین ایک آیت قرآن کی ہمکو اس قصے کی تکذیب مین جو اختراع کیا ہوا ہی کافی وافی چنانچہ حق تعالی صحابہ کے حق مین فرماتا ہی لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ترجمہ نہین پائیگا تو اُس قوم کو جو اللہ و رسول پر ایمان لائے ہین اور قیامت پر کہ وہ دوستی رکھین اُس شخص کی جو اللہ اور اُسکے رسول سے ضد رکھتا ہی چاہے وہ اُنکے باپ ہی کیون نہون یا اُن کے بھائی یا کنبے والے ایسے لوگون کے دلون مین اللہ نے ایمان لکھدیا ہی اور مدد کی ہی اُن کی فیض باطن سے تب اس آیت سے صریح ثابت ہی کہ جو کوئی مخالف خدا و رسول کا ہی اُس سے رغبت کرنا اور اُسکی جانبداری مرعی رکھنا اور حکم الٰہی برعایت دوستی کے جاری نکرنا اصحاب سے یہ سب محال ہی تب جن لوگون کا ایسا حال ہو کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایسے واقعہ پر چپ ہوئے بیٹھے رہین یا بعض انمین ایسی حرکت کرین اور ایسا امر بد اُن سے ظہور مین آئے حالآنکہ بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ترقی اسلام مین جان و مال نثار کرتے رہے ہون اور ساری عمر اُن کے طریقے جاری کرنے مین صرف کی ہو

سُبْحٰانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ اور جبکہ اہل سنت وجماعت کے پاس گواہی خدا اور رسول اور گواہی امیر المومنین
اور حسنین کی موجود ہو پھر انکو اخوان الشیاطین کی باتین سننا اور ول کے جوڑی باتون ابن مطہر علے اور ابن
شہر آشوب اور زندرانی کے سوا گدھے کے ڈھینچون اور کتے کے کانون کانون کے اور کچھ نہین ہے کیسی صورت
پکڑیگا اور کب سنینگے طعن نہم بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَاخُذَ اُمَّتِیْ مَا اَخَذَ الْقُرُوْنُ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ
وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَفَارِسَ فَارِسٍ وَالرُّوْمِ قَالَ وَمَنِ النَّاسُ اِلَّا اُولٰئِکَ
ترجمہ قائم نہو گی قیامت جب تک کہ میری امت اختیار نکرے اُن کامون کو کہ لوگون نے انکو اگلی صدیون مین
اختیار کیا ہی انسے پہلے بالشت بھر بالشت سے اور گز بھر گز بھر سے کہا یا رسول اللہ کیا کفار فارس و روم کو فرماتے ہو
فرمایا اور لوگ کون ہین سوا انکے اور یہ عجب طعن ہی تماشے کی کہ تمام امت کو صحابہ مین حصر کیا ہی اور اس حدیث کو
صحابہ کے حق مین اُتارا ہی حدیث مین تو لفظ امت کا ہے نہ لفظ صحابہ کا کہ امت آپکی بیشتر مشابہت کفار فارس
و روم کی کرتے ہین عقاید مین اور اعمال ہین اور اخلاق اور عیدونمین اور رسوم رومیون مین جو کہ خدا کے
قائل ہین کہتے ہین اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ترجمہ اللہ تیسرا ہے تین مین سے اور رافضی غالی
بھی کئی معبود کے قائل ہین اور کہتے ہین اَلْاِلٰهُ خَمْسَةٌ یعنی معبود پانچ ہین جیسا کہ سابق ذکر انکا گذرا
باب اول مین رومی کہتے ہین حشر روحانی ہی نہ جسمانی اسماعیلیہ اور اور رافضیون کا بھی یہی مذہب ہی
رومی پیشاب و پاخانے کی نجاست سے احتراز نہین کرتے جیسا کہ فرقہ انگریزون مین دیکھا جاتا ہی امامیہ
بھی پیشاب پاخانہ انسان کا نجس نہین جانتے باوجود خلط ملط ہونے کے اُسپر نماز جایز کرتے ہین کما
سَبَقَ نَقْلُهٗ فِیْ بَابِ الْفِقْهِ رومی جھوٹ بہتان خدا و خدا کے رسول پر کرتے ہین امامیہ بدستور افترا
و بہتان ہین اپنے وقت کے حافظ ہین فارسی خالق خیر کو جدا اور خالق شر کو جدا ثابت کرتے ہین امامیہ بھی بلکہ
تمام رافضی خدا کو پیدا کرنیوالا نیکی کا شیطان کو پیدا کرنیوالا بدی کا جانتے ہین فارسی قدر کا انکار کر کے
کہتے ہین کہ ارادہ آدمی کا ہو جاتا ہی اور ارادہ خدا کا نہین ہوتا ہی امامیہ بلکہ سب رافضی یہی مذہب رکھتے ہین
فارسی نوروز کی بڑی تعظیم کرتے ہین اور عیدون سے گنتے ہین اور چاند جب عقرب مین ہوتا ہی اور طریقہ جسکو
بھدرا کہتے ہین اور جن ایام مین چاند ڈوبا ہوتا ہی ان دونون کو نحس جانتے ہین امامیہ بھی نوروز کی تعظیم
کرتے ہین اور ان چیزون کو نحس جانتے ہین اور متعہ اور حلال کرنا فرجون کو معمول ہندو راجون کا ہے

امامیہ بھی اسکو جائز کہتے ہین جو عورتین حرام ہین اور ایسے ہی اغلام فارس کے مجوسیون مین مباح ہو انکا جو
فرقہ باطنیہ ہو انکا بھی یہی مذہب ہو ماتم داری اور بیان کر کرکے رونا اور شیون کرنا نیلے کپڑے پہنا گریبان پھاڑنا
اپنے بزرگون کی مصیبت کے وقت مین معمول فارس کے مجوسیونکا ہو امامیہ کا بھی یہی طریق ہو الیٰ غیر ذٰلِکَ
مِنَ الْقَبَائِحِ الْکُفْرِیَّۃِ یعنی سوا انکے اور برائیان کفریہ طعن ویہم یہ کہ بخاری نے عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کی ہو کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْلَا اِنَّ قَوْمَکِ حَدِیْثُ عَھْدِھِمْ بِکُفْرٍ
وَاَخَافُ اَنْ تُنْکِرَ قُلُوْبُھُمْ لَاَمَرْتُ اَنْ یُّھْدَمَ الْبَیْتَ وَاَدْخَلْتُ فِیْہِ مَا اُخْرِجَ مِنْہُ
وَاَلْزَقْتُہٗ بِالْاَرْضِ وَجَعَلْتُ لَہٗ بَابَیْنِ شَرْقِیًّا وَغَرْبِیًّا وَبَلَغْتُ بِہٖ اَسَاسَ اِبْرَاھِیْمَ ترجمہ
اگر تو وہ ہوتے کہ تیری قوم کا زمانہ تازہ ہو کفر سے اور مین ڈرتا ہون کہ ان کے دل قبول نہ رکھین ضرور حکم دیتا مین
کہ توڑا جائے کعبہ ہمارا اور داخل کرتا مین اسمین اسکو جو نکالا گیا ہو اُس سے اور اسکو زمین سے برابر کر دیتا اور اُسکے
دو دروازے بناتا ایک شرقی ایک غربی اور پہونچاتا مین کھودنے کو بنیاد ابراہیم تک اور عایشہ کی قوم سوا قریش
کے اور کون تھا بس معلوم ہوا کہ قریش صاف باطن نتھے اور ان کے باطن سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے تھے
اور بعض امور شریعت مین ان کے انکار کے خوف سے تقیہ کرتے تھے **جواب** اس طعن کا یہ کہ اگر قوم کہنے سے
سب قریش مراد ہون تو حضرت امیر اور بنی ہاشم کا داخل ہونا بھی لازم آئیگا لِاَنَّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ اسواسطے
کہ یہ بھی قریش ہین اگر بعض مراد ہون تو مفید مدعا نہین کسواسطے کہ خوف تو مولفۃ القلوب اور نئے مسلمان
فتح مکہ سے تھا کہ ابھی آداب شریعت سے مودب نہین ہوئے تھے اور ایمان انکا قوی نتھا نہ اپنے اصحاب ان سے
اور تقیہ تو وہان ثابت کرنا چاہیے جو امور احکام رسانی اور دین کی شریعتون اور واجبات مین ہو نہ دنیا کی
مصلحتون مین اور شکست ریخت عمارتون کی اگرچہ عمارت کعبہ کی ہو کسواسطے کہ یہ فعل لا اتفاق نہ ایسا ہو جسکا حکم خدا سے
ہوا ہو نہ واجب اسیواسطے حدیث خوف مین واقع ہوا ہو اور خوف سے وقوع اُس امر کا لازم نہین آتا بس اس خبر کو
سب صحابہ کے مطاعن مین لانا خصوص وہ لوگ کہ جنین گفتگو اور کلام ہو نہایت ہی تعصب وعناد ہے

باب یازدہم در خواص مذاہب شیعہ

اہل سنت وجماعت نے بعد تلاش وجستجو کے پانچ خاصے اس فرقے مین پائے ہین کہ اسلام کے اور کسی فرقے
مین نہین پائے جاتے ہین اگر ہین تو بہت ہی نادر اور قلیل کہ وہ بھی اسی فرقے سے سیکھے ہونے اور انکین کی
صحبت کے اثر سے ہین اول اوہام دوم عبارات سوم غلوات چہارم تعصبات پنجم ہفوات اول معانی

ان پانچون لفظون کے سننا چاہیے بعد اُسکے کچھ تھوڑا بقدر نمونہ اوہام و تعصبات و غلوات و ہفوات سے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ عادات یہ ہین کہ ان کے خاص عام مین تو مشہور ہے اور عالمون نے انکے اپنی تصنیفات مین اُسکی تصریح نہین کی ہے نہ کتاب مین دیکھی گئی جیسے اولیا کی کرامت کا منکر ہونا اور ماتم اور نوحہ اور شیون اور تصویرین بنانا اور نوبت بجانا ایام عاشورا مین اور اُسکو عبادت جاننا اور یہ سمجھنا کہ سال بھر کی برائیان سب اس سے مٹ جاتی ہین گمان کرنا اور عید با شجاع الدین مین ایک صورت ہمشکل عُمر کے آٹے کی بنانا اور اُسکے پیٹ مین شہد بھرنا پھر اُسکو مار کے وہ شہد پی لینا اور دوشنبہ کو نحس جاننا اور چار کی گنتی سے بچنا اور بارہ کی گنتی کو مبارک سمجھنا اور مثل انکے اور جو یہ چیزین باعث انکار کی نہین ہوتی ہین سو اسطے کہ ہر فرقے نے اپنے واسطے ایک رسم و عادت نئی نکال لی ہے اور بدعتین پیدا کین ہین اور جب علما و خاص لوگ اُس فرقے کے اُس سے انکار کرین اور خلاف کتاب کے جانین تو طعن سب پر سے ساقط ہو جاتی ہے سو اسطے اِس رسالے مین ان باتون سے کچھ تعرض نہین کیا گیا اور اور معہذا بعض عادتین انکی جیسے ترک جمعہ اور جماعت اور مسح دونون پانونکا وضو مین اور مسح موزہ کا جو سنت ہے اُسمین ترک سنت کرنا اور سنت تراویح کا نہ پڑھنا اور وطی دبر کی راہ کرنا اور متعہ کو افضل عبادتون سے جاننا کہ باب فقہ مین گذرا سیو اسطے یہ امور اسی معنی کے سبب سے عادات مین داخل نہین ہین کس واسطے کہ انکی کتابون سے انکے علما کے ٹھہرائی ہوئی یہ سب باتین ہین اور ہفوہ وہ ہے کہ اپنے مذہب کی حفاظت یا دوسرے مخالف کے مذہب کی شکست کے واسطے وہ چیز کہ خلاف درایت اور ظاہر عقل کے ہو اُسکا اختیار کرنا اور غلو وہ ہے کہ کوئی بات اپنے نزدیک نہایت محبت و اعتقاد سے اپنے محبوبون کے حق مین ثابت کرنا یا جو چیز کہ اپنے نزدیک ثابت انکے حق مین ہے اُس سے انکار کرنا اور تعصب یہ ہے جو شے ثابت ہے اُسکی نفی اور جو نفی ہے یعنی ثابت نہین اُسکا ثابت کرنا اپنے گمان مین نہایت بغض و عناد سے اُن لوگون کے حق مین جنسے بغض ہے عمل مین لانا پس غلو و تعصب ایک ہی مقدمے سے ہے کہ اُس بات کو ثابت کرنا جو کچھ اپنے نزدیک نہین ہے یا انکار کرنا اُس چیز سے جو کچھ اپنے نزدیک دونون مین عمل مین آتا ہے تفاوت درمیان غلو اور تعصب کے یہ ہے کہ جب یہ محبوبون کے حق مین واقع ہو تو غلو کہینگے اور جب یہی امر مبغوضون کے حق مین واقع ہو تعصب کہتے ہین لیکن یہ دونون بموجب نص قرآن کے حرام ہین قولہ تعالیٰ یَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللّٰہ

الا الحق یعنی ای اہل کتاب مت غلو کرو تم اپنے دین مین اور مت کہو اللہ پر سوائے حق کے و قولہ تعالیٰ یا اھل الکتاب لم تکفرون بآیات اللہ وانتم تشھدون ای اہل کتاب کیون نہین مانتے ہو اللہ کی آیتون کو اور حال یہ کہ تم ہی گواہی دیتے ہو اسیواسطے غلو و تعصب کو ایک ہی فصل مین جمع کیا گیا اور شہرت کے سبب سے دونون کا تعصب ہی نام رکھا گیا لیکن اوہام کو سر منشا اُس کل گمراہی کا ہو سب پر مقدم کیا گیا علیحدہ فصل مین جس یہ باب تین فصل پر مرتب ہوا ایک فصل اوہام مین ایک تعصبات مین ایک ہفوات مین **فصل اول**

اوہام شیعہ مین جاننا چاہیے کہ عقل کی فکر مین اکثر غلطی وہم کے غلبے سے پڑتی ہو اسیواسطے جو فرقہ ایسا ہو کہ وہم اُنپر غالب ہوا انکی عقل کا بھی کچھ اعتبار نہین ہوتا جیسے لڑکی عورتین اسیواسطے لڑکون کے لیے کاٹ کا گھوڑا ہی دوڑنے والا ہوتا ہو اور شیر قالین کا درندہ اور عورتون کے نزدیک جو مرض جہان مین ہوتا ہو شیخ سدو اور زین خان کی تاثیر سے ہوتا ہو اور جو رسوم کہ شادی غمی مین مقرر کر رکھے ہین اُنکا چھوڑ دینا انکے نزدیک ایسا حرام ہو جیسے شرع کی حرام کی ہوئی چیزین اور ایسا محال جیسے عقل نے جن باتون کو محال ٹھرایا ہو اور نیک و بدشگون اور استخارے اور فال دیکھنا ایسا جیسے آسمان سے اُتری ہوئی وحی اور جب شیعہ کے مذہبون اور دلیلون مین غلبہ وہم کا بہت پایا ہو اسواسطے انکی عقل کا بھی اعتبار نہین رہا اسی سبب سے اگلے لوگون نے کہا ہو الشیعۃ نسوان فی ھذہ الامۃ شیعہ عورتین اس امت مین ہین اب انکے اوہام کو مفصل سننا چاہیے جاننا چاہیے کہ وہم کا عقل پر غالب ہونا اور مطالب کا معلوم کرنا جیسا کہ انکا حق ہو کئی طرح ہوتا ہو **نوع اول** یہ ایک حکم جزئی ہو اسکو کلی جانے مثلاً یہ خیال کرے کہ ہر مخالف دشمن ہو اب انکی غلط فہمی اسی سے ظاہر ہو کہ ہر دشمن مخالف ہو یہ کلی نہین بلکہ اسکا معکوس یعنی لوٹا ہوا کلی ہو اسلیے کہ صریح ہر دشمن مخالف ہوتا ہو پس وہم بتاتا ہو کہ اسکا عکس بھی حکم کلی مین ہو اور یہ غلطی شیعہ کو اہل بیت اور اصحاب کے حق مین پڑی بلکہ اہل بیت اور اہل سنت کے حق مین بھی پڑی ہو وجہ یہ کہ بعض مسائل فقہ مین کہ اکثر وہ مسائل امامت اور اُسکے متعلقات سے تعلق رکھتے ہین صحابہ کو اور اہل سنت کو جو مخالف اپنی روایتون کے پایا جو انھون نے اہل بیت سے کی ہین تو سبق حکم لگایا کہ اہل سنت کو اہل بیت سے عداوت ہو حال آنکہ مخالفت کو عداوت کہنا عقل کے نزدیک ہرگز ٹھیک نہین اسواسطے کہ اگر دو شخص ایک مقصد کا ارادہ کرین اور جو راہ کہ اُس مقصد کے پہونچنے کی ہو اُسمین مخالفت کرین تو ایک کو دوسرے کا دشمن کہنا نہین چاہیے صریح ظاہر ہو کہ فقیہ اعظم اہل سنت کے جو ابوحنیفہ کوفی ہین رحمۃ اللہ تعالیٰ انکے شاگردون نے کہ قاضی ابویوسف

اور محمد بن حسن شیبانی نے بہت مسئلوں میں مخالفت اپنے اُستاد کی کی ہے اور اُنکو دشمن اُستاد کا کوئی نہیں
کہہ سکتا بس اسی قاعدے سے بہت سی شاخیں نکل سکتی ہیں مثلاً ایک شخص کسی دوسرے شخص کے فعل سے انکار کرے
یا اُسکے کسی مشورے اور اجتہاد میں خطا ٹھہرائے تو وہ اُسکا دشمن ہے جیسے حضرت امیرؓ کے انکار کو جو حضرت
عثمانؓ کی خلافت پر کیا تھا اور عثمانؓ نے جو بعض مجتہدات اپنے بیان کیے اُنکو حضرت امیرؓ کی دشمنی پر تخطیہ کرتے
ہیں کہ عثمانؓ کو حضرت امیرؓ سے دشمنی تھی ایسے ہی حضرت ام المومنین عایشہؓ کو کہتے ہیں کہ انکو حضرت امیرؓ سے
انکار و عداوت تھی اور عثمانؓ کے قصاص میں جو حضرت امیرؓ نے تاخیر کی تھی اور حضرت عایشہ انکا قصاص
چاہتی تھیں اسکو دشمنی پر قیاس کرتے ہیں جب اصل میں فساد ہے تو فرع میں اُس سے بڑھکر فساد ہوگا اور
شیعہ کی کتابوں سے خلاف اس اصل کا ثابت ہے ابو مخنف روایت کرتا ہے حضرت امام حسینؓ سے صلح کے معاملے
میں جو حضرت امام حسنؓ نے معاویہ کے ساتھ کی اور حضرت امام حسینؓ کو اُس سے انکار تھا اور حضرت امام حسنؓ
کی نسبت نسبت خطا کی کی چنانچہ لفظ روایت کے یہ ہیں اِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ يُبْدِءُ الْكَرَاهَةَ لِمَا
فَعَلَهُ اَخُوهُ الْحَسَنُ مِنْ صُلْحِ مَعَاوِيَةَ وَيَقُولُ لَوْ جُزَّ اَنْفِي كَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا فَعَلَهُ اَخِي انتہی
بیشک حسین بن علی علیہما السلام ناخوشی ظاہر کرتے تھے جو کچھ کیا تھا اُسکو اُنکے بھائی حسنؓ نے یعنی معاویہ سے
صلح اور کہتے تھے کہ اگر ہماری ناک کاٹی جاتی تو وہ اچھا ہوتا ہمکو اس سے جو کچھ اُنھوں نے کیا تب انکار کسی
امر کا اور کسی بات میں کسیکو کسی کی خطا سے نسبت کرنا موجب عداوت کا ہوئے تو لازم آئے کہ حضرت
امام حسینؓ دشمن امام حسنؓ کے تھے معاذ اللہ من اعتقاد ہذا الکفر الصریح **نوع دوم** یہ کہ صیغہ حصر کو اکبر میں
بڑھا لیتے ہیں تو نتیجہ غلط نکلے اور اُنکی اکثر دلیلیں اسی قسم کی ہیں چنانچہ نمونہ اسکا باب امامت میں گذرا
مثل اسکے کہ حضرت امیرؓ عالم اور شجاع اور متقی تھے اور جو کوئی عالم اور شجاع اور متقی ہو وہی امام ہے یعنی غیر اسکا
امام نہیں ہے حالانکہ صغریٰ میں ہرگز حصر ثابت نہوا اور یہ غلط بسبب مکرر ہونے حد اوسط کے ہے تمامہ
دونوں مقدموں میں اور تکرار اوسط کے تمامہ دونوں مقدموں میں شرط نتیجہ نکالنے کی ہے لیکن وہم جو
غور معانی قیدوں سے غافل ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ شاید اس صورت میں حد اوسط تمامہ مکرر ہوگئی اور یہ دلیل
بھی اسی جنس سے ہے کہ حضرت امیرؓ واجب الاطاعت ہیں اور جو واجب الاطاعت ہے وہی ہے امام ایسے ہی
نوع تیسری کہ مطلوب دو چیز ہوتی ہے اور نتیجہ اور رکھتا ہے لیکن جو درمیان مطلوب کے نہایت قرب ہے سائی
ہوتی ہے وہم قناعت کرلیتا ہے کہ مطلوب حاصل ہوگیا اسی سبب سے اکثر تقریریں دلائل شیعہ کی تمام نہیں ہوتی ہیں

چنانچہ مباحث امامت مین مفصل گذرا جیسے یہ کہ حضرت امیر باب مدینۃ العلم ہین اور جو کوئی باب مدینۃ العلم ہو امام
ہو اور بھی ظاہر ہی کہ امام جب رئیس امت کا ہی اور دروازہ بھی ریاست گھر کی رکھتا ہی کسی نہ کسی وجہ سے بس جب
حضرت امیر باب ہوئے امام بھی ہوئے حالانکہ باب مدینۃ العلم ہونا اور بات ہی اور امام ہونا اور بات کہ دونون مین اتحاد
ہی نہ لزوم **نوع چوتھی** مصادرہ بر مطلوب کہ وہم بسبب تغایر لفظ یا مفہوم کے گمان کرتا ہی کہ مقدمہ دلیل کا
اور چیز ہی اور مطلوب اور چیز ہین نے ایک سے دوسرے کو ثابت کر لیا حالانکہ عقل دونون کو ایک چیز سمجھتی ہی یا
ایک ذات جانتی ہی بس ثابت کرنا ایک کا دوسرے سے اثبات شے کا بنفسہ ہی عقل کے نزدیک چنانچہ شیعہ کہتے
ہین کہ حضرت امیر اولی بتصرف ہین اور جو اولی بتصرف ہی امام ہی حالانکہ اولی بتصرف عام عین معنی امام کے
بس اکبر اور اوسط دونون ایک چیز ہین اور صغری اور مطلوب ایک قضیہ معنی کے راہ سے اگرچہ لفظ مین
تغایر ہی اور ایک قسم مصادرہ سے وہ ہی کہ مقدمات دلیل کے مطلوب سے زیادہ واضح ہنون بلکہ خفی تر اور نہایت
منع کے قبول کرنے والے بہ نسبت مطلوب کے جھگڑنے والے کے نزدیک مثال اسکی یہ کہ حضرت امیر معصوم ہین اور ہر
معصوم امام ہی امامت تو حضرت امیر کی اہل سنت کے نزدیک ثابت ہی جا ہے کسی وقت مین ہو اور وفات سے
اور معصومیت انکے نزدیک سوا انبیا کے اور کسی کی ثابت نہین ہی انکے نزدیک یہ خاصہ انبیا کا ہی کسی وقت مین
حضرت امیر کو معصوم نہین جانتے لیکن محفوظ گنتے ہین دلائل مثبتہ انکی امامت کے بہت واضح اور قوت دار
ہین اور دلائل ثابت کرنے معصومیت کے سب مخدوش و مقدوح ہین **نوع پنجم** غلط باشتراک لفظی
یعنی دو چیز پر ایک لفظ کو جاری کرتے ہین اور اس چیز کے حکم کو اوسپر ثابت کرتے ہین مثال اسکی کہ نبی امام ہی کہ اوسپر
شریعت اور وحی نازل ہوئی اور خلیفہ نبی کا بھی امام ہی حکم احکام اور جنگ و صلح مین پس جب نبی معصوم ہو چاہیے
کہ خلیفہ بھی معصوم ہو حالانکہ نبی کو جو امام کرکے بولتے ہین یہ اور معنی ہین اور خلیفہ پر اطلاق امام کا اس کے
اور معنی ہین اور اسی قسم سے ہی وہ غلطی جو توجیہات نحویہ مین واقع ہوتی ہی مثلاً کہین وَهُمْ رَاكِعُونَ
حال ہی وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ سے بس چاہیے کہ نزدیک اتیا زکوۃ کے ہو حالانکہ حال ہی وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ
سے تا احتراز ہو صلوۃ یہود سے اسی قسم سے ہی غلط مجاز یعنی کسی چیز کو بسبب علاقہ مجاز کے ایک لفظ کہا جاتا ہی
اور جو اسکے حقیقی اور لازم معنی ہون اُسکو ثابت کرین جیسے بعض رافضی کہتے ہین اَللهُ نُوْرٌ وَّكُلُّ نُوْرٍ
محسوس یہی مذہب ہشام بن حکم اور انکے اور پیشوا اونکا ہی حالانکہ اطلاق لفظ نور کا باریتعالی پر مجازا ہی
اور محسوس ہونا یہ معنی حقیقی کو لازم ہی اور جیسے کہتے ہین کہ امیر کو حق تعالی نے نفس نبی کا فرمایا اور نفس

نبی معصوم جسکی اطاعت فرض ہو اور اولیٰ بتصرف اور افضل تمامی انبیا و خلائق سے ہی تو بس حضرت امیر کو بھی یہ سب
حکم ثابت ہونگے حالانکہ اگر حضرت امیر کو نفس نبی فرمایا تو مجازاً فرمایا اور مجاز پر حکم حقیقت کا ترتب نہین پاتا
ورنہ شجاع کو شیر کہنے سے اُسکی انسانیت نہ رہتی **نوع ششم** ابہام بالعکس ہی یعنی کوئی سچا مقدمہ
عقل کے ہاتھ آئے وہم اُسکے برخلاف مقدمے کو بھی کلیہ صادق سمجھکر دلائل کے کام مین لاتا ہی مثال اُسکی ہر انسان
معصوم قابل امامت ہی سچا مقدمہ ہی اور اسکا عکس وہم نے تراشا کہ ہر قابل امامت معصوم ہی حالانکہ منطقیون
کے نزدیک ثابت اور ٹھہرا ہوا ہی کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہین ہوتا ہی **نوع ہفتم** اغفال اللزوم یعنی
حکم ملزوم کو لازم سے اعم دیتے ہین اور اُس سے غلطی مین پڑتے ہین مثلاً کہتے ہین نبی کو عصمت اُس سبب سے
واجب ہی کہ ریاست امت کی رکھتا ہی بس ہر رئیس امت کا چاہیے کہ معصوم ہو حالانکہ عصمت نبی بسبب
تصدیق معجزہ کے ہی نہ بسبب ریاست کے یہ اسی قسم سے ہی جو کہتے ہین کہ موقوفی ابوبکر کی سورۂ برات
پہونچانے سے اسوجہ سے تھی کہ قابل نیابت پیغمبر کے نہ تھے بس قابل کسی نیابت کے نہونگے حالانکہ انکا موقوف
رکھنا بسبب موافقت عادت عرب کے تھا عہد شکنی کے خوف سے اور یہ بھی اسی قسم سے ہی جو معاویہ کو حضرت
امیر کے مقابلے مین خطاکار جانتے ہین کہ صحابی کو اہل بیت کے مقابلے مین دعوی خلافت کا نہین پہونچتا تھا
بس ہر صحابی کو بمقابلہ اہل بیت کے دعوی خلافت کا نہین پہونچتا ہی علی ہذا القیاس **نوع ہشتم**
اجتماع متنافیین دو وقت مین بھی تجویز نہین کرتے یہ غلط انکو غفلتون زمانے سے پیدا ہوتا ہی مثلاً کہتے
ہین خلفاء ثلثہ ایک وقت مین اوقات زمانہ سے کافر تھے اور کافر قابل امامت کے نہین ہی حالانکہ ظاہر اور در
ست ہی کہ اجتماع ہر متنافیین کا ایک وقت مین محال ہی نہ کہ مختلف زمانون مین بھی ذات واحد مین محال ہی
جیسے خواب و بیداری اور گرمی و سردی اور علی ہذا القیاس **نوع نہم** أَخْذُ الْقُوَّةِ مَكَانَ
الْفِعْلِ یعنی اختیار کرنا قوۃ کا فعل کے ٹھکانے مثلاً کہتے ہین حضرت امیر سامنے آنحضرت کے امام تھے
موافق قول آنحضرت صلعم کے أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى یعنی تو مجھسے ایسا ہی جیسے
ہارون موسیٰ سے بس اگر آنحضرت کے بعد بلا فصل امام ہوون تو عزل انکا لازم آئے اور عزل امام کا جائز نہین
حالانکہ حضرت امیر آنحضرت کے وقت مین امام بالقوۃ تھے یعنی مادہ امامت کا نہین تھا نہ امام بالفعل
اور عزل امام بالقوۃ کا جب کہ کوئی اُس سے زیادہ ترجیح رکھتا ہو موجود ہو تو اس سبب سے
کہ ابھی منصب ملا نہین ہوا ہی جائز ہی **نوع دہم** أَخْذُ الْجُزْءِ مَكَانَ الْكُلِّ یعنی جزو کو کل کی جگہ اختیار کرنا

مثلاً اولادِ پیغمبر جزءِ پیغمبر ہوسکے ہین اور پیغمبر معصوم ہین حال آنکہ کل پیغمبر کے معصوم ہین
نہ انکے جزء اس وہم مین غلط مجازی بھی واقع ہی اسواسطے کہ اولاد جزء ہوتی ہی مگر مجازی نہ حقیقی **نوع یازدہم**
اَخْذُ مَا بِالْعَرَضِ مَکَانَ مَا بِالذَّاتِ یعنی اختیار کرنا اس چیز کا جو بالعرض ہی اس چیز کی جگہ جو بالذات
ہی یعنی تابع اور متبوع کو ایک حکم مین کرنا مثلاً کہتے ہین امام نائب پیغمبر کا ہی احکام الٰہی پونہچانے مین پس
احکام پونہچانیوالا ہو مثل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیغمبر معصوم ہی پس امام بھی چاہیے کہ معصوم ہو
حال آنکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود احکام پونہچانے والے ہین اور امام بہ پیروی پیغمبر اور عصمت
خاصون سے اُسی کے ہی جو بالذات پونہچانے والا ہی یعنی پیغمبر اور ایسی ہی ہی یہ جو کہتے ہین کہ امام اس امت کا
نائب ایسے پیغمبر کا ہی کہ سب پیغمبرون سے بہتر ہی صلی اللہ علیہ وسلم پس چاہیے کہ امام بھی سب پیغمبرون سے
بہتر ہو حال آنکہ نائب شخص کو سب صفتون مین حکم اُس شخص کا نہین ہوتا **نوع دوازدہم** حکم اتحاد
دو چیزون مین بسبب مشترک ہونے لازم عام کے دونون کے مثلاً مشیر مکرہ کے ہی بسبب سکے کہ دونون راضی
ہین اس فعل پر کہ انمین مشورہ اور اکراہ واقع ہو آپس حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو مشیر واقع ہوئے قرطاس کے
قصے مین مکرہ ہونگے اور جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چیز پر اکراہ کرے گنہگار ہی حال آنکہ مشورہ
دینے اور اکراہ کرنے مین ظاہر ایک فرق ہی عقل کے نزدیک اگرچہ وہم یقین نکرے اسیواسطے بچے اور
عورتین مشیر کو ملامت کرتی ہین مانند مکرہ کے **نوع سیزدہم** عدم ملکہ کو بجاے سلب ایجاب کے
اختیار کرنا جیسے کہتے ہین خلفاے ثلثہ جب معصوم نتھے تو فاسق ہوئے حال آنکہ عصمت نہونے سے
فسق لازم نہین آتا ہی لِوُجُوْدِ الْوَاسِطَةِ بَيْنَهُمَا وَهُوَ الْمَحْفُوْظُ یعنی بسبب ہونے واسطہ کے دونون
مین کہ وہ محفوظ ہی **نوع چہاردہم** کل مجموعی کو کل افرادی کے حکم مین اختیار کرنا جیسا کہ کہتے ہین ہر ایک
صحابہ سے معصوم نتھا پس کل صحابہ بھی معصوم نہوے پس اجماع انکا محتمل خطا کا ہوگا
حال آنکہ احکام مین کل مجموعی اور کل افرادی کے بڑا فرق ہی جیسے كُلُّ اِنْسَانٍ يَسَعُهُ هٰذِهِ الدَّارُ
وَيُشْبِعُهُ هٰذَا الرَّغِيْفُ وَمَجْمُوْعُ الْاِنْسَانِ لَا يَسَعُهُ هٰذِهِ الدَّارُ وَلَا يُشْبِعُهُ هٰذَا الرَّغِيْفُ
ترجمہ ہر ایک آدمی سما سکتا ہی اس گھر مین اور سیر کرتی ہی اسکو یہ روٹی اور جملہ انسان نہین سما سکتے ہین
اس گھر مین اور سیر نہین کرتی ہی انکو یہ روٹی **نوع پانزدہم** نئی نئی امثال کو ایک چیز بعینہ جاننا
اور یہ وہم ضعیف العقول پر بہت غلبہ رکھتا ہی یہانتک کہ دریا کے پانی اور شعلہ اور چراغ اور آب فوارہ کو

اکثر لوگ ایک آگ اور ایک شعلہ خیال کرتے ہین اکثر شیعہ ان خیالات کے عادتون مین ڈوبے ہوئے ہین
مثلاً ہرسال دسوین محرم کی ہوتی ہی ہرسال اُسکو روز شہادت حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام کا
گمان کرتے ہین اور احکام ماتم اور نوحہ اور شیون اور گریہ و زاری اور فغان و بیقراری شروع کرتے ہین
عورتون کی طرح کہ ہرسال اپنی میت پر یہ عمل کرتے ہین حالانکہ عقل صریح جانتی ہی کہ زمانہ ہرسال کا غیر
قار ہی یعنی قرار نہ پکڑنے والا کوئی جزو اُسکا ثابت و قائم نہین رہتا اور اُس زمانے کا لوٹالانا بھی محال
اور شہادت حضرت امام کی جسدن ہوئی اُسدن سے اُسدن تک فاصلہ گیارہ سو پچاس برس کا ہوا
پھر یہ اور وہ دن کیسے ایک ہوگیا اور کونسی مناسبت ہوگئی عید الفطر اور عید قربان کو اسپر قیاس کرنا
چاہیے نہین کہ اُنمین خوشی اور شادی سال در سال نئی ہی یعنی روزے رمضان کے ادا کرنا اور حج خانہ کعبہ
بجالانا کہ شکر للنعمۃ المتجددۃ یعنی شکر ہی نئی نعمت کا سال در سال فرحت و سرور نیا پیدا
ہوتا ہی اسیواسطے عیدین شریعت کی اس وہم فاسد پر مقرر نہین ہوئی ہین بلکہ اکثر عقلا نے بھی نوروز اور
مہرجان اور امثال اسکی نئی نئی باتون اور تغیرون آسمانی کو خیال کرکے عید اختیار کی ہی کہ ہرسال ایک چیز نئی
پیدا ہوتی ہی کہ اُسپر نئے نئے احکام کیے جاتے ہین اور علی ہذا القیاس تعیید عید بابا شجاع الدین اور تعیید عید
غدیر اور مثل انکے کہ سبکی بنا اسی وہم فاسد پر ہی اور اسی موقع سے معلوم ہوا کہ جس روز یہ آیت نازل ہوئی الیوم
اکملت لکم دینکم اور جسدن وحی نازل ہوئی اور شب معراج ان روزون کو شرع مین کیون نہین عید ٹھہرایا ہی
اور عید الفطر اور عید قربان کو عید ٹھہرایا وہ دن بھی تو بڑی خوشی کی تھی ایسی ہی کسی نبی کے تولد اور وفات کے
دن کو عید نہ ٹھہرایا اور روزہ عاشورا کا کہ اول سال یہود کی موافقت سے آنحضرت نے رکھا تھا کیون
منسوخ ہوا ان سب باتون مین یہی بھید تو ہی کہ وہم کو دخل ہونے پائے بغیر کسی نئی نعمت حقیقۃ کی فرحت اور درد
کا ہونا یا غم اور ماتم کرنا خلاف اُس عقل کے ہی جو آمیزش وہم سے خالص ہی **نوع شانزدہم** کسی چیز کی صورت
کو وہی چیز سمجھنا اور اُسکا حکم دینا اس وہم نے بت پرستونکی راہ بہت ماری ہی اور گمراہی مین ڈالا ہی اور بچے
کم عمر بھی اس وہم مین بہت گرفتار ہوتے ہین گھوڑون و ہتیار اور اور چیزون کو جو لکڑی مٹی کی بنی
ہوتی ہین کیسے اُن سے خوش ہوتے ہین گویا سچ مچ کی پا گئے اور چھوٹی چھوٹی لڑکیان گڑیون کی شادی
و نکاح کرتی ہین اور کیسی خوش ہوتی ہین اور شیعون مین یہ وہم بہت غلبہ کیے ہوئے ہی حضرت امامین
اور حضرت امیر اور حضرت زہرا کی قبرون کی صورت بناتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ در حقیقت یہ قبرین

قبرین مجمع النور ان بزرگون کی ہین اور بڑی تعظیم کرتے ہین بلکہ سجدون کی نوبت پہونچتی ہی اور فاتحہ پڑھتے ہین اور سلام و درود پونہچاتے ہین اور اچھے اچھے جوڑا اور مورچھل منقش لیکر آس پاس انکے کھڑے ہوتے ہین مجاورون کی طرح اور حق شرک کا ادا کرتے ہین عقلمندون کے نزدیک بچون کی حرکت اور ان چڑا بالونکی حرکت مین کچھ فرق نہین ہی نوع ہفتدہم کسی شخص کو کسی شخص کا نام رکھکے اُسکے ساتھ بھی اصل شخص کا سا سلوک کرتے ہین چاہے تعظیم چاہے اہانت چاہے مار گالی اور یہ وہم اگلے وہم سے ضعیف تر ہی لڑکے بچے ہی کھیل مین بادشاہ و وزیر اور چور و چوکیدار بناتے ہین اور موافق مرتبے کے انکے ساتھ سلوک کرتے ہین شیعہ بھی ایام عاشورا مین کسیکو یزید کسیکو شمر و بعض عورتون کو بیبیون او مستورات اہل بیت کے نام رکھکر وہی معاملہ اور سلوک کرتے ہین جو اُن لوگون کے ساتھ کرنا چاہیے کلام الٰہی اس وہم فاسد کے باطل کرنے کو کافی ہی اِنْ هِیَ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ترجمہ یعنی یہ معبود تمھارے وہی تو ہین جنکی تمنا ورتمھارے باپ دادون نے نام رکھ لیے ہین اور خدا تعالی نے اُنپر کوئی حجت نازل نہین کی اور اسی پر یہ شاخ نکالی گئی ہی کہ جب معلوم ہو کہ اس شخص کا نام عبد اللہؓ یا عبد الرحمنؓ ہی اُسکی اہانت و حقارت کرین حالانکہ صحیح حدیث مین آیا ہی کہ اَحَبُّ الْاَسْمَآءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ یعنی دوست تر نامون مین اللہ کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن ہین اور خوب ظاہر ہی کہ کسی چیز کے نام پر نام ہونے سے وہ چیز مثل اُس چیز کے نہین ہو جاتی نام آگ کا جو آتش ہی یہ نام گرم نہین ہی بلکہ ذات آگ کی گرم ہی ایسے ہی نہ نام پانی کا سرد نہ قند کا شیرینی نہ ایلوے کا تلخی نوع ہیژدہم ظرف کو شرط النقیض یکدیگر نجاننا اس وہم نے بھی اکثر عوام کی بہت راہ ماری ہی اجتماع دو نقیض کو موافق دو ظرف مختلف کے تجویز نہین کرتے او شیعہ مسئلہ اجتہاد مین اس وہم مین گرفتار ہین اور کہتے ہین اگر امام خدا کی طرف سے مقرر نہو اور احکام شرعی جنکی نص نہین ہی ملے مجتہدون کی متعلق ہو و نقیض جمع ہونگے اسواسطے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ نے ایک چیز کو حلال کیا اور شافعی اُسکو حرام جانتے ہین حالانکہ جب گمان مجتہد کا مختلف ہوا تو دو نقیض کا جمع ہونا کسطرح تصور کیا جائے اور ہر عاقل جانتا ہے کہ زَیْدٌ قَائِمٌ فِیْ ظَنِّیْ اور لَیْسَ بِقَائِمٍ فِیْ ظَنِّ عَمْرٍو دو تو باہم نقیض نہین ہین یہان بھی غیر منصوص باتون مین کوئی حکم خدا کی طرف سی معین نہین ہی بلکہ حکم الٰہی ہر کسی کے حق مین وہی ہی جو اُسکے اجتہاد مین ہی یا اُسکے متبوع کے اجتہاد مین ہی یہی معنی ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ نوع نوزدہم

تشبیہ کسی چیز کی کسی چیز سے اسمین مشبہ بہ اور مشبہ کو برابر سمجھنا کہ یہ وہم چھوٹے بچون کم عمر کو ہوتا ہو نہ
تمیز وشعور والے لڑکون کو شیعہ اس وہم مین بہت پڑے ہوئے ہین مثلاً کہتے ہین کہ حضرت امیر کو زہد
و تقوی اور علم و حلم مین انبیا اولوالعزم سے تشبیہ دی ہی بس چاہیے کہ حضرت امیر مساوی انبیا اولوالعزم
کے ہون اور جو مساوی انبیا اولوالعزم کا ہو وہ اور انبیا سے افضل ہو یہ وہم صریح فاسد ہی محتاج بیان کا
نہین **نوع بستم** عادیات کو بجائے اولیات کے لانا اور یہ وہم اکثر فریق گمراہ کو ہوتا ہی اور بڑے
بڑے علما اسمین غوطے کھاتے ہین مثلاً کہتے ہین کہ ریاست ہر شخص کی اُسکی اولاد وخاندان مین ہوتی ہی
موافق دلیل فعل کسری اور قیصر اور زمینداروں اور راجپوتون کے اور داماد کے ہوتے خسر کو منصب
ریاست کا نہین پہونچتا اور مقابل اس وہم کے دوسرا وہم ہی اسی قسم سے اور وہ یہ ہی کہ بعد مرجانے کسی
شخص کے ریاست تعلق اُسکی زوجہ کے ہوتی ہی اگر بہت سی زوجہ ہون تو جو زوجہ کہ اُسکے ساتھ مخصوص
ہو اور باکرہ آئی ہو اُن مین سے یہ زوجہ ممتاز ہوگی اس اختیار سے داماد و دختر کو اسمین کچھ دخل نہین ہی
کہ بالجملہ دونون فاسد ہین عقل کے نزدیک اور شرع مین ہرگز توارث منصب ریاست کا نہین آیا قابلیت
ولیاقت مین جسکو فوقیت ہو اُس پر مدار ہی یا جسکو صاحب ریاست کا اشارہ ہو فافہم **نوع بست ویکم**
قِیَاسُ الْغَائِبِ عَلَی الشَّاهِدِ یعنی خدائے تعالی کے اور پیغمبر خدا کے کام کو مخلوق اور امت کے کام پر قیاس
کرنا اور اسی درد ناف نے بھی بہتون کے عقیدے خراب کئے الہیات و معاد مین اکثر مسائل شیعہ کے اسی
اصل سے پھوٹے ہین خصوصاً دلیلین وجوب اصلح اور الطف اور وجوب اصل اور ثواب پانا مطیع کا اور عذاب
دنیا عاصی کا اور سوا اسکے اور اس وہم کے فساد کا بیان اگلے بابون مین گذرا **نوع بست ودوم**
اِهْمَالُ الْاِضَافَاتِ یعنی ایک چیز کو دو تین نسبتین چند چیز کے ساتھ واقع ہین ایک نسبت تو ایک حکم کو
چاہتی ہی دوسری دوسرے کو اُن نسبتون سے ایک پر تو لحاظ کرین دوسرے کو مہمل چھوڑین اور یہ وہم
مسائل کثیرہ امامیہ کو پیش آیا مثلاً کہتے ہین کہ امامت نیابت نبی کی ہی بس اذن نبی پر موقوف ہوگی
فَیَجِبُ اَنْ یَکُوْنَ الْاِمَامُ مَنْصُوْصًا یعنی واجب ہی کہ امام منصوص ہو حالانکہ امامت ریاست ہی امت
کی بس موقوف انھین کے اختیار و تجویز پر ہوگی فَلَا یَجِبُ اَنْ یَکُوْنَ الْاِمَامُ مَنْصُوْصًا اور جیسے کہتے ہین
حضرت امیر واجب المحبت ہین اور ام المومنین نے ان سے پرخاش کی بس واجب البغض ہین حالانکہ یہ بھی
تو ہی حضرت پیغمبر واجب المحبت ہین اور ام المومنین اُنکی زوجہ محبوبہ ہین تو بھی واجب المحبت ہین اور یہ وہم

انکے جملہ معتقدات مین اثر کیے ہوئے ہی مثل مشہور حَفِظْتَ شَيْئًا وَغَابَتْ عَنْكَ اَشْيَاءُ اسپر خوب صادق آتا ہی
نوع بست و سوم جو کچھ آرزو دل کی ہو کمال انتظام اور حسن سیاست ملک و داد اور لوازم ریاست
سے اسکو واقعی گمان کرنا اور اسکی تحقیق کا اعتقاد رکھنا مثلاً کہتے ہین کہ امام معصوم جسکی طاعة فرض ہی غیب سے
اسکو ہر حکم شرعی اور مصلحت دنیوی کا القا ہوتا ہی ہرگز خطا تدبیر مین نہین کرتا ہی پس ضرور واقع ہی لیکن نظر سے
غائب گو اسکو ہم نہ دیکھین نہ اسکی خبر سنین بیقین جانتے ہین کہ متحقق ہی یہان غلبہ وہم کا تو ہی ہی غفلت اسپر علاوہ
ہی کہ جب اسکو دیکھتے نہین نہ اسکی خبر سنی تو ہونا نہونا اسکا برابر ہوگا واقع ہونے مین ایسی آرزو دلی کا کیا لطف
اور کونسا حاصل **نوع بست و چہارم** کہتے ہین جس چیز کی دلیل ہم اپنی معلومات مین نہین پاتے باطل ہی اور
اس وہم کو اکثر اگلے بیوقوفون نے بھی اختیار کیا ہی اور انکار اثبات کا کہ ظلمت مین رنگ نہین ہی اسواسطے
کہ ہم نہین دیکھتے اور جسکو ہم نہین دیکھتے موجود نہین ہی اسکو نہین سمجھتے یہ بھی تو جائز ہی کہ موجود ہو اور ہمکو دریافت
نہو شیعہ اس وہم مین بہت گرفتار ہین صحابہ کے فضائل سے اور نیز ازواج مطہرات کے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ ہماری کتابون مین اسکی روایت نہین ہی اور واقعی باتین جو اہل تاریخ و سیر نے لکھی ہین اس سے انکار کرتے
ہین اور اسکے بطلان کا اعتقاد رکھتے ہین اور جب آیتین اور حدیثین متفق علیہ اس مقدمے مین انکو دکھلائے جاتین
تو کہتے ہین کہ ہم ان عبارتون سے اس مدعا کو نہین سمجھتے وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللهُ بِكُفْرِهِمْ
فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ **نوع بست و پنجم** یہ کہ مقدم ہونا زمانے مین اور کتابین تصنیف کرنا اور
رسالے جمع کرنا اور انکا مشہور ہونا جہان مین اور کثرت شاگردون اور یارون کی دلیل حقیت کی ہی پس ہمارے
علما کے جو تابعین ہین ان چیزون سے بڑا حصہ رکھتے تھے بلاشبہ انکے جو اعتقاد کی باتین ہین مطابق واقع
کے ہونگی اصل اس وہم کی یہ ہی کہ دنیا کے منصبون مین اور پانے مال و نعمت اور کثرت جاہ اور شہرت اور انبوہ
تابعین و لشکر مین دلیل بزرگی اور مالداری اور سرداری کی ہی اس تقدم اور مساوی تقدم در فہم کو ادراک
حق جانتا ہی اور حکم سبقت اور پیشدستی اور دریافت مطالب علمیہ کا کرتا ہی اور غلطی اس وہم کی خوب ظاہر
اور روبرو ہی یہ چیزین حکماے ہند و یونان مین اس فرقے سے زیادہ ہوتی آئی ہین چنانچہ اکثر انکے اعتقاد
کی باتین خصوص الٰہیات اور نبوات و معاد مین گواہ انکی بیوقوفی کے ہین حاصل کلام یہ کہ اوہام و غلطی جو
اس فرقہ سفیہ کو ہین اگر سب بیان کیے جائین جیسے کہ چاہیین پورے پورے تو بڑی لنبائی چوڑائی لازم آئے
کہ دفترون مین کافی نہو سکے ناچار نمونہ پر بس کیا فَالْقَلِيلُ يَدُلُّ عَلَى الْكَثِيرِ اور تھوڑا بہت کو بتاتا ہی

فصل دوم در تعصبات شیعہ تعصب کے معنے یہ ہین کہ اُس چیز سے انکار کرے جو اپنے نزدیک ثابت ہو دلیل قطعی کے ساتھ اور مخالف کو ایسی چیز پر الزام دے جسکا خود بھی منکر ہو بدلیل قطعی اور مخالف بھی دونون کے نفی اثبات مین موافق ہو اگر موافق نہوگا تو دلیل الزامی ہوگی تعصب نہین ہوگا اور اصل غلو کی بھی یہی ہو کہ ثابت کو غیر ثابت اور غیر ثابت کو ثابت کرین بسبب افراط محبت کے لہذا غلو بھی داخل تعصب ہے اور اسی فصل مین ذکر کیا گیا اور آغاز کلام کا دونون قسم تعصب مین ہو فقط **تعصب اول** ایسی روشن دلیلین جیسے آفتاب قرآن وحدیث پیغمبرؐ کے جو بے در پے اہل سنت سے روایت کی گئی ہین حضرات اہل بیت اور جناب مستطاب پیغمبرؐ سے جب انکے سامنے پیش کی جاتی ہین مطلق انکار کرتے ہین اور ضعیف وواہی روایتون کو جو رجال مجروح اور مطعون غیر معتبر خود اپنے نزدیک بھی موافق طریق قوم کے امامیہ سے پہونچے قبول کرتے ہین اور کہتے ہین جو کچھ امامی اُسکی روایت کرے اُسپر علم وعمل واجب ہی گو اُسکے اسناد مین مجہول وضعیف اور بنانے والے اور جھوٹے لوگ ہون اور جو اہل سنت روایت کرین گو ثقہ لوگون کے واسطے سے ہو وہ واجب الرد اور انکار ہو حالآنکہ اخبار کے مقدمے مین تمام علما سے منقول ہو کہ جو موثوق اور مقدم اور بہتر ہی معتبر تر ہی ضعیف سے اور اخبار ثقات اہل سنت کے بلاشبہہ انکے نزدیک موثق ہین اور بھی آیتین خفیۃ الدلالۃ کو کہ ہرگز موافق قاعدہ اصول اور عربیت کے انکی مدعا پر دلالت نہین کرتین نص اور صریح جانتے ہین اور آن نصون صریح کو کہ مذہب اہل سنت پر دلالت واضح رکھتے ہین متشابہ اعتقاد کرتے ہین حالآنکہ طریق امتحان انکے علما کا اکثر اور بارہا مسلوک ہوا اس وضع پر کہ مثلاً بعض کافر ذمی کو کہ کچھ غرض کسی مذہب سے نہین رکھتے نہ کسی مذہب والے سے علاقہ جب انکو زبان عرب یا ترجمہ تحت اللفظ اُن آیتون کا سنایا جاتا ہی اور پھر پوچھتے ہین کہ تم اس کلام سے کیا سمجھے تو گواہی مدعا اہل سنت پہ دی ہی اور مدعا اہل شیعہ پر ہرگز گواہی نہین دی ہی نہ یقین کیا اور نہ آیت سے سمجھا **تعصب دوم** یہ کہ پیغمبرؐ خاتم المرسلین اور حضرت امیرؓ کو برابر جانتے ہین حالآنکہ افضلیت پیغمبرؐ کی سب مخلوق پر انکے نزدیک بھی ثابت ہی متواتر **تعصب سوم** جو کوئی محبت علیؓ کی دل مین رکھتا ہی کہ یہودی ونصرانی اور ہندو ہو بہشت مین جائیگا اور جو کوئی دوستی صحابہ کی دل مین رکھتا ہو گو متقی اور عابد ہوا اور محب اہل بیت بھی ہو دوزخی [illegible] چنانچہ رضی الدین بغوی نے کہ جملہ شیعہ سے تھا حکم کیا ہی زنینا بن اسحق کی نسبت جو نصرانی تھا بہشتی ہونے کا ان چند بیت کے کہنے سے حالآنکہ ابوبکرؓ وعمرؓ کو بھی برا نہین کہا **ابیات**

عدی وتیم لا احاول ذکرهم
بسوء ولکننی محب لهاشم
وما یعتريني في علي واهله
اذا ذکروا في الله لومة لائم

فقلت لھم انی لاحسب حبھم	واھل النھی من اعرب والعجم	یقولون مابال النصاری یحبھم
		سری فی قلوب الخلق حتی البھائم

ترجمہ قوم ابوبکر اور قوم عمر نہین حوالے کرتا ہون مین انکا ذکر بدی کے ساتھ لیکن مین دوست رکھتا ہون خاص قوم بنی ہاشم کو اور منع نہین کرتے مین مجکو علی اور انکی اہل بیت کی محبت مین جسوقت کہ ذکر انکا وین خدا مین کرتا ہون ملامت کسی ملامت کرنے والے کی اور کہتے ہین کیا حال ہی نصاری کا انکی محبت مین۔ رصاحبان عرب وعجم سے تو مین انسے کہتا ہون مین گمان کرتا ہون کہ محبت ان لوگون کی مخلوق کے دلون مین اثر کر گئی ہی یہانتک کہ بہائم اور ابن فضلون یہودی کو تمامی علما اس فرقے کے بخوبی یاد کرتے ہین دو تین بیتون کے سبب سے جو اُسنے کہی ہین **ابیات** رب ھب لی من الجنۃ سؤلی

واغفرنی عنی بجاہ آل الرسول ✦ واسقنی شربۃ بکف علی ✦ سید الاولیاء بال بتول

ترجمہ یارب دے مجکو جنت سے جوکچھ مین مانگتا ہون اور بخش دے مجھے طفیل آل رسول کے اور پلا مجکو شربت علی کے ہاتھ سے کہ سردار اولیا کے ہین اور شوہر بتول کے حال آنکہ محبت حضرت امیر اور اہل بیت اور تعریف انکی کہنا اور منقبت پڑھنا ان بزرگوارون کی بالاتفاق عبادت ہی لیکن تمامی عبادت ہونے کے واسطے ایمان شرط ہی قولہ تعالی ومن یعمل من الصالحات وھو مؤمن فلا کفران لسعیہ وانا لہ لکاتبون ترجمہ جو شخص عمل نیک کرتا ہی مگر مومن بھی ہو تو اسکی سعی ضایع نہو گی بیشک ہم اسکو لکھتے ہین جب پیغمبرؐ کی محبت بے بدون ایمان کے جیساکہ بیان کیا تاثیر کافرون مین نکی ہو محبت حضرت امیرؓ اور محبت اہل بیت کہ بلاشبہہ تابع آنحضرت کے ہین کہ جیسے حضرتؐ کی تعظیم اور محبت واجب ویسی ہی انکے کافر کے حق مین کیا کرے گی اور یہی نجات کفار کی دوزخ سے اور داخل ہونا بہشت مین خود شیعہ کے عقاید مین باطل اور محال ہی ہرچند اعمال نیک بجالائین اور دخول اہل ایمان کا اگرچہ کیسے ہی گناہ اور برائیان رکھتا ہو انکے نزدیک بھی بہشت مین قطعی ہی اور حدیہ کہ دوستی صحابہؓ کی معصیت اور گناہ کبیرہ ہے اہل سنت انکی دوستی سے کیون محروم از بہشت ہوجائینگے حال آنکہ محبت اہل بیت کی بی شبہہ رکھتے ہین اور جب محبت اہل بیت کی کافرون کو دوزخ سے چھوڑالے اور بہشت مین داخل کرے اہل سنت تو بسبب محبت اہل بیت کے مرتکب گناہ کے ہین محبت اہل بیت کی انکو کیون نہ چھوڑالے اور بہشت مین داخل نہ کرے **تعصب چہارم** علیؓ کی محبت کے ہوتے کوئی معصیت ضرر نہین کرتی اور حال یہ کہ قرآن کے نصوص خلاف اسکے ناطق ہین من یعمل سوءا یجزبہ

وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ترجمہ جو کوئی برے کام کریگا اُسکا بدلا پائیگا اور جو شخص
بُرا کام کریگا ذرے برابر اُسکو وہ دیکھیگا اور صحیح اخبار حضرت ائمہ کے اسکے خلاف پر گواہ جیسے کہ
بار بار گذرین **تعصب پنجم** صحابہ سے جو نہایت ہی بغض رکھتے ہین اس سبب سے تمام امت محمدیہ
کو امت ملعونہ کہتے ہین اور نص قرآنی کو جو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہی ہو تم بہترین
امت کہ خروج کیے ہو لوگون کی ہدایت کو ہکو الگ اٹھا رکھتے ہین اور حضرت امام حسن عسکری کی
روایت کو اس تفسیر مین کہ ابن بابویہ نے صحیح سند کے ساتھ اُن سے روایت کی ہی اُسکو بھول جاتے
ہین وہ روایت یہ ہی کہ اَمَا عَلِمْتَ یَا مُوْسٰی اِنَّ فَضْلَ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ کَفَضْلِیْ
عَلٰی خَلْقِیْ آیا جانا تو نے ای موسی فضل امت محمد کا کہ تمام امتون پر ایسا ہی جیسے میرا فضل میرے تمام مخلوق
پر ہی اور یہی آیت وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ اسپر کان نہین لگاتے
تعصب ششم قرآن مجید سے کہ بلاشبہہ حضرت ائمہؑ سے انکے نزدیک منقول بتواتر ہی اور ہمیشہ آنحضرت
اُسکو نماز اور نماز کے سوا تلاوت مین پڑھتے تھے اور امام حسن عسکری اور اور اماموں نے اسکی تفسیر کی ہی
اور اپنے کلام مین اُسکی آیتون اور الفاظ سے گواہی چاہتے ہین تبرا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ وہ قرآن
نہین ہی جو نازل ہوا ہی بلکہ عثمان کا تحریف کیا ہوا ہی اس سبب سے کہ عثمانؓ ہی نے اسکو جمع کیا اور رواج
دیا یہ خدمت عثمانؓ ہی بجا لائے سبحان اللہ یہ کیسا مرتبہ بغض وعناد کا ہی خیال تو کرو کہانتک پہونچا ہی
تعصب ہفتم عمرؓ کی لعن کو ذکر الٰہی و تلاوت قرآن مجید پر ترجیح دیتے ہین حالانکہ کسی شریعت مین
برون کا بُرا کہنا ثواب نہین ہی پھر خدا کے ذکر کا کیا ٹھکانا کہ جملہ ملت و مذہب کے اتفاق سے سب شغلون اور
عملون مین افضل ہی اُس سے بہتر ہو قولہ تعالیٰ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ہر آئینہ اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہی
تعصب ہشتم بڑے بڑے صحابہؓ کے لعن اور ازواج مطہرات کے لعن کو بہت بڑی عبادت جانتے
ہین اور پانچ وقت کی نماز کی طرح ہمیشہ اس کام کو کرنا اور ضبط رکھنا فرض جانتے ہین ابو جہل اور
فرعون اور نمرود کو بلاشبہہ دشمن خدا اور دشمن پیغمبرون کے ہوئے ہین کبھی گالی نہین دیتے نہ بُرا
کہتے ہین انکی کتابون مین لکھا ہی کہ ستر دفعہ صبح کو شیخینؓ پر لعن کرنا نیک اور حسنہ ہی لیکن لعن ابو جہل
اور فرعون اور نمرود کو رتی بھر بھی حسنہ نہین کہتے **تعصب نہم** حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم
کو اولاد پیغمبر سے خارج کرتے ہین اس سبب سے کہ انکا نکاح عثمانؓ سے ہوا تھا کہتے ہین کہ پیغمبر کی لڑکیان

نہ تھیں بلکہ بعض کہتے ہین کہ یہ حضرت خدیجہ کی بھی لڑکیان نہ تھیں تا حضرت زہرا کے انکو امین بھی شرکت نہ حاصل ہو
حال آنکہ صریح خلاف نص قرآن کے ہی قولہ تعالی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ یعنی ای نبی کہہ تو اپنی
بیبیون سے اور بیٹیون سے نہج البلاغہ مین مذکور ہی کہ حضرت امیر نے تغیر سیرت عثمان پر غصے سے کہا قد
بلغت من صهره ما لم ینالا ای شیخین یعنی دامادی آنحضرت سے اس رتبے کو نہ پونہچے وہ دونو یعنی
شیخین اور شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی تہذیب مین امام جعفر صادق سے روایت کرتا ہی کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَائِہٖ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّةَ بِنْتِ نَبِیِّکَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمَ بِنْتِ نَبِیِّکَ یعنی کہتے تھے وہ اپنی دعا
مین ای بار خدایا رحمت کامل نازل کر اپنے نبی کی بیٹی رقیہ پر ای بار خدایا رحمت کامل نازل کر اپنے نبی کی
بیٹی ام کلثوم پر اور کلینی مین بھی روایت کی ہی تَزَوَّجَ رسول الله صلی الله علیه وسلم خَدِیْجَةَ وَهُوَ
اِبْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِیْنَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهٗ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِہٖ علیه السلام اَلْقَاسِمُ وَالرُّقَیَّةُ وَزَیْنَبُ وَ
اُمُّ کُلْثُوْمَ وَوُلِدَ لَهٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّیِّبُ وَالطَّاهِرُ وَفَاطِمَةُ علیهم السلام یعنی نکاح مین لائے
خدیجہ کو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ کچھ اوپر بیس برس کے تھے تب پیدا ہوئے اُن سے قبل آپ کے
نبی ہونے کے قاسم اور رقیہ اور ام کلثوم اور بعد نبی ہونے کے طیب اور طاہر اور فاطمہ علیہا السلام اور دوسری
روایت ہی اِنَّهٗ لَمْ یُوْلَدْ لَهٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ اِلَّا فَاطِمَةُ علیها السلام وَاِنَّ الطَّیِّبَ وَالطَّاهِرَ وُلِدَ قَبْلَ
الْمَبْعَثِ بیشک نہین پیدا ہوا انکی اولاد سے بعد نبی ہونے کے مگر فاطمہ علیہا السلام اور بیشک طیب طاہر پیدا
ہوئے قبل نبی ہونے کے اور ملا خلیل قزوینی نے شرح مین تفصیل اس معاملے کی کی ہی تعصب دہم ابوبکر عمر
عثمان منافقون سے تھے حال آنکہ خود انکے نزدیک ثابت ہی کہ آنحضرت نے اپنے آخر حیات مین ابوبکر کو امام کیا
کہ منافق و مومن مین بخوبی تمیز ہو چکا تھا بموجب نص قرآن کے مَا کَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی
مَا اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ترجمہ خدا تعالی ایسا نہین کہ چھوڑدے مومنون کو اپنے
حال پر جیسے تم ہو جب تک کہ پاک نا پاک کو چھانٹ نہ لے اور منافق کو بالاجماع امام کرنا جائز نہین ہی اور حضرت
امیر انکے اور عمر اور عثمان کے پیچھے ہمیشہ نماز پڑھتے رہے اور ابوذر اور سلمان اور مقداد اور عمار سب ان تینون کے
پیچھے نماز پڑھتے رہے تعصب یازدہم تیمی وعدی یعنی دو بت ابوبکر وعمر دونون کی تھے گھر مین چھپے ہوئے
انکی پرستش کرتے تھے حال آنکہ خود انکے نزدیک ثابت ہی کہ محمد بن ابی بکر کو حضرت امیر نے بیٹا کیا تھا اور
اپنی لڑکی کے نکاح کا اُنکے ساتھ ارادہ رکھتے تھے تب اس صورت مین کہ ابوبکر مشرک تھے نکاح اسما بنت

ہمیں کہ کہ بلا شبہہ مومنہ تھیں اُنکے ساتھ کیونکر صحیح ہوتا اور عمر کے ساتھ بھی اپنے ایک لڑکی کا نکاح فرمایا اگر وہ
مشرک تھے تو یہ نکاح کیونکر درست ہوا اور بت پرستون کے ساتھ معاذ اللہ معصوم کا کسطرح ٹھیک آیا قولہ تعالے
وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا یعنی مت نکاح کرو تم مشرکون کے ساتھ جب تک کہ وہ ایمان لاوین
تعصب دوازدہم کہتے ہین کہ جو آئتین اصحاب کے فضائل مین آئی ہین مہاجرین و انصار سے خصوصًا
ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ اور طلحہ اور زبیرؓ اور عایشہؓ وہ سب متشابہات ہین جنکے معنی سمجھ مین نہین آتے ذکرہ
ابن شہر آشوب السروی المازندرانی من علمائہم **تعصب سیزدہم** کہتے ہین کہ اہل سنت حضرت علی
اور اونکی اولاد طاہرہ سے بہت بڑا بغض رکھتے ہین یہ ابن شہر آشوب کہتا ہی اسکی سبب سے انکا نام لقب کیا ہے
حالانکہ خود انھون نے اپنی کتابون مین اہل سنت کی کتابون سے خصوصًا بیہقی اور ابو الشیخ اور دیلمی سے
نقل کی ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لَا يُؤْمِنُ اَحَدٌ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ و
يَكُوْنَ عِتْرَتِيْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اَحِبُّوا اللّٰهَ بِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ **ترجمہ** نہین مومن ہوتا ہی کوئی جب تک کہ مین اسکو اسکے
نفس سے زیادہ دوست نہون اور عترت میری اوسکے نفس سے دوست تر نہو اور ابن عباسؓ سے روایت ہے
کہ دوست رکھو خدا کو اسواسطے کہ وہ اپنی نعمت تمکو کھلاتا ہی وَاَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ اِلٰى غَيْرِ
ذٰلِكَ یعنی دوست رکھو مجکو واسطے دوست رکھنے اللہ کے اور میری اہل بیت کو میری محبت کے واسطے اور سوا
انکے اور یہ بھی جانتے ہین کہ اہل سنت محبت امیرؓ اور اونکی اولاد کو فرائض ایمان سے گنتے ہین حضرت شیخ فرید الدین
احمد بن محمد نیشاپوری معروف بعطار اشعار عربی مین فرماتے ہین **ابیات**

فَاَهْلُ الْبَيْتِ هُمْ اَهْلُ السَّعَادَةْ ۔ فَبُغْضُهُمْ مِنَ الْاِنْسَانِ خَسَارَةْ
فَلَا تَعْدِلْ بِاَهْلِ الْبَيْتِ خَلْقًا ۔ حَقِيْقِيٌّ وَحُبُّهُمْ عِبَادَةْ

ترجمہ مت برابر کرو اہل بیت کے مخلوق کو تو سوا اہل بیت وہ لوگ ہین کہ اہل سعادت ہین تو بغض اون کا
اہل بیت سے نقصان حقیقی ہی اور محبت اونکی عبادت ہی ان اشعار کو شیخ بہاء الدین آملی نے کشکول مین اپنے
نقل کیا ہی پھر شیخ موصوف سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تھے مَنْ اٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاَهْلِ بَيْتِهٖ
فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ جو ایمان لایا محمد پر اور اہل بیت پر ایمان نہ لایا وہ مومن نہین ہی اور محبت ابو حنیفہ کی اور
پرخاش انکا اعمش کے ساتھ جسوقت قصہ نکاح ابوجہل کے لڑکی کا جو حضرت امیرؓ سے وقوع مین آیا تھا اور
آنحضرتؐ نے اوسپر عتاب فرمایا تھا اعمش روایت کرتا تھا کہ مشہور معروف ہی ابو حنیفہ نے اوس سے کہا کہ

ہر چند یہ قصہ صحیح بھی ہی لیکن مجھکو کیا لایق ہی کہ اس قصے کو بے اوبانہ لوگون کے سامنے روایت کرون مسئلہ دین کا
اس قصے پر موقوف نہین ہی اور شریک بن عبد اللہ اور ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلی سب ابو حنیفہ کے ساتھہ اکٹھے
ہو کے اعمش کے گھر گئے اور اُسکو اس قصے کی روایت پر ملامت کی اعمش نے کہا مین تمسے ایک قدم
بڑھکے ہون علیؑ کی محبت مین لیکن حدیث جیسی مین نے سنی تھی ویسی ہی روایت کی میرا یہی کلام ہی پھر ایک
حضرت امیرؑ کی صفت ثنا مین روایت کی یہانتک کہ سب اُس سے خوش ہو کے اپنے گھرون کو لوٹے اور صحبت
اور شاگردی اور علم و طریقہ اختیار اور حاصل کرنا جیسا کچھ ابو حنیفہ کو امام محمد باقرؑ اور امام محمد جعفر صادقؑ اور زید
بن علی بن حسین سے ثابت ہی محتاج بیان کا نہین ہی اور ابو حنیفہ کے باپ نے جنکا ثابت نام تھا لڑکپن مین اپنے باپ کے
ساتھہ خود زیارت امیر المؤمنینؑ کی حاصل کی حضرت امیرؑ نے انکے حق مین دعا برکت اولاد کی فرمائی بموجب دعا کے ابو حنیفہ
پیدا ہوئے اور محبت امام شافعی رح کی اس خاندان سے انکے اشعار سے ظاہر جو شیعہ کی کتابون مین مسطور
و مشہور ہین جو کچھ اُن کے اشعار سے شیعہ کی کتابون مین دیکھے گئے لکھے جاتے ہین من ذلک **ابیات**

يَا اَهلَ بَيتِ رَسُولِ اللهِ حُبُّكُمُ ۔ فَرضٌ مِنَ اللهِ فِي القُرآنِ اَنزَلَهُ
يَكفِيكُم مِن عَظِيمِ الفَخرِ اِنَّكُمُ ۔ مَن لَم يُصَلِّ عَلَيكُم لَا صَلٰوةَ لَهُ

ترجمہ اے اہل بیت رسول اللہ کے محبت تمھاری فرض ہی اللہ کی طرف سے
قرآن مین جو نازل کیا ہی اوسنے کافی ہی تمکو یہ بڑا فخر کہ بیشک تم وہ ہو کہ جو شخص تمپر درود نہ بھیجے اُسکی نماز ہی نہین
ہوتی اور مذہب شافعی رح کا یہی ہی کہ درود کو نماز مین فرض جانتے ہین جسکے صیغے مشتمل بلفظ آل ہوتے
ہین و ایضاً لہ **ابیات**

فَهَل زُوِّجَت فَاطِمَةُ غَيرَهُ ۔ وَفِي غَيرِهِ هَل اَتٰى هَل اَتىٰ
اُعَاتَبُ فِي حُبِّ هٰذَا الفَتیٰ ۔ اِلَی الاَمِ لَامَ وَحَتّٰی مَتیٰ

کہانتک ملامت کیا جاؤن مین
اور کب تک عتاب کیا جاؤن مین محبت مین اس جوان کے آیا زوجہ کی گئی ہین فاطمہؑ سوا اُسکے اور سوا اُسکے
آیا آیا ہی سیکو ہل اتی و ایضاً **ابیات**

قَالُوا تَرَفَّضتَ قُلتُ كَلَّا ۔ مَا الرَّفضُ دِينِي وَلَا اعتِقَادِي
لٰكِن تَوَلَّيتُ مِن غَيرِ شَكٍّ ۔ خَيرَ اِمَامٍ وَخَيرَ هَادِي
اِن كَانَ حُبُّ الوَصِيِّ رِفضًا ۔ فَاِنَّنِي اَرفَضُ العِبَادِ

ترجمہ لوگون نے کہا تو رافضی ہو گیا مینے کہا ہرگز نہین رفض نہ میرا
دین ہی نہ میرا اعتقاد ہی لیکن مین نے دوست پکڑا ہی بیشک بہتر امام اور بہتر رہنما کو اگر محبت علی کی
رفض ہی تو مین سب بندون مین رافضی ہون و ایضاً لہ **ابیات**

يَا رَبِّ بِالقَدَمِ الَّتِي اَوطَاتَهَا ۔ مِن قَابِ قَوسَينِ المَحَلِّ الاَعظَمَا
وَبِحُرمَةِ القَدَمِ الَّتِي جُعِلَت لَهُ ۔ كَتِفُ المُؤَيَّدِ بِالرِّسَالَةِ سُلَّمَا

تثبت علی متن الصراط مکرما | قدمی وکن لی محسنا ومکرما | واجعلهما ذخری فمن کان له
امن من العذاب لا یخاف جهنما

ترجمہ اے پروردگار میرے طفیل اس قدم کے جسکے نیچے تونے رکھا قاب قوسین سے مقام اعلی کو اور طفیل اس قدم کے کہ جسکے واسطے ٹھہرایا گیا وہ شانہ جو پیغمبری سے مدد پایا ہوا تھا میرے ہی ثابت رکھ پشت صراط پر اپنے کرم سے میرے قدم کو اور ہو میرے ساتھ احسان و اکرام کرنے والا اور کر ان دونوں چیزون کو ذخیرہ وبس جسکو یہ دو چیز حاصل ہوئیں امن مین ہوگیا اور عذاب سے نہیں ڈرتا ہے دوزخ کے وایضاالابیات

وإذا ذکروا علیا وابنیه | وجاؤا بالروایات العلیة
یقال تجاوزوا یا قوم عنه | فهذا من حدیث الرافضیة
برئت الی المهیمن من اناس | یرون ان الرفض حب الفاطمیة

ترجمہ جسوقت ذکر کریں علی کا اور ان کے دونون بیٹون کا تو لاتے ہین عالی روایتیں لوگ کہتے ہین اے قوم چھوڑو یہ بات کہ یہ کلام رافضیون سے ہے بیزار ہون مین طرف خدا تعالی کے ان لوگون سے جو جانتے ہین محبت فاطمہ کو رفض وایضاالابیات

إذا فتشوا قلبی اصابوا به | سطرین قد خطا بلا کاتب
العلم والتوحید فی جانب | وحب اهل البیت فی جانب

ترجمہ اگر کریدین میرے دل کو تو پائین گے اسمین دو سطرین لکھی ہوئی کہ جو کسی کاتب کی لکھی نہیں ہین علم و توحید ایک جانب اور محبت اہل بیت کی ایک جانب یہ سب اشعار شیعہ کے معتبر کتابون مین امام شافعی کے نام سے موجود ہین لہذا انہین کو کافی سمجھا اور امام مالک رح خود حضرت صادق کے خاص یارون سے تھے تمام عمر انکی صحبت مین رہے اور علم حاصل کیا اور انکے عمدہ شاگردون سے ہین بالاجماع اور جب امام علی رضا نیشاپور مین داخل ہوئے ایک اونٹ پر سوار تھے اور تحقیق علمی کہ بہت بڑے شخص اہل سنت کے صوفیون سے تھے آگے امام کے جلوداری مین جاتے تھے اور ایک گروہ اور نے اہل سنت صوفیون سے حضرت امام پر اپنی چادرون سے سایہ کیا تھا اور حافظ ابوزرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی اپنے طالب علمون سمیت اور مع کتب وحدیث کے اپنے مدرسون اور لنگرخانون سے انکی زیارت کے واسطے نکلے شہر مین شور پڑ گیا لوگ باامید دیدار مبارک کے انبوہ ہوئے اہل سنت کے محدثون نے عرض کی کہ اگر وہ ایک حدیث اپنے باپ دادے کی سند کے ساتھ اسوقت کہ مجمع خلق اللہ آپ روایت فرمائین تو نہایت احسان ہو حضرت امام نے اپنے باپ دادے کی سند کی ساتھ یہ حدیث روایت فرمائی لا اله الا الله حصنی فمن قالها دخل حصنی امن من العذاب یعنی توحید میرا قلعہ ہے جسنے اسکو کہا میرے قلعے مین دخل ہوا اور عذاب سے امن پایا اسوقت مین محدثون اہل سنت اور انکے طالب علمون سے

بیس ہزار آدمی قلعہ ان والی شمار کیے گئے امام احمد ابن حنبل رح جو اس سند کو ذکر کرتے تھے کہتے تھے لَو قُرِئَ ھٰذَا
عَلَی المَعنُونِ لَافَاقَ اَو عَلیٰ مَرِیضٍ لَبَرِءَ کَذَا ذَکَرَہُ ابنُ الاَثِیرِ فِی الکَامِلِ ترجمہ اگر پڑھا جائے اسکو
دیوانے پر اچھا ہوجائے یا مریض پہ تندرست ہوجائے جیسا کہ ذکر کیا ابن اثیر نے کامل میں اور ذکر کیا فصول
والے نے جو امامیہ سے ہی تاریخ الائمہ میں اور سعید بن عبد المسیب سے روایت مشہور ہی کَانَ عِندَہٗ رَجُلٌ مِن
قُرَیشٍ فَاَتَاہُ عَلِیُّ ابنُ الحُسَینِ فَقَالَ لَہُ الرَّجُلُ القُرَشِیُّ یَا اَبَا عَبدِ اللّٰہِ مَن ھٰذَا قَالَ سَعِیدٌ ھٰذَا
الَّذِی لَا یَسَعُ مُسلِمًا اَن یَجھَلَہٗ ھُوَ عَلِیُّ بنُ الحُسَینِ ابنِ عَلِیِّ ابنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُم اَجمَعِینَ
ترجمہ تھا سعید کے پاس ایک شخص قریش سے بس آئے سعید کے پاس علی بن حسین پس پوچھا اس قریشی نے سعید سے
پوچھا ای ابا عبد اللہ یہ کون ہی کہا یہ وہ شخص ہی کہ کسی مسلمان کو روا نہیں ہی جو اسکو نہ پہچانے یہ علی بن حسین
بن علی بن ابی طالب ہیں راضی ہو خدا ان سب سے اور تمام سلسلے صوفیہ اہل سنت کی طریقت میں اماموں پر
ختم ہوتے ہیں پس یہ جملہ گروہ اہل سنت کے پیر ہیں اور معلوم ہی کہ اہل سنت کیسی عظمت و قدر پیر کی کرتے ہیں
اور کیسی محبت اور ان کے بغض و اہانت کو ایسا جانتے ہیں کہ گویا طریقت سے پھر گئے اب انصاف کی نظر سے
دیکھا چاہیے کہ اہل سنت کا مدار شریعت اور طریقت پر ہی اور انھیں دونوں باتوں کو موقع ریاست و
بزرگی کا گنتے ہیں اور بڑے لوگ شریعت میں چاروں فقیہ ہیں اور بڑے لوگ طریقت میں صاحب خاندان
صوفیہ کے اور دونوں فرقوں کو رجوع طرف اہل بیت کے ہی اور ان کے خوان فیض سے بچا بچایا حاصل کرنا
جب ضروری ہی تو بغض اہل بیت کی نسبت اہل سنت کی طرف کرنا ایسا ہی جیسے محسوس چیزوں کا انکار کرنا
اور اجتماع اضداد کا دعویٰ کرنا کہ کوئی عاقل اسکو یقین نہیں کرتا اور انکا نواصب لقب کرنا نور کو ظلمت
اور آفتاب عالمتاب کو تاریک کہنا ہی تاریخ سے قطعی معلوم ہوتا ہی کہ اہل سنت نے نواصب سے ہمیشہ مقابلے
کیے ہیں اور ان بدبختوں کے ہذیانات کے جواب دیے ہیں اور اسلئے پرخاشیں کی ہیں کثیر عزہ نے کہ شاعر مشہور
ہی نواصب کے مقابلے میں تنگ آکر مضامین شعر سے درگذر کے نوبت لعن و دعا کی پہنچائی ہی چنانچہ مشہور ہی ابیات

لَعَنَ اللّٰہُ مَن یَسُبُّ حُسَینًا ۔۔۔ اَو اَخَاہُ مِن سُوقَۃٍ وَ اِمَامٍ
وَرَمَی اللّٰہُ مَن یَسُبُّ عَلِیًّا ۔۔۔ بِصِدَامٍ وَ اَوفَقِی وَ جُذَامٍ

ترجمہ لعنت کرے اللہ اسپر جو گالی دیتا ہی حسین یا انکے بھائی کو سا
اور حال یہ کہ وہ امام ہیں اور مارے خدا اس شخص کو جو گالی دیتا ہی علی کو صدموں سے اور لغزشوں سے
اور جذام سے واقعی یہ ہی کہ محبت اہل سنت کو شیعہ نہیں جان سکتے ہیں مگر چند روز امتحانا مذہب

اختیار کرین پھر دیکھین کہ یہ مقابلہ مین کیا کرتے ہین ع نگر کہ دست ما گریبان چہ میکند

تعصب چہاردہم کہتے ہین اہل سنت حضرت علی کے قتل کو فسق نہین جانتے اور ابن ملجم علیہ اللعنہ کو جو انکا قاتل ہی بخاری نے

اپنی صحیح مین اُس سے روایت کی ہی اور راور اُسکی روایت پر تعدیل و توثیق کی یعنی معتبر جانا یہ ایسا

جھوٹ ہی جسکی انتہا نہین اور بڑی بیحیائی و وقاحت کا افترا ہی اسلیے کہ بخاری ایسی کتاب نہین کہ کیا ہو کہ نسخے ملین بلکہ

ہزاروں نسخے ہر شہر اسلام مین ملین گے اور رجال اُسکی گنتی کے اور مضبوط اہل سنت قتل کسی فرات معصوم کو

بہت ہی بڑے گناہ کبیرہ سے جانتے ہین بعد شرک باللہ کے اور اپنے عقائد مین لکھتے مین کہ خاص ایسے نفس

مقدس کے قتل کو بلکہ بموجب حدیث نبوی کے کفر جانتے ہین اور حدیث اَشْقَى الْآخِرِيْنَ یعنی پچھلے لوگون مین

سب سے بڑھ کے شقی جملہ کتابون مین اہل سنت کے مروی ہی بھلا ممکن ہی کہ اہل سنت کی کسی کتاب مین ایسی

کوئی روایت کسی نے نکالی ہو نہ کہ بخاری رَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنه عن النبی

صلی الله علیه وسلم قَالَ اَشْقَى النَّاسِ ثَلٰثَةٌ عَاقِرُ نَاقَةِ ثَمُوْدَ وَابْنُ اٰدَمَ الَّذِيْ قَتَلَ اَخَاهُ وَ

قَاتِلُ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ یعنی روایت کی طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انھون نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے فرمایا بدبخت تر لوگون مین تین آدمی ہین ایک جسنے ناقہ ثمود کی کونچین کاٹین دوسرا آدم کا بیٹا

جسنے اپنے بھائی کو قتل کیا تیسرا قاتل علی ابن ابی طالب کا اور یہ افترا بھی ابن شہر آشوب کا ہی جو اپنے مناقب

مین بخاری پر اس افترا کو ذکر کیا ہی ایسے ہی موقعون سے ان روایتون کو ان صاحبونکی اور انکی باتونکو

حق مین اہل سنت کے قیاس کرنا چاہیے کہ کیسے بے صرفہ ہین **تعصب پانزدہم** یہ کہ کمال بغض و

عناد جو اہل سنت سے رکھتے ہین اور اہل سنت نے اپنی نسبت سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہی سبب

بے عملی انکے سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو لعنت کرتے ہین اور کافر ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمکو کفر قبول

ہے اور اچھا کہنا سنت پیغمبر کا مقبول نہین ہی یہان ایک مثل مشہور ہمکو یاد آئی کہ غَارَتْ عَلَى الْعِزَّةِ

وَقَتَلَتْ بَعْلَهَا ترجمہ غیرت کھائی عورت نے اپنے سوت پر اور مار ڈالا اپنے شوہر کو مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ

ذٰلِكَ الْوَقَاحَةِ ابن عباد کہ سلاطین دیالمہ کے وزیرون سے تھا اور اس فرقے مین اس جیسا کوئی داعی

نکلا وہ اپنے شعر مین کہتا ہی **ابیات**

حُبُّ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ　　هُوَالَّذِيْ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ

اِنْ كَانَ تَفْضِيْلِيْ لَهُ بِدْعَةً　　فَلَعْنَتُهُ عَلَى السُّنَّةِ

یعنی محبت علی ابن ابی طالب کی

ایسی چیز ہی کہ جنت کی راہ بتاتی ہی اگر ہووے کوئی تفضیل اُسکے واسطے نئی بات پس لعنت خدا کی سنت پر

تعصب تاسع تردید ہم اہل سنت پر بابت بعض روایتون کے جیسے روایتین سہو کی ہین جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوے ہین یا لیلۃ التعریس مین نماز قضا ہوئی ہی زبان طعن کی کھولتے ہین اور برا و ناروائی باتین کرتے ہین جیسے ابن مطہر حلی نے ان دونون حدیثون کی روایت مین اہل سنت پر کچھ زبان درازی کی ہی حالانکہ خود یہ فرقہ اپنی صحیح کتابون مین انہین حدیثون سے روایت کرتے ہین در تصحیح من ذلک خَبَرُ ذِی الْیَدَیْنِ اِنَّ رسول اللہ علیہ السلام صَلَّی الظُّهْرَ اَوِ الْعَصْرَ رَكْعَتَیْنِ فَقَالَ ذُوالْیَدَیْنِ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَلْفَهٗ اَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ قَالُوْا نَعَمْ صَلَّیْتَ رَكْعَتَیْنِ فَبَنٰی عَلٰی صَلٰوتِهٖ فَاَتَمَّ اَرْبَعًا وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ وَسَلَّمَ **ترجمہ** انہی حدیثون سے حدیث ذوالیدین کی ہی بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر یا عصر کی دو رکعت پڑہی تو کہا ذوالیدین نے یا رسول اللہ کیا نماز گھٹ گئی یا آپ بھول گئے آپنے پوچھا اُن لوگون سے جو پیچھے تھے آیا ذوالیدین نے سچ کہا کہا ہان دو رکعت پڑہین پھر کھڑے ہوئے اپنی نماز پر اور چار پر تمام کرکے سجدہ سہو کا کیا پھر تشہد پڑھ کے سلام پھیرا اور خبر لیلۃ التعریس کی وَهُوَ عَرَّسَ فِیْ مُنْصَرَفِهٖ مِنْ خَیْبَرَ فَنَزَلَ قَبْلَ طُلُوْعِ الصُّبْحِ فَرَقَدَ فَغَلَبَتْ عَیْنَاهُ فَلَمْ یَسْتَیْقِظْ حَتّٰی وَقَعَ عَلَیْهِ حَرُّ الشَّمْسِ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ وَتَوَضَّاَ وَصَلّٰی قَضَاءَ الصُّبْحِ وَقَالَ هٰذَا وَادِی الشَّیْطَانِ **ترجمہ** اور وہ خبر یہ ہی کہ آنحضرت رات کو وہان اُترے اسوقت مین کہ خیبر سے لوٹے قبل طلوع صبح کے پھر سو گئے اور غلبہ کیا خواب نے انکی آنکھون پر یہان تک کہ گرمی آفتاب کی انپر پڑی تب جاگے پھر وضو کیا اور قضا کی نماز صبح کی اور کہا یہ میدان شیطان کا ہی ابن مطہر کہتا ہی کہ پہلی خبر آپ کی سہو کو جتاتی ہی عبادت مین اور دوسری خبر تسلط شیطان کو آنجناب پر اور دونون نبوت کے حق مین بد ہین پس اہل سنت نے اس فترا کی روایت کی ہی حالانکہ پہلی خبر کو ابو جعفر طوسی نے تہذیب مین حسین بن سعید بن ابی عبد اللہ علیہ السلام سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہی اور کلینے نے بہی سماعہ اور ابی عبد اللہ سے روایت کی اور اور اسناد کے ساتھ بہی سعید اعرج نے ابی عبد اللہ سے روایت کی اور آخر مین کہا اِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ الَّذِیْ اَنْسَاهُ رَحْمَةً لِلْاُمَّةِ اَلَا تَرٰی اِنَّ رَجُلًا لَوْ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا الْعَیْنِ وَقِیْلَ مَا تُقْبَلُ صَلٰوتُكَ مِمَّنْ دَخَلَ عَلَیْهِ الْیَوْمَ مِثْلُ هٰذَا قَالَ قَدْ مَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَارَ اُسْوَةً **ترجمہ** بیشک پروردگار تمہارے نے بھلایا آن سرور کو واسطے

رحمۃ امت نے کیا نہین دیکھا کہ اگر کوئی مرد اختیار کرتا ہی اس کام کو ضرور مطعون کرتے ہین اور کہتے ہین
تیری نماز قبول نہین ہے پھر جسکو اس قسم کا حال وارد ہو کیسے یہ سم ڈالی ہوئی رسول صلعم کی ہو اور
بوا ہی دستور اور دوسری خبر کو طوسی نے تہذیب مین حسین بن سعید اور عبد اللہ ابی بکر سے روایت کی
اور کلینی نے کافی مین حمزہ ابن طیار ابی عبد اللہ سے روایت کی قال اللہ تعالی اِنَّا اَنْمَتُّكَ
وَاَنَا الْفَضْلُ فَاِذَا قُمْتَ فَصَلِّ لِيَعْلَمُوا اِذَا اَصَابَهُمْ كَيْفَ يَصْنَعُونَ لَيْسَ كَمَا يَقُولُونَ
اِذَا نَامَ عَنْهَا هَلَكَ ترجمہ مین نے سُلا دیا تجکو اور مین نے جگا دیا پس جب اُٹھے تو نماز پڑہ تا بت
کے لوگ جان جانین کہ جب ایسا معاملہ اُنکو پڑے تو کیا کام کرین اور یہ ایسا نہین ہی جیسا کہ کہتے ہین
کہ اگر سو جانے سے نماز ترک کی تو ہلاک ہوا اور یہ جو کہا ہی کہ یہ دونون امر نبوت مین بُرائی لانے والے
ہین صریح غلط ہی کسواسطے کہ سہو مثل نسیان و نوم کے احکام بشریت سے ہی البتہ احکام الٰہی پونہچانے
مین جو سہو ہو وہ روا نہین ہی کہ امر کی جگہ نہی اور نہی کی جگہ امر پونہچا دین قولہ تعالی حِكَايَةً عَنْ مُوسٰى
لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ یعنی حکایۃ موسیٰ سے مت مواخذہ کر مجسے اُسکا جسکو مین بھول گیا وقولہ تعالی
فِي حَقِّ اٰدَمَ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا اور فرمایا اللہ تعالی نے آدم کے حق مین سو بھول گیا وہ اور نہین
کیا ہمنے اُسکے واسطے ارادہ وقولہ تعالی فی حق نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ
اور قول اللہ تعالی کا ہمارے نبی کے حق مین اور یاد کر اپنے پروردگار کو جسوقت کہ بھول جائے تو اور تسلط
شیطان کا اُس جنگل مین آنحضرت پر واقع نہین ہوا بلکہ بلال پر ہوا کسواسطے کہ آنحضرت نے بلال کو وارِ غسہ
محافظت وقت کا کیا تھا آپ باطمینان تمام سوئے تھے اُسوقت مین شیطان نے قابو پایا اور بلال کو مغلوب
کیا تو اس بہانے سے نماز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اور مسلمانون کی قضا کرے اگر گماشتہ یا وکیل کسیکا کسی
عاصی یا ظالم کا مغلوب ہو جائے تو یہ نہین کہہ سکتے کہ اُس شخص پر غالب ہوا گو کچھ نقصان اُسکو پونہچے

تعصب ہفتم ہم کہتے ہین اگر کوئی وَتَعَالٰی جَدُّ لَكَ نماز مین کہے نماز اُسکی خراب ہو جائے حالانکہ
قرآن مین اِنَّهٗ وَتَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا واقع ہوا اور اس سورہ کو نماز مین اُنکے نزدیک بھی پڑھ سکتے ہین کچھ
منع نہین نہ یہ اُن سورتون سے جو منع کیے گئے ہین بعضے علماے شیعہ سے جب جنیاد اس مسئلے کی ڈالی گئی تو
جواب مین کہتے مین کہ حق تعالی نے قول جن کا نقل کیا چنانچہ اور کلمے کفر کے بھی زبان کافرون سے نقل کیے ہین
وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارٰى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ترجمہ کہا یہود نے عزیر اللہ کا

بیٹا ہی اور کہا نصاری نے مسیح اللہ کا بیٹا ہی اُن سے کہا گیا کہ جہان کہین نقل قول کفر کی واقع ہوئی
ہے رو و تکذیب بھی اُسکے پیچھے لگادی ہی چنانچہ قرآن مجید کے تتبع سے ظاہر ہوتا ہی یہان مطلق رد و تکذیب
اس قول کی مذکور نہین ہی اسکے ساتھ اگر تمسک اس آیت سے ہم دست بردار ہون تو قول امیر المومنین کو
کیا کرینگے کہ نہج البلاغۃ مین خطبۂ آنجناب مین موجود ہی الحمد للہ الفاشی حمدہ الغالب جندہ المتعالی
جدّہ الی آخر الخطبۃ ترجمہ تعریف اُس خدا کو کہ مشہور ہی اُسکی تعریف اور غالب ہی لشکر اُسکا
اور بالا تر ہی شوکت اُسکی آخر خطبہ تک تعصب ہشیر و ہم کہتے ہین اہل سنت یہود اور نصاری سے بدتر ہین
اسکو ابن المعلم وغیرہ نے ذکر کیا ہی سبحان اللہ جنکا ایمان خدا اور رسول اور ملائکہ اور قرآن اور قیامت اور
تمام کتابون الٰہی پر اور محبت اُنکی رسول اور خاندان رسول سے اور تمام عبادتین اُنکے بدنی اور مالی اور جو کچھ
فاتحہ و درود اُنکے نام پر کرتے ہین یہ سب برباد گیا اور مردود ہوا اور کفر اور عناد اور انکار و عداوت یہود و نصاری کا
جیسا کچھ انکو پیغمبر سے ہی اور فرشتون کا برا کہنا خصوصًا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو یہ سب اس گروہ کو مقبول ہوا
سچ ہی ہر گندہ پر کے واسطے گندہ خور ہی اور یہ بات انکے بہت مشابہ ہی اسی فرقے کے قول سے یعنے
یہودیون کے کہ آپ کے عہد مین کفار بت پرست کو صحابۂ رسول سے بہتر جانتے تھے گویا شیعہ نے اس طعن سے
انکے جو صحابہ کے حق مین تھے خوش ہو کے اس خدمت عمدہ کے بدلے مین انکو یہ ترجیح و فضیلت دی ہی سچ کہ
کتے کی قدر کتہ پالنے والا ہی جانتا ہی الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت
ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدی من الذین امنوا سبیلا ترجمہ کیا نہین دیکھا تونے
لوگون کی طرف کہ دئے گئے ہین حصے کتاب سے ایمان لاتے ہین بت اور شیطان پر اور رکھتے ہین
کافرون کو اس جماعت سے کہ یہ مسلمانون سے زیادہ راہ راست پر ہین تعصب نوز دہم لکھتے ہین کہ
غلاۃ و کیسانیہ و اسماعیلیہ اور اور فریق رافضیون کے جنھون نے ائمہ کو جھوٹا ٹھرایا ہی اور منکر انکی امامت
کے ہوئے ہین اور اُنکے حق مین بُرا کہا آخر کار وہ سب بسبب محبت علی کے بہشتی ہونگے اور اہل سنت
باوصف اسکے کہ سب کے دوست ہین اور شریعت و طریقت مین پیشوا امام گنتے ہین اور انہین سے کسیکی حقارت
نہین کرتے بلکہ تعظیم سے پیش آتے ہین بسبب دوستی چند شخص کے ہمیشہ دوزخ مین رہینگے خدا جانے اہل
سنت کے حق مین محبت علی کی کیون نہین تاثیر کرتی ہی اور کیسانیہ اسماعیلیہ کے حق مین باوجود انکار و تکذیب
اماموں کی کیون تاثیر کرتی ہی تعصب بستم جو اخبار صحیح کہ شیعہ کے نزدیک بطریق صحیح ثابت ہین لو

شامت اُن روایتون کی نصیب کی یہ کہ مضمون اُنکا موافق مذہب اہلِ سنت کے پڑا ہوا اُسپر عمل جائز نہین رکھتے واجب الطرح اور قابل گرا دینے کے جانتے ہین اسواسطے کہ اہل سنت کی موافقت لازم آئیگی جیسی روایتین منی اور مذی کی نجاست کی اور وضو ٹوٹ جانا انکے نکلنے سے اور روایتین سہو کے سجدے کی کہ ابو جعفر طوسی وغیرہ نے اسکی تصحیح کی ہی اور روایتین غسل کی بڑے تالاب مین جیسا کہ اسکا ذکر کیا ہی معلم مین او رپاخانے کے بعد ڈھیلون سے استنجا کرنا کہ خود انکے اقرار سے پیغمبرؐ کی بھی بلا شبہہ اسپر نص ہی صاحب الجامع اور شیخ الطائفہ کی آور قاعدہ مقرر کیا ہوا انکا ہی کہ بعض روایتین صحیح جو کلینی مین ہین یا انکا شیخ یعنی محمد بن نعمان لایا ہی یا شیخ الشیوخ اُسکا محمد بن بابویہ قمی لایا ہی یا خود اُس شیخ الطائفہ نے روایت کر کے تصحیح اُسکی کی کہ جب اُنپر عام لوگ یعنی اہل سنت عمل کرنے لگین اُن سب کو چھوڑ دینا چاہیے الٰہی کہان تک بُرائی شریکون اہلِ سنت سے دور بھاگینگے کتنے ہی ہاتھ پاؤن مارین آخر بعض جز کلمہ اور بعض الفاظ قرآن کے دونون فریق مین مشترک ہی رہینگے دوسرا قاعدہ اجماعی انکے علما کا ہی کہ جب کسی مسئلے مین دو روایتین وارد ہون دیکھنا چاہیے جو موافق مذہب اہل سنت کے ہو اُسکے خلاف عمل کرنا چاہیے اسواسطے کہ رہنمائی اور رشد اُسی مین ہی **تعصب بست و یکم** اُنکی بہت سی کتابون مین واقع ہی کہ اہلِ سنت یہود و نصاریٰ سے زیادہ تر نجس ہین جو چیز انکے بدن کو لگ جائے دھونا چاہیے حالآنکہ انسان کے گوہ کی آلودگی کو نجس نہین جانتے شاید اہلِ سنت کو دائرہ انسانیت بلکہ انسان کے فضلہ ہونے سے بھی خارج کیا آری اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ یعنی آدمی ہر شخص کو اپنی ہی طرح جانتا ہی **تعصب بست و دوم** ہر کام مین بسم اللہ سے شروع کرنے کی جگہ چاہیے کھانا ہو یا پینا یا پہننا یا سوار ہونا یا بیٹھنا یا اٹھنا ابوبکرؓ و عمرؓ کی لعن کو مبارک و میمون جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر لعن ابوبکرؓ و عمرؓ کی کسی تعویذ مین لکھکے جلائین اور تپ والے کو اُسکی دھونی دین شفا پائے ایک خوش طبع نے اہل سنت کے یہ بات سن کے کہا کہ در حقیقۃ ابوبکرؓ و عمرؓ کے نام مین ایسی ہی تاثیر ہی گو لعن کے درمیان مین لیا جائے کہ یہ برکتین اس سے حاصل ہوئین نہین تو فرعون ہامان ابلیس کو کیون نہ یہ خاصیت ہو اور بھی کہتے ہین کہ اگر کھانے پر ستر مرتبہ لعن ابوبکرؓ و عمرؓ کی دم کرین بڑی برکت اُسمین پیدا ہو جاتی ہی کافی کلینی مین لکھا ہی کہ حمیرا نام سے کہ یہ نام حضرت عائشہؓ کا ہی جیسا بغض خدا تعالیٰ کو ہی اس سے زیادہ کوئی نام ایسا نہین ہی جس سے خدا کو بغض ہو چاہیے کسی عورت کا ہو حمیرا حضرتؐ پیغمبر نے انکا لقب مقرر کیا تھا اور حال یہ کہ ابو لہب کی عورت کا نام جسکی مذمت خدا نے

قرآن مین ہی برا نہین جانتے اور نیز روایت کرتے ہین کہ حضرت امیرؑ نے اپنے لڑکو نکا نام ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ
رکھا تھا اور یقیناً معلوم ہی کہ باپ کے ذمے یہ بات ہی کہ اپنے لڑکون کا نام نیک رکھے پھر جب ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ
کے نام مین برائی نہین تو عایشہؓ کے لقب مین کیون برائی ہوگی کسواسطے کہ عایشہؓ حضرت امیرؑ کے بغض
وعداوت مین ان تینون آدمیون سے بڑھکے نہین ہوئی ہین اور رتبہ لقب کا خصوصیت مین نام سے گھٹکے ہی
اسلیے کہ تعین اور سمجھے جانے شخص مین دراصل نام معتبر ہی اسواسطے کہ علم ہی اور لقب تو ایک صفات سے
ہوتا ہی بہت مستعمل ہونے سے خصوصیت غالب ہو جاتی ہی اور ظاہر جو چیز ذات سے مخصوص ہی وہ قوی تر
ہی اُس سے جو عرض سے مخصوص ہو **تعصب بست و سوم** لعن حفصہ کو بھی مثل لعن عایشہؓ کی عبادت
بلکہ فرض پنجگانہ کیطرح جانتے ہین اور بعد نماز مکتوبات کے یعنی جو انکے یہان لکھے ہوئے ہین بجاے وظیفہ
اور تسبیح کے اسی ورد کو سب وردون سے بہتر جانتے ہین حالانکہ حفصہ سے کوئی امر ایسا صادر نہین ہوا
کہ موجب برا کہنے کا ہو انکے نزدیک بھی اور کوئی گناہ سوا اسکے نہین کہ وہ عمرؓ کی بیٹی ہین وَلَا تَزِرُ
وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی یعنی کوئی اُٹھانیوالا بوجھ دوسرے کا نہین اُٹھاتا اگر یہ لگاؤ بیٹی ہونیکا جو عمرؓ سے
ہی موجب لعن کا ہی تو محمد بن ابوبکر کو کیون چھوڑ دینا چاہیے انپر لعن کیون نہ کرین اگر رفاقت اور صحبت
امیرؑ کی اُن کے حق مین لعن کے مانع ہی تو صحبت پیغمبرؐ کی اور زوجہ ہونا حفصہؓ کے حق مین کیون نہ مانع ہو
تعصب بست و چہارم مقتداے جو اس فرقے کا شیخ تھا کہا ہی کہ عمر خطابؓ نے مادر معاویہ سے
زنا کیا ہی حالانکہ شریف مرتضی نے تنزیہ الانبیا والائمہ مین اور اور علماء امامیہ نے قطعاً حکم کیا ہی اس بات کا
کہ عمرؓ اور اور خلفاؓ نہایت پاسداری ظاہر باتون شریعت اور ترویج شعائر دین و تقوی اور زہد کے مرعی
رکھتے تھے تو منصب خلافت مین لوگون کی نظر سے نگر جائین علی الخصوص عمرؓ کو اس مقدمے مین کد و کاوش
بھی بہت تھی اور نہایت پرہیز و اہتمام تھا **تعصب بست و پنجم** یہ کہتے ہین کہ آنحضرتؐ نے
طلاق عایشہؓ بلکہ اپنی سب ازواج مطہرات کی حضرت علیؓ کے سپرد فرمائی تھی جب چاہین جسکو طلاق دین
حالانکہ خدا تعالی نے پیغمبرؐ کو مالک طلاق ان ازواج کا نرکھا تھا پھر دوسرے کی سپردگی کا کیا ٹھکانا
قوله تعالی لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ
ترجمہ حلال نہین ہین تجکو بعد اس سے اور نہ بدلے تو انسے دوسری ازواج اگرچہ خوش آئے تجکو انکا حسن
اور یہ فضیلت ازواج کو اس سبب سے حاصل ہوئی کہ انھون نے دنیا کو طلاق دیکر آخرت اختیار کی تھی

اور پیغمبر کی صحبت کو متاع عیش اور کامرانی پر ایثار کیا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انکو بھی دنیا و آخرت مین پیغمبر
سے جدا نکرے اور تلخی اور مرارت طلاق کی نہ چکھائے چنانچہ شرح آیت تخییر مین مفصل تفسیر کی کتابون مین
شیعہ کی بھی ثابت قدمی انکی مذکور و مسطور ہی اور سب ازواج کی پیش قدم اس اختیار و ایثار مین حضرت
عایشہ رضی اللہ عنہا تھین بالاجماع تو پس ممکن نہین کہ آنحضرت انکو طلاق دیتے پھر سپردگی طلاق کی دوسرے کے اختیار
مین کیا معنی اگر بالفرض طلاق کے سپردگی بھی واقع ہو تو پھر شیعہ کو کیا فائدہ اسواسطے کہ آپ کی
حیات پاک تک تو طلاق واقع نہوئی بعد وفات کے ذمہ داری اور سپردگی باطل ہو گئی اِذِ الْوَکَالَۃُ تَبْطُلُ
بِمَوْتِ الْمُوَکِّلِ بِالْاِجْمَاعِ ترجمہ اسواسطے کہ وکالت باطل ہو جاتی ہی موکل کے مرنے سے
بالاجماع اسوقت مین کہ عایشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت امیر کے ساتھ مقابلہ اور لڑائی تھی حضرت امیر مالک طلاق کے
نتھے اور یہ بھی ظاہر ہے بعد موت طلاق واقع ہونا ممکن نہین جو تعصبات اس فرقے کے روز بروز
منشے ترقی و زیادتی مین ہین سب کا گھیر لینا اور احاطہ کرنا ممکن نہین لاجرم نمونے کے واسطے اتنا ہی
ذکر کرکے اقتصار کیا اس باب کی تینون فصلون مین یہی عرض کیا ہی نہ احاطہ و استیعاب واللہ الملہم للحق والصواب

فصل سوم ہفوات شیعہ مین **اول** یہ کہتے ہین انبیا اور ائمہ کا کام چھپانا دین و مذہب کا ہی ہمیشہ
ان بزرگوارون نے تقیہ مین گذرانی ہی اپنے دین و مذہب کو کسی پر ظاہر نہ کیا یہ نہین سمجھتے کہ انبیا کے
بعثت اور ائمہ کے نصب سے حاصل کیا ہوا یہ خیال باطل اس سبب سے پیدا ہوا ہی کہ ہر صاحب ارادہ کہ کسیکی
دولت کھونے اور کسیکی قائم کرنے کے درپے ہوتا ہی اپنے عزم کو چھپاتا ہی اور اپنی تدبیر کو ظاہر نہین کرتا
لیکن انبیا و ائمہ کو اہل عزم و دنیا طلب و لشکر خواہون دنیا کی طرح سمجھنا اور انکے حال کو اس گروہ کے
حال پر قیاس کرنا وہی مثل ہی کہ کوئی کاہی کے طباق مین تلیہ ڈھونڈھے اَضَاعَ الْعُمْرَ فِی طَلَبِ
الْمُحَالِ ضایع کی عمر محال کی جستجو مین اگر ذرا بھی سوچین تو صریح معلوم کر سکتے ہین کہ بھیجنا
نبی کا اور مقرر کرنا امام کا اور پھر اس سے کہدینا چھپائے رکھنا ظاہر مت کرنا ایسا ہی جیسے کوئی کسیکو
شہر کا قاضی کرکے کہدے کہ ہرگز بولیو مت اور ایک حرف زبان پر مت لانا اور مدعی و مدعا علیہ کی بات مت سنیو
ہر طفل مکتب سمجھتا ہی کہ یہ ایک مسخرہ محض اور واہیات خاص ہی اور ظاہر حماقت کہ خلاف غرض بھیجنے
اور امام کے مقرر کرنیکے ہوتی ہی اگر تقیہ اور نفاق انبیا و ائمہ خود بخود کرتے ہین بے حکم خدا سے تو عاصی و گنہگار
ہونگے اور تارک واجب کے وَالْقَوْلُ بِالْعِصْمَۃِ یُنَافِیْہِ یعنی انکو جو معصوم کہتے ہین جب عاصی ہوے تو اسکے خلاف ہوا

حاصل کلام جھوٹھ بولنا اور نفاق اختیار کرنا شان انبیا اور ائمہ کی نہین ہوکہ عمر بھر بلا ضرورت اس
سعادت کو اپنی خصلت کرلین اور اپنا ملکہ بنالین لوگون کو گمراہی مین ڈالین اور فریب دین مین کرتے رہین انکو تو اگر
منکرون اور دشمنون سے خوف بھی ہوتا ہو تب بھی کلمۂ حق سے باز نہین رہتے قولہ تعالی فی حق الانبیاء
الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيبًا ترجمہ
وہ لوگ کہ پونہچاتے ہین احکام اللہ کے اور ڈرتے ہین اللہ سے اور نہین ڈرتے ہین کسی سے اور کافی ہی
اللہ گواہی کو اگر انبیا تقیہ کرتے تو کافرون کے ہاتھ سے مصیبت کیون اوٹھاتے کہ مار و گالی کھاتے تھے اور بہت مرتبہ
اور نکالدینا گھر اور شہر سے اور یہ ان سب باتون کو سہتے تھے جس موقع پر کہ عام مومنون کو کہا ہی اَمْ حَسِبْتُمْ
اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا
حَتّٰى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ترجمہ کیا جانا تمنے کہ داخل ہوگے جنت مین اور
نہین آئی تمکو مثل اون لوگون کی کہ تمسے پہلے تھے کہ پونہچا اونکو خوف اور نقصان اور ہلائے گئے
وہ یہانتک کہ کہا رسول نے اور اون لوگون نے کہ ایمان لائے ساتھ اوسکے کب ہی اللہ کی مدد وَكَاَيِّنْ مِنْ
نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا اَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ترجمہ اور بہت پیغمبر تھے کہ جہاد کیا انکے ساتھ خدا پرستون نے پس سست ہوے
اوس سے کہ جو پونہچا اونکو خدا کی راہ مین اور نہ ضعیف ہوسے اور نہ مغلوب ہوسے اور خدا استقامت والونکو
دوست رکھتا ہی تپس رسولون اور انبیاؤن اور امامون کو کیا گمان کرنا چاہیے اور تتمہ اس بیہودہ کا یہ
معنی اَتْقٰكُمْ کے آیت اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی اَكْثَرُكُمْ تَقِيَّةً ہین ترجمہ بیشک بزرگتر
تم مین سے اللہ کے نزدیک وہ ہین جو تم مین سے اتقی ہین یعنی جو لوگ زیادہ تقیہ کرنے والے ہین
اتقی تقیہ کے معنے مین ہی اسکے علمانے اسکی یہی تفسیر کی ہی پہو جب اس تفسیر کے لازم آتا ہی کہ حضرت
ذکریا اور حضرت یحیٰی اور حضرت امام حسین جنہون نے بالاجماع تقیہ نہین کیا ہرگز خدا کے نزدیک انکی بزرگی و کرامت
نہو اور جمیع منافق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تھے بڑی کرامت و بزرگی والے ہون سُبْحَانَكَ هٰذَا
بُهْتَانٌ عَظِيمٌ حضرت جعفر صادقؑ سے جو تقیہ کے معاملے مین اور اوسکی خوبی کے بیان مین روایت
کرتے ہین یہ سب انکے اختراع اور بنائی ہوئی باتین ہین ایسے بیہودہ کو حضرت امام جائز بھی نفرماینگے
نہ کہ واجب اور کسطرح مخالف اپنے جد امجد امیر المومنینؑ کے فرمائینگے جس حال مین کہ نفس حضرت امیر کی

کتاب نہج البلاغۃ مین کہ نزدیک شیعہ کے نہایت صحیح کتاب و متواتر ہے خود انکے پاس موجود ہے عَلَامَۃُ الْاِیْمَانِ
اِیْثَارُکَ الصِّدْقَ حَیْثُ یَضُرُّکَ عَلَی الْکِذْبِ حَیْثُ یَنْفَعُکَ ترجمہ نشان ایمان کا یہ ہے کہ سچ بولنے کو
مقدم کرے جہان تیرا ضرور ہو جھوٹ بولنے پر جہان تیرا نفع ہو کہ یہ نص صریح بتاتی ہے کہ تقیہ کرنیوالیکا ایمان نہین ہے
اور آیہ اُولٰئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا کو بھی تقیہ کے ساتھ تفسیر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
تقیہ حسنہ ہے اور اظہار سیئہ حالانکہ ما قبل آیت کا صریح اظہار پر دلالت کرتا ہے وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ قَالُوْا اٰمَنَّا بِہٖ
اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَا اِنَّا کُنَّا مُسْلِمِیْنَ ترجمہ جسوقت کہ پڑھی جاتی ہین وہ یعنی آیتین کہتے ہین ایمان لائے ہم
انپر بیشک وہ حق ہین ہمارے پروردگار سے ہم ہین قبل اس سے اسلام لانے والے اور نیز تقیہ کی صورت مین
صبر کی کیا حاجت ہے انجام تقیہ کا تو خود پلاؤ اور گوشت روٹی پر ہاتھ مارنا ہے نہ مشقت پر صبر کرنا اور تقیہ مین
تو بالکل اتحاد و موافقت ہے نہ مخالفت و عناد وہ روایتین جو تقیہ کو باطل کرتی ہین اس فرقے کی کتابون مین
ناطق حضرات اہلبیت علیہم السلام سے موجود ہین اُن سب سے ایک روایت جو حضرت امیرؓ سے منقول ہوئی
یہ ہے کہ رضی نہج البلاغہ مین لایا ہے قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَوْ لَقِیْتُھُمْ وَاحِدًا وَّھُمْ طِلَاعُ
الْاَرْضِ کُلِّھَا مَا بَالَیْتُ وَلَا اسْتَوْحَشْتُ وَاِنِّیْ مِنْ ضَلَالِھِمُ الَّتِیْ ھُمْ فِیْھَا وَالْھُدَی الَّذِیْ
اَنَا عَلَیْہِ لَعَلٰی بَصِیْرَۃٍ مِّنْ نَّفْسِیْ وَیَقِیْنٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاِنِّیْ اِلٰی لِقَاءِ اللّٰہِ وَحُسْنِ ثَوَابِہٖ لَمُنْتَظِرٌ
رَاجٍ کذا فی نہج البلاغۃ ترجمہ فرمایا امیرالمومنینؑ نے قسم ہے خدا کی اگر مین اکیلا سامنے ہون اُنکے اور وہ
تمام زمین بھرکے ہون کچھ پروا نہین کرونگا نہ مجکو وحشت ہوگی انکی گمراہی سے کہ جسمین وہ ہین اور ہدایت سے
جسپر مین ہون بیشک مجکو خبر ہے اپنے نفس سے اور یقین اپنے پروردگار سے اُسکی ملاقات کا اُسکے نیک
بدلے کا منتظر و امیدوار پس جو شخص کہ اتنے دشمنون سے جو روے زمین ڈھانپ لین تن تنہا جنگ مین نہ ڈرے
اور وحشت اُسکو نہو اور اللہ کے دیدار کا مشتاق اور منتظر ثواب ور اُسکے عنایات و کرامات کا امیدوار ہو
دونون صورت موت و حیات مین بھلا اُس سے تقیہ ممکن ہے اور تقیہ جب ہوتا ہے خوف سے ہوتا ہے اور
خوف کے دو مرتبے ہین اول خوف جان کہ یہ خود حضرات ائمہ کو ہرگز نہین ہوتا دو وجہ سے اول یہ کہ موت
انکی انکے اختیار مین ہے جیسا کہ کلینی نے کافی مین اس مسئلے کو ثابت کیا ہے اور تمام امامیہ اسپر متفق ہین
دوسرے یہ کہ ائمہ کو علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ حاصل ہوتا ہے یعنی جو کچھ ہوگیا اور جو کچھ ہوگا بس اپنے
اجل اور وقت موت اور اُسکی کیفیت خاص کو مفصل جانتے ہین پھر قبل اسوقت سے کیون جانکا خوف

کرین دوسری وجہ خوف مشقت وایذای بدنی اور بدگوئی اور ہتک حرمت سوان چیزون کا تحمل اور گوارا
کرنا یہ نیکون کا کام ہی ہمیشہ فرمان خدا اور بجالانے امر و نہی مین بلائین اُٹھائے ہین اور بادشاہون جبابر
اور فرعونیون ستمگار سے مقابلے کیے اگر اس کام مین بزدلی کرین اور مشقت عبادت مین اور محنت
اپنے اوپر گوارا نکرین نیکون سے نہون پھر امام نیکون کے کیونکر ٹھہرین پس انکو تقیہ کسیطرح روا نہین ہی اور یہی
اگر تقیہ واجب ہوتا حضرت امیرؓ ابوبکر کی بیعت مین چھ مہینے کیون توقف کرتے جیسا کہ صریح شیعہ کے زعم مین ہی
کہ اپنا ملال و ناخوشی ظاہر فرماتے تھے اول دفعہ مین کیون نہ بیعت کر لیتے پھر تقیہ کیسا جب نا خوشی ظاہر کرتے
تھے تیسری روایت روی العیاشی عن زرارۃ ابن اعین عن ابی بکر ابن حزم قال توضأ رجل
ومسح علی خفیہ فدخل المسجد وصلی فجاء علیؑ فوجأ رقبتہ فقال ویلک تصلی علی غیر
وضوء فقال امرنی عمر ابن الخطاب فاخذ بیدہ فانتھی بہ الیہ ثم قال انظر ما یقول
ھذا عنک ورفع صوتہ علی عمر فقال عمر انا امرتہ بذلک ترجمہ روایت کی عیاشی نے زرارہ
بن اعین بن ابی بکر بن حزم سے کہا وضو کیا ایک مرد نے اور مسح کیا اپنے موزے پر پھر گیا مسجد مین اور نماز
پڑھی پس آئے علی پس اسکی گردن پکڑ کے فرمایا علیؑ نے وائے تجھ کو بے وضو نماز پڑھتا ہی اُسنے کہا
مجکو ایسی ہی عمر بن خطاب نے امر کیا ہی پس علی نے اسکا ہاتھ پکڑا اور عمرؓ کے پاس لائے اور کہا دیکھو یہ شخص تجھے
کیا نقل کرتا ہی اور چلائے سو کہا عمرؓ نے کہ مین نے اسکو اسطور پر حکم کیا ہی یہان تقیہ کہان گیا کہ گردن
اسکی پکڑی اور عمرؓ کو زجر و توبیخ سے ڈرایا چوتھی روایت راوندی کہ شیعون کا پیشوا اور شارح نہج البلاغۃ
کا ہی کتاب جرائح الجرائح مین سلمان فارسی سے روایت کرتا ہی ان علیا بلغہ عن عمر انہ ذکر شیعتہ
فاستقبلہ فی بعض طرقات بساتین المدینۃ وفی ید علیؑ قوس فقال یا عمر بلغنی عنک
ذکرک شیعتی فقال اربع علی صلعتک فقال علیؑ فانک لھھنا ثم رمی بالقوس علی
الارض فاذا ھی ثعبان کالبعیر فاغرا فاہ وقد اقبل نحو عمر لیبلعہ فقال عمر اللہ اللہ یا
ابا الحسن لا عدت بعدھا فی شیء وجعل یتضرع الیہ فضرب بیدہ الی الثعبان فعادت
القوس کما کانت فمضی عمر الی بیتہ فقال سلمان فلما کان فی اللیل دعانی علیؑ
فقال صر الی عمر فانہ حمل الیہ من ناحیۃ المشرق مال وقد عزم ان یخبئہ فقل لہ
یقول لک علیؑ اخرج ما حمل الیک من المشرق ففرقہ علی من ھو لھم ولا تحبسہ

فاضحک قال سلمان فمضیت الیہ وادیت الرسالۃ فقال اخبرنی عن امر صاحبک من این علم بہ فقلت فھل یخفی علیہ مثل ھذا فقال یا سلمان اقبل منی ما اقول لک ما علی الا ساحر وانی مستیقن بک والصواب ان تفارقہ وتصیر من جملتنا قلت لیس کما قلت لکنہ ورث من اسرار النبوۃ ما قد رایت منہ وعندہ اکثر من ھذا قال ارجع الیہ فقل السمع والطاعۃ لامرک فرجعت الی علی فقال اخبرک عما جری بینکما فقلت انت اعلم منی فتکلم بکل ما جری بیننا فقال ان رعب الثعبان فی قلبہ الی ان یموت ترجمہ بیشک علیؓ کو خبر پونہچی عمرؓ کی طرف سے کہ وہ ذکر کرتے ہین علیؓ کے تابعین کا پس سامنے آئے علیؓ عمرؓ کے بعض راہون مدینے سے جو باغون مین تھین اور علیؓ کے ہاتھ مین کمان تھی کہا اے عمرؓ مجکو یہ خبر لگی ہی کہ تم میرے تابعین کا ذکر کرتے ہو عمرؓ نے کہا اپنے اس مٹی کے سر پر رحم کرو تو علیؓ نے کہا کہ تم اس درجے کو پہونچ گئے پھر کمان اپنی زمین پر پھینک دی پس اسیوقت کمان ایک اژدہا بنگئی جو مونہ پھیلائے ہوے تھا اور اونٹ کے برابر اور عمرؓ کی طرف چلا تو نگل لے اسکو عمرؓ نے کہا برائے خدا بلصدا اے ابا الحسنؑ اب کبھی کوئی ایسی بات نکہونگا اور زاری کرنے لگے اُنکے ساتھ پس علیؓ نے ہاتھ اژدہے کی طرف مارا پھر وہ کمان ہوگئی جیسی تھی پس عمرؓ اپنے گھر کو چلے گئے اور سلمان نے کہا جب رات ہوئی علیؑ نے مجکو بلایا اور کہا جا عمرؓ کے پاس بیشک مشرق کی طرف سے اُنکے پاس کچھ مال آیا ہی اور ارادہ اُنکا ہی کہ اسکو بند کرین تم اُنسے کہو کہ علیؓ کہتے ہین نکالو جو کچھ تمھارے جانب مشرق سے آیا ہی اور حقدارون پر اوسکو تقسیم کرو اور بند مت کرو نہین تو فضیحت کرونگا تمکو سلمان نے کہا روانہ ہوا مین اور پیغام ادا کیا کہا مجکو بتا اپنے صاحب کے قصے سے کہان سے خبر مال کی پائی مین نے کہا اوسپر ایسی خبرین چھپی نہین ہین پس سلمان سے کہا مین نے مان لیا جو کچھ تونے علیؑ کی طرف سے کہا علیؑ جادوگر ہی میرا اسپر یقین ہی بہتر یہ ہی کہ اُن سے الگ ہوجاؤ اور ہم لوگون سے ہوجاؤ مین نے کہا ایسا نہین ہی جیسا تمنے کہا لیکن اُسنے میراث اسرار نبوت سے پائی ہی جیسا کہ تمنے اُنکے ہاتھ سے دیکھا بلکہ اُنکے پاس اس سے زیادہ ہی عمرؓ نے کہا لوٹ جاؤ اُنکے پاس اور کہو مین نے مان لیا تیرا حکم پھر مین علیؑ کے پاس لوٹ گیا علیؑ نے کہا مین تمکو بتائے دیتا ہون جو کچھ تمھارے اُن کے درمیان مین ذکر ہوا ہی مین نے کہا تم خوب جانتے ہو مجھسے

پھر بیان کیا جو کچھ گذرا تھا ہمارے درمیان اور کہا بیشک دہشت اژدہے کی اُنکے دل مین مرتے دم تک رہ گئی
اس روایت مین بھی تقیہ کی گردن ماری ہی اور جڑ سے کھود کے پھینک دیا ہی پس معلوم ہوا کہ حضرت امیرؑ نے
جن امور مین کہ سکوت فرمایا مثلاً قصہ فدک کا اور نکاح حضرت کلثوم کا اور سوا اسکے سب سو واسطے تھا کہ ان باتونکو
اچھا جانتا تھا اور نیک سمجھا تھا ورنہ قدرت انکار کی پوری پوری رکھتے تھے اگر ان باتو پر جو شرع مین برہین
سکوت و سستی کرتے فاسق ہوجاتے بلکہ اگر حضرت زہراؑ کے لڑکی کے نکاح مین باوصف اُس اقتدار کے جو رکھتے تھے
سستی فرماتے کونسی قباحت تھی جو لازم نہین آتی اور ایسی نرمیون و سستیون کے سبب سے لیاقت امامت
سے کوسون کیا معنی منزلون دور پڑتے معاذ اللہ من ذلک جیسا ایک دفعہ بارکسی برائی کو دیکھا یا علم غیب سے
معلوم فرمایا کیسا قہر و غضب کو دخل دیا کہ وہ شخص جو نہایت ہی اس فرقہ ظالمون مین تھے کہ کسیکا پاس نہین
کرتے تھے یعنی عمرؓ بن خطاب کیسے ڈر گئے اور رعب ان کے دل مین بیٹھ گیا تو اور ونکا کیا حال پس ان سب
باتون کو جو عمرؓ نے جاری کین مثلاً متعہ کو حرام کیا اور سنت تراویح کو رواج دیا اور کلثوم سے نکاح کیا اور خمس اور
لوٹ کے مال کی تقسیم کی اور عاملون کو حاکم کیا اور جو بڑے بڑے کام خلافت کے تھے سبکو پسند کرتے تھے
ورنہ ذرا آنکھ ہلانے مین سبکو لوٹ پوٹ کر دیتے ہرگز کچھ حاجت فوج و لشکر اور یار و مددگارون کے بھی
نہ تھی ایک کمان سو بھی بے تیر کے کافی تھی اور یہ جو امامیہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عمرؓ بن خطاب کی خلافت
مین جو سکوت فرمایا اور بظاہر امور دین و خلافت مین اُنکے موافق تھے سب ظاہر پرستی تھی اس سبب سے
کہ اسوقت مین وہ نہایت ہی دبے ہوئے اور ذلیل و بیمقدور تھے اُنکے مقابلے کی طاقت نہ تھی سب غلط
اور رواہی ہی لا یعبأ بہٖ والحمد للہ یعنی اسکی کچھ پروا نہین کیجاتی اور شکر ہی خدا کا اور بھی اگر اصل مین
تقیہ ثابت کیا جائے تو بہت چیزین ایسی لازم آتی ہین کہ آبرو اور ناموس اہل بیت اور انکی غیرت مین بڑے
خلل ہوتے ہین مثلاً اپنی لڑکی دنیا کا فرکو بلکہ سب لڑکیون اور بہنون کا نکاح کافرون سے کرنا باوصف
اسکے کہ قوت انکی دفع کی خوب رکھتے تھے کہ ایک معجزہ ظاہر کرتے پلک مارنے مین سب فضیحت ہوجاتے اور نیز
شیعہ اور اہل سنت کی کتابون مین باتفاق متواتر ہی کہ حضرت امیرؑ و اہل بیت نے خلفائے ثلثہ کے
ساتھ اور نیز دیگر صحابہ کے مسائل اور بہت فروع فقیہہ مین مخالفتین اور مناظرے فرمائے ہین اور ان مناظرون
و مخالفتون مین کسی نے انکو مطعون نہین کیا اور ایذا کا تو ذکر ہی نہین پس تقیہ باطل ہوا اسلیے بعض مسائل مین تا
[illegible] ہمارا [illegible] تع ہو تو کچھ مضرت نہوئی ظاہر ہی کہ قدرت اظہار موجود تھے اور خوف مضرت کا مطلق نتھا

اور بھی اگر تقیہ بھی ہوگا تو یا امر خدا مین ہوگا یا سوا امر خدا کے اگر پہلی صورت ہی تو معاذ اللہ یہ جانا جاتا ہی
کہ خدا تعالی حکیم نہین ہی کہ کام کا حکم دینا اور جو مخالف اس کام کے ہی اسکا بھی حکم دینا شان احمقون اور
بیوقوفون کی ہی مثلا کسی معمار کو گھر کی مرمت کے واسطے لائین اور کہین کہ ہاتھ تو اس گھر کو مت لگا اور مرمت کر
اور اگر دوسری صورت ہی تو بالکل خوف لوگون کی ایذا رسانیکا ہی یہ دلیل نامردی اور سستی اور بیصبری کی ہی
اور یہ امور لیاقت امامت کو نابود کرتے ہین دیکھو تمام قرآن اس سے بھرا ہوا ہی تاکید تمام کہ جہاد
کی مشقتین اٹھائے اور بلا پر صبر کرے اور جا بجا صابرون کی مدح فرمائی ہی بس ایسی باتون سے بھاگنا اور
دل چرانا کبھی صالحون اور صابرون کی عادت نہین ہوئی ہی اور یہ بھی ہی کہ اگر تقیہ واجب ہوتا امیر المومنین رض
عمر سے کیون کہتے لَوْلَا عَهْدٌ عَهِدَ اِلَیَّ حَبِیْبِیْ لَا اَخُوْنُهٗ لَعَلِمْتَ اَیُّنَا اَضْعَفُ نَاصِرًا وَاَقَلُّ عَدَدًا
ترجمہ اگر نہوتی وہ وصیت کہ وصیت کی مجکو میرے دوست نے کہ مین اسمین خلاف نہین کرتا تو تو جانتا کہ کون
ہمسے زیادہ کمزور ہی اور کسکے مددگار گنتی مین تھوڑے چنانچہ امامیہ کی کتابون سے یہ نقل گذری یہان جاننا
چاہیے کہ جمہور امامیہ کا یہ مذہب ہی کہ تقیہ حضرت امیر پر قبل اپنے حاکم ہونے سے واجب تھا اور بعد حاکم ہونے کے
حرام پس وہ روایتین کہ بعد حاکم ہونے کے ان سے منقول ہوئین انکو تو تقیہ پر ہرگز قیاس کرنا نہین چاہیے
ورنہ لازم آیگا فعل معصوم کو حرام پر قیاس کرنا سید مرتضی کہ جملہ امامیہ سے ہی وہ قائل اسبات کا ہی کہ
بعد ولایت بھی تقیہ حضرت امیر پر باقی رہا کہ اس قول کا فساد خوب ظاہر ہی کسی عاقل پر پوشیدہ نہین رہیگا
کسواسطے کہ اگر تقیہ اسوقت مین آپ پر واجب ہوتا معاویہ کو ہرگز موقوف نکرتے اور جب آپ بھی اسکی بداندیشی سے
ڈرتے تھے اور کہتے تھے اِنِّیْ اَخَافُ کَیْدَهٗ وَاِنَّ کَیْدَهٗ عَظِیْمٌ مین ڈرتا ہون اسکی بداندیشی سے اور بداندیشی
اسکی بڑی ہی اور ابن عباس اور مغیرہ بن شعبہ نے بھی یہی مشورہ دیا تھا وَلِّهٖ شَهْرًا وَاَعْزِلْهُ دَهْرًا یعنی
حاکم کرو اسکو مہینے کے واسطے اور معزول کرو تمام عمر کو جواب مین فرمایا مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا
ترجمہ مین گمراہون سے قوت چاہنے والا نہین ہون پس یہ عزل اسکا کیسا موجب فساد ہوا اور کیسے فتنے
برپا ہوئے اور قتل و قتال کو پہونچے سید مرتضی کہتا ہی ہرچند ولایت حضرت امیر کی ثابت تھی لیکن نام کی
ولایت تھی نہ در اصل اسلیے کہ معاویہ کو ہمیشہ ان سے پرخاش رہا یہانتک کہ شہادت پائی اور اکثر حضرت
امیر کی فوج و تابعین مین اولاد صحابہ سے تھے سب انکے دشمن گذرے ہین شیخین رض کے عدل و فضل اور ان کے
مددگارون کے معتقد تھے اگر حضرت امیر اسوقت مین جیسا کہ چاہیے اپنا عقیدہ ظاہر کرکے اسپر عمل کرتے

گمان غالب یہ تھا کہ خود انکے تابعین پھر جاتے اور بڑی مشکل پڑجاتی اس سبب سے حالت ولایت مین بھی
انپر تقیہ واجب تھا اور ظاہر کرنا حرام کچھ سمجھ مین نہین آتا شیعہ ہوکے ولایت حضرت امیرؑ کو بمعنی کس سبب سے
ٹھہرایا ہی اہل سنت کے نزدیک تو بالکل بامعنی یہی ولایت تھی اور حقیقت انہین منحصر معنی ولایت کے یہی تو
ہین ملک مین تصرف کرنا احکام جاری کرنے کی قدرت پانا محصول وخراج رعایا سے لینا تنبیہ تادیب مفسدونکی
کرنا سو یہ معنی پورے طور پر حضرت امیرؑ سے اسلام کے شہرون خصوص ملک حجاز اور مکہ مدینہ اور یمن اور
عمان اور بحرین اور آذربیجان اور عراقین اور فارس وخراسان مین ظاہر تھے اور حاصل یہ کوئی مزاحم تھا
نہ کوئی جھگڑنے والا حکم آپ کا ان شہرون مین جاری تھا اور ان شہرون کے لوگ بدل وجان مطیع وفرمانبردار
اگر کوئی معارض تھا تو شام مین تھا بس اگر ایک کنارے پر ملک کے کنارون سے کوئی معارض ہو تو اسکا
ہونا معنی ولایت کے نفی نہین کرسکتا دیکھنا چاہیے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے سواے جزایر عرب کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف مین نتھا اور اسمین بھی دشمن اور مفسد زور آور جیسے مسیلمہ کذاب اور
بنو حنیفہ اور ملک یمامہ مین سجاح متنبیہ بنی تمیم مین کہ انسے بڑھکر عرب مین کوئی قبیلہ نتھا اور یہ لوگ
سب سپاہی لڑائیان لڑے ہوئے اور زکوٰۃ کے منع کرنے والون کا شور وغوغا ایک طرف اور بنو غسان
شام مین بابت اسامہ بن زید کے برسرپرخاش ایک طرف اور تمام قبائل عرب کے آس پاس مدینہ کے ارتداد مین گرفتار
یعنی اسلام سے پھرے ہوئے سواے ساکنان مکہ ومدینہ کے اور انکے کوئی یار ومددگار نتھے باوصف اسکے
ہرگز کسی امر مین امور شرعیہ سے نرمی وملائمت نکی اور پکارکے کہدیا لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا
اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُھُمْ عَلَیْہِ ترجمہ اگر منع کروگے تم مجکو پاے بند شتر سے
کہ ادا کرتے تھے سامنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مین اُسکے ادا نکرنے پر اُنسے لڑونگا پھر حضرت امیرؑ
تو سب آدمیون سے اشجع تھے کیون ایک کنارہ زمین اور وہان کے رہنے والون سے ڈرکے دین محمدی کے
بطلان اور دولت سرمدی کے کھودینے کو روا رکھین سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ پھر کہوگے کہ وہ بھی
بحق ہین اور یہ جو کہا تابعین حضرت امیرؑ کے اکثر اولاد اور پیرو انکے دشمنون کے تھے اول تو دعوی اکثریت کا
غلط ہی بلکہ اکثر ان لوگون سے اہل کوفہ اور مصر اور قاتل عثمانؓ کے تھے کہ جان ودل سے مطاعن کو ڈھونڈتے
رہتے تھے اور انکی بزرگی بگاڑا چاہتے تھے اور عراق وعجم اور خراسان اور فارس اور اہواز کے لوگ
ضرب شمشیر خلفای ثلثہؓ اور انکے فوج کے زخم سنگین جگر مین رکھتے تھے اور اعراب جلاف کہ جو لڑائی

ڈھونڈھنا اور فتنے اُٹھانا اور طعن و بدگوئی انکی خلقی و جبلی امر ہی اور کسیکا کام بگڑجانا اور احکام کا
بدلنا انکی نہایت آرزو علی الخصوص ایسے مسئلے جیسے مسئلہ متعہ کا جسکو سنکے عربون کو نفوظ اور اورون کو
احتلام ہوجانے اور صوت پکڑنا اس مسئلے کا نوجوانون کے حق مین حکم معجون المحبوب کبیر اور زرعونی صغیر
کا رکھتی تہی اور بوڑھون کے حق مین مسئلہ مسح خفین کا گویا نصف وضو کا ساقط ہوناہی اور ضعیفون
کبیرالسن کے حق مین جو محنت کش تھے اور جنکے پانون پھٹے ہوئے تھے سنت تراویح کا ساقط ہوجانا کہ
روزہ وار بے ایمان کو بعد افطار کے حکم عذاب قبر کا رکھتے تھے بعد موت کے اور عجمیون بلکہ اکثر عربون پر
بھی نہایت شاق تہین چنانچہ شاعر مشہور نے کہا ہی ابیات نَهَارُ الصِّيَامِ نَهَارُ الشَّقَاءِ
وَلَيْلُ التَّرَاوِيحِ لَيْلُ الْبَلَاءِ تَمَارَضْ تَحِلُّ لَكَ الطَّيِّبَاتُ وَبَعْضُ التَّمَارُضِ عَيْنُ الشِّفَاءِ
وَإِنْ كَانَ لَابُدَّ مِنْ صَوْمِهِ فَأَكْثِرْ مِنَ الصَّوْمِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ترجمہ روزے کا دن بدبختی کا
دن ہی اور تراویح کی رات بلا کی رات بیمار ہو تو حلال ہون تیرے واسطے پاکیزہ چیزین اور بعض اوقات
بیماری خاص شفا ہی اور جو بے روزہ کے کچھ نہ بن پڑے بس اکثر روزہ رکھ بعد عشا کے ظاہر کہ ایسے مسائل کا
باقی رکھنا جو مذکور ہوئے عمدہ سبب ہین کشش دلون کے واسطے اور تسلی نفوس عوام کے لیے جواب پر سکوت
رہنا اور جیسے کہ سابق مشہور رہتے اُنکے ظاہر کرنے مین نفرت و وحشت لوگون کی امید تھی اور اولاد اصحاب
کی جو زیادہ آپ کے ساتھ تھے انصار کے گروہ سے تھے کہ وہ ہمیشہ سے محب و شیعہ علی کے تھے شیعہ کے زعم مین
جنھون نے فضل اور عمل شیخین کا دیکہا تھا اور اپنے ماباپ سے بھی آئین و وضع پیغمبر کو سنا تھا بس جو
کچھ شیخین نے تغیر و تحریف سنت مین کیا تھا اسکو خوب جیسا کہ چاہیے جانتے تھے اور بحکم لِكُلِّ جَدِيدٍ لَذَّةٌ
جو شیخین نے وضع کیا تھا بسبب پرانا ہونے اور متبدل سمجھنے کے اِنکی نظر سے گر گیا اور یہ نئے مسئلے دلچسپ انکے
دلنشین ہوتے تھے بس کسیکا ڈر نرہا سوا محمد بن ابی بکر اور دو ایک آدمیون کے جو انکی طرح تھے آخر
جب وہ بھی مصر مین مارے گئے یہ خوف بھی بالکل نرہا اور معاویہ اور عمرو بن عاص کا جو کچھ خوف تھا تو بھی
لڑائی کا تھا سو انھون نے اس تقیہ و اخفا مین بھی کونسی کمی و کوتاہی کی کہ جو آپ اظہار حق کا کرتے اور
اصل امور شریعت کو مروج فرماتے تو اسوقت مین وہ اسیر ہو جاتے اور معہذا ابتدا مبعوث ہونے آنحضرت
سے کیا بلکہ آخر حیات تک آپ کے تابعین سے وہ لوگ تھے جو اولاد اور بھائی اُن لوگون کے تھے کہ آپ کے
دشمن جانی تھے جیسے عکرمہ بن ابوجہل اور حارث بن ہشام اور صفوان بن امیہ بن خلف جبیر بن مطعم

بن عدی اور خالد بن ولید کہ امیر الامرا شمشیر بران آنحضرتؐ کے تھے جنکو سیف اللہ سے ملقب کیا تھا یہ لوگ
سب فرزند کافرون کے تھے جو سخت دشمن آپکے تھے پھر آپنے کونسے وقت مین امور شرعیہ مین نرمی اور
سُستی کی اور انکے عناد سے ڈرے علی ہذا القیاس تمام انبیا و وارثان انبیا کو ایسے لوگون سے کام پڑتا ہی
اگر انکے باپ دادون کی عداوت کا لحاظ کرکے اداکرنے احکام شریعت مین ملائمت کرین تو شرع کیونکر
ظہور کرے اور دین حق ناحق سے کیونکر تمیز کیا جائے اور بھی تابعین حضرت امیرنے بھی انکی بات ماننے
اور تعظیم بجالانے اور رفاقت مین جان دینے سے ابتداے امر مین کوئی دقیقہ باقی نچھوڑا تھا چنانچہ لڑائیون مین
جنگ جمل و صفین اور نہروان کے موجود ہی اور جو کوئی کہ کسی کے واسطے جان دینے پر مستعد ہوتا ہی اسکو اس
شخص کے حکم شرعی ماننے مین کب دریغ ہوگا سب تابعین کا اسپر اتفاق تھا کہ آنحضرتؐ خلفائے راشدین سے
ہین اور اپنے وقت مین سارے مخلوق سے بہتر ہین چنانچہ یہی مذہب اہل سنت کا ہی اور ان کے نزدیک
یہ بات ٹھہری ہوئی باتون سے ہی کہ سنت خلفائے راشدین کی ایسی ہی جیسے سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی
پھر جب یہ گروہ ایسا اعتقاد رکھتے تھے توان سے ڈرنے کی کوئی وجہ نتھی پانچوین روایت یہ کہ راوی
الکلینی عَن مَعَاذِ ابنِ کَثِیرٍ عَن اَبِی عَبدِ اللّٰہِ عَلَیہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اَنزَلَ عَلٰی
نَبِیِّہٖ کِتَابًا فَقَالَ ھٰذِہٖ وَصِیَّتُکَ اِلَی النُّجَبَاءِ فَقَالَ وَمَنِ النُّجَبَاءُ یَا جَبرَئِیلُ فَقَالَ عَلِیُّ
ابنُ اَبِی طَالِبٍ وَوُلدُہٗ وَکَانَ عَلَی الکِتَابِ خَوَاتِیمُ مِن ذَھَبٍ فَدَفَعَہٗ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَلِیٍّ وَاَمَرَہٗ اَن یَفُکَّ خَاتِمًا مِنہُ فَیَعمَلَ بِمَا فِیہِ ثُمَّ دَفَعَہٗ
اِلَی الحَسَنِ فَفَکَّ خَاتِمًا فَوَجَدَ فِیہِ فَعَمِلَ بِمَا فِیہِ ثُمَّ دَفَعَہٗ اِلَی الحُسَینِ فَفَکَّ خَاتِمًا
فَوَجَدَ فِیہِ اَن اُخرُج بِقَومٍ اِلَی الشَّھَادَۃِ فَلَا شَھَادَۃَ لَھُم اِلَّا مَعَکَ وَاشتَرِ نَفسَکَ
لِلّٰہِ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَہٗ اِلٰی عَلِیِّ ابنِ الحُسَینِ فَفَکَّ خَاتِمًا فَوَجَدَ فِیہِ اَنِ اطرُق وَاصمُت
وَالزَم مَنزِلَکَ وَاعبُد رَبَّکَ حَتّٰی یَاتِیَکَ الیَقِینُ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَہٗ اِلَی ابنِہٖ مُحَمَّدِ ابنِ
عَلِیِّ ابنِ الحُسَینِ فَفَکَّ خَاتِمًا فَوَجَدَ فِیہِ حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفتِھِم وَانشُر عُلُومَ اَھلِ بَیتِکَ
وَصَدِّق اٰبَاءَکَ الصَّالِحِینَ وَلَا تَخَافَنَّ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ فَاِنَّہٗ لَا سَبِیلَ لِاَحَدٍ عَلَیکَ ثُمَّ
دَفَعَہٗ اِلٰی جَعفَرِ الصَّادِقِ فَفَکَّ خَاتِمًا فَوَجَدَ فِیہِ حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفتِھِم وَلَا تَخَافَنَّ
اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ فَانشُر عُلُومَ اَھلِ بَیتِکَ وَصَدِّق اٰبَاءَکَ الصَّالِحِینَ فَاِنَّکَ فِی حِرزٍ

وَاَمَانٍ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَی اِبْنِهِ مُوسٰی وَهٰکَذَا اِلٰی قِیَامِ الْمَهْدِیِّ وَرَوَاهُ مِنْ طَرِیْقٍ اٰخَرَ عَنْ مَعَاذِ بْنِ کَثِیْرٍ اَیْضًا عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ وَفِیْهِ فِی الْخَاتَمِ الْخَامِسِ وَقُلِ الْحَقَّ فِی الْاَمْنِ وَالْخَوْفِ وَلَا تَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ترجمہ روایت کی کلینی نے معاذ بن کثیر سے اُسنے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے کہ بیشک خدا نے نازل کی پیغمبرؐ پر ایک کتاب فرمایا کہ یہ تیری وصیت ہی نجبا کے واسطے آنحضرت نے پوچھا اے جبریل نجبا کون ہین تو کہا علیؓ ابن ابی طالب اور اُسکی اولاد اور اُس کتاب پر سونے کی مہرین لگی تھین پس رسول صلعم نے وہ کتاب علیؓ کے حوالے کی اور حکم کیا ایک مہر اُسکی توڑ واور جو کچھ اُسمین ہی اُسپر عمل کرو پھر حوالے کیا علیؓ نے حسنؓ کو سو توڑی اُسکی ایک مہر اور عمل کیا جو کچھ اُسمین تھا پھر اُسکو حسینؓ کے حوالے کیا اُنھون نے اُسکی ایک مہر توڑی اور اُسمین یہ پایا کہ نکل ہمراہ ایک قوم کے شہادت کے واسطے کہ نہین ہوگی انکو شہادت مگر تیرے ساتھ اور بیچ اپنی جان راہ خدا مین سو ایسا ہی کیا پھر اُس کتاب کو علیؓ پسر حسینؓ کے حوالے کیا اور توڑی اُسکے ایک مہر تو اُسمین پایا کہ رضا پر راضی رہ اور خاموش ہو اور اپنے گھر مین بیٹھا رہ اور عبادت اپنے پروردگار کی کر جبتک کہ تیری موت آئے سو ایسا ہی کیا اُنھون نے پھر اُنھون نے اپنے بیٹے امام محمد باقرؓ کے حوالے کی اُنھون نے اُسکی مہر توڑی بسبب پایا اُسمین کہ لوگون سے حدیث بیان کر اور فتوی دے اور اپنے کنبے کے علوم مروج کر اور تصدیق کر اپنے باپ دادون صالح کی اور ہرگز کسی سے مت ڈر سوا خدا کے تجھ کسیکو قدرت نہین ہلیگی پھر اُنھون نے امام جعفر صادقؓ کے حوالے کی اُنھون نے اُسکی ایک مہر توڑی اور پایا اُسمین یہ کہ حدیث کہہ لوگون سے اور فتوی دے انکو اور کسی سے مت ڈر سوا خدا کے اور رواج دے اپنے کنبے کے علمون کو اور تصدیق کر اپنے باپ دادے صالح کے اسلیے کہ تو بچا اور امان مین ہی اُنھون نے بھی ویسا ہی کیا اُنھون نے اپنے پسر امام موسیٰؓ کے حوالے کیا اور ایسے ہی چلا جائیگا تا قائم ہونے امام مہدی کے اور دوسری سند کے ساتھ معاذ بن کثیر نے امام جعفر صادقؓ سے روایت کی اُس روایت مین لکھا کہ مہر پنجم مین یہ ہی کہ حق بات کہ امن مین بھی اور خوف مین بھی اور سوا خدا کے کسی سے مت ڈر اور یہ روایت عمدہ فائدے رکھتی ہی اول یہ کہ حضرات ائمہ جو کچھ کرتے تھے موافق حکم خدا کے کرتے تھے اور یہ سب ایک حکم پر مامور تھے جو عمل مین لائے کسی نے انمین سے نہ کسی زمین پر تصرف کیا نہ امور مملکت مین کسی کے دخل دیا اور نہ سعی و تلاش اس کام کی کی **دوم** یہ کہ حضرت امیرؓ زمان خلافت مین خلفاے ثلثہؓ کے مامور بسکوت تھے کہ جھگڑا مت کرو اور اُنسے انقیاد و تسلیم کرو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم تھا بس یہی ہمارا مدعا ہی اور اسی مین ہمارا مقصود **سوم** بعض اُسکو

مثل حضرت باقرؑ اور حضرت جعفرؑ کے کسی کے ساتھ تقیہ جائز نتھا بس جو اقوال اور افعال ور روایتین کہ
اہل سنت کے یہان ہین بتواتر و شہرت ہین مشتمل صدق و اظہار پر ہین اور جو کچھ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ
وغیر ہما سے علماے اہل سنت سے انسے یعنی جعفر صادقؑ سے لیا ہی اور سیکھا ہی سب خدا کا فرمایا ہوا والحمد
للہ علی ذلک اور جو کچھ شیعہ انکے اقوال و افعال ہین کہ موافق اہل سنت کے انکی کتابون مین مروی ہے
تصرف کرتے ہین اور تقیہ بتاتے ہین صریح مخالف وصیت کے ہی چھٹی روایت رَوَی سُلیم ابن قیس
الهلالي في كتابه من احتجاجات الاشعث ابن قيس في خبر طويل ان امير المؤمنين قال لمّا
قُبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ومال الناس الى ابي بكر فبايعوه حملت فاطمة واخذت
بيد الحسن والحسين ولم ندع احدًا من اهل بدر واهل السابقة من المهاجرين والانصار الا
ناشدتهم الله حقي ودعوتهم الى نصرتي فلم يستجب لي من جميع الناس الا اربعة رهط
الزبير والسلمان وابوذر والمقداد ترجمہ روایت کی سلیم بن قیس ہلالی نے اپنی کتاب احتجاجات مین
اشعث بن قیس سے بیشک امیر المومنینؑ نے فرمایا جب وفات پائی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اور جھکے لوگ ابوبکرؓ کی طرف اور اُن سے بیعت کی بر انگیختہ کیا مین نے فاطمہؑ کو اور حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور
کسیکو اہل بدر اور مہاجرین سابقین اور انصار سے نچھوڑا جسکو قسم خدا کی ندی ہو اپنے حق کے واسطے
اور بلایا مین نے انکو اپنی مدد کے لیے سو قبول نکی کسی نے تمام لوگون سے میری بات مگر چار آدمیون نے یعنی
زبیرؓ اور سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اب صریح یہ روایت اس بات کو جتاتی ہی کہ تقیہ اُن سچے امام پر واجب نتھا
اگر تقیہ واجب ہوتا تو حضرت زہراؑ کو سوار کرنا اور حسنینؑ کو در بدر پھرانا اس سے کچھ حاصل نتھا جن لوگون نے
کہ بیعت ابوبکرؓ سے کی تھی اُنپر اس بات کا ظاہر کرنا کیسا مضر تھا ساتوین روایت سلیم ابن قیس کو دوسری
کتاب مین کہ شیعہ کے نزدیک مشہور ہی کتاب ابان بن عیاش الذی یرویہ عن سلیم کہتا ہی ان ابابکر
بعث الى علي قنفذا حين بايعه الناس ولم يبايعه علي وقال له انطلق الى علي فقل له
اجب خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فانطلق فبلغه فقال له ما اسرع
ما كذبتم على رسول الله وارتددتم والله ما استخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم
غيري ترجمہ بیشک بھیجا ابی بکرؓ نے قنفذ کو جسوقت بیعت کی لوگون نے اُن سے اور علیؓ نے بیعت نکی
اور کہا اے قنفذ جا علیؓ کے پاس اور کہہ کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانو بس قنفذ گیا اور پیغام

پونہچا یا تو علیؓ نے کہا اُسکو کیا جلدی ہو تم سب نے مل کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ لگایا اور پھر گئے
قسم ہو خدا تعالیٰ کی رسول خدا نے سواے میرے کسیکو خلیفہ نہین کیا یہ روایت بھی صریح تقیہ کو باطل کرتی ہو
آٹھوین روایت نیز روایت ہو ابان کی کتاب سلیم مین اِنَّہٗ لَمَّا لَمْ یُجِبْ عَلِیٌّ غَضَبَ عُمَرُ وَاَضْرَمَ بِالنَّارِ
بَابَ دَارِ عَلِیٍّ فَاَحْرَقَ الْبَابَ وَدَفَعَہٗ فَاسْتَقْبَلَتْہُ فَاطِمَۃُ وَصَاحَتْ یَا اَبَتَاہُ وَیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
فَرَفَعَ عُمَرُ السَّیْفَ وَھُوَ فِیْ غِمْدِہٖ فَوَجَأَ بِہٖ جَنْبَھَا وَرَفَعَ السَّوْطَ فَضَرَبَ بِہٖ ذِرَاعَھَا فَصَاحَتْ
یَا اَبَتَاہُ فَاَخَذَ عَلِیٌّ بِتَلَابِیْبِ عُمَرَ وَھَزَّہٗ وَوَجَأَ اَنْفَہٗ وَرَقَبَتَہٗ ترجمہ بیشک جب علیؓ نے بیعت
قبول نکی غضب مین آئے عمرؓ اور دروازہ علی کے گھر کا آگ سے جلا کے گرا دیا تو فاطمہؓ انکے سامنے آئین اور
چلائین ہاے بابا جان اور اے رسول خدا پھر اٹھائی عمرؓ نے تلوار مع میان اور انیٹھا اس سے اُنکے شکم کے
نیچے کو پھر کوڑا اُٹھا کر انکے پیراہن پر مارا چلائین فاطمہؓ ہاے بابا جان تب پکڑی علیؓ نے گردن عمرؓ کی
اور اُمیٹھی گردن اور اُنکی ناک اس روایت مین بھی ظاہر بطلان تقیہ کا ہی اسواسطے کہ اگر تقیہ ہوتا تو ایسا
ہنگامہ برپا ہوتا کیا معنی پہلے ہی دفعہ مین مدعا اپنے مدعیون کا مان لینا چاہیے تھا آٹھوین روایت یہ ہی
اس کتاب مین ہو قَالَ عُمَرُ لِعَلِیٍّ بَایِعْ اَبَا بَکْرٍ قَالَ اِنْ لَمْ اَفْعَلْ ذٰلِکَ قَالَ اِذًا وَاللّٰہِ نَضْرِبُ
عُنُقَکَ قَالَ کَذَبْتَ وَاللّٰہِ یَا ابْنَ صُھَاکَ لَا تَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِکَ اَنْتَ اَلْاَمُ وَاَضْعَفُ مِنْ
ذٰلِکَ ترجمہ کہا عمرؓ نے علیؓ سے بیعت کر ابو بکر کی علیؓ نے کہا اگر یہ کام نکرون تو کیا ہوگا عمرؓ نے کہا
خدا کی قسم تمہاری گردن ماری جائیگی علیؓ نے کہا بخدا تو نے جھوٹ کہا اے صہاک کے پسر تو قدرت اس
کام کی نہین رکھتا ہو اس کام مین تجھسا لئیم و ضعیف زیادہ کوئی نہین ہو اس روایت نے مادہ تقیہ
کی جڑ نکال ڈالی کہ حضرت امیرؓ نے عمرؓ کو گالی بھی دی اور جھوٹا بھی ٹھہرایا اور بتاکید قسم عمرؓ کو تمامی
مخلوق سے اضعف جانا حالانکہ نہج البلاغہ مین جو شیعہ کی اصح کتابون سے ہو روایت کی ہی
کہ حضرت امیرؓ نے جب سنا کہ اہل شام کو لشکر والے انکے برا کہتے ہین تو منع کرکے کہا اِنِّیْ اَکْرَہُ لَکُمْ اَنْ
تَکُوْنُوْا سَبَّابِیْنَ ترجمہ مین بہت برا جانتا ہون تمھارے حق مین کہ تم گالیان دینے والون سے
ہو اب معلوم نہین کہ یہان کون سی ضرورت پیش آئی تھی کہ ایسی دشنام غلیظ سے اپنی زبان کو
آلودہ فرمایا دسوین روایت روی محمد بن سنان اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ لِعُمَرَ ابْنِ
الْخَطَّابِ یَا مَغْرُوْرُ اِنِّیْ اَرَاکَ فِی الدُّنْیَا قَتِیْلًا بِجِرَاحَۃٍ مِنْ عَبْدِ ابْنِ اُمِّ مَعْمَرٍ تَحْکُمُ عَلَیْہِ

بجوسی فیقتلک یدخل بذالک الجنان علی رغمۃ منک ترجمہ بیشک امیرالمومنین رضؓ نے عمرؓ نے کہا اے مغرور مین تجکو دنیا مین مقتول دیکھتا ہون بن ام معمر کے زخم سے کہ حکم کریگا تو اسپر ظلم سے سو قتل کریگا وہ تجکو اور اس سببسے وہ جنت مین جائیگا خلاف تیری آرزو کے اور یہ کلام جو سختی و خشونت سے بھرا ہوا ہی کوسون کیا منزلون تقیہ سے دور ہی گیارھوین یہ روایت بھی محمد بن سنان سے ہی اِنَّ اَمِیرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ لِعُمَرَ اِنَّ لَکَ وَلِصَاحِبِکَ الَّذِیْ قُمْتَ مَقَامَہٗ ھَتْکًا وَصَلْبًا تُخْرَجَانِ مِنْ جَوَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتُصْلَبَانِ عَلٰی دَوْحَۃٍ یَابِسَۃٍ فَتُوْرِقُ فَیُفْتَتَنُ بِذٰلِکَ مَنْ وَالَاکُمَا ثُمَّ تُؤْتٰی بِالنَّارِ الَّتِیْ اُضْرِمَتْ لِاِبْرَاھِیْمَ وَیَاْتِیْ جَرْجِیْسُ وَدَانِیَالُ وَکُلُّ نَبِیٍّ صِدِّیْقٍ فَتُصْلَبَانِ فِیْھَا فَتُحْرَقَانِ وَتَصِیْرَانِ رَمَادًا ثُمَّ تَاْتِیْ رِیْحٌ ثُمَّ تَنْسِفُکُمَا فِی الْیَمِّ نَسْفًا ترجمہ بیشک امیرالمومنینؓ نے عمرؓ سے کہا کہ ضرور تجکو اور تیرے یار کو جو قائم ہوا تو مقام مین اُسکے بے آبرو کرنا اور سولی پر کھینچنا ہی نکالے جاؤگے دونو ہمسایگی رسول خدا صلعم سے پھر سولی دیے جاؤگے ایک سوکھے درخت پر پھر وہ درخت پتے لائیگا تو یہ لوگ جو تم دونون کے دوستدار ہین مفتون ہونگے پھر وہ آگ لائی جائیگی جو ابراہیم کے واسطے بھڑکائی گئی تھی اور آوینگے جرجیس و دانیال اور ہر نبی صدیق پھر تم دونون آگ مین ڈالے جاؤگے اور جلائے جاؤگے پھر تم راکھ ہو جاؤگے پھر آندھی ہوا اور پراگندہ کریگی تمکو پانی مین جو پراگندہ کرنیکا حق ہی یہان بھی آئین تقیہ کا صریح چھوڑ دیا ہر چند روایتین بطلان تقیہ کے شیعہ کی کتابون مین حد شمار سے زیادہ ہین لیکن اس رسالۂ اثنا عشریہ مین تبرکا موافق گنتی بارہ امامون کی انھین بارہ پر اکتفا کیا گیا کوئی عاقل ان روایتون کو شک کے تردد نرکھے گا کہ جب عمرؓ کو کہ جملہ دشمنوں امیرؓ سے تھے با وصف ایسی سرکشی و ہیبت وصولت کے جو مشہور و ضرب المثل ہی ہر مقدمے مین ہر مرتبہ ذلت واقع ہوتی تھی تو اور لوگ جو نسبت اُنکی نامرد اور ضعیف قلب الے تھے یقین ہی کہ نہایت ہی بیحواس ہوتے ہونگے اور ہاتھ پانون پھول جاتے ہونگے پھر نہ صرف نقرباء ملک مین اور امور خلافت کا چھوڑ دینا اور اختیار دینا ایسے ذلیل قلیل لوگون کو دیدہ و دانستہ حضرت امیرؓ سے وقوع مین آیا نہ بسبب ناچاری و تقیہ کے اگرچہ بھید اسکا ایسا بڑھ گیا کہ بالکل دین و ایمان مین فساد پھیل گیا جسکا نتیجہ تحریف شریعت اور کتاب اللہ ہوا کچھ ہمارے ذہنون مین نہین آتا بالکل قاصر ہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَسْرَارِ اَوْلِیَائِہٖ وَاَصْفِیَائِہٖ یعنی اللہ خوب جانتا ہی بھید اپنے دوستون اور برگزیدہ لوگون کے

اور نیز ائمہ سے تقیہ کا وقوع ہونا جنکی موت اپنے اختیار مین تھی اور علم ما کان اور ما یکون کا انکو حاصل
اس حد تک کہ ظالم اور فاجر انکی لڑکیان اور بہنین لیکے چھینیں اور بدلا کیا معنی بلکہ انکا باز رکھنا اور ٹالنا
پہلے ہی سے اس طور پر کہ ہرگز احتیاج محنت و مشقت کی نہوتی صرف کمان ڈالدینے اور زبان ہلانے سے
کام نکلنا صریح دلیل نامردی و بزدلی و بیغیرتی و بیحفاظتی کی ہو حاشاہم عن ذلک ثم حاشاہم
معاذ اللہ یعنی دور ہین وہ اس سے پھر دور ہین وہ اس سے خدا بچائے کسی مسلمان کے دل مین یہ باتین
نہین گذرنے کی کہ ظاہر کفر ہو اور یہ سب بچے کی باتیں اور قباحتین اسی شامت زدہ تقیہ سے پیدا ہوئی ہین
جسکو واجب ٹھہراتے ہین بلکہ نصب امام اور تقیہ واقع ہونے سے سب غرضین مقصود کی جو اسکے نصب سے
تھین فوت ہوتی ہین اول تو انکی امامت ظاہر نہین ہوتی کہ یہ امام ہے پھر حفظ شریعت کا نہین ہوتا نہ حق
و باطل مین تمیز اگر وہ اول ہی آپ کو امام ظاہر کرے اور لوگ اس سے سختی و انکار سے پیش آئین اور وہ تقیہ
اختیار کرے اور ہر بات مین انکا موافق ہوجائے صریح خاص و عام کے نزدیک سمجھا جائے کہ اپنے دعوے
سے لوٹ گیا اور سب یقین کرینگے کہ ایک خام طمع آدمی تھا ایسے بڑے منصب کا اپنے واسطے ادعا کیا جب
دیکھا کہ دعوی میرا پیش جاتا نہین معلوم ہوتا دست بردار ہوگیا اور یہ کیسی بد اور بری بات ہو غور
کرنا چاہیے کہ جو روایتین شیعہ حضرت امیر کے حق مین لاتے ہین انسے یہی بات ثابت ہوتی ہی اگر تقیہ
مین کچھ قباحت بھی نہو مگر لڑکیون بہنون کے چھین لینے پر تو مسلمانون کے دل ٹوٹ جانے اور نفرت
ہوجانے کے لیے بھی کافی ہے اور یہ جو کہا ہی کہ عمر بن خطاب نے حضرت امیر کی لڑکی پر
قدرت نپائی اور عمر اور امیر کی لڑکی کے درمیان مین ایک شخص جنون سے حائل ہوگیا تھا بالکل بندش
اور چوری ہی حضرت سارہ کے قصہ سے جو زوجہ ابراہیم کی تھین کہ انکو ایک جبار نے چھین لیا تھا
حضرت ابراہیم مناجات مین مشغول ہوئے وہ جبار جسوقت ارادہ فاسد ان مطہرہ کے ساتھ کرتا تھا
مرگی مین مبتلا ہوجاتا تھا یہان تو خود بتواتر اور قطعاً ثابت ہو کہ زید بن عمر انکے شکم سے پیدا ہوئے
اور عمر نے انکا نام اپنے بڑے بھائی کے نام پر جو مسیلمہ کذاب کی لڑائی مین شہید ہوئے تھے رکھا اور
زید بن عمر جوان ہوئے بیس برس کی عمر کو پہونچے تب ایک خانہ جنگی مین کہ باہم بنی عدی کے ہوئی تھی
رات کے وقت واسطے اصلاح کے اپنے گھر سے نکلے تھے اسی حیص و بیص مین کسی کے ہاتھ سے مارے گئے
اور اسیدن انکی مادر مطہرہ بھی بیماری سے مری تھین دونون کے جنازون کو ایک وقت مین حاضر کیا

حضرت امام حسینؓ اور عبداللہ بن عمرؓ نے نماز جنازے کی پڑھکے دفن کیا اور معہذا اگر یہ باتین بھی تمہی وقوع مین نہین آئین تو عمرؓ کی زندگی تک اُن پاک بی بی کا اُنکے گھر مین رہنا اور اُنکی قید مین ہونا بلاشبہہ ثابت ہی اور مغصوب ہونا جگر پارۂ رسول کا ایک کافر یا فاجر کے قبضے مین کسطرح کوئی تصور کر سکتا ہی حضرت ابراہیم کی بی بی کو ایک کرشمہ دکھا کے ایک لمحے مین کیسا چھڑا دیا اور یہان تو امید اُس سے زیادہ کی تھی اور جو کچھ جعفر صادقؒ سے اس نکاح کے عذر مین روایت کرتے ہین ھُوَ اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبَ مِنَّا یعنی وہ اول فرج ہو کہ ہمسے چھینی گئی مسلمانون کی تو ان باتون کے سننے سے بال بدن پر کھڑے ہوتے ہین اور حیف کہ یہ مدعی دروغ ایسی کفر کی باتین بپاس عداوت عمرؓ کے ائمۂ اطہار کی نسبت کہ بہترین خاندان پیغمبرؐ سے ہین لگاتے ہین اسکے ساتھ کہ اس جھوٹی روایت کو جھوٹا بنانے والی روایتین صحیح کتب امامیہ مین موجود جنکو عمرؓ کی عداوت کے سبب سے طاق نسیان پر رکھدیا ہی سُئِلَ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ الْبَاقِرُ عَنْ تَزْوِیْجِهَا فَقَالَ لَوْلَا اَنَّهٗ رَاٰهُ اَهْلًا لَهَا مَا كَانَ تَزَوَّجَهَا اِیَّاهُ وَكَانَتْ اَشْرَفَ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ جَدُّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَخَوَاهَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَبُوْهَا عَلِیٌّ ذُو الشَّرَفِ وَالْمَنْقَبَةِ فِی الْاِسْلَامِ وَاُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَّتُهَا خَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ ترجمہ امام محمد بن علیؓ باقر سے نکاح ام کلثوم کے معاملے مین پوچھا کہا اگر یہ بات نہین ہوتی کہ عمرؓ کو اوسکے لائق نکاح کے دیکھا ہرگز ام کلثوم کا نکاح نکرتے حال آنکہ ام کلثوم تمام جہان کی عورتون مین اشرف تھین دادا اُنکے رسول اللہ صلعم بھائی حسنؓ اور حسینؓ سردار جوانون جنت کے باپ علیؓ صاحب شرف و تعریف اسلام مین ما فاطمہؓ بیٹی رسول صلعم کی دادی خدیجہؓ بیٹی خویلد کی اور یہ نہین سمجھتے کہ عمرؓ نے جو انکے شیعہ کو بُرا کہا تھا اُسکے باب علیؓ نے عمرؓ سے کیسی سختی کی اور اژدہے کمان کے ساتھ ڈرایا پھر کیا ممکن تھا کہ لڑکے چھین لینے کی نوبت پہونچتی اور ننگ ناموس کے معاملے مین اُنکی رگ غیرت کی نہلتی اور کچھ تعرض نکرتے سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ اور غصب ٹھہراکے وہم بدی فحش زنا کا نسبت ایسی بی بی پاک عابدہ کے ڈالنے کو بقول انکے مجبوری ہی سے ہو اہل ایمان کے نزدیک صریح کفر ہی اور جن لوگون کی نسبت حق تعالی نے فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا یہ گروہ ناپاک چاہتے ہین کہ عمرؓ کی عداوت و بغض و عناد سے اُنکے دامن پاک کو ایسی بدی فحش کے ساتھ آلودہ کرین اور مدت دراز تک یہ بُرائی انپر لگائین اور ائمۂ اطہار حضرت امیرؓ

اور حضرت حسنین علیہ السلام کو بعزتی اور بے ناموسے کی تہمت سے متہم کرین حاشا وکلا کہ ایسے پاک لوگون
کی جناب ایسی نجس باتون اور ان کتون کے بھونکنے اوران نجاست خور گوہ کے کیڑون نست پریشان ہون لیکن
اتنا بھی اترجانا دشمنی وعداوت پر کہ حد کفر اور زندیق پن کو پونہچائے کسی فرقے مین نہ دیکھا نہ سنا شیطان نے
ہر چند بغض وعداوت مین آدم کے ساتھ حد کردی لیکن خدا کی ذات پر کوئی تہمت اور جھوٹ نہین لگایا
اور اسکو نقصانون اور مجبوری وبیچارگی سے کبھی یاد نکیا فائدہ عظیمہ جاننا چاہیے کہ جب کلام مسئلہ
تقیہ تک پونہچا اور اس مسئلے مین بہت بڑے افراط تفریط یعنی کمی بیشی اہل اسلام کے فرقون مین پیش آئی
افراط تو اسکی شیعہ کی کتابون میں دیکھنا چاہیے کہ ذرا سے خوف اور لالچ مین کفر کو جائز سمجھ لیتے ہین بلکہ
واجب جانتے ہین اور تفریط خارجیون اور زیدیہ مین کہ دین کے مقابلے مین ہرگز پاس ناموس اور جان کو
معتبر نہین جانتے بلکہ خارجی ایسے مقدمون مین عجیب تشدد بیان کرتے ہین ایک ان تشددون سے
یہ کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہو اور کوئی چور یا غاصب آئے تا مال کثیر اسکا لیجائے اسکو نماز توڑنا
حرام ہے جیسے کہ بریدہ اسلمی پر کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور باگ اپنے گھوڑے کے نماز
مین تھکے رہتے تھے تا بھاگ نہ جائے دشنام وطعن کیا ہے اب لازم ہوا کہ اہل سنت کے مذہب کا جو حال
واعتدال ہے اس باب مین لکھا جائے اسواسطے کہ اکثر اہل سنت کی کتابون مین اس مسئلے کو روشن
وصاف نہین کیا ہے اول جاننا چاہیے کہ تقیہ اصل مین مشروع ہے یعنی موافق شرع کے بدلیل آیات
قرآن قولہ تعالی لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَفْعَلْ
ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً ترجمہ چاہیے کہ نہ پکڑین مسلمان
کافرون کو دوست سوائے مسلمانون کے اور جو کوئی ایسا کریگا وہ خدا کی طرف سے کسی شمار مین نہین
ہے مگر یہ کہ پناہ پکڑین ان سے کسی قسم کی پناہ پکڑنا وقولہ تعالی اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ
اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاٰیَةِ ترجمہ مگر وہ شخص کہ جبر کیا گیا اور دل اسکا قائم ہے ایمان پر اور تعریف
تقیہ کی یہ ہے محافظت جان یا مال یا ناموس کے دشمنون کی شر سے اور یہ دو قسم ہے ایک یہ کہ بنیاد
عداوت کے دین ومذہب پر ہو جیسے کافر اور مسلمان دوسرے یہ کہ بنیاد اسکی دنیا کی غرضون پر ہو
جیسے ملک ومال وزر وزن ومتاع تبس تقیہ بھی دو قسم ہے لیکن قسم اول اسکا طریق شرع مین یہ ہے کہ جب
مومن ایسی جگہ جا پڑے کہ اپنے دین ومذہب کو ظاہر نہین کرسکتا مخالفون کے سبب سے تو اسپر ہجرت

واجب ہی یعنی وہان سے اُٹھ جانا اور اُس جگہ کو چھوڑ دینا اور وہان چلا جانا جہان ظاہر کر سکے یہ اُسکو
ہرگز جائز نہین کہ آپ کو چھپائے رہے اور اپنے ضعف کے عذر پر تمسک کرے اور سند ٹھہرائے موافق دلیل
نصوص قطعی قرآن کے قولہ تعالیٰ یَا عِبَادِیَ اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ترجمہ اے میرے
بندو بیشک زمین میری بہت چوڑی ہی پس میری ہی عبادت کرو قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ
الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ
اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ترجمہ
بیشک وہ لوگ جنکی روح قبض کرتے ہین فرشتے اور اُنھون نے اپنے نفسون پر ظلم کیے ہین فرشتے کہین گے تم
کس کام مین تھے کہین گے ہم ضعیف افتادہ بر زمین تھے فرشتے کہینگے کیا تمکو زمین خدا کی وسیع نتھی کہ تم ہجرت
کرتے اُسکی طرف بس اس گروہ کا ٹھکانا جہنم ہی اور برا ٹھکانا لوٹنے کا ہان اگر کوئی عذر واقعی ہو کہ ہجرت
نہین کر سکتا مثلاً عورتین اور لڑکے اور اندھے اور لنگڑے اور شل اور قیدی اور گرفتار اور مثل انکے ہین
اور مخالف خود اُسکو اور اُسکی اولاد یا اُسکے والدین کے قتل سے ڈراتے ہین اور اس ڈرانیکا گمان غالب ہی
کہ واقع مین ایسا ہی ہوگا اور یہ قتل خواہ قوت بند کرنے یا نکال دینے یا اور کسی طرح پر ہو تو اُسکو بقدر ضرورت
موافقت اُنکی درست ہی اور نکلنے کی حیلون کی کوشش واجب اور اگر کسی منفعت کے فوت ہونے یا ایسی
مشقت کہ جسکو اُٹھا سکتا ہو مثلاً قید یا تھوڑی سی مار جسمین مرنجائے مظنون ہو تب موافقت جائز نہین ہی
اور اُس صورت مین بھی کہ موافقت جائز ہی اسکی اجازت بھی ہی اور اظہار ارادے کی بھی اجازت ہی گو
جان جاتی ہی رہے اب یہان خیال کرنا چاہیے کہ شیعہ نے کیسا سہل سمجھ لیا اور کیسی اسمین افراط کی ہی کہ ذرا سے
مال و منصب کے لالچ بلکہ بامید عزت و اکرام پانے مجلس یا صاحب و قبلہ زبانی کہنے کے دین و ایمان چھوڑ کے
مخالف کا کلمہ پڑھنے لگتے ہین اور ہجرت کو ہرگز واجب نہین جانتے آیات قرآنی سے کہ صریح عتاب ترک ہجرت
پر غرا یا آنکھین بند کر لیتے ہین جیسا کہ اوپر گذرا اُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا انتھے ولکیس
ھٰذَا بِاَوَّلِ قَارُوْرَةٍ کُسِرَتْ تمام قرآن کو ایسے ہی جواب دیے ہین اور انکی معتبر کتابون مین موجود ہین
مَنْ صَلّٰی خَلْفَ سُنِّیٍّ فَکَاَنَّمَا صَلّٰی خَلْفَ نَبِیٍّ ترجمہ جسنے سنی کے پیچھے نماز پڑھی گویا نبی کے
پیچھے نماز پڑھی کیسی بیوقوفی ہی نماز اپنی خراب کرنا اور آش پلاؤ کے پکانے کے لیے اس نماز مین نسبت
اور نمازون کے ثواب سے زیادہ امید رکھنا ایسے ہی موقعون سے معلوم ہوا کہ درحقیقت یہ فرقہ نہایت ہی

سست اعتقاد ہین اپنے مذہب مین بخرت و مضبوطی دین کی انہین بو بھی نہین بالکل تعصب انکا
بدگوئی اور طعن و تشنیع صحابۂ کرام مین صرف ہوتا ہی دین کی مشقت کو ہرگز گوارا نہین کرتے دنیا کے تھوڑے
سے متاع اور راحت و لذت اس جہان کی ہزارون مرتبہ انکے نزدیک عزیز وا ہم ہی متاع عظیم دین
اور نعیم مقیم آخرت سے أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ترجمہ وہ لوگ جنھون نے خریدا حیات دنیا کو بدلے آخرت کے
نہین ہلکا کیا جائیگا اُنسے عذاب ورنہ وہ مدد پائینگے اور تمام عالم کے عقلا کا اسپر اتفاق ہی کہ دعوی
محبت مین سچے جھوٹے کا امتحان ور بغض و مودت اور تصدیق و تکذیب ور اخلاص و نفاق کا یہی ہی
کہ جب تجربہ کیا جائے اور بلا و مصیبت پڑے اور فائدے فوت ہوئین اور لذتین چھوٹین اور مشقتین اور
رنج اور ضرر اُٹھانا پڑے اُسوقت اپنے دعوی مین ثابت قدم رہنے اور ٹھیک نکلے ورنہ غیر وقت امتحان
کے ہر کوئی مصلحت وقت کے موافق دعوی کرتا ہی اگر اس بات سے بچنے کے واسطے تقیہ لازم ہو تو اُسکا
جھوٹ سچ کیسی تمیز کیا جائے ہر چند خدا کا علم دلکی چھپی باتون اور جو بھید سینون مین جمع ہوتے ہین
اُنکو خوب گھیرے ہوئے ہی اُسکو امتحان کے احتیاج نہین لیکن مدار تکلیف شرع امر و نہی کا انھین معاملون
امتحان نما مین ہی خصوصًا اس مقدمے مین خود تصریح کیا ہوا ہی لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا یعنی تاکہ
آزمائے وہ تمکو کون اپنے کامون مین زیادہ اچھا ہی وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ
مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ اور ضرور آزماتے ہین ہم تمکو تو جانین مجاہدین کو تمسے اور صابرین کو اور
نَبْلُوَا أَخْبَارَكُمْ آزماتے ہین ہم تمھاری نیکون کو وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ
وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ الی غیر ذلک مِنَ الْآيَاتِ اور ضرور ہم
آزمائینگے تمکو کسی چیز کے ساتھ خوف یا بھوک اور نقصان مال و جان اور میوون سے سوا انکے اور
آیتون سے اب قسم ثانی کو سنیے اسمین علما کو اختلاف ہی کہ ہجرت واجب ہی یا نہین اس صورت مین
جو ایک گروہ کہتے ہین کہ واجب ہی انکی دلیل یہ آیت ہی وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ
یعنی مت ڈالو اپنے ہاتھون کو طرف ہلاکت کے اور دوسری دلیل انکی نہی مال ضائع کرنیکی ہی اور بعض
جو کہتے ہین واجب نہین ہی اسلیے کہ وہان سے ہجرت کرنا بس دنیا کی ایک مصلحت کے واسطے ہی منجملہ
اور مصلحتون کے اور ہجرت نکرنے مین بسبب اتحاد ملت کے کوئی نقصان اس ضعیف کو حاصل نہین ہوتا

اسلیے کہ وہ شخص جو اُسپر غالب ہی اس حیثیت سے کہ مومن ہی اُسکی ملت و مذہب سے غرض نہین کریگا اور فیصلہ
اختلاف دونون فریق کا یہ ہی کہ اُس صورت مین کہ اپنی جان یا اپنے اقربا کی جان جانیکا نہایت ہی خوف یا جدوجہ
ہتک عزت کا ڈر ہو تو یہان بھی ہجرت واجب ہی لیکن یہ عبادت و قربت مین داخل نہین ہی کہ جسپر کچھ ثواب
مترتب ہو اس ہجرت کا واجب ہونا محض واسطے مصلحت دنیوی اس شخص کے ہی اور تحقیق یہ ہی کہ ہر واجب عبادت
نہین ہی بہت واجب ایسے ہین جنمین کچھ ثواب نہین ہوتا مثلاً شدت بھوک مین کھانا بیماری مین پرہیز کرنا
اُن چیزون سے جو یقین یا گمان مین مضر ہون اور صحت کے حال مین زہرون کے کھانے سے اور سوا اسکے
پس یہ ہجرت بھی اس قسم سے ہی اور وہ ہجرت نہین ہی کہ الی اللہ و الیٰ رسولہٖ ہو جسپر ثواب آخرت واجب ہو
اب جو مسئلہ تقیہ کا معلوم ہو گیا تو پھر ہم اصل بات کی طرف چلتے ہین اہل سنت کہتے ہین کہ حضرت امیرؓ نے خلفاے
ثلثہؓ کے وقت مین ہرگز تقیہ نہین کیا اور اُنکو قدرت اپنا دین ظاہر کرنے کی ہی جو اُنکو پسند تھا اور جو بھی تھی کسیکا
خوف نہ تھا دین کے معاملے مین نہ دنیا کے معاملے مین لیکن دین کے معاملے مین تو اس سبب سے ہجرت نہ فرمائی اگر
ڈرتے ہوتے تب ہجرت اُنپر واجب ہوتی بدلیل آیت اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ
اِلیٰ اٰخِرِھَا اب دنیا کے معاملے مین یہ سبب کہ کسی شخص سے اُنکو بابت مال و جان کے کچھ لڑائی جھگڑا اور بحث گوئی کا
موقع نہ پڑا بلکہ سب لوگ ازبس تعظیم و توقیر کرتے تھے اور وہ بھی ہر ایک سے اُسکے رتبے کے موافق معاملہ فرماتے تھے
جسپر کتب تواریخ گواہ ہین اور مذہب شیعہ کا تو پہلے ہی معلوم ہو چکا کہ اُنکے محقق خود اپنے اُنکی خلافت مین اُنپر
تقیہ لگاتے ہین سو ربگیا زمانہ خلفاے ثلثہؓ کا اس موقع پر حضرت قاضی نور اللہ شوستری سے عجب ہی ایک
شتر گربہ صادر ہوا فرماتے ہین کہ حضرت امیرؓ سے لڑائی کا نہونا ایسا ہی جیسے ہمارے پیغمبرؐ سے قبل از ہجرت کسی سے
لڑائی نہین ہوئی اور ایسا ہی جیسے اور انبیا سے لڑائی نہین ہوئی یہان پر قاضی صاحب کے خدام کو ہجرت کے لفظ
مین بہت بڑی غفلت پیش آئی اگر حال حضرت امیرؓ کا مثل حال ہمارے حضرتؐ کے ہی قبل ہجرت کے تو بعد ہجرت
کیون نہین اُنکا حال ہونا چاہیے مثل حال ہمارے حضرتؐ کے بلکہ نفس ہجرت مین حالانکہ حضرت امیرؓ نے
کبھی ارادہ ہجرت کا نفرمایا جیسا کہ بالاجماع ثابت ہی اور حال ہمارے پیغمبرؐ کا قبل از ہجرت کیا تھا ازراہ خدا
و رسول کے واسطے ایسی بات کو غور کرکے کہو سرسری نہین کہنا چاہیے کیا ابو جہل و امیہ بن خلف کے ساتھ
ہو کے معاذ اللہ پرستش لات منات کی فرماتے تھے یا اور رسوم جاہلیت اور ذبح لغیر اللہ مین شریک ہوتے تھے
یا اُنکی مدح و ثنا کو ورد و وظیفہ کرتے تھے یا اُنکے ساتھ ہم پیالہ ہم نوالہ ہوتے تھے یا احکام مین اُنکی پیروی

کرتے تھے یا ہمیشہ باہم مقابلہ اور کہنا سننا اور مار گالی رہتی تھی اور انکے اوضاع کی برائی و ہجو برملا کہتے تھے
اور برملا لوگون کو دین حق کی طرف بلاتے تھے اور سختیان اٹھاتے تھے یہان تک کہ بعد ہجرت قوت و مددانصار سے
بہم پہونچائی اور دعوت زبانی سے لڑائی سیف و سنان کی طرف ترقی فرمائی مراتب اظہار مین نہ یہ کہ شیوہ تقیہ اور
چھپانیکا لازم کرلیا ہو ایسے ہی حال اگلے انبیا کا سمجھنا چاہیے پس ان انبیا پر جہاد تیغ و نیزے کا واجب تھا بلکہ یہ
کام اس زمانے کے امرا و ملوک کے متعلق تھا جو انبیا کے مطیع ہوتے تھے تو انبیا خود لڑنے اور لوگون کے جمع کرنے پر
آمادہ نہین ہوتے تھے اور جو ہمارے پیغمبر کو حکم جہاد کا ہوا تو لازم آیا کہ انکے خلیفہ بھی جہاد پر مامور ہون بلکہ
انکی ساری امت اس حکم پر مامور ہے اب جو کوئی اگلے انبیا کی سنت کا خیال کر کے ترک جہاد کو اپنے اوپر لازم کرے
بلا شبہہ کافر ہوگا اور کبھی نہین ہوتا کہ جب بغی و کفر ظہور کرے اور جہاد خلیفہ پیغمبر پر واجب نہو اور ساقط ہوئے
پس حضرت امیر کے حال کو حضرت انبیا کے حال پر قیاس کرنا اس قسم سے ہے کہ کوئی کہے کہ حضرت امیر کو نماز مین
بیت المقدس کی طرف منہ کرنا فرض تھا نہ کعبے کی طرف مونہہ کرنا اور انکا حال مثل انبیا سابق کے نہین ہے بلکہ
مثل حال ہمارے پیغمبر کے تھا قبل اترنے اس آیت کے جسمین کعبے کو مونہہ کرنیکا حکم ہوا علی ہذا القیاس جملہ
احکام شرعیہ مین اور اس شخص کو جملہ عاقلان اہل سنت کے نزدیک خارجی خطاب کرنا چاہیے کہ دیوانون کی
طرح بکتا ہے اگر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قبل نازل ہونے آیت جہاد سے انتظار نزول آیت جہاد کا فرماتے
تھے اور لڑائی ترک کیے ہوئے تھے حضرت امیر کو کونسا انتظار تھا حال آنکہ قرآن منزل مین جہاد و لڑائی
ہر واعدامت پر واجب ہو چکا تھا سو رہ گئے اولو الامر کہ قائم مقام پیغمبر کے ہین اور اولو الامر کے نصب سے خاص غرض
یہی کہ جہاد قائم ہو اور دین ترقی پکڑے مظلوم کا حق ظالم سے دلایا جائے یہ بیہودہ بک تو انکے عالمون محققون کی
ہے پھر عوام کا کیا ٹھکانا اب بعض باتین اہل سنت کی تقیہ کے مقدمے مین سننا چاہیے کہتے ہین باجماع اہل
تواریخ ثابت ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کو باطل پر جانا اور لائق امامت کے نہ دیکھا
ہرگز تقیہ اختیار نکیا اور بیعت یزید کی قبول نفرمائی یہانتک کہ یزید کے لشکر سے لڑے اور اپنے اصحاب سمیت
درجہ شہادت کو پہونچے پس اگر تقیہ واجب ہوتا تو اس سے زیادہ دشمن کا ڈر کیا ہوگا کہ ستر آدمی کے واسطے
تیس ہزار آدمیونکا محاصرہ تھا اور ناموس اور چھوٹے چھوٹے بچے بھوک پیاس مین گرفتار اور ہلاک ہون پس
معلوم ہوا کہ حضرت امام تقیہ کے جائز ہونے کے بھی معتقد نتھے پھر کیا ٹھکانا وجوب کا اور بھی کہتے ہین کہ
موافق گواہی تواریخ کے حضرت امیر کے بعد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حالتین تھین ایک یہ کہ زمانہ

شیخین رض اور ذی النورین میں بیعت کی اور کیسے حال کہ معترض نہوئے اور انکے ساتھ خلوت میں اور جلوت
میں اور روزہ و نماز و حج و مشورہ اور تدبیر کاموں میں شریک و دخیل رہے دوسری حالت یہ کہ بعد شہادت
ذی النورین یعنی عثمان رض کے لوگوں سے بیعت لی اور معاویہ سے بار بار لڑے ہر چند آپکے ساتھی تھوڑے تھے
جیسا کہ قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المؤمنین میں کہا ہے کہ قریش سے کل پانچ آدمی امیر کے ساتھ تھے
اور تیرہ قبیلے معاویہ کے ساتھ تھے اسواسطے آپ کو فتح میسر نہوئی اور انکا شر نہ دفع کر سکے بس ضرور کہ پہلی حالت
سبب موافقت کا شیخین اور ذی النورین رض کے ساتھ تقیہ اور بیچارگی نتھی ورنہ اس موقع پر بھی تقیہ کرتے
اور یہی کہتے ہیں کہ بحر المناقب میں جو شیعہ کی معتبر کتابوں سے ہے مناقب اخطب سے نقل کرتے ہیں کہ اُنھنے
محمد بن خالد سے روایت کی کہ خَطَبَهُمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَوْ صَرَفْنَاكُمْ عَمَّا تَعْرِفُونَ اِلٰى مَا تُنْكِرُونَ
مَا كُنْتُمْ صَانِعِيْنَ قَالَ فَسَكَتُوْا قَالَ قَالَ ذٰلِكَ ثَلٰثًا فَقَالَ عَلِيٌّ وَقَامَ اِذًا كُنَّا نَسْتَتِيْبُكَ فَاِنْ
تُبْتَ قَبِلْنَاكَ قَالَ وَاِنْ لَمْ قَالَ اِذًا نَضْرِبُ الَّذِيْ فِيْهِ عَيْنَاكَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ
هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَنْ اِذَا اعْوَجَجْنَا اَقَامَنَا ترجمہ خطبہ کیا عمر بن خطاب نے لوگوں سے اور کہا اگر میں پھیر دوں
تمکو اس راہ سے جسکو تم جانتے ہو دوسری راہ پر جسکو نہیں جانتے تو کیا کروگے راوی کہتا ہے سب چپ ہوگئے پھر
راوی کہتا ہے کہ عمر نے یہ بات تین دفعہ کہی پس علی کھڑے ہوئے اور کہا اسوقت ہم تجسے توبہ چاہینگے اگر تو بہ کی تو ہم
تجسے مان لینگے عمر نے کہا اگر توبہ نکروں علی نے کہا اسوقت ہم تمھارا سر کاٹ ڈالینگے جسمیں یہ تمھاری دونوں آنکھیں
ہیں تو عمر نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس امت میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں کہ اگر ہم ٹیڑھے چلیں تو ہمکو سیدھا کردیں آپ
اس روایت سے صریح استقامت علی مرتضی کی راہ امر بمعروف اور نہی از منکر اور علو مرتبہ اور نہ خوشامد کرنے
حرام چیزوں خرع شریعت میں اور آپکے انکار کی قدرت معلوم ہوئی پھر جب ایسا حال ہے تو تقیہ کی کیا وجہ اور یہی
قاضی نور اللہ نے حضرت عباس رض کے ذکر میں لکھا کہ جو لوگ اعراف پر ہونگے انھیں میں سے ایک وہ بھی ہونگے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رض کو بہت عزیز رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ عباس بمنزلہ
میرے باپ کے ہے اور اُنکے فضائل ہیں زیادہ اس سے لکھا کہ اس مختصر میں نہیں لکھ سکتے پھر اسکے بعد یہ کہا کہ
عمر رض کے کہنے سے انھوں نے استدعا نکاح ام کلثوم کے حضرت امیر سے کی حضرت امیر رض نے پہلی دفعہ انکار کیا
دوسری دفعہ سکوت فرمایا اسکے بعد حضرت عباس رض خود متولی اس نکاح کے ہوئے اور ام کلثوم رض کا نکاح عمر رض سے
کردیا حضرت مرتضی رض تقیہ کی راہ سے منع نکر سکے اسواسطے خاموش ہوگئے اب عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے کہ بعد

ثبوت اتنے فضائل کے حضرت عائشہؓ کے حق مین کیونکر جزم کر سکتے ہین کہ ایسے ظالم کے ظلم مین جو کسی مدد کرتے اور کیونکر کی ہو گی ہفوہ دوم کہتے ہین کہ صحابہ اہل نفاق تھے اُنھین مین سے شیخینؓ بھی تھے یعنی ابوبکر وعمرؓ حالانکہ قوت انکی ایمان کے برابر ثابت ہی جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر وعمرؓ کے ایمان کو جا بجا اپنے ساتھ مقرون کیا ہو اور کتاب خیر درجات ایمان مین جو کافی کلینی سے باب امامت مین منقول ہوئی صریح یہ بات ہی کہ ایمان مہاجرین اولین کا یعنی جنھون نے پہلے ہجرت کی ہی سب امتیون کے ایمان پر بہت فوقیت رکھتا ہی اور نیز حضرت امیرؓ سے نہج البلاغت مین جو نقل ہی ابوبکرؓ کے حق مین موجود انکے کمال ایمان پر گواہ ہی اور کبھی صدیق نام رکھنا انکا حضرت امام محمد باقرؓ سے تھا اور روایہ بھی اس ہفوہ کو قطع کرتے ہین ہفوہ سوم شیخین اصحاب العقبہ سے تھا اصحاب العقبہ بارہ آدمی ہین منافقون سے جنھون نے چاہا تھا جس وقت مین کہ حضرت تبوک کی لڑائی سے لوٹے تھے کہ راہ مین اکیلا پا کے مار ڈالین عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان انکے داؤ پر مطلع ہو کر انکی سر وقت پر پہونچے اور انکو دفع کیا یہ ہفوہ بھی صریح مخالف تواتر کے ہی اگر ابوبکر اور عمرؓ کو یہ ارادہ ہوتا تو گھر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ لڑکیان دونون کی کتخدا تھین بہت اچھی طرح ہو سکتا تھا اور پورا انجام اسکا ہو جاتا اور آنا اور جانا اور سیر وگشت آنحضرت کا ان دونون کے ساتھ مشہور و معروف اور ضرب المثل عالم ہی ایسے محرمون کو فرصت ڈھونڈھنے کی کیا حاجت تھی اول تو رفاقت حضرت صدیقؓ کی غار و تنہائی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے رفاقت انکی عریش مین بدر کے دن باجماع ثابت ہی یہ دونون وقت ایسے تھے کہ ارادہ اپنا خوب جاری کر لیتے الحاصل جو کوئی کتب سیر کی سیر کرے تو شیخینؓ کی صحبت کو آنحضرت کے ساتھ اور انکی انسیت و الفت اور شفقت وحمایت کو آنجناب کے حق مین معلوم کرے لینے ایسے ارادے کے گمان کو ایسا سمجھے جیسے حضرت امیر سے **فائدہ** سیر شیعہ کی موجود ہی انکی تفسیرون مین لکھا ہی کہ یہ آیت حق مین اصحاب العقبہ کے نازل ہوئی ہی يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ترجمہ قسم کھاتے ہین خدا کی کہ نہین کہا ہی اور ضرور کہا ہی کلمہ کفر کا اور کافر ہوئے بعد مسلمان ہونے اپنے کے اور ارادہ کیا اُس چیز کا کہ نپایا اور اس آیت مین صریح مذکور ہی کہ اصحاب عقبہ کا حال دو شق سے خالی نہین ہی یا توبہ کریں اور بعد اب نفاق سے خلاص ہون یا اُسیر اڑ جائین اُس صورت مین دنیا و آخرت مین معذب ہون اور کوئی معین ومددگار انکا نہوئے اور شیخینؓ نے باجماع شیعہ اس نفاق سے توبہ نہین کی ہی پس چاہیے تھا کہ انکو دنیا مین

عذاب دکھ کا پونہچا ہوتا اور کوئی انکا مددگار و معین عیاں ہوتا حالانکہ غلبہ و تسلط شیخین کا اور کثرت انکی مددگار و انصار کی ایسی چیز نہیں جسکو کوئی چھپا سکے اگر شیخین اصحاب عقبہ مین ہون تو کلام الٰہی مین کذب لازم آئے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ خلاف ٹھہرے تعالیٰ عما یقولون الظالمون علواً کبیراً ترجمہ برتر ہی وہ جو کچھ ظالم کہتے ہین بڑی برتری والا ہفوہ چہارم یہ کہ محض وجود امام کو لطف جانتے ہین اور کہتے ہین کہ حق تعالیٰ نے حق لطف کو نصب امام مین ادا فرمایا اور ظاہر کرنا اور تسلط و غلبہ دینا اسکا مطلق لطف مین ضروری نہین ہی اور یہ مخالف ظاہر عقل کے ہی یہانتک کہ مکتب کے لڑکے بھی یقین نہین کرتے اگر ہم انسے کہین کہ تمھارے واسطے ایک معلم مقرر کیا ہی کہ نہ وہ تمکو دیکھے نہ تم اسکو نہ وہ تمھاری آواز سنے نہ تم اسکی کیسا اسکو مسخرہ بنائینگے اور کیسے اسپر ہنسینگے ہفوہ پنجم حضرت امیر کو خدا کے وصفون کے ساتھ وصف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت امیر اعراض و زمان و مکان سے پاک ہین اور انکو بشر نہین کہنا چاہیے یہ سب باتین صریح مخالف اور مکذب ظاہر عقل کے ہین بعض شعرا نے انکے معنی اول کو نظم کیا ہی شعر جل عن الاعراض والاین والمتی ویکبر عن تشبیہہ بالعناصر ترجمہ برتر ہی اعراض اور زمان و مکان سے اور بزرگ تر ہی اس سے کہ اسکو تشبیہ ہو عناصر سے اور دوسرے شاعر نے دوسرے معنی کو نظم کیا شعر اھل النھی عجزوا عن وصف حیدرۃ والعاشقون بمعنی حبہ تاھوا ان ادعہ بشراً فالعقل یمنعنی واخشی اللہ فی قولی ھو اللہ ترجمہ اہل عقل وصف حیدر سے عاجز ہوئے اور عاشق انکی محبت کے معنے مین حیران ہین اگر انکو بشر کہون تو عقل منع کرتی ہی مجکو اور خدا کہنے سے ڈرتا ہون خدا سے اور یہ غالی مذہب والون سے قریب ہی اور خالص کفر اور محض زندیقی ہفوہ ششم اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا و رسل کو واسطے ولایت علی کے بھیجا تھا کہتے ہین کہ علی نبیون کے ساتھ تھے سراً انکا ہمراہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا ظاہر جو کوئی اسکا انکار کرے کافر ہی اسکو ابن طاؤس نے ذکر کیا ہی اور بھی کہتے ہین لولا علی لم تخلق الانبیاء یعنی اگر علی نہوتے انبیا ہی نہ پیدا کیے جاتے یہ روایت ابن معلم نے محمد بن حنیفہ سے کی ہی اور بھی کہتے ہین درجہ علی کا انبیا کے درجے پر فائق ہی اور انبیا علی اور انکے شیعہ کی محبت سے متدین تھے اور چاہتے تھے کہ علی کے شیعہ مین ہمارا حشر ہو یہانتک کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام یہ بھی ابن طاؤس نے ذکر کیا ہی اور کہتے ہین کہ علی کا حق خدا پر ثابت ہی یہ سب ہفوات مخالف جملہ شرعیات کے ہین اور خصوص قرآن کے جھوٹا ٹھہرانے والے اور کفر اور زندیقی کی جڑ بنیاد ہی ہفوہ ہفتم

یہ کہ قرآن مجید کی تحریف کرتے ہین اور خلاف سابق اور لاحق قیاس کلام الٰہی کا غیر پر قیاس کرتے ہین اس حد کہ
ادنیٰ جو لوگ عقلا مین ہین اُسپر ہنستے ہین تمام تفسیرین جو اس فرقے سے مخصوص ہین اسیطرح ایسے ہی ہین بطور نمونہ
چند مثالین بیان کرین مثلاً مراد مستقیم اس آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ مین حب علیؓ مراد ہے اور مراد
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے علیؓ اور انکی اولاد ہین یہ دونون تفسیرین ایک دوسرے کو جھوٹا ٹھہراتی ہین اور باہم
کچھ ربط نہین نظم قرآن سے اور کہتے ہین مراد وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ یعنی بعض لوگون سے وہ ہین
جو کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر نو آدمی ہین عشرۂ مبشرہ اور یہی کہتے ہین کہ مراد رب تک سے ہر جگہ قرآن مین
حضرت علیؓ ہین حتی کہ اس آیت مین وَاَنَّهُمْ مُلَاقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ترجمہ بیشک وہ
ملنے والے ہین اپنے رب سے اور بیشک وہ اُسکی طرف رجوع ہونے والے اسیواسطے حضرت علیؓ کو مالک روز جزا کا
جانتے ہین چنانچہ مکائد کے باب مین گذرا اور قریب آتا بھی ہے اور کہتے ہین وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا
اَيْ فِيْ اَخْذِ الْخِلَافَةِ ترجمہ اور ہی کافر اپنے پروردگار پر دلیری کرنے والا یعنی خلافت لینے مین حال آنکہ کافر
بیان قطعًا بت پرست ہے موافق دلیل ما قبل کے وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ
الخ ترجمہ اور پوجتے ہین وہ سوا اللہ کے اُس چیز کو جو نہ ضرر پہنچا سکتی ہے اور یہی کہتے ہین کہ معنی لَئِنْ اَشْرَكْتَ
لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ اَشْرَكْتَ فِي الْخِلَافَةِ مَعَ عَلِيٍّ غَيْرَهٗ ترجمہ اگر شرک کرے گا تو البتہ ضایع ہونگے تیرے عمل
یعنی دوسرے کو علیؓ کے ساتھ خلافت مین اتنا نہین سمجھے کہ اول مین اس آیت کے وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ بھی پڑا ہے یعنی بیشک وحی کی گئی تیری طرف اور اُن لوگون کی طرف جو تجھسے پہلے تھے
اور انبیا کو خلافت کی شرکت مین چاہے غیر علیؓ کے ہو یا علیؓ کے کیا کام اور کیا امکان جس سے نہی واقع ہوتی
اور اگر نہی ہوئی تھی تو اورون کو خلیفہ کیون کیا و اگر حال ہمارے پیغمبرؐ کا فقط اور سب انبیا کی طرف وحی فرمایا ہے
اس منادی کی کیا ضرور اور کیا حاصل اور یہی سیاق آیت بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ترجمہ بلکہ
اللہ کی عبادت کر اور ہو شکر کرنیوالون سے اور اسکا سیاق قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّيْ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ
ترجمہ کہہ تو کیا بس سوا اللہ کے حکم کرتے ہو مجکو عبادت کرون میں اے جاہلو دونون صریح اس بات پر ناطق ہین کہ مراد
شرکت سے عبادت غیر خدا کے ہے اور بھی قاعدہ مقررہ شیعہ کا ہے کہ جب کوئی لفظ کلام شارع مین واقع ہو وہ معنی
شرعی پر قیاس کیا جاتا ہے نہ معنی لغوی پر علی الخصوص کہ قیاس معنی لغوی کا محتاج ضمیر کا ہو کہ ہرگز قرینہ
اُسکا موجود نہین ہے اور یہی کہتے ہین کہ مراد سلطان سے آیت مین وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ

إِلَيْكُمَا بِآيَاتِنَا أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ ترجمہ اور پیدا کرون مین تمھارے واسطے غلبہ پس نہین
پونہچینگے وہ تمھاری طرف قوت غلبہ ہماری آیتون سے اور جو لوگ کہ تابع تمھارے ہین غالب ہین صورت حضرت
علیؑ کی ہی جسوقت فرعون چاہتا تھا کہ حضرت موسیؑ اور حضرت ہارونؑ کو کسی قسم کی ایذا پونہچائے یہ صورت علیؑ کو
یاد کرتے تھے وہ ڈرجاتا تھا حالانکہ قرآن مین غلبہ کو آیات کے ساتھ فرمایا ہی اور آیات صیغہ جمع کا ہی کم سے کم
دو آیتین تو ہونا چاہیین اور صورت علیؑ کی اگر ہوگی تو ایک آیت ہوگی اور کبھی جہان بیان آیات موسیٰ کا
حق تعالی نے کلام مجید مین انکے قصے مین فرمایا ہی دو ہی معجزون کے ذکر پر اکتفا کیا ہی عصا اور ید بیضا جیسا کہ
سورہ طہ مین فرماتا ہی وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَى
لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى پس ذکر ان دو آیت کا سہل اور چھوڑ دینا آیت عظمی کا مقام تعدد آیات مین
مناسب شان بلاغت کے نہین ہی اور یہ بھی علیؑ کی صورت نے فرعون مین اتنی تاثیر کی کہ انکی نقش مبارک کے
دیکھتے ہی مرعوب ہوجاتا تھا اور ابوبکر و عمر مین جسم حقیقی نے انکے اتنی تاثیر بھی نکی کہ انکو دیکھکے کچھ نرم بھی
ہوتے اور یہ بھی کہتے ہین کہ مراد رب سے یَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ علیؑ ہین یعنی ای نفس مطمئنہ
رجوع کر تو اپنے رب کی طرف اور یہ بھی کہتے ہین لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ مراد انس و جان سے شیعان علیؑ ہین
یعنی نہین پوچھے جائینگے گناہ اپنے سے نہ انسان نہ جن پس علیؑ کے شیعہ سے گناہونکی پرسش نہوگی اسواسطے
کہ علیؑ کی ولایت اُسکے گناہون کو نیکیون سے بدل دیگی اور جب گناہی نرہین گے تو پرسش کس بات کی ہوگی جیسا کہ
ابن بابویہ اور ابن طاؤس نے ذکر کیا ہی اور سوا ان دونون کے اول تو یہ سمجھے کہ انس و جان دونون نکرہ ہین یعنی
غیر معین سیاق نفی مین ہین وہ الفاظ عام سے ہین جنکی خصوصیت کی علیؑ کے شیعہ سے مطلق کوئی وجہ نہین دوسرے
یہ کہ اگر کوئی شخص شیعہ سے اپنی ما یا بہن سے زنا کرے اور اپنے بھائی سے اغلام اور تمام عمر شراب پی ہو اور سود
کھایا ہو اور ہمیشہ جھوٹ بولتا اور غیبت کرتا رہا ہو تو چاہیے کہ کچھ اُس سے پوچھا نجائے بلکہ یہ سب اُس کے
حق مین مثل نماز روزے کے موجب ثواب ہوجائین یہ مذہب تو خود مذہب اباحیہ اور زندیقون سے بھی نہایت
دور نکل گیا اسواسطے کہ یہ تو ان کامون کو مباح ہی جانتے اور انکے ارتکاب پر عذاب سے نہین ڈرتے اور یہ تو
اسپر امیدوار ثواب کے ہوتے ہین اور عبادتون سے جانتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ جہان کہین قرآن مین حکم
صبر کا ہی یا مدح صبر کرنیوالون کی ہی جیسے وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ یعنی بشارت دے صبر کرنیوالون کو اور يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا اصْبِرُوا یعنی ای ایمان والو صبر کرو اور إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ بیشک پورے

دیے جاینگے صبر کرنے والے اجر اپنا بغیر حساب کے سب مراد صبر شیعہ سے ہے تا ظہور مہدی کہ جو مشقتین انپر انکے مخالفون سے
پہونچتی ہین حالانکہ تقیہ کی صورت مین کوئی مشقت انکو نہین پہونچتی پس صبر کی حاجت ہی کیا ہے اور اگر کوئی
شیعہ ان تفسیرون سے جو مذکور ہوئین انکار کرے ہم کہینگے کہ یہ سب انکی نہایت صحیح کتابون مین موجود ہے جیسے
کافی کلینی اور تفسیر علی بن ابراہیم اور تفسیر ابن بابویہ کہ اسکو امام حسن عسکری کے ساتھ منسوب کیا ہے اور بعض
ان تفسیرون سے کتاب تنزیہ الانبیا و الایمہ مین ہے جو شریف مرتضی کی لکھی ہے ان کتابون کو مطالعہ کرین
ہفوہ ہشتم قیامت کے دن حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی شیر خدا حاکم ہونگے اور اسکو اللہ تعالی
کا قول رد کرتا ہے مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ یعنی مالک قیامت کے دن کا اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ یعنی کسکا ملک ہے آج اللہ واحد قہار کا يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ
یعنی قیامت کا وہ دن کہ کوئی کسیکا مالک نہ بنیگا اور آج حکم ہوگا خاص واسطے اللہ کے يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ الی غیر ذلک الآیات قیامت کا وہ دن ہے
کہ کھڑی ہونگی روح اور فرشتے صف در صف کوئی بات نہین کرسکیگا مگر جسکو اللہ اجازت دیگا اور انکے سوا
جو آیتین ہین اگر یہ خود حاکم ہونگے تو شفاعت کے کیا معنی اور امت کو خوف و خطر انکے ڈرانے سے کیون ہو
اور یہی حساب قیامت اور وزن اعمال اور سوال عمالنامون وغیرہ اور قیامت کے ہولون کو غیر شیعہ کے
ساتھ مخصوص کرتے ہین اور کہتے ہین کہ علی کا محب ہر چند کافر ہووے یا یہودی یا نصرانی یا ہندو دوزخ
مین نہین جائیگا چنانچہ ابن بابویہ نے شرایع مین لکھا ہے اور نسبت اسکی روایتون کی ابی عبد اللہ سے
کی ہے بطریق مفضل بن عمر سے اور نیز روایت ہے معانی الاخبار اور شیعہ برابر اس مسئلے کے معتقد ہین اس
صورت مین خدا و رسول پر ایمان لانا اور تمام عقیدے اور شرعی تکلیفین اور حدین اور تعزیرین سب
ساقط ہوئین اور کوئی کام امور شریعت سے ضروری نہ رہا سوائے حب علی کے اس ہفوہ کے مفسدون کو
قیاس کرنا چاہیے کہ کہانتک پہونچتے ہین حالانکہ یہ مذہب خمیریہ و معمریہ کا ہوگیا ہے اثنا عشریہ کا
نہین رہا ہفوہ نہم یہ کہتے ہین کہ عمر بن خطاب نے تدبیر قتل حضرت مرتضی کی کی تھی اور حیلے اٹھائے
تھے یہ روایت علی بن مظاہر کی بواسطہ حذیفہ کے ہے حالانکہ محبت حضرت عمر کی علی مرتضی سے
اور انکی توقیر اور اپنی سسرال ہو جانے پر فخر کرنا اور اسکی تفضیل و حسنین کی اور روایتین
اور فضیلتین انکی برابر منقول ہین اور شروح نہج البلاغہ مین کہ اکثر اسکے مصنف شیعہ ہین

مذکور و مشہور اور شریف مرتضیٰ نے کتاب تنزیہ الانبیاء والائمہ مین تصریح کی ہی اِنَّ عُمَرَ کَانَ مُظْهِرًا لِلْاِسْلَامِ وَالْمُتَمَسِّكَ بِشَرَائِعِهِ كُلِّهَا ترجمہ بیشک عمرؓ اسلام ظاہر کرنے والے تھے اور وہ عمل کرتے تھے تمام احکام اسلام پر اور جو کوئی ایسا ہوگا اوس سے ارادہ قتل کسی مسلمان اور ایسے مسلمان کا کیونکر تصور کیا جائیگا ہفوہ وہم کہتے ہین جو کوئی فلان فلان کو ستر دفعہ لعنت کرے ستر نیکیان اوسکی لکھی جائین اور ستر گناہ اوس کے مٹ جائین اور ستر درجے بہشت مین اوسکے بلند ہون اسکو ابو جعفر طوسی نے مار واہ من المختلفات عن الصادق مین ذکر کیا ہی اور یہ محض جھوٹ ہی کسواسطے کہ بدون کو بد کہنا کسی شریعت مین موجب ثواب کا نہین ہی شیطان کہ سب بدون کا رئیس ہی علیہ اللعنۃ اوسکا برا کہنا بھی رتی بھر نیک نہین ہی وَقَدْ صَحَّ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ اَصْحَابَهٗ يَسُبُّوْنَ اَهْلَ الشَّامِ قَالَ اِنِّيْ اَكْرَهُ لَكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا سَبَّابِيْنَ كذا فی نہج البلاغۃ اور بھی لعن عمرؓ کو افضل ذکر خدا سے جانتے ہین جیسا کہ ہشام احول نے حضرت صادق سے بطریق متعدد نقل کی ہی حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہی ولذکر اللہ اکبر اور حال ہشام احول کا معلوم کہ بارہا حضرت صادق نے جھوٹ لگایا اور انھون نے اوسکو مفتری و کذاب کہا ہی کَمَا مَرَّ غَيْرَ مَرَّةٍ جیسا کہ گذرا بار بار ہفوہ یازدہم کہتے ہین حق تعالیٰ نے کرام کاتبین کو فرمایا کہ تین روز تک قتل عمرؓ سے تمام مخلوق سے قلم اٹھالین اور کسی پر کوئی گناہ نہ لکھین رَوَاهُ عَنِ ابْنِ الْمُغَاهِرِ الْوَاسِطِيِّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ اِسْحَاقَ الْقُمِّيِّ عَنِ الْعَسْكَرِيِّ وَعَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْمَا حَكَاهُ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ اور یہ روایت صریح افترا و جھوٹ ہی کسواسطے کہ مخالف اصول شریعت کے اور متواتر کو جھوٹ ٹھہرانے والی ہیان اسکا یہ کہ اگر فرض کرین کہ ایک شخص اول وقت قتل عمرؓ کے حد بلوغ کو پونہچا اور اس تین دن مین بت پرستی کی اور ماںبہن سے زنا کیا اور سب علیؓ یعنی دشنام علیؓ کا وظیفہ شروع کیا اور چوری اور شراب پینا اور اغلام اور قتل اور تمام گناہ کبیرہ پر دلیر رہا آخر تیسرے دن مرگیا چاہیے کہ بیحساب بہشت مین جاوے بطلانہ لا یخفی علی احد من اہل الدین والعقل یعنی اسکی بیہودگی اہل دین اور عقل سے چھپی نہین ہی ہفوہ دوازدہم اَلتَّيْمِيُّ وَالْعَدَوِيُّ كَانَ لَهُمَا صَنَمَانِ يَعْبُدَانِ هُمَا مِنْ دُوْنِ اللهِ ابو بکر و عمر ان دونون کے دو بت تھے جنکی پرستش کرتے تھے سوا خدا کے ابان بن عیاش وغیرہ نے سلیم ابن قیس ہلالی سے یہ روایت کی ہی اور اُسنے یہ تہمت سلمان فارسی پر لگائی اس ہفوہ کی فضیحت تعصبات مین گذری ہفوہ سیزدہم کہتے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ پشت خطاب سے نطفے ولد الزنا تھے حالانکہ سیکڑون جگہ امیر المؤمنینؓ کے کلام مین اور ائمہ کے انکو ابن الخطاب کہا ہی اور حضرت حفصہ

بنت عمر کو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نکاح مین لائے اور حضرت امیرؓ نے اپنی لڑکی عمر کو دی اگر ایسا ہوتا تو کلام معصوم مین جھوٹ بھی لازم آتا ہی اور سد ہیانہ بھی زنا کی اولاد کے ساتھ ان بزرگوارون کا واقع ہوتا ہی معاذ اللہ من ذلک اور عمر کی نفی نسب پر امامیہ کا اجماع ہی چنانچہ انکے علمائے نسب کی کتابون مین لکھا ہی منہم حمید الدین النجفی صاحب بحر الانساب ونقل الاجماع علی ذلک حسن ابن سلیمان العذری فی ملتقطاتہ ہفوہ چہاردہم کہتے ہین کہ ہر سال موسم حج مین منا مین ابوبکر و عمر کو فرشتے ویسے ہی تازہ بتازہ نکالتے ہین اور مقام رمی جمار مین دونون کو سولی پر چڑھاتے ہین رواہ ابو الحسن عن ابیہ عن جدہ عن الباقر اور یہ ہفوہ بھی ایسا ہی جیسے دیوانون کی بک اور بڑا افترا حضرات ائمہ پر اسواسطے کہ دار الجزا آخرت ہو نہ دنیا ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون اسکے ساتھ یہ کہ محسوس نہین اسواسطے کہ چھ لاکھ آدمی حاجی اس مکان مین جمع ہوتے ہین نہ کوئی دیکھتا ہی نہ بیان کرتا ہی کہ کسی کو وہان سولی دی ہو اگر یہ کہین کہ حاجیون کو دکھانا منظور نہین ہی تو ہم کہین گے کہ عذاب قبر مین کیا کوتاہی تھی کہ فرشتے انکو قبر سے نکالین اور سولی دین اور بازار منا مین لائین اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ حاجیون کو دکھائین تا انکو عبرت ہو اور انکے حق مین جو انکو اعتقاد نیکو ہی کا ہو اس سے توبہ کرین اور نہ فضیحت ہون کہ ایسے مجمع عظیم مین یہ سزا و ذلت واقع ہو اور جب کسی نے نہ دیکھا تو اس سزا سے کیا حاصل اور نکالنا اور لانا بالکل عبث و لغو اور اللہ تعالی فعل عبث سے پاک ہی جیسا کہ عقاید شیعہ مین بھی مقرر ہی ہفوہ پانزدہم حضرت نے ابوبکر و عمر کو ہجرت کے سفر مین اس سبب سے ساتھ لیا تھا تا کفار قریش کو بتا نہ دین کہ اس سمت کو گئے ہین اس ہفوہ کا بطلان ایسا نہین کہ محتاج بیان کا ہو کیا ضرور تھا کہ ابوبکر کو اس رادے پر اطلاع فرماتے اور ٹھیک دوپہر گرمی کے وقت انکے گھر جاکے مشورہ نکلنے کا کیا اور توشہ اور سواری انسے لی اور سفر کا کھانا اور اسوقت کا انکے گھر سے انکی لڑکی سے تیار کرانا پھر عامر بن فہیرہ ابوبکر کے چیلے کو راہ بتانے والا ٹھہرایا اور سواری کے اونٹ اسکو سونپے اور عبد اللہ ابوبکر کے بڑے بیٹے کو بطور جاسوس اور ہرکارے کے چھوڑا کہ رئیس قریش کی جو تدبیر و مشورہ کہ آپ کے طلب و تلاش مین کرین راتون رات اسکی خبر غار مین انکو پہنچائے اور حق تعالی نے کسواسطے ابوبکر کے حزن و اندوہ کو آنحضرت کے معاملے مین اور آنحضرت کے تسلی دینے کو ساتھ القاء معرفت خاصہ معیت کے بیان فرمایا اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا یعنی جسوقت کہ کہتا تھا اپنے ساتھی سے مت غم کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہی

ساری غرض شیعہ کی یہ ہی کہ اس سفر کی صحبت و رفاقت مین بزرگی اور بہت بڑی فضیلت ابوبکرؓ کی مشہور ہو
چاہتے ہین کہ اس فضیلت کو نقصان و برائی کی طرف لوٹائین لیکن ایک بات سے تمام واقع کو ادہر اودہر تحت و
فوق مین کیسے جھوٹا کرسکین گے ہر طرف سے جھوٹا کرنے والے انکی بات کے پیدا ہوتے ہین اور آبرو انکی خاک
ذلت مین ملاتے ہین وَيُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ارادہ کرتا ہی اللہ
کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹ اگرچہ گنہگار اسکو مکروہ جانین اسیواسطے ملا عبداللہ مشہدی نے جسکی
کتاب اظہار الحق ہی اس قصے مین بعد نہایت سعی و تلاش کے کہا ہی کہ از راہ انصاف نفس الامر یہی بات ہی
کہ یہ گمان نہایت بعید ہی اور تعجب ہی کیا ہی کہ خلیفہ اول کو کہ آنحضرت کے خسر تھے اور مسلمان ہونے مین بھی
بہتون سے سابق اور اکثر اوقات آپکی صحبت کے ملازم اور ہمیشہ حاضر باش خدمت اس سفر مین اپنے
ساتھ کے لیے اختیار کیا ہو اور انکی صحبت سے الفت رکھی ہو انتھی کلامہ بلفظہٖ ختم ہوا کلام اسکا لفظ
بلفظ اور قاضی نور اللہ شوستری نے بھی مجالس المومنین مین صریح لکھا ہی کہ اس بحث مین اہل سنت سچے ہی والحمد للہ
قَالَ الْمُفَسِّرُ النَّيْسَابُوْرِيُّ ثُمَّ اَنَّا لَا نُنْكِرُ اَنَّ اِضْطِجَاعَ عَلِيٍّ عَلٰى فِرَاشِهٖ طَاعَةٌ وَفَضِيْلَةٌ اِلَّا
اَنَّ صُحْبَةَ اَبِيْ بَكْرٍ اَعْظَمُ لِاَنَّ الْحَاضِرَ اَعْلٰى مِنَ الْغَائِبِ لِاَنَّ عَلِيًّا مَا تَحَمَّلَ الْمِحْنَةَ اِلَّا لَيْلَةً
وَاحِدَةً وَاَبُوْ بَكْرٍ مَكَثَ فِي الْغَارِ اَيَّامًا وَاِنَّمَا اخْتَارَ عَلِيًّا لِلنَّوْمِ عَلٰى فِرَاشِهٖ لِاَنَّهٗ كَانَ
صَغِيْرًا لَمْ يَظْهَرْ مِنْهُ دَعْوَةٌ بِالدَّلِيْلِ وَالْحُجَّةِ وَلَا جِهَادٌ بِالسَّيْفِ وَالسِّنَانِ بِخِلَافِ اَبِيْ بَكْرٍ
فَاِنَّهٗ دَعَا حِيْنَئِذٍ جَمَاعَةً اِلَى الدِّيْنِ وَقَدْ ذَبَّ عَنِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم
بِالنَّفْسِ وَالْمَالِ وَكَانَ غَضَبُ الْكُفَّارِ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَشَدَّ مِنْ غَضَبِهِمْ عَلٰى عَلِيٍّ وَلِهٰذَا
لَمْ يَقْصُدُوْا عَلِيًّا بِضَرْبٍ وَاَلَمٍ لَمَّا عَرَفُوْا اَنَّ الْمُضْطَجِعَ هُوَ انتھی ترجمہ کہا مفسر نیشاپوری
نے کہ ہمکو اس سے تو انکار نہین کہ علیؓ کا آنحضرتؐ کے بستر پر سونا طاعت و فضیلت ہی مگر یہ کہ رفاقت ابوبکرؓ
کی بہت بڑھکر ہی اسلیے کہ غائب سے حاضر کا درجہ اعلیٰ ہی علیؓ نے تو ایک رات کی محنت اٹھائی اور ابوبکرؓ
غار مین چند روز رہے صرف یہ بات ہی کہ آنحضرتؐ نے علیؓ کو جو اپنے بستر پر سولانا اختیار کیا اسواسطے
تھا کہ علی خورد سال تھے اُنسے یہ بات کہ مخلوق کی دعوت کرینگے دلیل و حجت کے ساتھ یا تلواروں نیزے
سے ظاہر نہین ہوتی تھی بخلاف ابی بکرؓ کہ بیشک اُنھون نے دعوت کی لوگون کو دین کی طرف اور حضرتؐ سے
دفع کیا جان و مال سے اور جیسا غضب سخت کافرون کا ابوبکرؓ پر تھا ایسا علیؓ پر کہان تھا اسی سبب

قصد علیؓ کا کیا تمام نہین نہ دکھ دینے مین جب پہچان لیا کہ وہ سوتے ہین ہفوہ شانزدہم کہتے ہین کہ قیامت کے دن پوست بدن فلان عورت کا اصحاب کہف کے کتے کے پوست سے بدل کرینگے اور یہ لفظ بلعم باعورا کے حق مین نازل ہوا انھون نے بلعم باعورا کو جو سزا وار اس سزا کا نہ دیکھا بطور اصلاح کے اپنا تصرف کیا اور ایسی روایت کی ہمیشہ قاعدہ اس فرقے کا یہی ہی کہ جو کافر منصوص الکفر ہین یعنی اُنکا کفر بہ نص ثابت ہی اللہ تعالیٰ و رسولؐ کے کلام سے جنھون نے نبیون اور رسولون سے حد درجہ کی عداوتین کی ہین اور قرآن مجید اُنکی شقاوت پر ناطق اُنکو کبھی برا نہین کہتے اور اُنکے بدحال کو شمار مین نہین لاتے بلکہ جو کچھ اُنکے حق مین عذاب واقع ہو زیادہ اُنکے مرتبے سے جانکر حضرتؐ کے خلیفون رضی اللہ عنہم اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مین روایت کرتے ہین اس سے ظاہر کہ قرآن و حدیث مین اصلاح کرتے ہین مگر یہ اصلاح ایسی ہو جیسے کسی احمق نے بعض آیات قرآن مین اصلاح دی تھی عَصٰی مُوسٰی رَبَّهٗ وَخَرَّ عِیْسٰی جب اُس سے پوچھا کہا عصا موسیٰ کا تھا نہ آدم کا اور گدھا عیسیٰ کا تھا نہ موسیٰ کا اور اس ہفوہ کی تکذیب مین قرآن ناطق ہی قولہ تعالیٰ یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ارادہ کرتا ہی اللہ تاکھووے تمسے نجاست اے اہل بیت اور پاک کردے تمکو نہایت پاک کرنا اور کتے کا پوست اگرچہ اصحاب کہف کا کتہ ہو نجس ہی ہی و قولہ تعالیٰ اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ یعنی پاکیزہ عورتین واسطے پاکیزہ مردون کے ہین اور پاکیزہ مرد واسطے پاکیزہ عورتون کے اور وہ بری ہین اُس سے جو کچھ وہ کہتے ہین و قولہ تعالیٰ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ یعنی نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد اسکے نہ بدلنا اُنکو عورتون سے جب بدلنا ان ازواج کا اور ازواج سے جائز نہوا کتے ناپاک سے بدلنا کیسے جائز ہوگا اور اس ہفوہ کو دیکھنا چاہیے کہ مضمون آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا بیشک جو لوگ کہ ایذا دیتے ہین اللہ تعالیٰ و رسولؐ کو لعنت ہی اُنپر اللہ تعالیٰ و رسولؐ کی دنیا و آخرت مین اور طیار ہی اُنکے واسطے عذاب ذلت کا کیسا چپکا ہوا ہی لیکن عذر اُنکا ظاہر ہی کہتے ہین ہم عداوت عایشہؓ سے ہاتھ نہین اُٹھائین گے اگرچہ ایمان ہمارا جو خدا و رسولؐ پر ہی برباد کیون نہوجائے بیشک مردون کا کام یہی ہی شاباش صد آفرین ہفوہ ہفدہم کہتے ہین جتنی زمین پر کہ بدن معصوم کا لگتا ہی کعبے سے ہزارون درجہ بہتر ہی اسپر نص کی ہی اُنکے شیخ مقتول نے دروس وغیرہ مین یہ ہفوہ بھی صریح باطل ہی اسواسطے کہ اس صورت مین لازم آتا ہی کہ بتخانے اور عبادتخانے یہود و نصاریٰ کے اور معبد رہبان کے اور آتشخانے مجوس کے

اور ہیکلین بتون کی کہ جہان کہین معصوم کا گذر پڑے سب کعبے سے بہتر ہون خصوص جو منزلین کو فہ اور صفین کے
بیچ مین ہین بلکہ گھر خلفاے عباسیہ کے کہ انمین چند ائمہ معصومین قید ہوئے تھے کعبۂ معظمہ سے ہزارون درجہ
افضل ہو اور معاویہ کا گھر جہان حضرت امام حسینؑ بتقریب بیمار پرسی کے گئے تھے اور اسی گھر مین یزید پلید
پیدا ہوا یہ بھی ہزارون درجہ کعبے سے بہتر ہو سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ہفوہ ہیژدہم خود مظہر الباہر
کہ صاحب حکم اور پادشاہ حقیقی اور امام معصوم مہدی منتظر ہین سوائے اُنکے کسیکو حدین شرعی قائم اور
فیصلے جھگڑون کے اور تعزیرین جاری کرنا اور جمعہ قائم کرنا اور جماعت پڑھانا کسیکا حق نہین ہی جو کوئی
ان کامون مین بدون اُنکے اذن کے دخل کرے بدکار و گنہگار ہی پھر آپ ہی کہتے ہین کہ جب تک مہدی موجود نہین ہین
امر شریعت کے راجع اُس مجتہد کی طرف ہونگے جسمین شرطین نیابت کی جمع ہون یعنی وہ شخص کہ درجۂ اجتہاد کو
پونہچا ہوا اُسکے زمانے مین اُسکے سوا کوئی اعلم نہو تب وہ قائم مقام امام معصوم کے ہی ہر چیز مین سوائے جہاد کے
اب ہم کہتے ہین کہ وہ طعنے جو اہلِ سنت پر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ خلیفہ رسولؐ کا اپنی طرف سے مقرر کرتے ہین
باجماع بے نص پیغمبرؐ کے اور اُسکے دین مین تصرف کرتے ہین کہان گئے اور کیون حرکت ملعونہ عمل مین لاتے ہین
کہ اس مسئلے پر سب امامیہ متفق ہین اُسکے سوا ایک اور خبط واقع ہوا کہ سب سے بڑھکے اعلم ہونا اُس آدمی کا اس زمانے
کے سارے عالمون سے کہ تمام شرق و غرب مین پھیلے ہوئے ہونگے نہایت مشکل باتون سے ہی بلکہ محال اسکے ساتھ
یہ کہ بعض اپنے عالمون سے کہ باجماع اُن کے معتقد ہین اور اُنکو امام کے قائم مقام پکڑا ہی امر و نہی سے اُن کے
باہر نکل کے نہین جاتے جیسے ابن بابویہ اور ابن معلم اور سید مرتضیٰ اور ابن مطہر حلی اور شیخ مقتول اور سوائے اُنکے
جنکا اعلم ہونا اپنے زمانے مین ثابت نہوا کیا کہین گے کہ جب شرط نیابت کی علم باعلم ہی تو ضرور دو شق لازم آوینگے
بیکار رہنا احکام شرعیہ یا خلاف قول معصوم کے ان دو آفت سے بچنا محال ہفوہ نوزدہم جہاد کو سوائے
وقت محدود و فاسد جانتے ہین اور گناہ سمجھتے ہین حالانکہ قرآن مجید اور متواتر حدیثون سے فضیلت جہاد
کی ہر وقت مین ثابت ہی اور عاقل بھی حکم کریگا کہ جب جہاد اسیواسطے واجب ہوا ہی کہ دشمن دین کے دفع
ہون اور اللہ کی باتین بلندی پکڑین جب تک کہ دشمن موجود ہون اور اللہ کی باتین محتاج بلند کرنیکی ہو
جاری رکھنا چاہیے باوصف ثبوت ان دو باعث کے جہاد ترک کرنا ایسا ہی جیسے مادہ مفسد موجود ہے اور
تنقیہ نکرنا یا اعضاء رئیسہ مین ضعف ہی اُسکو قوت نہ پونہچانا ہفوہ بستم کلام اللہ کو قرآن منزل نہین
جانتے محرف عثمانی کا سمجھتے ہین یعنی اُنکا بدلا ڈالا ہوا کیا خوب کاش اسی عقیدے پر ثابت رہین لیکن

اپنے ائمہ سے روایت کرتے ہین کہ اسی کلام محرف کو نمازوں مین پڑھا کرتے تھے اور ثواب ہی کی نیت سے پڑھتے تھے اور اسی کی آیاتون کو شریعت کے حکمون مین دلیل کرتے تھے اور تمام امامیہ بھی کلام محرف تلاوت کیا کرتے تھے اور مردون کو اسکا ثواب بخشتے تھے اگر وہ عقیدہ ہو تو یہ حرکت لغو کیا ہی **ہفوہ بست و یکم** کہتے ہین مراد دابۃ الارض سے حضرت امیر المؤمنین ہین قَاتَلَهُمُ اللّٰه خدا انکو مارے کیسے بے ادب ہین اللہ تعالیٰ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ اس آیت کو کلینی نے بھی تفسیر کی اور تہمت افترا کی حضرت امام ابو جعفر رضی کو لگائی کہ یہ روایت کرتے ہین حضرت امیر المؤمنین سے إِنَّهُ قَالَ أَنَا الدَّابَّةُ الَّتِي تُكَلِّمُ النَّاسَ بیشک مین وہ جانور زمین کا ہون کہ لوگون سے باتین کرتا ہون حال آنکہ قرآن مجید مین صریح مذکور ہی کہ جب دابۃ الارض نکلیگا قرب قیامت کا ہوگا اور لوگون پر مری پڑے گی اور زمانہ حضرت امیر کا اسوقت سے بہت مقدم ہی اور حسب زعم امامیہ کے انکے لوٹنے کا زمانہ وقت امام مہدی کا ہی اور ابھی قیامت کی مہلت دراز ہی **ہفوہ بست و دوم** تمام دنیا فرج چھوڑ کیونکہ اور اپنے حرمون کی مہمانون اور دوستون کے واسطے بہترین عبادتون سے ہی اور بہت بڑی طاعتون سے جانتے ہین اور بڑا ثواب اُسپر روایت کرتے ہین اور ابن بابویہ صاحب نے رقاع مزورہ یعنی فریب کے رقعے صاحب زمان یعنی امام مہدی کی طرف سے نقل کیے ہین جنکے پڑھنے سے ہر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اور پھر ایسی بے غیرتی و بے ناموسی کی نسبت ایسے عالی حضرتون کے ساتھ کرتے ہین **ہفوہ بست و سوم** عورتون کے متعہ کو سب عبادتون اور طاعتون سے افضل و بہتر جانتے ہین تفسیر میر فتح اللہ شیرازی مین بیچ اس آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ترجمہ پس جو کچھ کام مین لاؤ اُسکو عورتون سے تو دو انکو اجرت انکی مقرری ابن بابویہ سے نقل کی ہی اور وہ حضرت امام جعفر سے روایت کرتا ہی کہ اگر کسی عورت کو متعہ کرے خَالِصًا مُخْلِصًا لِوَجْهِ اللّٰهِ جو بات کہ اُس سے کرے اللہ تعالیٰ اُسکی ہر بات پر ایک نیکی لکھے اور جو اُس سے صحبت کرے اللہ تعالیٰ اُسکے سب گناہ بخشدے اور جو غسل کرے حق تعالیٰ اُسکے ہر بال کی گنتی کے موافق جسپر پانی اُترا ہی مغفرت اور رحمت اُسکو بخشتے بس موجب اس روایت کے آدمی کو عمر بھر مین ایک متعہ کرنا گناہ بخشوانے کو کافی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس تفسیر مین روایت لایا ہی کہ جو کوئی دنیا سے جائے اور اُسنے متعہ نہین کیا ہی قیامت کے دن بد صورت و بد ہیئت ہوگا جیسے کسیکی ناک کاٹ ڈالی ہو اور بموجب اس روایت کے معاذ اللہ انبیا و ائمہ کہ بالاتفاق انھون نے متعہ نہین کیا ہی اس فضیحت مین گرفتار ہونگے اور بھی تفسیر مذکور مین آنحضرت سے روایت کرتا ہی

جو کوئی ایک بار متعہ کرے درجہ اُسکا مثل درجہ حسینؑ کے ہو اور جو دو بار متعہ کرے درجہ حسنؑ کا پاوے اور جو
تین بار متعہ کرے درجہ اسکا علیؑ کے درجے کو پونہچے اور چار بار مین درجہ میرا ہی ایک پٹھان خوش طبع نے یہ روایت
سنی اور کہا کہ اس روایت مین کوتاہی کی ہی چاہیے تھا کہ پانچ بار متعہ کرنے کے ثواب کو خدائی کا مرتبہ حاصل
ہونا قرار دیتے تو متعہ کی بزرگی اچھی طرح ثابت ہوتی اور بھی سلمان فارسی سے اور مقداد اسود کندی اور
عمار یاسر رضی اللہ عنہ سے اُسی تفسیر مذکور مین مروی ہی کہ ہم ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس ہم تھے آنحضرت اُٹھے اور خطبہ بلیغ پڑھا بعد اُسکے فرمایا کہ اے لوگو جانو کہ بھائی جبرئیل نے مجکو ایک
تحفہ اپنے پروردگار کے پاس سے پونہچایا کہ وہ متعہ کرنا مومن عورتون کے ساتھ اور مجسے پہلے کسی پیغمبر کو یہ تحفہ
عطا نہوا اور مین تمکو اُسکا حکم دیتا ہون کہ یہ میری سنت ہی میرے زمانے مین اور میرے بعد جو کوئی اُسکو
مجسے قبول کرے اور اُسپر عمل کرے وہ مجسے ہوگا اور جو کوئی مخالفت کرے بہ تحقیق مین نے حکم کیا گویا اُسنے خدا سے
مخالفت کی اور جان لو کہ اہل مجلس سے ایک شخص [illegible] مخالفت میری کریگا اور اُسکو باطل ٹھہرائیگا بغض کے سبب
جیسا کہ اُسکو ثابت [illegible] مین گواہی دیتا ہون کہ وہ شخص [illegible] خدا کی لعنت اُسپر ہوگی جو میرا مخالف
بنیگا اس سبب سے کہ جو اُسسے انکار کریگا وہ گویا منکر [illegible] کا ہوا اور اُسنے مخالفت خدائی کی اور
مخالف خدا کا بیشک دوزخی ہی اور [illegible] جو کوئی متعہ کریگا بہشتی ہوگا جب عورت اپنے
مرد متعہ کے پاس بیٹھے گی ایک فرشتہ اُتریگا انکی رکھوالی کریگا اُسوقت تک کہ اُس مجلس سے اُٹھین اگر
آپس مین باتین کرین وہ انکے لیے ذکر و تسبیح ہوگا اور جب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑینگے جو گناہ انھون نے
کیے ہین سب انکی پورون سے جھڑ پڑینگے اور جو ایک دوسرے کو چومینگے اللہ تعالی ہر بوسے کے عوض
مین ایک حج و عمرے کا ثواب انکے واسطے لکھیگا جیسے اونچے اونچے پہاڑ اور جب اُٹھکر غسل مین مشغول ہونگے
حق تعالی فرشتون سے کہیگا دیکھو یہ دو بندے میرے ہین جو اُٹھے ہین اور غسل مین مشغول ہین اور اعتقاد
رکھتے ہین کہ مین انکا پروردگار ہون تم گواہ ہو کہ مین نے انکو بخش دیا اور ہر بال بال پر انکے جسم کے پانی
غسل کا اُتریگا اللہ تعالی ایک نیکی لکھیگا اور ہر برائی مٹائیگا اور دس درجے بلند کریگا یہ سنکے امیر المومنین
علی علیہ السلام اُٹھے اور پوچھا یا رسول اللہ جو شخص کہ اس مقدمے مین کوشش کرے وہ کیا بدلا پائیگا
فرمایا اُسکو بھی وہی بدلا ہی جو مرد متمتع اور عورت متمتعہ کو ہی اسکے بعد فرمایا اے علی جب مرد متمتع اور
عورت متمتعہ غسل سے فارغ ہونگے جو قطرہ پانی کا کہ انکے بدن سے گریگا اللہ تعالی اُس سے ایک فرشتہ

پیدا کریگا کہ اللہ تعالی کی وہ تسبیح و تقدیس کریگا اُسکا ثواب اُس غسل کرنے والے کو ملیگا قیامت تک اُسی عمل
جو کوئی اِس سنت کو سہل و سرسری جانیگا اور اسکو مباح نہین کریگا وہ میرے شیعہ سے نہین ہی مین اُس سے
بیزار ہون اِن روایتون مین غور کرنا چاہیے کہ تمام شریعتون سے کسقدر مخالف ہین نکاح کو کہ بالاتفاق سنت
انبیا کی ہی اُسکو کسی نے نہین کہا کہ اِس سے گناہ مٹ جاتے ہین اور درجے بڑھ جاتے ہین سو رہگیا یہ فعل فاحشہ
پلشت یعنی پلید کسی دین و آئین مین مستی نکالنے اور اپنے حظ نفس اُٹھانے پر اسقدر ثواب بلکہ انکا سوان حصہ
بھی نہین ٹھہرایا ہی یہ عجب دین اور طرفہ آئین ہی کہ جسمین خدا کے دشمنون سے لڑنا اور رمضان کی راتون مین
تمام رات قرآن پڑھنا جسکی مدح و صفت تمام قرآن مین ہی یہ تو بہت بڑا گناہ اور نہایت کبیرہ ہوا اور یہ قیام
رات بھر کا اور محنت نفس کی جو عورت متعہ سے رات بھر رہے ایسی عبادت ہو کہ ایک دفعہ کرنے مین درجہ
امامت کا اور چار دفعہ کرنے مین درجہ نبوت اور ختم رسالت کا حاصل ہو حیف صد حیف کہ قرآن مجید خاص
اسواسطے نازل ہوا کہ جن چیزون پر ثواب واجب ہو اور جنت مین پہنچنے کی جو راہ ہی اسکو بتائے اور یہ
جو بڑی بڑی عبادتین ہین جنکی فضیلتین اور تعریفین مذکور ہوئین کیا وجہ کہ انکی کہین اسمین کبھی بو بھی
نہین پائی جائے اور ایسی راہ سہل مزیدار سے اسمین ایک روزن بھی نہین کھولا بڑا مزہ بگڑ گیا اور جب راہ
سیدہی سے ایمہ اور انبیا کے درجون کو پہنچ جاتے مطلق نہین معلوم ہوئی اگر چند روایتین ضعیف واہی
ابن بابویہ کی عیلی مین یا میر فتح اللہ شیرازی کے پٹارے مین لتہ حیض کی طرح دبی چھپے رہین اور کسی نے
انکو یقین نہ کیا تو کیا لطف اور کونسا احسان ایسے عمدہ مطلب کو تو چاہیے تھا قرآن مین بار بار ذکر کرتے
جیسے نماز روزہ اور جہاد و حج تو خاص و عام اسکو معلوم کرتے اور ہر طفل مکتب بھی اسکی تلاوت کرتا
تا مشہور و متواتر ہو جاتی علی ابن احمد ہبتی کہ فرقہ امامیہ کے بڑے عالمون سے ہی ابھی عنقریب کربلا معلی
مین گذرا ہی اور امام جامع مسجد جائر اور وہان کا خطیب تھا اور انکے مجتہدون واجب الاطاعۃ سے اور
اور بڑے بڑے علمانے انکے کہا ہی کہ متعہ دوریہ باجماع فرقہ امامیہ کے جایز ہی کہ ایک عورت کو چند آدمی
ایک رات کے واسطے متعہ کرین ہر ایک ایک ساعت یا دو ساعت کے واسطے اور کبھی کہا ہی کہ ہمارے
نزدیک یعنی امامیہ کے نزدیک اصح یہ ہی کہ متعہ ذوات البعال یعنی عورتین شوہر والیکا بھی جائز ہی جب
جورو ان انکی سنی ہون کسواسطے کہ نکاح اہل سنت کا ہمارے نزدیک صحیح نہین ہی پس گویا جورو ان
انکی بے شوہر ہین اور متعہ بے شوہر والیکا بالاجماع جائز ہی اور متعہ ہندو اور مجوسی عورتونسے بھی جائز ہی بشرطیکہ

زبان سے کلا الٰہ الا اللہ کے ساتھ ہے گو اُسکے دل میں اسکے معنے سے کچھ منوالحاصل جب متعہ بہت بڑی عبادت ہی
لہذا اسکو وسعت دینا ضرور ہی تو کوئی شخص کسی وقت مین اور کسی جگہ اُسکے ثواب بیحساب سے محروم نرہے
خاتمۃ الکتاب وفذلکۃ الحساب جاننا چاہیے کہ جب اختلاف امت کا مذہبون مین پیدا
ہوا کہ کوئی گروہ سُنی ہو گیا کوئی شیعہ تو لازم ہی کہ نشانیان اصل وحقیقت ہرایک مذہب کے دونوں فریق
سے کلام اللہ اور اہل بیت کے قولون سے جستجو کرین کہ کونسا مذہب بالاتفاق کفار سے مشابہت رکھتا
ہی اور کون جادہ ضلالت مین گرفتار ہو اور کون اُس مشابہت و ضلالت سے برکنار اس بات کو غور و لحاظ
کرین کسواسطے کہ جب آپس مین جھگڑا اور نزاع ہوتا ہی تو ایک دوسرے کی روایتون کو نہین مانتے ہین
لہذا جسپر اللہ کی کتاب ور قول عترت کی گواہی دین اُس مذہب کی اصل وحقیقت کو ہم سچ جانین
اور اُسکے مقابل کو باطل سمجھین اسلیے کہ جو مذہب کفار کے آئین ووضع سے مشابہت تمام رکھتا ہی وہی
باطل ہی اور جو خلاف اسکے وہی حق ہی پس اول ہمنے قرآن مجید مین نظر کی تو بہت آیتین پائین کہ
اہل سنت کے مذہب کے حقیت کو بتاتی ہین اس موقع پر تبرکا موافق شمار اثنا عشریہ کی بارہ آیتین
تلاوت کرین **آیت اول** مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ الاٰیۃ ترجمہ محمد رسول اللہ کے ہین اور وہ لوگ کہ اُنکے ساتھ ہین سخت ہین کافرون پر
رحیم اپنے آپس مین دیکھیگا تو اُنکو رکوع وسجود مین کہ چاہتے ہین فضل کو خدا سے اور رضامندی
اُنکی صورتون مین نشان ہین نماز کے اس آیت سے معلوم ہوا کہ مذہب حق وہی مذہب ہی کہ جو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیون کے طریقے پر ہی اسواسطے کہ جو موافق ممدوح کے ہی وہی ممدوح ہی
آیت دوم وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ
ترجمہ اور وہ لوگ کہ آئے بعد اُنکے کہتے ہین اے پروردگار ہمارے ہمکو بخشدے اور ہمارے بھائیونکو
کہ ہمسے پہلے پونہچے ہین ایمان کو اور مت رکھ ہمارے دل مین کینہ خاص اُن لوگون کا جو ایمان لائے
اے پروردگار ہمارے تو مہربان ورحیم ہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ مذہب اُن لوگونکا حق ہی
جو کسی مومن کی طرف سے دل مین کینہ نہین رکھتے اور اگلے ایمان لانے والون کے حق مین جو

صحابہ کرامؓ اور امہات المومنین ہین بدلیل ذکر مہاجرین و انصار کے جو ما قبل آیت کے ہی خدا سے
مغفرت چاہتے ہین آیت سوم وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ترجمہ
جو شخص کہ مخالفت کرتا ہی رسول کی بعد اسکے کہ اُسپر سیدھی راہ کھل گئی پیروی کرے سوا راہ مسلمانونکے
حوالے کرینگے ہم اُسکو جو کچھ اُسنے خود اختیار سے کیا ہی اور داخل کرینگے دوزخ مین کہ بُری جگہ لوٹنے
کی ہی معلوم ہوا کہ جو کوئی خلاف راہ مومنون کے اختیار کریگا مستحق دوزخ کا ہوگا اور مومن
اُسوقت مین نتھے مگر صحابہ وَقَدْ نَصَّ عَلٰى ذٰلِكَ امیر المومنین كما نقلنا عن نہج البلاغۃ
آیت چہارم وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ
هُمُ الْفَاسِقُونَ ترجمہ وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگون سے جو تم مین ایمان لائے ہین اور نیک کام
کیے ہین البتہ خلیفہ کرے اُنکو زمین مین جیسے کہ خلیفہ کیا اُنکو جو اُنسے پہلے تھے اور ضرور تمکین دیگا
انکے واسطے انکے دین کو کہ پسند کیا ہی اللہ ہی نے انکے واسطے اور ضرور بدل دیگا انکو بعد خوف و ڈر کے امن یہ لوگ
میری عبادت کرینگے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہراوینگے اور جو کافر ہوگا بعد اسکے بس وہ گروہ فاسقون
سے ہوگا معلوم ہوا کہ جو دین خلفا کے زمانے مین جم گیا اور قرار پکڑ گیا خدا کی مرضی کا دین ہی اور جو
دین اُسوقت مین نتھا اور اگر تھا تو دبا چھپا مرضی خدا کا نتھا اور مخالف لوگ اُس دین کی ناشکری
اور کافر نعمت استخلاف دین کے ہین خدا کی طاعت سے خارج جیسے خارجی اور ناصبی اور رافضی
آیت پنجم هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ترجمہ
وہ اللہ ایسا ہی کہ رحمت بھیجتا ہی تمپر اور فرشتے اُسکے تا نکالے تمکو اندھیرون سے طرف نور کے مخاطب
اس آیت کے صحابہ ہین اور تابع انکے کہ وہ بھی ظلمات سے نکلے اسلیئے کہ جو کوئی اندھیری رات مین چلے
اور اُسکے پاس مشعل ہو البتہ جو لوگ اُسکے ہمراہ ہونگے وہ بھی ظلمت سے نجات پاوینگے آیت ششم
فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلٰى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَ
أَهْلَهَا ترجمہ بس اُتاری اللہ نے اپنی تسکین اپنے رسول اور ایمان والونپر اور قائم رکھا اُن کو

پرہیزگاری کی بات پر اور یہ لوگ سزاوار اسکے اور لایق اسکے تھے معلوم ہوا کہ جو لوگ صلح حدیبیہ
مین مہاجر و انصار سے حاضر تھے سکینہ نازل ہونے مین شریک پیغمبر کے تھے اور کلمہ تقوی انکو لازم تھا کسی
حال مین انسے جدا نہین ہوتا تھا اور بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر خلاف تقوی انسے ظہور مین
آئے معنی لزوم کے خراب ہو جائین اور یہی معلوم ہوا کہ وہ جماعت تقوی کے واسطے احق یعنی سزاوار تر
تھی اور پوری پوری لیاقت اوسکی رکھتی تھی بس جو کوئی طالب تقوی کا ہو چاہیے کہ انکا پیرو بنے آیت ہفتم
لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ترجمہ لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اوسکے ہین کوشش کرتے ہین
اپنے مالون اور جانون سے اونھین لوگون کے واسطے نیک چیزین ہین اور وہی فلاح پانے والے ہین اور کچھ
شک نہین ہے کہ مفلح کا پیرو مفلح ہے آیت ہشتم وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ
اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ترجمہ لیکن
اللہ نے محبت دی تمکو ایمان کی اور رونق دی اوسکو تمھارے دلون مین اور نہایت بُرا کر دکھایا تمھارے نزدیک
کفر و بدکاری و گناہ کو وہی لوگ راشد ہین یعنی راہ پانے والے خدا کے فضل اور اوسکے احسان سے اور تابع راشد کا
راشد ہے آیت نہم مہاجرین کے حق مین اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا
بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ترجمہ وہ لوگ اگر جگہ دین ہم اُنکو زمین مین قائم کرین نماز اور دین زکوۃ
اور حکم کرین ساتھ معروف کے اور منع کرین منکر سے وَعْدُ وُقُوْعِ الْمُقَدَّمِ يَجِبُ وُقُوْعُ التَّالِيْ صَوْنًا لِكَلَامِ اللّٰهِ
تَعَالٰى عَنِ الْكِذْبِ لٰكِنَّ الْمُقَدَّمَ وَاقِعٌ اور جو کوئی پیروی ایسے لوگون کی کرے بے شبہ دین حق پر ہے آیت دہم
هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا
لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا
بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ترجمہ اوسنے چھانٹا ہے تمکو اور دین مین تمپر کوئی تنگی نہین
رکھی مقرر کیا تمپر دین تمھارے باپ ابراہیم کا اور اُسنے نام رکھا تمھارا مسلمان اس سے پہلے اور اس
کتاب مین بھی تو ہوے رسول تمھارا گواہ اور تم گواہ ہو لوگون کے بس قائم کرو نماز اور دو زکوۃ اور مضبوط
پکڑو خدا کو وہی ہے مالک تمھارا اور کیا اچھا دوگار ہے آیت یازدہم كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ترجمہ ہو تم بہترین امت جو خروج کیے گئے

لوگون کے واسطے حکم کرتے ہو ساتھ معروف کے اور منع کرتے ہو برائی سے معلوم ہوا کہ یہ امت خیر کے ساتھ
موصوف ہین وہی گروہ ہین جو امر معروف پر حکم کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا جنکی شان ہے نہ تقیہ کرنا اور چھپانا
اور خوشامد آیت دوازدہم هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى
الدِّیْنِ كُلِّهٖ ترجمہ اللہ ایسا ہے جسنے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ ظاہر کرے اُس
دین کو کل دینون پر معلوم ہوا جو دین کہ ظاہر اور کھلم کھلا ہو وہی حق ہے نہ دبا چھپا اور یہ جو کہتے ہین کہ مذہب
شیعہ کے ظہور کا وقت زمان دولت مہدی کا ہے بالکل پوچ کسواسطے کہ لام لِیُظْهِرَهٗ کا متعلق بِاَرْسَلَ
رَسُوْلَهٗ کا ہے تو چاہیے کہ بعد ارسال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اُس دین کا ہو جو ہمیشہ اور پایدار ہے
گو وہی دین اہل سنت کا ہے آب ہم پھر اقوال عترت کی طرف لوٹتے اور اہل سنت کی روایتون سے دستبردار
ہوئے شیعہ کی کتابون مین ڈھونڈھیں تو بہت روایتین حضرات اہل بیت سے جو صریح اس بات کو بتاتین
کہ مذہب اہل سنت کا حق ہے اور شیعہ کا باطل پائین چنانچہ اُنھین مین سے روایت ہے صاحب کتاب
السَّوَادِ وَالْبَیَاضِ مِنَ الْاِمَامِیَّةِ عَنِ الْاِمَامِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جَعْفَرِ الصَّادِقِ فَاِنَّهٗ قَالَ فِیْ تَفْسِیْرِ
قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ قَالَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِمَا سَبَقَ لَهُمْ مِنَ التَّوْفِیْقِ وَالْاِعَانَةِ
وَرَضُوْا عَنْهُ بِمَا مَنَّ عَلَیْهِمْ مِنْ مُتَابَعَتِهِمْ رَسُوْلَهٗ وَقَبُوْلِهِمْ مَا جَاءَ بِهٖ ترجمہ
کتاب السواد والبیاض والے نے امامیہ کے روایت کی امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ یعنی جعفر صادق سے سو بیشک کہا
اُنھون نے اللہ تعالی کے اس قول کی تفسیر مین اور آگے پہونچنے والے جو پہلے لوگ ہین مہاجر اور انصار سے
اور وہ لوگ جو انکے پیچھے آئے نیکی کے ساتھ راضی ہوا اللہ اُن سے اور راضی ہوئے وہ اُس سے اور کہا مفسر
نے کہ راضی ہوا خدا اُن سے اس بات مین کہ جو کچھ توفیق و مدد انکو پہونچی اور یہ اُس سے راضی یون ہوئے کہ
اُسنے اُنپر احسان رکھا جو اُنھون نے پیروی اُسکے رسول کی کی اور جو کچھ رسول لایا اُسکو مانا بس معلوم ہوا کہ
جو مہاجرین و انصار کے تابع ہین اُنکو مرتبہ رضوان الٰہی کا کہ موافق نص قرآن کے ورضوان من اللہ اکبر تمام
لذتون اور نعمتون آخرت سے بہتر ہے حاصل ہے اور اُنھین مین سے ہے روایت صاحب الفصول کی جو فرقہ
امامیہ کے اثنا عشریہ سے تھا جسنے ابی جعفر محمد بن علی باقر سے روایت کی ہے اَنَّهٗ قَالَ لِجَمَاعَةٍ خَاضُوْا فِیْ
اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ اَلَا تُخْبِرُوْنِیْ اَنْتُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ

وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالُوْا لَا قَالَ فَاَنْتُمْ
مِنَ الَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَاَنْتُمْ
فَقَدْ بَرِئْتُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا اَحَدَ هٰذَيْنِ الْفَرِيْقَيْنِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكُمْ لَسْتُمْ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ترجمہ بیشک کہا انھون نے
اُس گروہ سے جو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے حق مین باتین کہتے تھے آیا تم مجکو بتاتے نہین کیا تم اُن مہاجرون
سے ہو جو نکالے گئے اپنے گھرون سے اور مالون سے کہ ڈھونڈھتے تھے اللہ کے فضل و رضوان کو اور مدد کرتے تھے
اللہ اور اُسکے رسولؐ کی تو انھون نے کہا نہین کہا کیا تم اُن لوگون سے ہو جنھون نے جگہ پکڑی دار ہجرت مین اور
ایمان مین لینے پہلے دوستدار اُن لوگون کے جنھون نے اُنکی طرف ہجرت کی کہا نہین کہا پس تم خود کنارہ ہوئے
اُس سے کہ ان دونون فریقون سے کوئی ہو اور مین گواہی دیتا ہون کہ تم نہین ہو اُن لوگون سے جنکو
اللہ تعالی نے فرمایا اور جو آئے ہین بعد اُنکے کہ کہتے تھے اے پروردگار ہمارے بخشدے ہمکو اور ہمارے
بھائیون کو جو سابق ہین ہمسے ایمان میں اور مت کر ہمارے دلون مین تنگی اُن لوگون کی طرف سے کہ ایمان
لائے بیشک تو مہربان رحم کرنے والا ہی اس اثر سے صریح مستفاد ہی کہ جو صحابۂ کبار کو برا کہتے ہین گمراہ ہین
بلکہ دائرۂ ملت سے خارج اور انھین سے وہ ہی کہ حضرت امام سجاد نے دعا فرمائی ہی اور صحابہ پر صلوۃ بھیجی ہی
اور انکی مدح کی ہی اِنَّهُمْ اَحْسَنُوا الصُّحْبَةَ وَاَنَّهُمْ فَارَقُوا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ فِيْ اِظْهَارِ كَلِمَتِهٖ وَاَنَّهُمْ
كَانُوْا مُصِرِّيْنَ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ ترجمہ بیشک وہ اچھی صحبت رکھتے تھے اُنکے ساتھ اور چھوڑا انھون نے ازواج
و اولاد کو کلمۂ اسلام ظاہر کرنے کو اور وہ ثابت قدم تھے آنحضرتؐ کی صحبت مین بعد اُس دعا کے فرمایا ہی اَلَّذِيْنَ
اتَّبَعُوا الصَّحَابَةَ بِاِحْسَانٍ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ترجمہ
واسطے اُن لوگون کے جنھون نے پیروی کی صحابہ کے نیکی کی ساتھ اور کہتے ہین رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا الخ اور شکر
خدا کا کہ یہ فرقۂ اہلِ سنت مین ہی رافضی اور خارجی اور ناصبی سب اس وصف کے مخالف ہین ظاہر اور
انھین سب سے یہ کہ اُس تفسیر مین جو شیعہ کے نزدیک امام حسن عسکری سے منسوب ہی اور جو اخبار شیعہ کے
ہین انھون نے اُسکو اُن سے روایت کی ہی یہ خبر موجود ہی اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلٰى اٰدَمَ يَا اٰدَمُ اَنَّ مُحَمَّدًا
لَوْ وُزِنَ بِهٖ جَمِيْعُ الْخَلْقِ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ

الصَّالِحِیْنَ مِنْ اَوَّلِ الدَّھْرِ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَمِنَ الثَّرٰی اِلَی الْعَرْشِ لَرَجَحَ بِھِمْ یَا اٰدَمُ لَوْ اَحَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْکُفَّارِ اَوْ جَمِیْعُھُمْ رَجُلًا مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ لَکَافَاہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ ذٰلِکَ بِاَنْ یَّخْتِمَ لَہٗ بِالتَّوْبَۃِ وَالْاِیْمَانِ ثُمَّ یُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ ترجمہ تحقیق اللہ نے وحی بھیجی آدم کی طرف اے آدم بیشک محمد اگر تولا یا جائے تمام مخلوق یعنی نبیوں اور رسولوں اور فرشتوں مقرب اور صالح بندوں سے جو شروع زمانہ سے آخر زمانے تک ہوئے اور ہونگے اور زیر خاک سے بالای عرش تک تو محمد ہی کو فوقیت ہوگی ان سب پر اے آدم اگر دوست رکھے کوئی شخص کسی کفار کو یا سب لوگ کفار کے کسی شخص کو آل محمد واصحاب محمد سے ضرور بدلا دیگا اللہ عزوجل اس دوستی سے اور خاتمہ اوسکا توبہ اور ایمان پر کریگا پھر اُسکو جنت مین داخل کریگا آپ اس روایت مین کوئی جگہ تمسک کی شیعہ اور ناصبیون اور خارجیون کو نہین ہی جو کہین کہ ہم بھی بعض آل واصحاب کو دوست رکھتے ہین اسواسطے کہ گفتگو اوس شخص مین ہی کہ ایک کس کو خاص کرے محبت کے ساتھ بغیر بغض دوسرون کے نہین تو موافق قرینہ مقابلے کے اگر یہ معنی نہ سمجھے جائین تو کلام مین خلل واقع ہو اور خلاف مقصود کے پڑے اور ظاہر ہی کہ جب محبت ایک شخص کی موجب فضیلت ہی بغض اُسکا البتہ موجب نقصان کا ہوگا اور اگر ان سب باتون سے ہم درگذر کرین تو جو لوگ تمام آل واصحاب کی محبت کو جمع کر رہے ہین ضرور ہی اولی اور ارفع اور راجح ہونگے درجہ کی روسے وَفِیْہِ الْمُدَّعٰی اور اُنھین مین سے اُسی تفسیر مین واقع ہی اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَوْحٰی اِلٰی اٰدَمَ اِنَّ اللّٰہَ لَیَفِیْضُ عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِنْ مُحِبِّیْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مَا لَوْ قُسِمَتْ عَلٰی کُلِّ عَدَدِ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ طُوْلِ الدَّھْرِ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَکَانُوْا کُفَّارًا لَاَدَّاھُمْ اِلٰی عَاقِبَۃٍ مَحْمُوْدَۃٍ وَاِیْمَانٍ بِاللّٰہِ حَتّٰی یَسْتَحِقُّوْا بِہِ الْجَنَّۃَ وَاِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ یُبْغِضُ اٰلَ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابَہٗ اَوْ وَاحِدًا مِنْھُمْ یُعَذِّبُہُ اللّٰہُ عَذَابًا لَوْ قُسِمَ عَلٰی مِثْلِ خَلْقِ اللّٰہِ لَاَھْلَکَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ترجمہ تحقیق اللہ نے وحی کی آدم کی طرف بیشک اللہ فیض دیتا ہی ہر ایک کو دوستون محمد اور آل واصحاب محمد کو کہ اگر بانٹا جائے ہر واحد پر جو کچھ پیدا کیا ہی خدا نے ابتدا زمانے سے آخر تک اور سب کافر ہون ضرور پہونچائے اونکو طرف انجام نیک کے اور ایمان کے ساتھ خدا کے تاوہ مستحق جنت کے ہوجائین اور بیشک ایک شخص جسنے بغض کیا آل محمد اور اصحاب محمد سے یا ان مین سے کسی ایک کے ساتھ عذاب کریگا اوسکو ایسا عذاب کہ جو بانٹا جائے کل مخلوق خدا پر تو سبکو ہلاک کرے اس روایت مین

غور و تامل کرنا چاہیے کہ جس جگہ ذکر محبت کا کیا ہی واحد نہین فرمایا ہی پس معلوم ہوا کہ محبت مین محبت سب آل و اصحاب کی ضرور ہے اور مقام ذکر بغض مین اَوْ وَاحِدًا بھی فرمایا ہی پس بغض ایک شخص کا بھی ہلاک مین کافی ہی اور ظاہر ہی کہ محب تمام آل و اصحاب کے اور بغض سے بری سوا اہل سنت کے نہین و الحمد للہ رب العالمین اور نیز انھین مین سے نہج البلاغت مین ہی کہ حضرت امیر سے روایت کی ہی اِنَّهٗ قَالَ اِلْزَمُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّ یَدَ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ وَاِیَّاکُمْ وَالْفُرْقَةَ فَاِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّیْطَانِ ترجمہ بیشک کہا انھون نے لازم پکڑو اجتماع کثیر کو کسواسطے کہ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہی اور بچو تم اختلاف سے پس ضرور ایک طرف ہونا لوگون سے حصہ شیطان کا ہی اور سواد اعظم اگلی صدیون بلکہ جملہ صدیون مین آج کے دن تک بھی اہل سنت ہین فقط اور انھین مین سے ہی نہج البلاغہ مین اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ اِنَّ لِلنَّاسِ جَمَاعَةً یَدُ اللّٰهِ عَلَیْهَا وَغَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ خَالَفَهَا ترجمہ بیشک فرمایا امیر المومنین نے کہ ضرور لوگون کے واسطے جماعت ہی جسکے سر پر خدا کا ہاتھ ہی اور غضب خدا کا ہی اوسپر جو مخالف جماعت کا ہی اور جماعت سب صدیون مین اہل سنت کے سوا اور کوئی نہین گذرے یہانتک کہ شیعہ کے نزدیک بھی انکا نام جماعت ہی پس جو مخالف انکا ہی اوسپر غضب خدا کا ہی موافق نص معصوم کے اور ان دونون روایتون کے قطع نظر جو کچھ کہ نہج البلاغت مین ہی کہ تمامہا شیعہ کے نزدیک متواتر ہی تمام جبار والے انکے مثل ابو جعفر محمد بن یعقوب الرازی الکلینی اور محمد بن علی بن بابویہ القمی و شیخ ابو محمد بن حسن طوسی اور سوا انکے سبنے روایت کی ہی اور اپنی کتابون مین طرح طرح پر لائے ہین یہ تین روایتین ناطق اہل بیت کی صحت و حقیت مذہب اہل سنت مین پھر جو ہمنے تامل کیا تو دیکھا کہ اہل سنت کے پیشوایون نے خواہ فقہ کے فرقون مین خواہ اصول عقاید خواہ سلوک طریقت بلکہ تفسیر و حدیث مین بھی سب اہل بیت سے اخذ کیا ہی اور اہل بیت کی شاگردی مین مشہور و معروف اور اہل بیت کے امامون نے ہمیشہ انکے حق مین مہربانیان اور فراخ خاطریان فرمائی ہین بلکہ خوشخبری دی یہ بات امامیہ کی کتابون مین ثابت ہی بلکہ انکے بڑے بڑون کا اقرار ہی صحیح اگر دیدہ و دانستہ حق پوشی کرین اسکا کچھ علاج نہین ابن مطہر حلی نے نہج الحق اور منہج الکرامۃ مین اقرار کیا ہی اس بات کا کہ ابو حنیفہ اور مالک نے حضرت صادق رضہ سے علم حاصل کیا ہی اور شافعی شاگرد مالک کے اور احمد حنبل شاگرد شافعی کے ہین اور ابو حنیفہ نے حضرت باقر اور زید شہید رح کی بھی شاگردی کی ہی اب امامیہ اپنے مجتہدون کے حق مین جن مین شروط اجتہاد کے جمع ہون بحالت غیبت امام کے انپر

اعتقاد رکھتے ہین کہ اطاعت انکی واجب ہو خیال کرو جسنے کہ امام کے سامنے شرطین اجتہاد کی حاصل کی ہون
اور اسنے اجازت اجتہاد وفتوے کی پائی ہو پھر اُسکا اجتہاد ومذہب پیروی کے حق ہین کیسے اولی نہو گا
ابو حنیفہؒ کو حضرت باقرؓ اور زید شہیدؒ نے اور حضرت جعفرؓ نے اجازت فتوی کی دی ہی جسکا شیخ حلی کو اقرار ہی
پس جامع شروط اجتہاد ہونا انکا بنص امام ثابت ہی شیعہ سے جو کوئی انکو واجب الاطاعت نجانے وہ
معصوم کی گواہی رد کرتا ہی اور یہ کفر ہی خصوص جسوقت مین کہ امام نہو ضرور اُسکا مذہب اختیار کرنا ابن بابویہ
اور ابن عقیل اور ابن معلم کا مذہب اختیار کرنے سے بہتر ہوگا للہ تعصب وعناد کو چھوڑکے انصاف کرنا چاہیے
اگر اہل سنت کی روایتون کو اس مقدمے میں اعتبار نہین کرتے تو روایتین امامیہ کی تو ضرور مقبول ہی ہونگی
روی ابو المحاسن الحسن ابن علی باسنادہ الی ابی البختری قال دخل ابو حنیفۃ علی ابی
عبد اللہ علیہ السلام فلما نظر الیہ الصادق قال کانی انظر الیک وانت محیی سنۃ جدی
بعد ما اندرست وتکون مفزعا لکل ملھوف وغیاثا لکل مغموم بک یسلک المتحیرون
اذا وقفوا وتھدیھم الی واضح الطریق اذا تحیروا فلک من اللہ العون والتوفیق یسلک
الربانیون بک الطریق ترجمہ روایت کی ابو محاسن بن حسن بن علی نے مع اسناد اُسکے ابی البحتری کی طرف
کہ آئے ابو حنیفہ ابی عبد اللہ علیہ السلام کے پاس اور انھون نے انکی طرف دیکھکر کہا مین تجکو ایسا پاتا ہون کہ تو
میرے دادے کے طریقے کو زندہ کریگا بعد اُسکے مٹ جانیکے اور تیرے پاس مضطر بھاگ بھاگ کے آنیکے تو اُنکا
مفر ہوگا اور فریاد رس ہر محزون کا تیرے سبب سے حیرت زدون کو راہ ملیگی جب وہ رک جائینگے تو انکو روشن
راہ کی رہنمائی کریگا پس تجکو اللہ سے مدد اور توفیق ہی کہ خدا کے طالب تیرے سبب سے خدا کی راہ مین چلین گے
اور سب امامیہ نے روایت کی ہی کہ ابو حنیفہؒ ابو جعفر منصور کے پاس جو خلیفہ وقت کا تھا گئے اور اُسکے پاس عیسی
بن موسی موجود تھا خلیفہ سے کہا ای امیر المؤمنین ھذا عالم الدنیا الیوم منصور نے کہا یا نعمان عمن
اخذت العلم یعنی ای نعمان تو نے کس سے علم حاصل کیا ابو حنیفہ نے کہا عن اصحاب علی عن علی و
عن اصحاب عبد اللہ ابن عباس عن ابن عباس تب منصور نے کہا لقد استوثقت من نفسک
یا فتی یعنی بیشک مضبوط سند تو نے اپنے واسطے حاصل کی اے جوانمرد اور امامیہ کی کتابون مین ہے ان
اباحنیفۃ کان جالسا فی المسجد الحرام وحولہ زحام کثیرۃ من کل الافاق قد اجتمعوا لیسألونہ
من کل جانب فیجیبھم کانت المسائل فی کمہ فیخرجھا فناولھا فوقف علیہ الامام

اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ فَفَطِنَ بِهٖ اَبُوْحَنِيْفَةَ فَقَامَ ثُمَّ قَالَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَوْ شَعَرْتُ بِكَ اَوَّلَ مَا وَقَفْتَ لَا رَانِي اللّٰهُ جَالِسًا وَاَنْتَ قَائِمٌ فَقَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اِجْلِسْ اَبَا حَنِيْفَةَ وَاَجِبِ النَّاسَ فَعَلٰى هٰذَا اَدْرَكْتُ اٰبَائِيْ ترجمہ بیشک ابوحنیفہ مسجد حرام مین بیٹھے تھے اور اُنکے گرد بڑا ازدحام تھا ہر طرف کے لوگون کا اور جمع تھے اور ہر طرف سے اُنکو پوچھتے تھے اور وہ ہر طرف جواب دیتے تھے گویا مسائل اُنکی آستین مین تھے کہ اُسمین سے نکالتے تھے اور لوگون کو دیتے تھے پس کھڑے ہوئے اُنکے سر پر امام جعفر صادق سو آگاہ ہوئے ابوحنیفہ پس کھڑے ہوئے اور کہا اے پسر رسول خدا اگر مین جانتا پہلے سے کہ تم کھڑے ہو تو مین نہین بیٹھا رہتا نہین دیکھتا مجکو اللہ بیٹھا اُس حال مین کہ تم کھڑے ہو تو کہا امام جعفرؓ نے بیٹھ لے ابوحنیفہ اور لوگون کو جواب دے مین نے یہی شغل پایا ہی اپنے باپ دادون سے اور یہ دونون روایتین ابن مطہر حلی کے شرح تجرید مین موجود ہین جس جگہ مسئلہ تفضیل حضرت امیرؓ کا لکھا ہی اور اگر کوئی شیطان شیعہ کو دھوکے مین ڈالے اور کہے کہ اگر ابوحنیفہ اور مثل اُن کے مجتہدون اہل سنت سے شاگرد حضرت ائمہ کے تھے تو مخالف انکے مسائل مین اکثر فتوی کیون دیا ہم کہینگے جواب اس بات کا مجالس المومنین قاضی نور اللہ شوستری مین موجود ہی کہا ہے کہ ابن عباس شاگرد حضرت امیرؓ کے تھے اور رتبہ اجتہاد کو پہنچے تھے انکے سامنے اجتہاد کرتے تھے جب بعض مسائل مین خلاف کرتے تھے حضرت امیرؓ اسمین تجویز کرتے تھے اور بھی ہشام احول اور ابن سالم اور میثمی اور زرارہ باوجود اسکے کہ عقائد کے اصول مین جیسے خدا کا جسم و صورت ٹھہرانا اور اللہ تعالی کے علم کو حادث کہنے مین صریح مخالف حضرات ائمہ کے ہوئے ہین اور لعنت ملامت ائمہ کی انکے حق مین جو کچھ ہی کلینی اور اور کتب صحیحہ امامیہ مین روایت ثقات سے ثابت ہی اور اسکے ساتھ شاگردی اور تلمذ سے انکے حضرت ائمہ کے ساتھ اور انکی روایتین ماننے سے کوئی شخص شیعہ سے سر نہین پھیر سکتا پس ابوحنیفہ اور مالک کو کہ اختلاف انکا فروع فقہیہ مین ہی نہ اصول عقائد مین کیون اعتبار سے گرا دینا چاہیے پس معلوم ہوا کہ مجتہد کو پیروی اپنی دلیل کی ضرور ہی ہان ان مسئلون مین جو منصوص ہین دیدہ و دانستہ خلاف کرنا اُسپر بھی حرام ہی اور جو مسئلہ منصوص نہو تو فرق مجتہد اور امام معصوم مین یہ ہی کہ اجتہاد مجتہد کا خطا رکھتا ہی اور قول امام معصوم کا یقینًا صواب ہی مجتہد خطا پر معاقب نہین ہی بلکہ ماجور ایک اجرت کے ساتھ جیسا کہ شیعہ کے معالم الاصول مین اسکو مصرح لکھا ہی پس اسکی خطا احتمالی مثل ثواب یقینی کے ہوئے جسمین ذرا خوف و خطر نہین نہ اُسکے حق مین نہ اُسکے پیرو کے حق مین اتنی شرط ضرور ہی کہ اجتہاد محل اجتہاد مین ہو یعنی

مقابل قرآن کے جو صریح ہی اور خبر متواتر مشہور اور اجماع امت کا واقع ہو پھر جو ہنے دیکھا تو راوی اخبار کے اور مجتہد اہل سنت کے سب تقوی اور عدالت اور دینداری سے مشہور ہین شیعہ بھی اگر انکے معاملے مین طعن کرتے ہین تو سنی ہونیکی راہ سے کرتے ہین نہ از راہ فسق و کذب و دنیا داری سکے اور راوی اخبار غیر اہل سنت کے اور اور فرقون کے خصوص شیعہ کے بالکل ملعون و مجروح ہین خود انکے نزدیک جیسا کہ سابق گذرا اور لشکر والے حضرت امیر کے بعد واقعہ صفین کے جو کل سر سبد اُس فرقہ اور قراء اہل کوفہ کے ہین اور قول و فعل حضرت امیرؓ کے اکثر ان لوگون کے وسیلے سے مروی ہوے انکا حال نہج البلاغۃ اور جناب امیرؓ کے خطبون مین کہ اونسے مروی ہین پہلے ہی شرح کر دیا گیا کہ کس درجہ خائن اور بدکار اور نہ ماننے والے حکم امام اور جھوٹے اور ظالم تھے اور بالکل اوضاع و اطوار منافقون کے رکھتے تھے کہ حضرت امیرؓ نے خود انکے حق مین گواہی نفاق کی دی ہی اور ایک جماعت کوفے کی جنکی روایت پر انکے عقیدے کا مدار ہی انکے ائمہ سے مثلاً ہشامین و زرارہ اور میثمی اور سوا انکے سب کو ائمہ نے مقدمہ تجسیم مین مفتری فرمایا ہی اور لعنت و بددعا انکے حق مین کی اور اپنے پاس آنے سے بعض کو منع کر دیا جیسے عبداللہ بن سکان اسکو شیخ مقتول نے ذکری مین ذکر کیا ہی اور بعض راوی انکے ایسے ہین جنکا اسلام ثابت نہین جیسے زکریا بن ابراہیم نصرانی کہ ابو جعفر طوسی وغیرہ اُس سے روایت کرتے ہین اور اکثر راوی انکے خلفاے عباسیہ کے ڈر سے جو وقت ہین کہ اونکو قید کرتے تھے یہ لوگ آنے جانے سے باز رکھے جاتے تھے اور ربط ضبط اُن سے نہین کر سکتے تھے بخلاف اہل سنت کہ انکے علما اوسوقت مین بھی اُنکی زیارت سے مشرف ہوتے تھے اور فائدے اُٹھاتے تھے سب تواریخون مین مذکور ہی کہ جب حضرت موسیٰ کاظم قید مین خلیفہ عباسی کے تھے محمد بن حسن شیبانی اور قاضی ابو یوسف رح اُنکی زیارت کو جاتے تھے اور سوال مشکلات کرتے تھے اُسوقت مین اُن امام کے پاس جانے کو ذرا اخلاص چاہیے تھا کہ وقت تہمت کا تھا یہ بات بھی امامیہ کی کتابون مین موجود ہی وفی صاحب الفصول من الامامیۃ عنہما فی خوارق موسی الکاظم علیہ السلام انہما قال لما حبسہ ھارون الرشید دخلنا علیہ فجلسنا عندہ فجاء بعض الموکلین فقال ان نوبتی قد فرغت فانصرف فان کان لک حاجۃ فی شئ اتیتک بہا حین اجیئک غدا فقال مالی حاجۃ ثم قال لنا انی اتعجب من الرجل سألنی ان اکلفہ حاجۃ یاتی بہا معہ اذا جاء وھو میت فی ھذہ

اللَّيْلَةِ فَجْأَةً فَمَاتَ الرَّجُلُ فِي لَيْلَةِ تِلْكَ فَجْأَةً ترجمہ روایت کی صاحب فصول المامیہ نے
ان دونون سے خارق عادت موسی کاظم علیہ السلام مین بیشک اُن دونون نے کہا جب قید کیا
اُنکو ہارون رشید نے ہم اُن کے پاس گئے اور اُن کے پاس بیٹھے تب اُن کے پاس ایک شعینون سے
آیا اور کہا کہ مین فارغ ہوگیا اور لوٹا جاتا ہون اگر تمکو کسی چیز کی حاجت ہو تو مین لیتا آؤن تمھارے
واسطے جبکہ تمھارے پاس آؤن کل امام نے کہا مجکو کچھ حاجت نہین ہی پھر ہمسے کہا مین تعجب
کرتا ہون اس شخص سے کہ چاہتا ہی مجسے کہ مین اُسکو کسی حاجت کی تکلیف دون کہ اُسکو اپنے
ساتھ لائے جب وہ آئے حال آنکہ وہ اسی رات مین مرجائیگا ناگہان بس وہ مرد اُسی رات مین
ناگہان مرگیا اور یہ بھی ہمنے دیکھا کہ اہل سنت کا مذہب ہمیشہ ظاہر و مشہور رہا اور شیعہ کا مذہب
ہمیشہ مخفی و مستور لیکن دین محمدی کو ظہور لازم ہی قولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى
وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ اور بھی فرمایا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ
أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ پہلی آیت کے معنے وہ اللہ ایسا ہی جسنے بھیجا اپنے
رسول کو رہنمائی اور دین حق پر تا ظاہر کرے وہ اُسکو ہر دین پر اور تحقیق لکھا ہمنے زبور مین
بعد ذکر کے بیشک زمین کے وارث ہونگے نیک بندے اور بالاجماع مراد عباد سے امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین ملک عرب و عجم و شام و روم و مصر و مغرب کے ہمیشہ اہل سنت
وارث رہے ہین جو عراق و خراسان مین بسبب شامت اعمال مسلمانون کے تتار کے کفار اور
خاندان چنگیزیہ مسلط ہوے اِن شہرون کو اُنکے ہاتھ سے شیعون نے لیا تب اہل سنت وارث
دولت محمدی کے ہین اور یہ گروہ فضلہ کھانے والے سلطنت چنگیزیہ کے اسی موقع سے قیاس کیا جائے
اور یہ بھی ہمنے غور کیا کہ شیعہ سنی کی مخالفت کا مدار مسئلہ امامت پر ہی اور مسئلہ امامت کا پانچ اصل
پر موقوف ہی اور پانچون اصل سے ہر ایک ایسی دلیل سے ثابت نہین ہوتی جو قابل سننے کے ہو
اصل اول یہ کہ حضرت امیر امام تھے بلا فصل **اصل دوم** ائمہ امامت کے منحصر ہین ایسی گنتی
مین کہ لَا يَزِيدُونَ عَلَيْهِ وَلَا يَنْقُصُونَ عَنْهُ یعنی نہ اُس سے بڑھتے ہین گھٹتے **اصل سوم** درازی عمر
امام اخیر کی اور چھپا رہنا اُنکا یا رجعت بعد موت کے مع اختلاف انکے فرقون کے اس مقدمے مین
اور یہ تینون امر کتاب اللہ اور اخبار متواترہ سے ہرگز نہ ثابت ہین نہ ہونگے **اصل چہارم**

مرتد اور کافر ہونا صحابہ کا اور چھپانا حق اور ظاہر کرنا باطل کا اور اتفاق کرنا ان سب کا صحابہ کی نسبت
امور شنیعہ مین باوصف اسکے کہ روشن آیتین اور واضح دلیلین انکے حال و انجام کی خوبیوں پر ظاہر ناطق ہین
اصل پنجم اعتقاد تقیہ کا کہ ائمہ کرتے تھے اپنے شیعہ کے لیے ایسی چیزین ظاہر کرتے تھے کہ وہ اورون سے
چھپاتے تھے حال آنکہ جنسے چھپاتے تھے وہ بھی اُنکے شاگرد تھے کہ انھین سے انھون نے علم حاصل کیا اور
انھین سے طریقہ اختیار کیا پھر حضرت کو بلا وجہ دروغ و جھوٹ بولنا کیا ضرور تھا اور یہ پانچون اصلین شیعہ کے
نزدیک ایسی ہین جیسے پانچ ارکان اسلام کے اور ہر ایک انسے ظاہر و بر ملا مخالف عقل و رالله کی کتاب
و رسنت مشہور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ جتنی شریعتین اگلی اور حال کی ہین سبکے برخلاف کہ قواعد و
قوانین بگاڑتی ہین اس سبب سے ہمنے بیقین جانا کہ یہ مذہب اپنے دل کا نکالا ہوا اور نیا پیدا کیا ہوا ہے نہ حاصل
کیا ہوا خاندان نبوت سے یہ جو پانچ اصلین ہمنے بیان کین ان پانچون اصلون مین دلیلین انکی دو حال سے
باہر نہین یا تو اخبار ہین جنکے راوی مجہول و ضعیف اور چھپے چھپائے جو اگلے صدیون کے علما مین مطلق و
اصلا ذکر و مذکور انکا نہین اور رجال انکی روایتون کے سب مجروح و مقدوح جنپر تہمتین جھوٹ اور بے دیانتی
کی لگائی گئی ہین خود یہ ایسے ہین یا قرآن کی آیتین سو بھی ایسے کہ جس بات پر انھون نے انکو سند پکڑا ہی
ظاہر وہ آیتین اُس مطلب کو نہین پونہچاتین بلکہ جب تک اُنکے سبب نزول اور خاص و قایع کہ اکثر وہ بھی
ضعیف اور دل کی بنائی خبرین ہوتی ہین نہ بیان کی جائین پھر بھی اصل مدعا پر نہین جمتین مگر جب ہی
جمتی ہین جو وہ باتین جو انکے دل کی گڑھی اور بنائی ہوئی ہین ملائی جائین جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا
عاقل کو چاہیے کہ ان امورات مین خوب غور و تامل کرے تب حقیقۃ حال سے واقف ہوئے اور یہ مذہب
نیا بنایا ہوا اسپر ایسا کھلجائے جیسے دوپہر کا سورج وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ پھر ہمنے
دیکھا تو انکے مذہب کو پانچ مذہب کافرون سے کہ وہ یہودی نصرانی صابئین و مجوسی اور ہنود ہین کہ
انھین سے اکثر کفار ایسے ہین جنکے یہان کتابین تصنیف و تالیف اور علما مشہور بھی ہین یہ امتیاز بھی انکو
اور مذہبون پر ہی اور شہرت و کثرت مین مستثنیٰ ہین جنکا مذہب فروع و اصول مین ان پانچون سے بہت مشابہت
رکھتا ہی اور بالکل خلاف ملت حنیفیہ کے ہی جب سوچتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکا مذہب ان پانچون مذہبون
کی ایک ہیئت مجموعی ہی کہ ہر مذہب سے کوئی چیز اُنھون نے اختیار کی ہی آپ سینہ اپنی تعریف مین بہت مبالغہ
کرنا اور خدا کے مکر سے امن مین ہونا اور عذاب و سزا اور پرستش و وزن اعمال کا منکر ہونا اور ان باتون کو

اپنے سوا اوروں کے واسطے جاننا یہ تو سب انھوں نے یہود سے لیا ہی جیسا کہ انکا قول ہی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ
یعنی ہم اللہ کی اولاد ہین اور اُسکے محبوب وَلَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً اور نہین چھوئیگی ہمکو آگ
مگر کچھ گنتے دن اور لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی یعنی ہرگز جنت کو نہین جائیگا مگر جو کوئی
ہوگا یہود یا نصاریٰ اور اصحاب کرام سے تعصب وعناد اختیار کرنا یا جو محبوب ومقرب خدا کے ہین اُنسے یہ بھی
یہود سے اخذ کیا ہی قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ تو کہ کون دشمن ہی جبرئیل کا بیشک
اُتارا اُسنے اُسکو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اور خدا کو مخلوق سے مشابہ کرنا اور قول بالبدا بعینہ قول یہود کا ہی اور
یہ جو انکو ائمہ کی محبت مین نہایت غلو کرتے ہین اور اعتقاد خدا ہونیکا انپر رکھتے ہین یا خدا کی روح کا اترنا انکے
جسمون مین جانتے ہین اور ائمہ کو معصوم سمجھتے ہین اور علم غیب کا انکے واسطے ثابت کرتے ہین اور انکی موت انکے
اختیار مین ٹھہراتے ہین اور حضرت امیرؓ کو دوزخ جنت کا مختار اور بانٹنے والا بناتے ہین اور روز جزا کا
حاکم قرار دیتے ہین اور انکی محبت کے سبب سے آپکو بخشا ہوا اور نجات یافتہ جانتے ہین یہ سب نصاریٰ سے
لیا ہی کہ حضرت مسیح علیہ السّلام کو بندہ ہی نہین کہتے اور یہ سب مراتب انکے واسطے ثابت کرتے ہین اور پایا مذہب
نصاریٰ بمنزلہ امام کے ہی شیعہ کے نزدیک جزوا بجزو نصف قرآن کو ظاہر معنی پر یقین کرنا اور نصف جو
صحابہ اور مہاجرین وانصار کی مدح مین ہی انمین بیہودہ تاویلین کرکے بدل دینا یہ صورت یہود ونصاریٰ
دونون مین مشترک ہی اور امامت کو خاص اولاد حضرت امام حسینؓ سے مخصوص کرنا مشابہ قول یہود کے ہی کہ نبوت
کو اولاد حضرت اسحاقؑ سے مخصوص کرتے ہین اور آپ کو اولیا خدا کا کہنا اور حضرت علیؓ کے شیعہ کی مدح مین
دور دور جانا یہ بھی انھوں نے یہود سے لیا ہی قُلْ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰہِ
مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ یعنی کہ تو اے وہ لوگ کہ یہود ونصاریٰ ہو گئے ہو اگر
تم گمان کرتے ہو کہ بیشک تم دوست اللہ کے قریب وقرابت دار ہو سوا اور لوگون کے تو جب جاؤ مین موت کی
تمنا کرو اگر سچے ہو اور کلام اللہ کے لفظ ومعنی مین تحریف کرنا اور اسمین اور الفاظ بڑھانا بعینہ صفت یہود
کی ہی یہود کہتے ہین کہ جہاد جائز نہین جب تک مسیح دجال نہ نکلے اثنا عشریہ کہتے ہین کہ جہاد جائز نہین ہے
جب تک کہ امام مہدی نہ خروج کرین نماز مغرب مین اتنی تاخیر کرنا کہ ستارہ نظر آ جائے بعینہ مذہب یہود کا
ہی اور تین طلاق سے دفعتہ منکر ہو جانا بعینہ قول یہود کا ہی اور قول یہود کا ہی کہ جو کوئی کسی مسلمان کے قتل
واہلاک مین کوشش کرے تو اُسکو ایسا ایسا ثواب ہی امامیہ نے بھی اہل سنت کے قتل کو برابر عبادت

ستر برس کے قرار دیا ہے یہود کہتے ہین لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیِّیْنَ سَبِیْلٌ ترجمہ نہین ہے ہم پر طلب
حق امیین مین راہ الزام کی امامیہ کہتے ہین کہ مال وازواج اہل سنت مین مضایقہ نہ کرنا چاہیے یہود
عیسی بن مریم اور اُنکی ما اور اُنکی حواریون کو گالیان دیتے ہین اور تبرا کہتے ہین شیعہ بھی صحابہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفا اور ازواج مطہرات آنحضرت کو گالیان دیتے ہین اور تبرا کہتے ہین نصاری
اپنے پیشاب اور غلیظ مین لت پت ہو جانے سے کچھ اندیشہ نہین کرتے انکے نزدیک مثل اور فضلات
کے ہین جیسے تھوک رینٹ یہی مذہب شیعہ کا ہے جو تحقیق کیا گیا کہ مذی اور منی اور ودی اور
پیشاب کہ بعد جھاڑنے قضیب کے نکلے اور جو غلیظ خشک ہو گیا ہو جیسا کہ انکے فقہ مین گذرا نجس نہین جانتے اور نصاری
نماز مین قبلۂ خاص کا التزام نہین کرتے اور کہتے ہین چارون طرف سجدہ جائز ہے امامیہ بھی نفلون
مین بلا عذر قبلے کا سامنے ہونا ساقط کرتے ہین اور ہر طرف سجدہ کرتے ہین اور ٹھہرانے عیدون ایجاد کی
ہوئی نئی نکالی ہوئی مین یہی مشابہت تمام نصاری سے رکھتے ہین کہ اُنھون نے اپنی طرف سے تراشی ہین
عاشورے کے دن ائمہ کی قبرون کی تصویرین بنانا اُنکو سجدہ کرنا اور اُن کے سامنے دست بستہ
کھڑے رہنا موافق عمل نصاری کے ہے کہ کلیسا مین صورت حضرت عیسیٰ کی اور حضرت مریم کی
بناتے ہین اور تعظیم وسجدہ کرتے ہین اور مشابہت انکی صابئین سے یہ ہے کہ ایام قمر در عقرب سے اور
طریقہ سے جسکی ہندی بھدرہ ہے اور محاق جسکو چاند ڈوبا بولتے ہین بچتے ہین اور ایام کی سعادت و
نحوست مین بہت غور کرتے ہین اور نوروز اور شرف آفتاب کی بڑی تعظیم کرتے ہین اور صابئین سب
ستارون کو فاعل مختار اور خالق سفلی چیزون کا جانتے ہین رافضی بھی جملہ حیوانات کو خالق جانتے ہین
اور فاعل مختار سمجھتے ہین مجوسی خالق نیکی کا یزدانکو اور خالق بدی کا اہرمن کو جانتے ہین رافضی بھی خالق
خیر کا خدا کو اور خالق شر کا شیطان کو سمجھتے ہین اسیواسطے حضرت ائمہ نے خطاب مَجُوسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ کا دیا ہے
جیسا کہ الٰہیات کے باب مین گذرا مجوسیون کو عورت مباح کرنے کے مقدمے مین بڑی وسعت ہے اور نہایت
ہے بیغیرتی وبیحیائی رافضی بھی متعہ اور فرجین حلال ٹھہرانے مین انھین کے قدم بقدم ہین بلکہ متعہ اور
تحلیل فرج کے مقدمے مین لڑکیون اور بہنون کو حلال جانتے ہین جیسا کہ گذرا لیکن مشابہت انکی ہنود کے
ساتھ ایام عاشورے مین جیسا کہ ہنود اپنے بتون کے ساتھ کرتے ہین یہ ائمہ کی قبرون کی صورت کے ساتھ
کرتے ہین غسل دیتے ہین اور سوار کرتے ہین اور نوبتین بجاتے ہین اور اُن قبرون کے سامنے کھانا رکھتے ہین اور

اور نعش بلنے ہین اور شادی و نکاح امام قاسم اور حضرت سکینہ کی اور انکی مہندی بطور نندون کے کرتے
ہین انکا وہم ہنود کے وہم سے بھی زیادہ ضعیف ہی کہ ہنود اشخاص کی تصویرون کی پرستش کرتے ہین
اور یہ قبرون اور جنازون کی ہنود گاے کے پیشاب اور گوبر پاک ہونے کے قائل ہین رافضی بھی پیشاب
بقر و انسان دونون کو اور گوہ و گوبر خشک کو پاک جانتے ہین اور ہنود مین چھپانا ذکر اور خصیون اور
مقعد کا ستر عورت مین منحصر ہی مذہب شیعہ مین بھی یہی ہی اور ایک گروہ ہنود بالکل ننگا ہونے کو عبادت مین
اچھا جانتے ہین رافضی نماز وطواف مین ننگا ہونا جائز جانتے ہین بشرطیکہ خصیون پر مٹی لتھیڑ لین ہنود اپنے
معبد کے خاک کو پیشانی پر ملتے ہین یہ سجدہ گاہ بناتے ہین اور اسکو قبلہ کرتے ہین ہنود اپنی عبادت
و پرستش مین کپڑیکا نجاست سے پاک ہونا واجب نہین جانتے ہین امامیہ بھی اُس کپڑے کا پاک
ہونا جو بدن سے نہین لگا ہی شرط نماز کی نہین جانتے جیسے پگڑی اور ازار بند اور ٹیکا اور موزہ
اور چادر جو سر پر پڑی ہو اور پیشاب اور مذی اور ودی کی طہارت مین بھی ہنود عبادت کے لئے
کوئی طرف معین نہین کرتے امامیہ بھی نفلون اور سجدہ تلاوت مین سامنے ہونا قبلے کا فرض نہین
جانتے ہنود اپنے روزے مین بعض چیزونکا کھانا تجویز کرتے اور کہتے ہین اسمین روزہ نہین ٹوٹتا امامیہ
بھی اُن چیزون کا کھانا جنکی عادت نہین ہی جیسے موم اور مثل اسکے اسکو بھی روزہ توڑنے والا نہین
جانتے ہنود خون مسفوح کو یعنی وہ خون جو ذبح کے وقت ذبیحہ سے بہتا ہی حلال جانتے ہین امامیہ بھی
اگر خون مسفوح بہت سا کھانے مین ملگیا ہو اُسکا کھانا حلال جانتے ہین ہنود ظاہر کرنا و شہرت دینا
نکاح کو ضرور نہین جانتے ایسے ہی امامیہ شیعہ مین ہنود فرجین چھوکریون کی حلال کردیتے ہین جسکو چاہتے
وہین یہی مذہب امامیہ کا ہی ہنود نقد و سیم غیر مسکوک مین زکوۃ واجب نہین جانتے یہی مذہب امامیہ کا ہی

باب دوازدہم در تولا و تبرا

معنی تولا کے محبت ہی اور معنی تبرا کے عداوت یہ بحث بڑی نازک ہی اسمین چند مقدمون کو غور سے
سننا چاہیئے اور آیات قرآنی اور انکے جو علما معتبر ہین اُن کے قولون سے ثبوت پہنچانا چاہیے پھر نتیجہ
اون مقدمونکا نکالنا چاہیے تو ظاہر ہو کہ قابل تولا کون ہی اور لائق تبرا کون ہی شیعہ کے اصول
مقررہ کے موافق ہرگز خلل نیا نچاہیے اہل سنت کی باتون پر **مقدمہ اولی** مخالفت اور عداوت مین فرق ہی
مخالفت کو عداوت لازم نہین ہی ہرچند یہ مقدمہ ظاہر ہی لیکن اسطے دفع مکابرہ کے وہ طور سے ثابت کرسکتے ہین

اول یہ کہ ملا محمد رفیع واعظ جسکے ابواب الجنان ہی اور شیعہ کے بڑے معتبر لوگون سے خصوص اثنا عشریہ نے
تصریح کی ہی اس طور پر کہ درمیان دو مومنون کے دنیا کے معاملات مین مخالفت ہو سکتی ہی لیکن ایمان کی
محبت ہر ایک کو دوسری ہی **دوسرے** یہ ہی کہ موافق اعتقاد شیعہ اثنا عشریہ کے درمیان دو مجتہد مثلاً
شیخ ابن بابویہ اور سید المرتضیٰ علم الہدیٰ کے بعض مسئلون مین فقہ کے یا وہ روایتین جو روایت کی گئی ہین
اُن کے صحیح کرنے مین مثلاً خبر روز میثاق کی وغیرہم مخالفت دونون مین ثابت ہی اور مذہب مین جو
دونون کے مغایرت نہین ہی ایک ہین باہم محبت رکھتے ہین پس مخالفت اعم ہی عداوت سے اسواسطے
یہ نہین ہی کہ جس موقع پر مخالفت ہو عداوت بھی لازم ہو البتہ جہان عداوت ہو گی مخالفت بھی ضرور ہو گی
مقدمہ دوسرا محبت و عداوت کبھی جمع بھی ہو سکتی ہین تفصیل اس اجمال کی یہ ہی عداوت دو قسم ہوتی ہی
ایک دینی جیسے مسلمانون کی کافرون کے ساتھ اس سبب سے کہ دونون کے اصول عقائد کے مختلف ہین اسواسطے
ایک دوسرے کو دشمن جانتے ہین دوسرے عداوت دنیا کی مثلاً عداوت مسلمانونکی مسلمان بھائی کے ساتھ
بنظر اپنے بھلائیون اور مضرتون دنیا کے کہ اُسکے وضعون سے طبیعت نفرت کرتی ہی پس اُس عداوت و محبت کا
جو اپنے جنس مین مختلف ہین یعنی دنیا والے یا دین والے انکا جمع ہونا بعید نہین جانا جاتا بلکہ اکثر اوقات
واقع ہوتی ہی لیکن محبت و عداوت مختلف الجنس و مختلف النوع و مختلف الصفت یہ بھی جمع ہوتی ہین
مثلاً مومن اور فاسق کہ بموجب حیثیت ایمان کے محبوب ایک دوسرے کے ہین جیسے قول اللہ تعالیٰ کا
اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ مومن مرد اور مومن عورتین بعض اُن مین بعض کی
دوست ہین اور فسق کے سبب سے مبغوض ایک دوسرے کے کہ باہم بغض رکھتے ہین بدلیل قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ
لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ بیشک اللہ نہین دوست رکھتا ہی خائنون کو اور اللہ
نہین دوست رکھتا ظالمون کو اس دلیل سے کہ باز رکھنا بدی سے فرض ہی اور ادنی مراتب بدی بغض رکھنا ہی
اب ہم اس بات پر آئے کہ اگر کافر کے اعمال صالح ہین مثل خیرات اور نیک چیزون اور عدل و انصاف
اور سخاوت اور خوش عہدی اور صدق گفتاری کی تو ایسا شخص محبت دینی کے ساتھ محبوب ہو سکتا ہی
یا نہین ظاہر فکر تو یہ حکم کرتی ہی کہ محبت و عداوت دونون جمع ہون مومن اور فاسق دونون پر قیاس
کر کے مثلاً محبت حاتم کی اُسکی سخاوت سے اور محبت نوشیروان کی اُسکی عدالت و انصاف سے لیکن
فکر باریک ایسی محبت و عداوت دینی کے جمع ہونے کو اُسکے حق مین محال جانتی ہے اس سبب سے

کہ جو عمل مقبول راہ خدا کا ہو وہ فرع درستی اعتقاد کا ہی اور جب اعتقاد اُسکا خراب ہی عمل بھی اُسکا
دین کے اعتبار سے خدا کے نزدیک خراب ہی قابل اعتبار کے نہین پھر محبت کا کیا ٹھکانا بس کافر محسن یا
کافر عادل سے جو محبت ہو جاتی ہی وہی محبت دنیا کی ہی نہ دین کی قوله تعالیٰ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ
كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ
فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ترجمہ جو لوگ کہ کافر ہوئے اعمال اُنکے مثل دھوکہ جنگل کے ہین
کہ پیاسا اُسکو گمان پانیکا کرتا ہی یہان تک کہ اُسکے پاس جاتا ہی اور اُسکو کچھ نہین پاتا اور پایا خدا کو
اُسکے پاس بس پورا کیا اللہ نے حساب اُسکا حساب اعمال سے اور اللہ بہت جلدی حساب کرنے والا ہی بس
معلوم ہوا کہ محبت و عداوت ایک شخص کے ساتھ ایک حیثیت سے محال ہی اور دو حیثیت سے جائز و واقع
جیسا کہ ملا رفیع واعظ ابواب الجنان والے نے دو آدمیون کے قصے بین کہ سادات سے تھے حضرت ائمہ
سے نقل کی ہی اور رہا اجتماع جیسا کہ عوام امت مین ممکن ہی خواص امت مین بھی محال نہین ہی حسب
اقتضای بشریت مشترک ہی اور امت کے عام لوگون اور خاص مین جو فرق ثابت ہی اس سبب سے ہی کہ بشریت کے
حکم خاص لوگون مین کم تھے اور عام مین موجود اس سبب سے کہ خاصون مین کثرت فضیلتون اور صفتون
کی ہی اور عام مین قلت اُنکے ایمان مین قوت ہی انکے ایمان مین ضعف اُنھون نے پہلے ایمان قبول کیا ہی
اور احکام الٰہی مانے ہین اور شریعت کو رواج دیا ہی وہ سابق ہین یہ اُنکے مسبوق وغیرہ جیسا کہ خبر
طویل درجات ایمان مین کلینی کی روایت مین جو امام جعفر صادق سے کی ہی گذرا اور خاص لوگ امت
کے باتفاق تین فرقے ہین اہل بیت یعنی اولاد پیغمبر اور اُن کے اقربا اور ازواج مطہرات اور اصحاب
خاص مہاجر ہون یا انصار پان اتنا ہی کہ دونون طرف مقابل مین کچھ مناسبت ہو مثلاً ہر واحد
امت کو زیبا نہین ہی کہ خاصون کے ساتھ ایسا پیش آئے جیسا کہ خاص آپسمین پیش آئے ہین
موافق بہت سی دلیلون شرعی کے کہ اُنمین سے یہ ایک حدیث مشہور ہی اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي
لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي الخ ترجمہ خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق مین
بعد میرے اُنکو نشانہ اپنے تیر کا نہ بناؤ اور اُنھین مین جو کچھ اہل بیت و انصار کے حق مین آیا ہی اَقْبِلُوا
عَنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ قبول کرو اُنکی نیکی بیان کرنے والے سے اور الگ رہو
اُنکے بُرا کہنے والے سے اور اُنھین مین سے جو کچھ ازواج کے حق مین آیا ہی وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ

یعنی ازواج انکی مائین ہین اور آنحضرت نے فرمایا ہی اِنَّ اَمْرَکُنَّ مِمَّا یُہِمُّنِیْ مِنْ بَعْدِیْ وَلَنْ
یَّصْبِرَ عَلَیْکُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ ترجمہ ہر آینہ مقدمہ تمھارا اُس قسم سے ہی کہ فکر مین ڈالے مجھکو کہ
بعد میرے قائم نرہین گے تمھاری خدمت مین مگر صبر کرنے والے یعنی تمھاری اطاعت و فرمانبرداری
نہین کرینگے مگر صبر کرنے والے اور یہی لوگ تمھاری تعظیم و توقیر بجا لائین گے جنکا صبر کامل ہی اور
بیشمار عرفی دلیلون کے ساتھ منجملہ انکے یہ کہ اولاد کا ماباپ کے ساتھ ہرگز ایسا معاملہ نہین ہی کہ اپنے
امثال مین دار و گیر اور طعن و تشنیع کرسکے ہرچند یہ سبب ان مین نسبے ثابت بھی ہون اور انہین سے یہ کہ
ہر دولت مین ایک گروہ خاص اس دولت کا ہوتا ہی جیسے شاہزادے اور بیگمات و رفقا اور بڑے بڑے
امیر جنسے اس دولت کو ترقی ہوتی ہی اور دولت بڑھتی ہی ابتدا مین اور انتہا مین اس دولت کی بقا
ہوتی ہی انکی کوشش و تلاش سے جو اس دولت قائم شدہ اور صورت گرفتہ مین وہ بجا لاتے ہین
ان لوگون کا حق کہ ابتدا سے دولت سے اسکے خدمتگزار ہین اور ہمیشہ ربط اُس سے جتنے اس دولت سے
فائدہ پانے والے ہین سب پر ثابت ہی اور ایک جماعت ایسی ہوتی ہی کہ وہ نئی نئی آئی اور اس دولت
کے خوشہ چین بنی بس جو معاملہ کہ یہ جماعت نوآمدہ آپس مین کرتے ہین شاہزادون و بیگمات اور
اور وزیرون امیرون سے کرین بے شبہہ انپر صاحب دولت طعن کریگا اور مردود بارگاہ بنائیگا اور
اگر اپنے معاملے کو قیاس کرین اس معاملے پر جو خاص اس دولت سے باہم رکھتے ہین مثلاً بات پکڑنا اور
نکتہ چینی ایک دوسرے کی یا انکار و عتاب ایک دوسرے کا یا مشورون مین مخالفت بلکہ کسی وقت مین
باہم انکی نوبت جنگ و قتال پہونچ گئی ہو تو ایسا گروہ بے شبہہ لوگون کے نزدیک بے ادب اور اُس
دولت کا ہلکا اور خفیف کرنیوالا ہوگا اور دلائل عرفی سے یہ کہ اگر کوئی شخص ذلیلون سے کسی شخص اشراف
کے ساتھ وہ معاملہ کرے کہ اس اشراف نے دوسرے اشراف کے ساتھ کیا ہی عداوت و اہانت اور برا
کہنے کے موقع پر عاقلون کے نزدیک ہرگز معاف و معذور نہوگا بلکہ اسکو تنبیہ و تعزیر کرین گے
اور یہی کہینگے کہ تونے اپنی حد کیون نہ پہچانی تجکو حق یہ نتھا کہ ایسے شرفا کے ساتھ یہ معاملہ کرتا مقدمہ سوم
جو عداوت کہ مومنون مین دنیا کے سبب سے واقع ہو مخل ایمان کے نہین ہوتی لیکن مذموم و قبیح ہی اور
اگر رعایت رتبے کی نہو تو قبیح تر اور شنیع تر ہی اور معنی مراعاۃ رتبے کے یہ ہین کہ دونون امت کے
خاص لوگون سے ہون یا دونون عام لوگونسے اور معنی عدم مراعاۃ کے یہ ہین کہ عام آدمی خاص سے

بھڑے اور خاص سے وہ کام کرے جو اپنے ہم جنس سے کرتا اور خاص امت کی اول صدی مین تین گروہ تھے اصحاب ازواج
اہل بیت اور بعد کی صدیون مین بھی تین گروہ رہے ساقات وعلما اور مشائخ طریقت یعنی اولیا بس بیان مدعا دعوی
بہم پونہچے ایک یہ کہ مخل ایمان نہین ہو دوسرے یہ کہ مذموم و قبیح ہو ان دونون دعوون کے ثابت کرنے کو ایک روایت
کافی کلینی کی کافی ہو ملا محمد رفیع واعظ نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی آزردگی مین بروایت صفوان جمال کے
کافی سے نکالی ہو اور آخر مین کہا کہ حضرت ابو عبد اللہ کے ایک ہی رات گفتگو سے گذری تھی کہ عبد اللہ بن حسن کے گھر
گئے اور صلح کرلی اور بھی کافی سے نقل کی کہ لَا یَفْتَرِقُ رَجُلَانِ عَلَی الْھِجْرَانِ اِلَّا اسْتَوْجَبَ اَحَدُھُمَا الْبَرَاءَۃَ
وَاللَّعْنَۃَ وَاِنَّمَا اسْتَحَقَّ ذٰلِکَ کِلَاھُمَا قَالَ الرَّاوِیْ وَھُوَ مُعْتَمَدٌ جُعِلْتُ فِدَاکَ ھٰذَا الظَّالِمُ فَمَا بَالُ
الْمَظْلُوْمِ قَالَ لِاَنَّہٗ لَا یَدْعُوْ اَخَاہُ اِلَی الصُّلْحِ وَلَا یَتَغَامَضُ لَہٗ ترجمہ جدا نہین ہوتے ہین
دو مرد بعد آزردگی کے مگر دونون سے ایک سزاوار بیزاری ولعنت خدا کا ہوجاتا ہو اور کبھی اسکے سزاوار ہوتے
ہین دونون کہا راوی نے اور نام اسکا معتمد ہو کہ مین تمپر فدا ہون یہ حال تو ظالم کا ہوا اب مظلوم کا کیا حال
ہو کہا اسواسطے کہ وہ اپنے بھائی کو صلح کی طرف نہین بلاتا ہو اور چشم پوشی نہین کرتا ہو تبس معلوم ہوا کہ اس قسم کی
آزردگیان خواص امت کے درمیان ہین آئین ہین معاذ اللہ کہ طرفین سے کسیکے ایمان کے مخل ہوئی ہون اور بھی
معلوم ہوا کہ ایسی آزردگی بھی مذموم و قبیح ہو جلد اسکا تدارک کرے دوسرے گواہ اس بات کے کہ امت کے خاصون
مین بسبب بشریت کے آزردگی ہو جاتی ہو اگرچہ درجہ اور رتبہ مین باہم مساوی ہون جیسا کہ قصہ آزردگی
حضرت امیر کا ہو جسپر لکابو تراب نام رکھا گیا کہ آپ کے اور سیدۃ النسا حضرت فاطمہ کے درمیان مین ثابت ہوئی
اس قصہ کو بھی ملا رفیع لایا ہو اور اقتضاے بشریت کے حوالے کیا ہو مقدمہ چہارم عداوت علی کا مدار کفر پر
ہو بس ہر کافر کو دشمن جاننا چاہیے کہ علت عداوت دین کی موافق نص قرآن کے کفر ہو اور عِنْدَ اسْتِرَاکِ الْعِلَّۃِ
یَجِبُ اِشْتِرَاکُ الْحُکْمِ قولہ تعالی لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ
وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ یعنی نہین پائیگا تو کسی قوم کو جو
اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے کہ دوست رکھتے ہین وہ ایسے شخص کو جو حد سے گذرا ہو اللہ ورسول
کے ساتھ اگرچہ ان کے باپ ہون یا بیٹے یا کنبے والے وقولہ تعالی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَ
النَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی
الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ یعنی اے ایمان والو مت پکڑو یہود و نصاری کو دوست کہ بعض انکے دوست بعض کے ہین

اور جو دوست رکھیگا انکو تمسے وہ بھی انھیں سے ہی بیشک اللہ ظالمون کو ہدایت نہین کرتا و قولہ تعالی
لَا یَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ
مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ چاہیے کہ نہ پکڑین ایمان والے کافرون کو دوست سواے مومنون کے اور جو ایسا کریگا اسکو
اللہ کی طرف سے کچھ نہین ہی پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر مسلمان کو کافر کے ساتھ سبب دنیا کی محبت
کے ایسے ہون جیسے کہ کسیکا خود باپ ہو یا بیٹا یا بھائی یا کنبے مین اور دوستی ثابت ہو ان سب کو نظر سے
گرادے اور مدار عداوت کا اسکے کفر پر رکھے اور مدار محبت دین کا ایمان پر ہی بس تمام اہل ایمان سے خواہ
مطیع ہون خواہ نافرمان محبت رکھنا بحیثیت ایمان واجب ہی اسواسطے وہ علت کہ جس سے محبت واجب ہو
ایمان ہی کہ ہر ایک مین موجود ہی وَعِنْدَ وُجُوْبِ الْعِلَّةِ یَجِبُ وُجُوْدُ الْحُکْمِ قولہ تعالی وَالْمُؤْمِنُوْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ اور قاعدہ مقرری ہی مُحِبُّ الشَّیْءِ مُحِبٌّ لِمُحِبِّہٖ وَمَحْبُوْبِہٖ
دوست کسی شے کا دوست ہی اسکے دوست کا اور اسکے محبوب کا اور اللہ تعالی سب مسلمانونکا محبوب ہی
اور محبت اسکی ہر مومن کے دل مین اورون کی محبت پر زیادہ ہی قولہ تعالی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ
یعنی اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہین اشد محبت اللہ سے رکھتے ہین بس جب اللہ تعالی مومنون کو مطلق
دوست رکھتا ہی تو ہر مومن کو لازم پڑا کہ جملہ مومنین کو دوست رکھے ورنہ خدا کا دوستدار نہین ہی
قولہ تعالی اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ یعنی اللہ دوست ان لوگونکا
ہی جو ایمان لائے نکالتا ہی انکو تاریکیون سے طرف نور کے و قولہ تعالی ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَهُمْ یعنی یہ اس سبب سے کہ بیشک اللہ ایمان والونکا محب ہی اور
کافرون کا محب نہین ہی و قولہ تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ
وُدًّا بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے قریب کریگا اللہ انکے واسطے دوست اور قرآن مجید
سے بھی بیقین معلوم ہی کہ ولایت مومنین کی کسی گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے جاتی نہین رہتی ہی قولہ تعالی
اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰہُ وَلِیُّهُمَا ترجمہ جب قصد کیا تمسے دو فرقون نے
یہ کہ نامردی کرین اور خدا انکا مددگار ہی اور بالاجماع مراد ان دو فرقون سے بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہین
کہ احد کے دن کفار کے قبل لڑائی ہونے سے عبد اللہ بن ابی کے جو رئیس منافقونکا تھا بھکانے سے
قصد بھاگنیکا کیا تھا اور وہ بالاجماع کبیرہ ہی خصوص ایسے جہاد سے کہ جہان پیغمبر خدا خود

بہ نفس نفیس موجود اور بھاگنے مین اُنکے ہلاک کا خطرہ بلکہ گمان اور ابھی تازہ وقت اسلام کے
جمنے پیدا ہونے اور اُگنے کا تھا کہ زرا بھی کوتاہی نصرت و مدد مین ہو تو جڑ بنیاد سے برباد ہو جائے
باوصف ان سب مراتب کے حق تعالیٰ نے اُن دونون فرقون کی ولایت سے ہاتھ نہ اُٹھایا اور اُنکو
مؤمن فرمایا اور وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ یعنی اللہ پر بھروسا کرتے ہین ایمان والے اور انکی محبت
محض بسبب ایمان ضروری کے ہی اور جبکہ اعمال نیک جیسے جہاد اور لڑائی مرتدونکی اور توبہ اور طہارت
اور پرہیزگاری اور اخلاق فاضلہ بھی مؤمنین مین پائے جائین تو کیسے اولیٰ اور تخصیص کے ساتھ
محبوب خدا کے ہونگے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ
بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ بیشک اللہ دوست رکھتا ہی اُن لوگون کو جو لڑتے ہین اُسکی راہ مین ایسے صف
باندھ کے کہ گویا وہ بنا مضبوط ہی و قولہ تعالیٰ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ
عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو جو کوئی پھر جائیگا
تم مین سے اپنے دین سے تو جلد ہی لائیگا اللہ دوسری ایسی قوم کہ دوست رکھتا ہی وہ اُنکو اور دوست رکھتے ہین
وہ اُسکو و قولہ تعالیٰ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ بیشک اللہ دوست رکھتا ہی توبہ کرنے والونکو
اور دوست رکھتا ہی پاکیزہ لوگون کو و قولہ تعالیٰ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ و قولہ تعالیٰ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ
مقدمۂ پنجم مؤمن کی محبت و عداوت کے درجے کافر کے ساتھ مختلف اور متفاوت ہین جیسے کہ ہر عاقل کو اپنے
اقربا کی محبت دنیوی مین مثلاً باپ اور بیٹا اور بھائی اور چچا اور ماموں اور علاوہ ان رتبون مین تفاوت و اختلاف ہوتا ہی
اور حال تفاوت و اختلاف کا معلوم ہی ایسے ہی دنیا کے دشمنون مین جسقدر عداوت قوی و ضعیف ہوتی ہی
یا جسقدر قلت و کثرت عداوت کے آثار کے ہو اُسیقدر تفاوت اور اختلاف مراتب عداوت و جدائی کے ہین
ایسے ہی محبت دینی کہ ایمان کے سبب سے رکھتا ہی مختلف اور متفاوت ہوگی موافق زیادتی اور قوت ایمان کے
اور اُسکے علو درجہ کے اور بقدر اختلاف و فرق مومن لوگون کے اللہ کی محبوبیت و محبت مین بس جس کسیکی محبوبیت
زیادہ و تر ہی محبت اُسکی زیادہ و تر رکھنا چاہیے اور اعلیٰ درجہ محبت دینی کے وہ ہین کہ سید المؤمنین رسول
رب العالمین حبیب اللہ علیہ السلام سے متعلق ہی بالاجماع اُنکے بعد دو جماعت مومنون کی کہ بڑا قرب و
اتصال اُس ذات پاک سے رکھتے ہین اور وہ جماعت تین گروہ مین منحصر ہے اول فرقۂ اولاد و اقربا کہ گویا
آنحضرت کے اجزاء و ابعاض ہین اور انکے حق مین فرمایا ہی اَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَاَحِبُّوْنِيْ

لحبّ اللّٰہ و احبّوا اہل بیتی لحبّی ترجمہ دوست رکھو اللہ کو اسواسطے کہ وہ غذا دیتا ہی تمکو اپنی نعمتون سے
اور دوست رکھو مجکو واسطے محبت خدا کے اور دوست رکھو میری اہل بیت کو میری محبت کے سبب سے دوسرے
انکی ازواج مطہرات کہ یہ بھی حکم انکے اجزا و ابعاض کا رکھتے ہین انکے حق مین حق تعالیٰ خود فرماتا ہی النّبیّ اولیٰ
بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امّہاتہم یعنی نبی بہت بہتر ہی مومنین کو انکی جانون سے اور
بیبیان اسکی انکی مائین ہین اور سب بنی آدم اسپر متفق ہین کہ ازدواج سے جو نہایت ہی خلط ملط اور الفت
ہوتی ہی اسوجہ سے وہ حکم شخص کا پیدا کرتے ہین اسواسطے شرع مین مصاہرت کو مثل نسب کے محرمیت و میراث
مین اعتبار کیا ہی اور احسان کے مقام مین ایکسی اثر مین پیدا یا ہی قولہ تعالیٰ وھو الذی خلق من
الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا تیسرے اصحاب ان کے جنھون نے انکی رفاقت و ملازمت اختیار کی
اور راہ مددگاری مین جان قربان کی مال و بدن اپنا معرض تلف اور مشقت مین ڈالا عزیز و اقارب
اپنے یعنی بھائی بیٹے باپ بیبیان بہنین آپ کی خوشنودی کے واسطے چھوڑے چنانچہ حق تعالیٰ نے قدردانی انکی
اس عمل کے فرمانے کے حق انکا عنایت فرمایا للفقراء الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون
فضلا من اللّٰہ ورضوانا وینصرون اللّٰہ ورسولہ اولٰئک ھم الصادقون والذین تبوّء الدار
والایمان من قبلھم یحبّون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ ممّا اوتوا
ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ اور تمام بہا پر ظاہر ہی کہ ایسی محبت و اخلاص
قرب و اختصاص نسب سے بدرجہا اعلیٰ و ارفع ہی صرف نسب سے کیا ہوتا ہی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہی شعر

القوم اخوان صدق بینھم سبب	من المودۃ ولم یعدل بہ نسب

ترجمہ قوم بھائی محبت کے ہین انکے درمیان مین علاقہ دوستی ہے جسکے برابر قرابت نہین ہوتی پس ان تینون
گروہ مین سبب محبت کے نہایت قوی اور بہت ہی بہت اور پورے پورے بے نہایت ہین بنسبت عام مومنون
اور گروہ مسلمانون کے دو طرف سے اول تو انکا قرب و اتصال ہی جناب پیغمبر سے کہ تمام بنی آدم سے زیادہ محبوبیت
کے ساتھ مخصوص ہین دوسرے حقوق ان تینون گروہ کے شریعت اور دین کے رواج دینے مین اور تقوی
اور جہاد و طہارت مین بھی یہ سب سے عالی درجہ ہین ہان یہ ضرور ہی کہ اگر اس جماعت سے جو بعضے خالی ایمان
سے ہون اور ایسی چیز اختیار کرین جس سے انکے اعمال انکے مٹ جائین اور حبط ہو جائین وہ البتہ بموجب
نص قرآن کے واجب العداوت ہونگے گو قرب و اتصال انکا پیغمبر سے ہو لیکن وہ قرب اسکے مقابلے مین لغو

وساقط ہو جائیگا اور وہ لوگ اس حکم سے نکل جائینگے جیسے ابو لہب و اُسکے مثل اب اس بات کی تلاش کرنا
چاہیے کہ ایمان و بے ایمانی اور عمل و طاعت کے مٹجانے کی کیا صورت ہی خواجہ نصیر طوسی کے تجرید العقاید سے
جسمین بحث ایمان و کفر اور مسئلے حبط اعمال کے ہین سننا چاہیے کہتا ہی اَلْاِیْمَانُ التَّصْدِیْقُ بِالْقَلْبِ
وَاللِّسَانِ تصدیق سے مراد اعتقاد اور زبانی سے اقرار بِکُلِّ مَا جَآءَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
جو کچھ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے سب پر اعتقاد و اقرار وَعُلِمَ مِنْ دِیْنِہٖ ضَرُوْرَۃً اور جانا اُسکے
دین ضروری کا وَلَا یَکْفِی الْاَوَّلُ یعنی تصدیق بدون اقرار کافی نہین لقولہ تعالیٰ وَاسْتَیْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ
اور یقین جانا ہین نفس اُن کے وَلَا الثَّانِی یعنی اقرار بدون تصدیق بھی کافی نہین لقولہ تعالیٰ قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوْا
کہہ تو نہین ایمان لائے تم وَالْکُفْرُ عَدَمُ الْاِیْمَانِ اشارہ اس بات کا ہی کہ کفر و ایمان مین واسطہ نہین ہی
جیساکہ مذہب معتزلہ کا ہی اَمَّا مَعَ الضِّدِّ اَوْ بِدُوْنِہٖ اور بھی کہتا ہی وَالْفِسْقُ الْخُرُوْجُ عَنْ طَاعَةِ اللّٰہِ
مَعَ الْاِیْمَانِ یعنی فسق جو معصیت اختیار کرنا ہی ایمان سے منافات نہین رکھتا اور مومن فاسق ہو سکتا ہی
اور بھی کہتا ہی وَالنِّفَاقُ اِظْهَارُ الْاِیْمَانِ مَعَ اِخْفَاءِ الْکُفْرِ وَالْفَاسِقُ مُؤْمِنٌ مُطْلَقًا یعنی
دنیا و آخرۃ کے احکام مین مثلاً فاسق کو تجہیز تکفین کرنا اور دعا مغفرت اور صدقات اُسکے واسطے بجالانا
اور لعنت و تبرا اُس سے حرام جاننا حیثیت ایمان سے اور جیسے داخل ہونا جنت مین اگرچہ بعد عذاب
کرنے کے ہو اور پیغمبرؐ کی شفاعت اُسکے حق مین کام آنا اور عفو الٰہی کا ممکن ہونا و قولہ علیہ السلام اِدَّخَرْتُ
شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ وَلِوُجُوْدِ حَدَّیْهِ وَالْکَافِرُ مُخَلَّدٌ فِی النَّارِ وَعَذَابُ صَاحِبِ الْکَبِیْرَۃِ
مُنْقَطِعٌ لِاسْتِحْقَاقِ الثَّوَابِ بِاِیْمَانِہٖ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَلِقُبْحِہٖ عِنْدَ
الْعُقَلَاءِ وَالسَّمْعِیَّاتُ مُتَاَوَّلَةٌ وَدَوَامُ الْعِقَابِ مُخْتَصٌّ بِالْکَافِرِ وَالْعَفْوُ وَاقِعٌ لِاَنَّهٗ
حَقُّهٗ تَعَالٰی فَجَازَ وَقُوْعُهٗ ترجمہ ذخیرہ کیا ہی مین نے اپنی شفاعت کو واسطے گناہ کبیرہ کرنیوالونکے اور
واسطے پایا جانے کوشش اُسکے اور کافر ہمیشہ آگ مین رہنے والا ہی اور عذاب گناہ کبیرہ والیکا منقطع
ہو جانے والا ہی اسواسطے کہ حقدار ثواب کا ہی ایمان کے سبب سے پس جو کوئی ذرہ بھر نیک عمل کریگا
اُسکو دیکھیگا اور عاقلون کے نزدیک بھی یہ کام بدنما ہی اور دلائل نقلی تاویلین رکھتے ہین ہمیشہ کا
عذاب کافر کے واسطے ہی اور معافی گناہ کی واقع ہونے والی ہی کسواسطے کہ معاف کردینا حق خدا تعالیٰ کا
ہی پس جائز ہی واقع ہونا اُسکا بس کل کلام خواجہ نصیر سے معلوم ہوا کہ فاسق کو لعنت و تبرا کرنا حا[illegible]

نہین ہی بلکہ جو شان اور مومنون کی ہی وہی شان اُسکی ہی کہ اُسکے حق مین دعاء مغفرت اور صدقات کرنا چاہیے
تا عذاب سے چھوٹ جائے اور امید نجات و شفاعت رسول کی رکھنا چاہیے جب تک کہ ایمان موجود ہی
محبت اُسکی واجب اور عداوت اُسکی بسبب دین کے حرام اسلیے کہ تبرا اور گالی اُسوقت درست ہوتی ہی
کہ جب اُس شخص مین کوئی وجہ محبت کی باقی نرہے اور وہ مخصوص اسباب پر کہ موت اُسکی کفر پر ہوا اسواسطے
کہ کفر کے وقت مین کوئی عمل خیر باقی نہین رہتا ہی اور گو بسبب فسق اور صدور کبیرہ کے ذات سے اوس کے
تبرا جائز نہین ہی ہان اُسکی بدکاری اور گناہگاری سے بیزار ہونا چاہیے اور مکروہ جاننا ضرور ہی اور
یہی خواجہ نصیر تجرید مین کہتا ہی وَالاِحبَاطُ بَاطِلٌ لِاستِلزَامِهِ الظُّلمَ وَلِقَولِهِ تَعَالیٰ فَمَن یَّعمَل
مِثقَالَ ذَرَّةٍ خَیرًا یَّرَهٗ پس جب تک کہ کسی شخص سے کفر ثابت نہو کوئی عمل اسکا حبط نہین ہوتا
مقدمہ ششم بالاتفاق صحابہؓ اور ازواج مطہراتؓ سے کوئی بات ایسی کہ موجب کفر ہو یا انکے
اعمال حبط کیے جائین یا وہ علاقہ کہ انکو پیغمبر خدا کے ساتھ ہی اُسکو بایہ اعتبار سے ساقط کردے ان سے
ظہور مین نہین آئے مگر مخالفت اور لڑائی حضرت امیرؑ کے خلافت کے مقدمے مین اور چھیننا حقوق
اہل بیت کا مثل فدک وغیرہ اب اس بات مین غور کرنا چاہیے کہ علماے شیعہ کے کلام مین اس مخالفت اور
لڑائی اور حق چھیننے کو کفر جانتے ہین یا نہین مشہور تو اس مقام پر قول خواجہ نصیر طوسی کا ہے کہ
مُخَالِفُوهُ فَسَقَةٌ وَمُحَارِبُوهُ کَفَرَةٌ یعنی مخالف اُسکے فاسق ہین اور لڑنے والے اُس سے کافر پس
اصحاب سے جس گروہ نے صرف مخالفت پر قناعت کی ہی قابل تبرا کے نہین ہین اسواسطے کہ خدا نے
کلام کی فسق پر اور فاسق مومن ہین وَالمُؤمِنُونَ وَالمُؤمِنَاتُ بَعضُهُم اَولِیَاءُ بَعضٍ پس
شیخینؓ اور عثمانؓ پر ضرور موافق قاعدہ شیعہ کے تبرا جائز نہین ہی اور ان کے علماے محققین نے اسقدر
اقرار کیا ہی قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المؤمنین مین لکھا ہی کہ اہل سنت و جماعت حضرت شیخینؓ
کے جناب مین جو شیعہ کی طرف سے نسبت تکفیر کی کرتے ہین نہایت بے اصل بات ہی اسلیے کہ شیعہ کے اصول
کی کتابون مین اسکا کچھ نشان اور پتہ نہین ہی اور مذہب انکا یہی ہی کہ مخالف علیؑ کے فاسق ہین اور
اُن سے لڑنے والے کافر جیسا کہ نصیر الدین طوسی تجرید مین لایا ہی مُخَالِفُوهُ فَسَقَةٌ وَمُحَارِبُوهُ کَفَرَةٌ
اور حدیث ہی حَربُکَ حَربِی وَسِلمُکَ سِلمِی ترجمہ تجھسے لڑنا مجھسے لڑنا اور تجھسے صلح کرنا مجھسے صلح
کرنا ہی ظاہر کہ حضرات شیخینؓ نے حضرت امیرؓ سے کبھی لڑائی نہین کی بلکہ بے زحمت لڑائی اور تکلیف

استعمال تیغ و سنان کے بسبب کثرت لشکر اور اپنے آدمیون کے انکا حق باطل کرکے خلافت رسول متعال کی چھین لی انتہی کلامہ بلفظہٖ اور ملا عبد اللہ مشہدی نے جسکی اظہار الحق ہی اس اصل پر خود بحث کرکے جواب اُسکا لکھا ہی اور وہ یہ ہی کہ اگر کوئی کہے کہ مرتضیٰؓ کے خلافت کے مقدمے مین نص صریح نہین ہوئی تو امامیہ جھوٹے ہین اور اگر نص ثابت ہوئی تو چاہیے کہ وہ جماعت صحابہؓ کی جنھون نے مسئلہ خلافت مین مخالفت کی ہو مرتد ہوے اور جواب اس بحث کا اس عبارت سے لکھا کہ انکار اس نص کا جس سے کفر واجب ہوتا ہی یہ ہی کہ ایک حکم منصوص کو جھوٹا اور باطل اعتقاد کرنا اور حضرت پیغمبرؐ کو حاشا اُس نص مین جھوٹا ٹھہرانا ہرچند حق واجب کو جانا لیکن دانستہ بسبب غرضون دنیا اور محبت جاہ و مرتبے کے اُس واجب کو ترک کیا یہ قسم فسق و عصیان سے ہوگا مثلاً زکوۃ باجماع امت واجب ہی اور قرآن اور حدیثون سے منصوص پھر اگر کوئی منکر اُسکے واجب ہونیکا ہو تو کافر ہی اور مرتد اور اگر معتقد واجب ہونیکا ہی لیکن زر کی محبت سے ادا کرنے مین بخل کرتا ہی اور اپنے ذمے رکھتا ہی گنہگار ہوگا اور جو لوگ کہ خلیفہ اولؓ کے خلافت پر متفق ہوے نہین کہتے تھے کہ حضرت پیغمبرؐ نے نص کی لیکن جھوٹ کہا بلکہ بعض اوقات مین بعض لوگ منکر ثبوت نص کے ہوتے تھے اور بعض حضرت پیغمبرؐ کے کلام مین کچھ تاویل کرتے تھے انتہی کلامہ بلفظہٖ اور اس کلام مین چند فائدے معلوم ہوے اول یہ کہ انکار معنی اور مدلول نص سے جنکی بنا تاویل فاسد پر ہو کفر نہین ہی بلکہ ایک قسم فسق اعتقادی ہی جسکو اہل سنت کے عرف مین خطاء اجتہادی کہتے ہین دوسرے یہ کہ چھیننا فدک اور منع کرنا قرطاس وغیرہ کا کہ بعض لوگون سے ظہور مین آیا موافق سند حدیث کے نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث یعنی ہم گروہ انبیا کے ہین نہ ہمارا کوئی وارث نہ ہم کسیکے وارث یا بموجب سند اس آیت کے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ آج کامل کیا مین نے دین تمھارا یہ بھی کفر نہین ہی بلکہ وہی فسق اعتقادی خطاء اجتہادی ہی اسواسطے کہ جب تاویل باطل مسئلہ نص امامت مین موجب ساقط ہونے کفر کے ہوے کہ کفر لازم نہین آتا حدیث و آیت پر تمسک کرنا اور سند لانا مسئلہ میراث اور کتاب لکھنے مین کئی ہزار درجے مسئلہ امامت سے اولی اور بالاجماع فروع فقہ سے ہی یہ کیون موجب سقوط کفر کا نہوگا اور خود انھون نے بھی اسکی تصریح کی ہی الحاصل موافق بنیاد مذہب شیعہ کے ظاہر ہوا کہ اختلاف جو مسئلہ خلافت مین بسبب تاویل کے ہی فسق اعتقادی ہی تیس لازم ہوا کہ حضرت مرتضیٰؓ کی امامت بلا فصل کا

اعتقاد انکے نزدیک حقیقت ایمان مین داخل نہین ہی بخلاف اعتقاد فرض ہونے نماز و روزہ و زکوۃ
کے کہ انکو فرض سمجھتا کفر ہی اور اس فرق کو جو بیان کیا چھوڑنا نہین چاہیے یہ فرق گویا اجماعی اس
فرقے کا ہی یعنی سب اسپر متفق ہین اسمین کسیکو کچھ جھگڑا نہین ہی اسیواسطے قول خواجہ نصیر طوسی سے
سب گواہی چاہتے ہین اب جو ایمان اُس جماعت کا جنھون نے حضرت مرتضیٰ کی مخالفت کی خود انکے
محققون کے اقرار و اعتراف سے ثابت ہوا تو لازم ہی کہ اس گروہ کے اعمال و اخلاق ظاہری سے کہ انکے
حسن و خوبی باطن کو جتائے بحث کرنا چاہیے ملا عبداللہ اس آیت کے بیان مین یَاۤ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ
بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ یعنی اے رسول پونہچا
جو کچھ تجپر اُتارا گیا ہی اور اگر نہین کریگا تو پس نہین پونہچا یا تو نے اُسکی رسالت کو لایا ہی کہ فقط اقرار
بشہادتین اور تصدیق اجماعی اُسکی جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے مرتبہ اسلام سے ہی اور بعد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل امت نے اس مرتبہ اسلام کی اجابت رکھی اور خدائے تعالی کی طرف سے
جو وعدہ حفظ و نگاہداشت کا تھا اُس سے کوئی باہر نہین نکلگیا اور اتنا ہی عقیدہ اسلام کو کافی تھا
واسطے تابعداری احکام حضرت رسالت پناہ کے جو مشرکون کے نکالنے مین جزیرۂ عرب سے اور لڑائی
مرتدون کی جو دین سے پھر گئے تھے اور زکوۃ کے مانع تھے اور جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرتے تھے اور جہاد
کفار روم و فارس و سوائے انکے اِن سب مقدمات مین جو کچھ واقع ہوا تھا اور جنھون نے امور خلافت
و ریاست کا ارادہ کیا اِن کامون مین بھی نہایت جد و کد سے کوشش کی تا کوئی مخلوق سے یہ نہکہے کہ
یہ قابل خلافت کے نتھے اور بہت انھین لوگون سے تھے کہ ظاہری حرام چیزون پر پرہیز کیا بلکہ
بعض لذتون کو ترک کیا اور صحبت آنحضرت کی جو پائی تھی اور اس صحبت کی برکتین انکی ذات مین
باقی تھین اس سبب سے کہ قریب ہی زمانہ آنحضرت کا ہوا تھا اس صحبت سے بڑے زہد و تقوی والے
تھے ہان خلافت کے معاملے مین جو سہل انگاری و سستی انکی واقع ہوئی وہ فقط اہل بیت کے حق مین
ضرور ہوئی بس اور کچھ نہین انتہی کلامہ اس کلام سے صریح معلوم ہوا کہ اِن لوگون کو
زہد و تقوی برکت صحبت شریف نبوی کی وہ برکتین انکے نفوس مین باقی تھین زیادہ اصل
ایمان پر تھا اور مزید بران حاصل اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحبت حضرت پیغمبر کے ساتھ دلی اور باخلاص
قلبی تھی نفاق اور ظاہرداری کی راہ سے نتھی نہین تو انکی صحبت سے فیض و برکت کیسے حاصل کرتے عاقل کو

اس موقع پر غور کرنا چاہیے کہ جب ایمان اور پرہیزگاری اور زہد و تقویٰ اس گروہ کا انھین کے اقرار و اعتراف
سے ثابت ہوا یقینًا پھر یہ دعویٰ کرنا کہ اہلِ بیت کے حق مین اور امر خلافت مین انسے معصیت ظہور مین آئی
ایسا ہی جیسے مَا ثَبَتَ بِالْیَقِیْنِ کے خلاف یعنی ایک شے یقین سے ثابت ہو جائے پھر بھی اسکے خلاف کرنا
پس معلوم ہوا کہ یہ امر خلافت بھی انسے بسبب سند کسی دلیل کے واقع ہوا یا بسبب کسی نص کے سمجھے ہوئے
نہ بقصد کسی معصیت کے اسلیے کہ جب پیغمبر کی صحبت انھین اثر کیے ہوئے ہی تو کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایسے بڑے
کام مین ایسی حرکت بے برکت انسے دنیا کے لالچ اور محبت جاہ و مال سے دیدہ و دانستہ صادر ہوتی ورنہ زہد
و تقویٰ اور حرام چیزون سے بچنا مطلق انمین نتھا اور یہ جو کچھ کہا ہی کہ مخلوق کی نظر سے دور نہ پڑین رجم
بالغیب ہی اور دعویٰ اسکا کہ ہمکو علوم قلوب حاصل ہی ہم لوگ تو مکلف ظاہر حال کے ہین جسکو بظاہر اچھا
دیکھتے ہین اچھا کہتے ہین اسکے ساتھ بھی اقرار حسن احوال کا انکے بسبب برکت صحبت شریف نبوی کے تھا
پس صحبت علت انکے حسن احوال کی تھی تو ضرور ہی انکی باطنون مین بھی وہ صحبت موثر ہوئی ہوگی اور تاثیر اسکی
جبلی ہوگی الحاصل خود علماے شیعہ کے اقرار سے ایمان ایک جماعت اصحاب کا مع زہد و پرہیزگاری اور بچنا
حرام چیزون بلکہ بعض مباح باتون سے بھی اور کد و کوشش انکی رواج دینے اسلام میں اور نکال دینا مشرکونکا
جزیرہ عرب سے اور مقابلہ کفار روم و فارس مع غیر ترک کے خصلتون اور فضائل سے ثابت ہوا
والحمد للّٰہ اب بحث اس بات کی کیجاتی ہی کہ کیسے کیسے عالی درجے اور بلند رتبے انکے اللہ کے نزدیک تھے
اور کیسے اعمال صالح انکی درگاہ خداوند تعالیٰ مین مقبول و پذیرا ہوئے یقینًا معلوم ہی کہ کوئی مرتبہ اعلیٰ
اور افضل خوشنودی و رضامندی خدا تعالیٰ سے نہین ہی جسکو خدا تعالیٰ نے پسند فرمایا کیسا ہی ہو وہ
گروہ اہلِ ایمان کا مقبول ہی قولہ تعالیٰ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ملا عبد اللہ اظہار الحق والے نے کہا کہ اہل سنت جماعت
جو خلفا کے فضل پر اس آیت سے دلیل ڈھونڈھتے ہین خالی کسی صورت سے نہین اور امامیہ کی باتین جیسے
کہ انکی روش ہی اسکے دفع کرنے مین پوری قوت نہین رکھتین اور جو باتین مشہور ہین انکے سوا کوئی
جواب کہنا چاہیے صورت سخن مخالف کی یہ ہی کہ تفسیر نیشاپوری مین کہا ہی قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ لَا شَكَّ
اَنَّ اَبَا بَكْرٍ سَبَقَ اِلَى الْهِجْرَةِ فَهُوَ مِنَ السَّابِقِيْنَ وَقَدْ اَخْبَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَنَّهٗ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

وَلَاشَكَّ اَنَّ الرِّضٰى مُعَلَّلٌ بِالسَّبْقِ اِلَى الْهِجْرَةِ فَيَدُوْمُ بِدَوَامِهٖ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى صِحَّةِ اِمَامَتِهٖ وَعَدَمِ جَوَازِ الطَّعْنِ فِيْهِ ترجمہ کہا اہل سنت نے بیشک ابوبکرؓ نے ہجرت مین سبقت کی تو وہ سابقین سے ہوے تحقیق خدانے خبردی کہ وہ راضی ہوا ونسے اور بیشک رضا کی علت سبقت ہی ہجرت مین پس رضا ہمیشہ ہو گی کہ ہجرت ہمیشہ ہی پس دلالت کرتی ہی اونکی صحت امامت پر اور اونکے حق مین طعن نہ جائز ہونے پر بعد کہنے اس کلام کے کہا کہ جواب کہنا اس بات کا بار نکال سکے کہ ہجرت کے سبقت و نصرت مین ایمان شرط ہی اور وہ شخص معاذاللہ کسی وقت مین ایمان نہین رکھتا تھا یہانتک کہ قبل پیدا ہونے ناخوشی کے جو امیرالمومنینؑ کے ساتھ ہوئی یہ بات انصاف سے دور رہی اور یہ کہنا کہ مراد سابقین ہجرت و نصرت سے وہ لوگ ہین جنھون نے حضرت امیرالمومنینؑ کے واسطے تصدیق امامت بلافصل کے کی ہی اور موافق وصیت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کے معاملے مین عمل کیا ہی یہ تکلف دور از کار ہی اسواسطے کہ آیت مین وہ چیز کہ اس قید کی خبر دے نہین ہی اِنْتَهٰى كَلَامُهٗ بِلَفْظِهٖ اس کلام سے صریح سمجھا جاتا ہی کہ جب انکار امامت مرتضیٰ مخصص عموم آیت کا نہین ہو سکتا تو اور تقصیرین مثلاً فدک سے باز رکھنا اور سوا اسکے جو وقوع مین آئین بطریق اولی مخصص نہین ہو سکتین کسواسطے کہ آیت مین یہ بھی موجود نہین ہی جو اتنی بات پر خبر دے بعد اس سے ملا عبداللہ نے کہا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکا جواب اس روش پر کہا جائے کہ یہ آیت دلالت نہین کرتی ہی مگر اس بات پر کہ حق سبحانہ و تعالی سبقت کرنے مہاجرین و انصار سے اور اس فعل سے کہ انکی سبقت ہجرت اور نصرت اوسکے پیغمبرؐ مین ہوئی ہو راضی ہوا ہو اور جب کسی فعل سے انکے افعال سے راضی ہو تو یقین کہ بدلا اوسکا ہمیشہ جنت مین رہنے کا دے لیکن جنت کا داخل ہونا کہ یہ رضا سے آتی ہی یہ مترتب ہی اور باقی رہنا رضا کا موقوف ہی حسن خاتمہ اور باقی رہنے ایمان پر آخر عمر تک ورنہ صادر ہونے اعمال بد محبط پر اِنْتَهٰى كَلَامُهٗ بِلَفْظِهٖ ذرا غور کرو یہ حال اس فرقے کے دانشمندون کا ہی کہ کلام کی گوشون اور طرفون کا احاطہ نہین کرتے اور اپنے اصول عقائد کو یاد نہین رکھتے اول تو دلالت آیت کی جس مضمون پر تقریر کی ہرگز قواعد اصول کے رو سے درست نہین ہوتی اسواسطے کہ مدلول آیت کا تعلق رضا کا مہاجرین و انصار کی ذاتون سے ہی لیکن ان ذاتون کو ایک وصف عنوانی کے ساتھ سبقت ہجرت و نصرت مین یاد فرمایا ہی لازم آیا کہ یہ وصف علت تعلق رضا کا ہو نہ یہ کہ یہی وصف متعلق رضا کا ہو اور جو فرق کہ درمیان متعلق ہونے رضا اور علت ہونے تعلق رضا کے ہی ظاہر ہی کہ لڑکون سے چھپا نہین

اگر ایسے تصرف بے ربط کلام اللہ مین جاری ہون کسی مدعا مین صورت استدلال کی حاصل نہو مثلاً آیت
موالاۃ دلالت نہین کرتی مگر اس بات پر کہ ولایت تمھاری اِس وصف سے متعلق ہو یعنی اقامت صلوۃ اور ایتائے
زکوۃ درحالت رکوع اور باقی رہنا اِس وصف کا مشروط ہو ساتھ حسن خاتمہ کے کذا وکذا وعلٰی ھٰذَا الْقِیَاسِ دوسرے
یہ کہ جب بدلا اس عمل کا بالیقین ہمیشہ رہنا جنت کا ہو تو یہ بتاؤ کہ مانع اِس بدلے کا جو انکو دیا جائے کفر او رتداد ہی
یا صادر ہونا اعمال بد کا جنسے یہ بدلا حبط ہو جائے پہلی شق پر تو یہ قاعدہ برہم ہوتا ہو کہ مُخَالِفُوْہُ فَسَقَۃٌ اور خود مولوی
عبداللہ مشہدی نے بھی جواب سوال مرقوم الصدر مین اقرار کیا ہو کہ انکار امامت حضرت امیرؓ کا بتاویل
باطل یا بانکار نص موجب کفر نہین ہو اور قاضی نور اللہ شوستری بھی مجالس المؤمنین مین قائل ہوا ہی شیخین رضؓ
کے مرتد نہونے کا جیسا کہ سابق گذرا اور دوسری شق پر خود خلاف اپنے عقائد کی دلیری کرتے ہین قال نصیر الدین
الطوسی فی تجرید العقائد وَالْاِحْبَاطُ بَاطِلٌ لِاسْتِلْزَامِهِ الظُّلْمَ لقولہ تعالی فَمَنْ یَّعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ اور عجب یہ کہ ملا عبداللہ اِس عقیدے کو خود بھول گیا اور ایسا اپنی سخن پروری مین
ڈوب گیا کہ ذکر اعمال محبطہ کا شروع کیا اور یہ چار عمل گنتی مین گنے اول یہ کہ جنگ احد کی لڑائی سے بھاگے
دوسرے خلافت مرتضیٰ مین خلاف کیا تیسرے یہ کہ باغ فدک چھین لیا چوتھے یہ کہ حضرت عمرؓ نے قلم دوات حاضر
کرنے سے باز رکھا اور سابق خود اپنے کلام مین جو اوپر منقول ہو چکا اقرار کیا ہو اِس بات کا کہ انکار امامت مرتضیٰؓ کا
مخصص عموم آیت کا نہین ہو سکتا اور رضوان کی نفی نہین کرتا اور جب وہ منافات رضوان کی نکی تو محبط
اوسکا کسطرح ہوگا حالانکہ تمام شیعہ کے نزدیک حبط ہونا عمل کا یہ خاصہ کفر و شرک کا ہی بدلیل قرآن وَلَئِنْ اَشْرَکْتَ
لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ یعنی ہر آئینہ اگر شرک کریگا تو ضرور حبط ہونگے عمل تیرے اور احد کے دن کا بھاگنا کہ از روے
نص قرآن کے معاف کیا گیا ہی اور نزول اِس آیت سے پنج شش سال متقدم کیونکر محبط اِس عمل کا ہوگا کہ اول تو
بسبب عفو آلہی کے کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ ہو گیا دوسرے بعد وقوع فرار کے یہ آیت نازل ہوئی اگر وہ عمل حبط ہو گئے تھے تو
حبط شدہ کے ساتھ رضا کیا معنی اور بالاجماع سورۂ توبہ بعد مَا نَزَلَ کے ہی اور جنگ احد تیسرے سال مین
ہجرت سے اور غصب خلافت مرتضیٰؓ کا کفر نہین ہی موافق اقرار فضلاے شیعہ کے چنانچہ سابق گذر اپس
حبط ہونا اُس سے کسطرح سمجھا جائے غصب فدک کا اول تو واقع نہوا اسواسطے کہ ابوبکرؓ نے فدک کو فاطمہؓ سے نہ اپنے
قبضے مین کیا نہ اپنے ملک مین بلکہ یہ کیا کہ میراث ہونے سے منع کیا یا ہبہ نا تمام سے منع کیا اسکو غصب کہنا بڑی بیخبری ہی
اور معہذا یہ منع ہی بموجب تمسک حدیث مشہور کے تھا گناہ بھی نہین ہوا پھر کفر کی کیا جگہ کہ تمام عمر کے

اعمال حبط کرے اور جو قلم دوات حاضر نہین کی ہرگز بطور خطاب ایتونی بقرطاس شیخین مین سے دونون نہ تھے بلکہ تمام بنی ہاشم اور اہل بیت اسمین شریک ہین اور اگر بالفرض انھون نے مشورہ دیا ہو اور مشورے مین خطا کی تب بھی حبط اعمال صالحہ کیونکر ہوگا الحاصل اس مقام مین حیرت ہی اور ملا عبداللہ کے ہاتھ پانون مارنیکو خیال کرنا چاہیے کہ کیسے ہاتھ مارتا ہی ادھر اُدھر اور کچھ ہاتھ نہین آتا اور اسی قسم سے دوسری آیت مین اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ترجمہ ایا کیا ستنے پانی پلانا حاجیون کا اور تعمیر مسجد حرام کی مثل اُس شخص کے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ اَلَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ أُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَاللّٰهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ترجمہ اور جہاد کیا اللہ کی راہ مین نہین برابر ہونگے اللہ کے نزدیک اور اللہ نہین ہدایت کرتا ہی ظالمون کو وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ مین اپنے مال اور جانون سے انکا بہت بڑا درجہ ہی اللہ کے نزدیک وہی مقصد کو پہونچنے والے ہین خوشخبری دیتا ہی انکو انکا پروردگار رحمت کی اُس سے اور خوشنودی کی اور جنتین کہ اُنکے واسطے اُسمین نعمتین مقیم ہین ہمیشہ ہمیشہ اُسمین رہینگے اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہی اور آیت اِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ترجمہ بیشک وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا مالون اور جانون سے اللہ کی راہ مین اور وہ لوگ جنھون نے جگہ دی اور مدد کی وہ لوگ بعض ان کے دوست ہین بعض کے ملا عبداللہ اور اور علماے شیعہ ہاتھ و پائون مار کے آخر عاجز ہوے اور اِن لوگون کے مراتب عالیہ کے قائل ہوے یہی حال حضرت امیر کے مخالفون کا اور اہل بیت کے دشمنون کا موافق گمان شیعہ کے کہ یہ سب مخالف مہاجرین اور انصار سے تھے کہ اُنھین مین سے خلفاے ثلثہ بھی ہین لیکن جو حضرت امیر سے لڑے ہین کہ وہ ام المومنین اور طلحہ اور زبیر مہاجرین اولین سے ہین انہین شیعہ کو بڑا تردد ہی تفصیل اسکی یہ کہ اگلے لوگ انکے فرق نہین کرتے تھے اور سب لڑنیوالونکو کافر ٹھہراتے تھے اور گالی اور تبرا جائز رکھتے تھے پھر جب پچھلے لوگ انکے خبردار ہوئے اسبات پر کہ جس صورت مین کہ ہم امامت کو نبوت کے حکم مین مانین اور منکر امامت کو کافر و مرتد گنین تو بہت جھون سے

اصول مذہب مین خلل پڑیگا انھین سے یہ کہ حضرات ائمہ بلا تکلف و بلا ضرورت ان لوگون کو اپنی لڑکیان دیتے تھے اور انکی لڑکیان لیتے تھے چنانچہ حضرت سکینہ کا مصعب بن زبیر سے نکاح ہوا اور قاسم بن محمد بن ابی بکر کی لڑکی سے حضرت امام محمد باقرؑ نے نکاح کیا اور علی ہذا القیاس یہ بات جملہ حضرات ائمہ مین جاری و رائج تھی ہرگز انکا معاملہ اپنی امامت کے منکرون کے ساتھ ایسا تھا جیسا کہ نبوت کے منکرون کے ساتھ تھا اور ظاہر کہ امامت ہر امام کی مثل امامت حضرت امیرؑ کے ہے اور انھین مین سے یہ کہ ایک گروہ جو خود بھائی اور اقربا ائمہ سے تھے منکر امامت دوسرے ائمہ کے تھے مثلاً محمد بن حنفیہ کہ منکر امامت حضرت زین العابدین کے تھے باوصف اسکے کہ باہم جھگڑا ہوا اور فیصلہ اسکا حجر اسود پر ٹھہرا اور اسنے گواہی امامت حضرت زین العابدینؑ کی دی تب بھی بیدست بردار نہوئے آپ ہی امامت کا دعوی کرتے رہے اور اپنی اولاد کو وصیت امامت کی کر گئے اور نذر و نیاز اور خمس وغیرہ جو کچھ مختار انکو بھیجتا تھا کبھی اسمین امام زین العابدینؑ کو شریک نہین کرتے تھے اور جیسے زید شہید کہ بے شبہہ اپنی امامت کا دعوی کرتے تھے اور امام محمد باقر کی امامت کے منکر تھے اس مقدمے مین ہشام بن حکم کے ساتھ مناظرہ بھی کیا لیکن اپنا دعوی نچھوڑا یہان تک کہ شہادت پائی پھر انکی اولاد یعنی یحیی اور متوکل نے امام جعفر صادق کی اولاد کے ساتھ اسی معاملے مین بہت پرخاش رکھی پھر اولاد امام جعفرؑ کی بھی آپس مین مثل عبداللہ افطح اور اسحق بن جعفر کے دعوی امامت کا کرتے رہے اور اگر اولاد حسن رضی اللہ عنہ کو ہم گنین کہ ایک جماعت کثیر مثل نفس زکیہ وغیرہ کے دعویدار اپنی امامت کے گذرے ہین اور اور امامون کی امامت کے منکر تو دائرہ قیل وقال کا تنگ کیا معنی بلکہ آتش جنگ و قتال کے بھڑکے چنانچہ انکے تابعین نے باہم جنگ و قتال کی ہی جیسے مختار ثقفی نے عبداللہ کو جو پسر صلبی حضرت امیر المؤمنین کا تھا مار ڈالا ہی کہ نسب کی کتابون اور تواریخ مین موجود تو پس اگر انکار امامت امام کا انکار نبوت نبی کی طرح کفر ہو تو یہ سب لوگ کافر ہو جائینگے اور حضرت ائمہ نے کہ زید شہید اور محمد بن حنفیہ اور مثل ان کے جنکے حق مین گواہی خوبی و فلاح کی دی ہی سب جھوٹ ہو جائے اگر یہ ہم کہین کہ علی کی اولاد ہرچند منکر امامت امام وقت کے ہون کافر نہین ہوتے اور لوگ انکار امامت امام وقت سے کافر ہو جاتے ہین تو ان چیزون مین اختلاف و تفاوت لازم آئے جنسے کفر واجب ہوتا ہی حالانکہ بالاتفاق موجبات کفر مین کچھ تفاوت نہین ہی چاہے امام زادہ ہو چاہے علوی جب کلمہ کفر کا زبان سے نکالیگا کافر ہوگا

الغرض جب پچھلے لوگون نے اسپر نظر کی تو ناچار ہو کر کہا کہ منکر امامت کا کافر نہین ہی اور اسمین فرق
نکالا کہ منکر مخالف ہی اور مخالف فاسق اور محارب یعنی لڑنے والا کافر لیکن یہان ایک اور قباحت
لازم آئی کہ جب انکار امامت کا کفر نہین ہی اور انکار کے لیے محاربہ لازم جب امام اپنا تصرف چاہیگا ضرور
جو کفر نہین اوسکو کفر لازم ہو جائیگا اور یہ بات محال ہی کہ نہو کسواسطے کہ حکم لازم ملزوم کا ایک ہی بس
انکار بھی کفر ہوگا اور خوب ظاہر ہی کہ محاربہ خود ایک مرتبہ مراتب انکار سے ہی کہ جسوقت امام اپنا تصرف
کریگا تو اسی محاربے کی صورت پر انکار ہوگا اکثر شیعہ نے اس بات کا جواب اس روش پر دیا ہی کہ
ہر چند قاعدہ تو اسی بات کو چاہتا ہی کہ جب انکار کسی چیز کا کفر ہوگا تو چاہیے کہ محاربہ بھی اُس چیز والے کے
ساتھ کفر ہو کسواسطے کہ محاربہ بھی ایک قسم انکار سے ہی لیکن اس قاعدے کو برخلاف عقل کے گو عقل مین تو
ایسے ہی آتا ہی مگر ہمنے حضرت امیرؓ سے لڑنے والون کے حق مین چھوڑ دیا ہی اس سبب سے کہ حدیث متفق علیہ
ہمکو پہنچی ہی حَرْبُكَ حَرْبِي وَسِلْمُكَ سِلْمِي اس جواب مین بھی چند وجہون سے خدشہ ہی اول
یہ کہ یہ کلام تابع مجاز کے ہی بحذف حرف تشبیہ یعنی حَرْبُكَ كَأَنَّهُ حَرْبِي اسواسطے کہ معنی حقیقی ممکن
نہین اور خوب ظاہر ہی کہ حضرت امیرؓ کی لڑائی لڑائی حضرت رسولؐ کی نہ تھی حقیقۃً بلکہ حکماً اور جب
مضاف بحذف حرف تشبیہ ہوا تو مذموم و قبیح ہونا اس حدیث سے معلوم ہوا نہ کفر ہونا اسواسطے
کہ یکسان ہونا مشبہ اور مشبہ بہ کا تمام احکام تشبیہ مین ہرگز لازم نہین ہی اور اس لفظ کو جناب رسولؐ نے
بہت صحابہ بلکہ متعدد قبیلونکے حق مین جیسے اسلم و غفار اور جہینہ اور مزینہ کے بھی فرمایا ہی اور بالاتفاق لڑائی
اونکی کفر نہین ہی دوسرے یہ کہ معنی کلام کے یہ ہین کہ حَرْبُكَ بِالتَّخْصِيصِ حَرْبِي بس لڑائی جماعہ
کثیر کی جیسے قاتل عثمانؓ کی کہ ان سب مین حضرت امیرؓ بھی تھے لڑائی رسولؐ کی نہ تھی اور ایسے اضمار
بہت مشہور و رائج ہین مثلاً کوئی شخص اپنے دوست سے کہے کہ جو کوئی تیرا بد خواہ ہی میرا
بد خواہ ہی اور اگر وہ دوست اوسکا ایسے مردم کثیر کے کسی زمرے مین ہو کہ ان لوگونکا بسبب
کسی امر عام مشترک کے کوئی بدخواہ ہو ضرور عموم کلام مین وہ شخص داخل نہین ہوتا نہ لغۃً
نہ عرفاً اور ان صحابہ کبار یعنی طلحہؓ اور زبیرؓ اور ام المؤمنینؓ نے خاص قصد لڑائی حضرت امیرؓ کا
نہین کیا بلکہ عثمانؓ کے قاتلون سے بدلا کرنا قصاص کا مقصود تھا جو کہ حضرت امیرؓ بھی اوس
لشکر مین شریک تھے اون سے بھی لڑائی واقع ہوئی تیسرے یہ کہ حَرْبُكَ حَرْبِي کنایہ ہی

عداوتک عداوتی سے خوب ظاہر ہی کہ یہ لوگ عداوت حضرت امیر رضہ سے نہین رکھتے تھے
نہ لڑائی انکی عداوت کے سبب سے تھی محض واسطے فساد دور ہونے اور بدلا لینے کے
مقابلہ کیا کہ اوسکی نوبت لڑائی کو پہونچی چوتھے یہ کہ جملہ افعال اختیاری مین قصد وارادہ
شرط ہی تب اوسپر مدح اور ذم وارد ہوتی ہی مثلاً کوئی شخص کہے جو کوئی اس برتن کو توڑیگا
اوسکا ایسا ایسا حال کرونگا اور کسی شخص کا راہ چلتے پانون ڈگ گیا اوس برتن پر پڑا کہ
وہ ٹوٹ گیا بالاتفاق اوسکو اوسکا توڑنے والا نہین کہین گے اور اوس وعید مین داخل
نہین ہوا یہی حال انکی لڑائی کا ہی حضرت امیر رضہ کے ساتھ معتبر تواریخون سے پانچھ ین یہ کہ
ہمنے مانا کہ لڑائی لڑنا حضرت امیر رضہ سے چاہے جیسی ہو لڑائی رسول کی ہو لیکن مطلق لڑائی
رسول کی بھی کفر نہین ہی مگر جبکہ انکار نبوت اور رسالت کے ساتھ ہو اور دنیا و مال کی رو سے
کفر نہین ہی بدلیل آیت قرآنی جو راہزنون کے حق مین ہی کہ بالاجماع کافر نہین ہوتے گو فاسق ہون
قولہ تعالی إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ
يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا الخ یعنی نہین ہی بدلا اون لوگون کا جو لڑتے ہین اللہ تعالی اور اوسکے رسول سے
اور پھیلاتے ہین زمین مین فساد مگر یہ کہ قتل کیے جائین یا سولی دیے جائین اور سود خوارون
کے حق مین بھی یہی وعید وارد ہی اور سود خوار کافر نہین ہین فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ یعنی پس مستعد ہو واسطے لڑائی اللہ تعالی اور رسول کی بلکہ ان آیتون مین اللہ تعالی
اور رسول دونون کی لڑائی فاسقون کے حق مین ثابت ہی حدیث مذکور مین تو فقط لڑائی
رسول کی ہی پس لڑائی خدا تعالی اور رسول کی دونو موجب کفر کے نہین لڑائی رسول کی
فقط کیونکر موجب کفر کی ہوگی ہان وہ لڑائی کہ رسول کے ساتھ از روے انکار دین کے
یا اہانت اسلام کے ہو بلاشبہہ کفر ہی مطلق لڑائی کفر نہین اور کوئی کیا کہہ سکتا ہی حضرت
موسی کے حق مین کہ حضرت ہارون کی لڑائی مین کچھ قصور نفرمایا یہانتک کہ ہارون خوشامد
سے پیش آئے اور کہا يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي یعنی ای بیٹی میری ماکے مت پکڑ
میری داڑھی اور نہ میرا سر غیر کی لڑائی مین ان حرکتون سے کیا ہوتا ہی حضرت امیر کا بھی بحکم أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ
هَارُونَ مِنْ مُوسَى وہی رتبہ ہی اور زوجہ مطہرہ رسول کہ حضرت امیر کو حمایتی عثمان رضہ کے قاتلون کا اور دوستی انکی

قصاص جاری کرنے مین سمجھ کے بر سر پرخاش ہوئین بعینہا مثل حضرت موسیٰ اور ہارون کی ہے کہ
کہ ہارون کو حمایتی گوسالہ پرستونکا سمجھکے اور سستی اُنکی اُن کے حق حد و تعزیر جاری کرنےمین سمجھکے نسبت
اپنے بڑے بھائی کے یہ اہانت عمل مین لائے پس اگر حرب سولؑ کفر ہوتی حضرت موسیٰ حاشا من ذالک
اُسی وقت کافر ہو جاتے والعیاذ باللہ من ذالک معاملہ حضرت یوسفؑ کے بھائیون کا جو کچھ اُنکے ساتھ کیا
اور حضرت یعقوبؑ کو جو کچھ دکھ دیا لڑائی سے کیا کم ہے اس جگہ انصاف کی راہ چلنا چاہیے اور ہر ایک کے
بڑے پر لحاظ رکھنا چاہیے دوسری طرف بھی ام المومنینؓ وجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین کہ موافق
نص قرآن کے مادر مومنون اور مادر حضرت امیرؓ کی ہین اگر ماں اپنے لڑکے کو گھڑکے جھڑکے اور دھمکی دے
تو وہ لڑکا اُس گناہ سے بری الزمہ ہے ہم کو تم کو نہین پہونچتا ہے کہ اُسکی بابت اپنے طعن کے تحت مین کرین جیسے
کہ حضرت موسیٰ اور حضرت یوسفؑ کے بھائی ہمکو نہین چاہیے کہ ہم زبان طعن کی اُنپر کھولین بلکہ بیان تو نسبت
ماں اور بیٹا ہونے کی ہے اور وہان برادری اور مساوات کی ہے ع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی پس الحاصل
معلوم ہوا کہ حدیث حربک حربی کو سند پکڑکے حضرت امیر سے لڑنے والون کا کفر ثابت کرنا
ہرگز قاعدے پر نہین جمتا اور بہت سے اصول کے مخالف ہوتا ہے اور ایمان اعمال صالح ان لڑائی
والون کے کہین جاتے نہین ہے وہی ملغ بغض وعداوت اور گالی و تبرا کے ہین اور فرق مخالف اور
محارب مین کسی وجہ معقول کے ساتھ نہین اس موقع پر بعض باتین علماے شیعہ کی سننا چاہیے قاضی
نور اللہ شوستری اپنی مجالس المومنین مین لایا کہ معنی تشیع کے یہ ہین کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے خلیفہ بلا فصل مرتضیٰ علیؓ ہین اور گالی اور لعن تشیع مین معتبر نہین ہے اس بات کی گنجایش
ہے کہ نام حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم زبان شیعہ پر جاری ہو اگر جاہل شیعہ اس
بات کا حکم کرین کہ لعن واجب ہے تو انکی بات معتبر نہین اور جو کچھ خبث اور فحش کی نسبت حضرت
ام المومنین عایشہ صدیقہ رضؓ کے مقدمے مین شیعہ کیجانب کرتے ہین حاشا ثم حاشا جو واقع ہو
اسلیے کہ عوام گروہ آدمیون کی طرف نسبت فحش کی کرنا حرام ہے نہ کہ حرم حضرت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف لیکن جب عایشہ صدیقہ رضؓ مخالفت حکم قرن فی بیوتکن کی کرکے بصرہ مین
آئین اور حضرت امیرؓ کی لڑائی مین پیش قدمی کی تو بحدیث حربک حربی و سلمک
سلمی کے کہ فریقین نے حضرت علی رضؓ کی صفت مین روایت کی ہے تو حرب حضرت امیرؓ کی

با حرب حضرت پیغمبر کی یقیناً مقبول نہین ہو اس بنا پر مورد طعن ہوئین تبعد اسکے اسی کلام کے
لگا و مین کہا ہو کہ یہ ایک ضعیف حدیث شیعون کی کتابون سے دیکھی اس مضمون کی کہ عایشہ رضؓ نے امیرؓ کے
سامنے اس لڑائی سے توبہ کی لیکن قصہ لڑائی کا تو متواتر ہو اور حکایت توبہ کی خبر واحد مگر اس
بنا پر طعن کرنا اُن کے حق مین جائز نہین ہو انتھے کلامہ بلفظہٖ جو لوگ تاریخ دان ہین اُن سے چھپا نہین
کہ توبہ حضرت طلحہ کی ایک لشکری کے ہاتھ سے امیر کے لشکر والون سے منقول ہو اور لوٹ جانا حضرت زبیر کا معرکہ
لڑائی سے بعد اسکے کہ حضرت امیرؓ نے اپنی خلافت کی حقیقت مین اُنکو حدیث یاد دلائی مشہور و متواتر ہی
بس اِن روایتون کی بنا پر بھی طعن اِن شخصون کی جائز نہوگی اور یہی مدعا ہو جاننا چاہیے کہ پچھلے شیعہ
جیسے ملا عبد اللہ مشہدی اور اُسکے مثل خود اس عقیدے سے کہ حضرت امیرؓ سے لڑنے والا کافر ہی
لوٹ کر اسیقدر پر قانع ہوئے ہین کہ لڑائی کرنا حضرت امیرؓ سے کفر نہین ہو بلکہ حد فسق کبیرہ کو
پونہچاتی ہو اسلیے کہ انھون نے تکذیب نص پیغمبر کی نہین کی بلکہ بسبب تاویل باطل یا انکار نص کے
اُن سے لڑنے کو حلال جانا بس فسق اعتقادی ہو نہ کفر اور جو قول خواجہ نصیر کا بھی علماے
شیعہ کے نزدیک حکم وحی ناطق کا رکھتا ہو خصوصاً عقائد کے مقدمے مین بعض متاخرین نے
انکے درمیان قول خواجہ نصیر اور ملا عبد اللہ کے اسوجہ سے جمع کرکے مطابقت دی ہو کہ
بمقتضاے حدیث حربک حربی کے مرتضیٰؓ سے لڑنے مین کفر لازم آتا ہو ہر چند التزام
کفر نہو اور لزوم کفر کا کفر نہین ہو شیعہ کے نزدیک بھی بلکہ التزام کفر کا کفر ہی پس قول خواجہ کا جو
باعتبار لزوم کے ہو موافق ظاہر حدیث کے ہو اور قول ملا عبد اللہ اور اُسکے امثال کا
باعتبار التزام کے ہو اور جب التزام کفر کا انہین نتھا اطلاق مرتد کا انپر نہین ہوسکتا انتھی
کلامہ اور سچ یہ ہو کہ کلام اس عزیز کا کمال دقت سے پیدا ہوا ہو کہ اصول شیعہ پر اس سے
زیادہ خیال مین نہین آتا لیکن حدیث مذکور با وجود اسکے کہ قابل تاویل ہی اور قطعاً
معنی حقیقی مراد نہین معارض نہین ہوسکتی ہو آیتون قطعی کی جو حق مین مہاجر
اور انصار خصوص ازواج مطہرات اور اِن دو بزرگوار کے حق مین وارد ہوئی ہین اور
نیز لزوم کفران شخصون کا موافق قاعدۂ شیعہ کے درست نہین ہوتا عدیہ کہ امام وقت
سے ساتھ لڑنا بغی ہو وَالْبَغْيُ فِسْقٌ لَا كُفْرٌ اور اگر کسی شبہہ یا تاویل کے ساتھ ہو تو فسق

بھی نہین رہنا بلکہ خطاء اجتہادی ہوتی ہی جو انتہا کلام شیعہ کی اس بحث مین معلوم ہوئی
ضرور پڑا کہ مذہب اہلِ سنت کا بھی اِس مسئلے مین ذکر کیا جائے جاننا چاہیئے کہ مخالفت حضرت
امیر کی بنا بر اجتہاد مسائل فقہیہ کے جیسے معاملات میراث پیغمبرؐ ہی یا امامت ہی یا ہونا ہبہ کا
کامل قبل قبض کے یا تقسیم خمس متعۃ الحج وغیرہ امور اجتہادی سے ہی کفر نہین ہی نہ گناہ کسواسطے کہ حضرت امیر بھی
ایک مجتہد تھے مجتہدین صحابہ سے اور مجتہدین کو مسائل اجتہادیہ مین باہم خلاف جائز ہی اور مجتہد
کے واسطے اجر بھی ہی اور لڑنے والا حضرت مرتضیٰؑ کا جو بغض و عداوت سے لڑتا ہی کافر ہے
بالاجماع اہلِ سنت کے نزدیک اور یہی مذہب انکا خارجیون کے حق مین ہی اور اہلِ نہروان کے
حق مین اور حدیث حربک حربی بھی اسی حرب مذکور پر قیاس کی گئی ہی لیکن یہان بھی
لزوم کفر ہی نہ التزام اُسکا پس طلاق مرتد کا اُنپر نہین کر سکتے اور جو شبہہ انکا نہایت بیمغز اور مقابل
قطعی نصوص قرآن اور حدیثون متواتر پیغمبرؐ کے ہی موجب عذر لانیکا نہین ہو سکتا اور قرآن
و حدیث کے مقابل مین کچھ عذر نہین چل سکتا پس خارجی اہل سنت کے نزدیک احکام عقبیٰ مین
کافر ہین نہ دعاے مغفرت کی اُنکے واسطے کرنا چاہیے نہ ہرگز اُنکے جنازے کی نماز پڑھنا چاہیے اور
اسی قیاس پر اور احکام عقبیٰ کے اور جو حضرت امیرؓ سے لڑے لیکن نہ عداوت او نہ بغض کی راہ سے بلکہ
شبہہ فاسد اور تاویل باطل سے جیسے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین کے لوگ سو یہ خطاء اجتہادی و بطلان
اعتقادی مین اپنے مشترک ہی فرق یہی ہی کہ یہ خطاء اجتہادی و فسق اعتقادی اصحاب جمل کا ہرگز طعن و
تحقیر کو تجویز نہین کرتا اس سبب سے کہ نصوص قطعی اور حدیثین متواتر انکی مدح و ثنا مین ہین اور اگلی اسلامیت
انکی اور قرابت اور تعلق نسبی اور صہری یعنی سمدھیانے کا انسے جناب پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کا
ثابت جیسے حضرت موسیٰؑ کہ انکی عصمت و علو درجے پر نصوص قطعیہ ہین وہ مانع ہین اسبات کے کہ
اُنھون نے جو اپنے بھائی کے حق مین کیا اُسپر اُنکو طعن کیجاے اور تحقیر عمل مین لائی جائے اور بے تامل
جھٹ پٹ مونہہ سے نکالے کہ وہ بھی للّٰہ فی اللّٰہ تھا نہ بسبب ہواے نفسانی اور نزغہ شیطانی کے حاشا
جنابہم مِنْ ذٰلِكَ اور اصحاب صفین مین جو یہ امر قطعی ثابت نہین ہوے تو توقف و سکوت لازم
ہی تمام آیتون اور حدیثون پر نظر کرکے جو صحابہ کی فضیلتون پر دلالت کرتی ہین بلکہ سب
مومنون اور امیدوار شفاعت و نجات اور عفو پروردگار پر ہان اگر شام کے گروہ سے بالیقین

ہمکو کوئی شخص معلوم ہو کہ عداوت و بغض حضرت امیرؑ سے رکھتا تھا یا اسقدر کہ نسبت کفر کی آنجناب کے
ساتھ مع لعن و گالی کے کرتا تھا اُسکو بیشک ہم کافر جانینگے اور جب یہ بات ابتک کسی روایت
معتبر سے ثابت نہین ہوئی اور اصل ایمان انکا یقینا ثابت ہی تو اصل پر تمسک رکھین آلحاصل اہل سنت
کا اجماع اسپر ہی کہ جو شخص حضرت امیرؑ کو نسبت کفر کی کرے یا اُن کے بہشتی ہونیکا منکر ہو یا منکر انکی
لیاقت خلافت کا باعتبار اوصاف دین کے جیسے علم و عدالت اور تقوی اور پرہیزگاری کا فر ہے
اور جو یہ بات نہروان کے خارجیون مین قطعًا ثابت ہوئی اُن کو کافر کہتے ہین اور دون سے
ہرگز ثابت نہوئی نہ اُنکو کافر ٹھہراتے ہین یہ ہی تنقیح مذہب اہل سنت کی اس مقدمے مین اور موافق
اُنکے اصول کے اسواسطے کہ انکا اتفاق اسبات پر ہی کہ منکر ضروریات دین کا کافر ہی اور سلوو رجہ
ایمان حضرت امیرؑ کا اور بہشتی ہونا اُنکا اور لایق خلافت پیغمبرؐ کے ہونا از روے حدیثون بلکہ آیات
قطعیہ متواترہ سے ثابت ہی پس منکر ان امور کا کافر ہوگا اور لڑنا انسے از راہ شامت نفس
یا محبت مرتبہ اور جاہ کے یا از راہ تاویل باطل اور شبہہ فاسد کے فسق عملی یا فسق اعتقادی ہی
یعنی بد عملی اور بد اعتقادی نہ کفر اور اس اصل مین امامیہ بھی متفق ہین پس اس حکم مین بھی چاہیے
کہ متفق ہون **مقدمۂ ہفتم** مرد با ایمان کہ مرتکب کبیرہ کا ہو یا بسبب غلط فہمی اور شبہہ فاسد
کے مصدر و مرتکب کسی امر شنیع کا ہو اُسکو لعن و گالی جائز نہین ہی کئی دلیل کے ساتھ **اول**
قولہ تعالی فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ترجمہ
جان لے کہ وہ بیشک اللہ ایسا ہی کہ کوئی معبود نہین سوا اُسکے اور مغفرت مانگ اپنے گناہ کی اُس سے
اور مومن مردون اور مومن عورتون کی اور قاعدہ اصولیہ ہی بالاتفاق کہ الامر بالشئ نہی
عن ضدہ حکم کسی چیز کا باز رکھنا ہی اُسکی ضد سے پس حق مین مومنون فاسقون کے کہ محتاج
انکے استغفار کے ہین استغفار مامور بہ ہے اور لعن و گالی اور دعاے بد ان کے حق مین
ضد استغفار کی سو یہ منہی عنہ ہی اسی واسطے آخر نماز بعد تشہد کے دعاے ماثورہ
مین استغفار واسطے مومنین اور مومنات کے پانچون وقت مین مشروع ہوئی اور سب و لعن
کہ خدا کی رحمت سے دور پھینکنا ہی حکم شریعت کا مقابلہ کرنا ہی لہذا حرام ہی **دوسری**
اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا ترجمہ وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے
ہین اور اسکے گرد ہین تسبیح کرتے ہین مع حمد اپنے پروردگار کے اور ایمان اسپر لائے ہین اور بخشش
چاہتے ہین اُن لوگون کے جو ایمان لائے ہین اے پروردگار ہمارے وسیع کیا ہی تونے ہر شے کو از روی
رحمت و علم کے معلوم ہوا کہ جو فرشتے عرش کو اُٹھائے ہوئے ہین مومنون کی دعاے مغفرت مین وہ بھی
مشغول ہین اور ظاہر ہی کہ مقربون کے خلاف بادشاہون کے جناب مین عرض کرنا موجب غضب
بادشاہ اور ناخوشی اُن مقربون کا ہوتا ہی والعیاذ باللہ **تیسری** یہ کہ شفاعت انبیا کی واسطے
اہل کبائر کے ثابت ہی پس در صورت لعن و دعاے بد کے مقابلہ اور عناد باہم پیغمبرون کے لازم آتا ہی
والعیاذ باللہ **چوتھی** آیت اَلَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ
ترجمہ وہ لوگ کہ آئے بعد اُنکے کہتے ہین ای پروردگار ہمارے مغفرت کر تو واسطے ہمارے
اور ہمارے بھائیون کے جو ہمسے پہلے گذرے ساتھ ایمان کے او رمت کر ہمارے دلون مین
کینہ اُن لوگون کے حق مین جو ایمان لائے اے رب ہمارے بیشک تو بڑا مہربان رحم
کرنے والا ہی اِس سے معلوم ہوا کہ متاخرین امت کی بھی یہی شان ہی کہ اگلے لوگون کے واسطے
دعاے مغفرت کرین اور اُنکے بغض و کینے سے بچین اور جو کوئی خلاف اسکے کرے گویا اُسنے حق دین
و ملت کا تلف کیا والعیاذ باللہ **پانچوین** یہ کہ موجب محبت و دوستی کا ایمان ہی جو فاسق مین
موجود ہی اور فسق اسکا مثل مرض کے محتاج بعلاج پس اُس آفت زدہ کے علاج کی راہ یہی ہی
کہ فسق کا اثر اس سے دور کیا جائے اور اس اثر کے دور ہونے کے دو طریق مین اول حالت
حیات مین حکم کرنا امر معروف اور نہی منکر کا اور وعظ و نصیحت اور حد اور تعزیر دوسرا طریق
بعد مرنے کے دعاے مغفرت اور خیرات اور فاتحہ درود اور ظاہر ہی کہ کوئی بھائی کسیکا مرض
سخت مین مبتلا ہوتا ہی اوسکا علاج کرتے ہین تا اثر مرض کا دور ہو جائے نہ یہ کہ قتل کرنا
اور روح گھٹانا جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ لَعْنُ الْمُؤْمِنِ کَقَتْلِہٖ یعنی لعنت کرنا مومن کا ایسا ہی
جیسے اوسکا مار ڈالنا اسواسطے کہ معنی لعنت کے رحمت سے دور کر دینا ہی اور جب تک کہ اُسمین ایمان
موجود ہی رحمت سے دور نہین ہو سکتا پس لعنت کے یہ معنی ہین کہ گویا اوسکے ایمان کا جاتا رہنا

جاہتا ہی اور ایمان کا جاتا رہنا موجب ہمیشہ ہمیشہ کے ہلاکی کا ہی جو ہزارون درجے مار ڈالنے سے
زیادہ سخت ہی چھٹے یہ کہ وجود علت کا مستلزم وجود حکم کا ہی اور زوال علت کا مستلزم زوال حکم
کا پس مومن فاسق مین ایمان کہ صفت روح کی ہی اور ایمان ہی موجب محبت اور دوستی کا ہی جو دائم
اور ہمیشہ ہی تو اُسکی محبت بھی ہمیشہ واجب بسبب ہمشگی روح کے اور فسق کہ بدن کی عمل سے ہی
یہ جاتا ہی رہتا ہی جسوقت کہ تعلق روح کا بدن سے جاتا رہتا ہی اسواسطے موجب فسق کے یعنی
و عداوت اور گالی و حقارت واہانت ہی یہ بھی بعد موت کے جاتی رہے اور مقتضا ایمان کا کہ مغفرت
چاہنا اور آمرزش ہی متعین ہوگا سوا انکے اسیواسطے حدیث مین آیا ہی وَلَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ
فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوا ترجمہ برا مت کہو مُردون کو اسواسطے کہ وہ پہنچے
اُس چیز کو جسکے واسطے بہیجے گئے تھے اور موت مومن فاسق کے حق مین حکم توبہ کا رکھتی ہی اس مقدمے
مین کہ عمل بد کو اُس سے منقطع کرتی ہی اور فرق یہ ہی کہ توبہ اگلے اعمال کو بھی مٹاتی ہی اور موت
اگلے اعمال کو نہین مٹاتی اور جب عمل بد منقطع ہو گئے خاص ایمان رہگیا کہ مقتضی وجوب محبت کا ہی
ساتوین یہ کہ اللہ تعالی نے محض ایمان پر وعدہ جنت کا فرمایا ہی قولہ تعالی وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا الآیہ کہ سورہ توبہ مین
واقع ہی ترجمہ وعدہ کیا اللہ نے مومن مردون اور عورتون کو جنت کا جسکے نیچے بہتی ہین نہرین کہ
ہمیشہ اُسمین رہینگے پس لعنت کرنا اور اُسکا عذاب چاہنا خدا سے خدا پر حکم کرنا ہی تا کہ وعدہ
اپنا خلاف کرے اور خلاف وعدہ اُس سے بس محال قولہ تعالی وَاللّٰهُ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ترجمہ
یعنی اللہ وعدہ خلاف نہین کرتا پس محال کی بھی طلب کی اور حد درجے کی بے ادبی مقدمہ ہشتم
دنیا کے امور کے باعث بزرگون مین بھی آزردگی بہت وقوع مین آئی اور دونون طرف والے
اس آزردگی کے سبب سے اپنے درجے سے نہین گر گئے اور قابل حقارت واہانت کے نہین ہوے
جیسے حضرت یوسفؑ اور اُن کے بھائیون مین جاری ہوئی ہمکو سوا اسکے کہ تعظیم سے یاد کرین
اور کچھ جائز نہین ہی اور اسی قسم سے ہی کہ شیعہ کے نزدیک جو کچھ اختلاف امامت کے باب
امام زادون مین واقع ہوا کہ انکو بھی سواے تعظیم ہر ایک کے اور کچھ کام نہین ہرچند بعض
بھائیون نے ائمہ کے مطلق انکار امامت کا اختیار کیا پس جو وجہ کہ شیعہ نے امام زادون کی

تعظیم کے واسطے کہ اُن سب مین زیادہ ایک سے معصوم نہوگا باوجود اسکے جو اُس معصوم کے مقابلے
جانب مین تھے اُنکو معذور رکھا ہی اور اُن کے کفر کیا بلکہ فسق کا بھی اعتقاد نہین رکھتے قرار دی ہوئی
وجہ کو اہل سنت وجماعت تمام متعلقون رسولؐ کی تعظیم مین خواہ صحابہؓ خواہ انکے ازواجؓ خواہ اہل بیتؑ
ہون کام مین لاتے ہین اور دونون جانب کو معذور رکھتے ہین آور رسالۂ عبد اللہ اظہار الحق والا کہ فی الجملہ
فکر دقیق رکھتا ہی اسوجہ پر آگاہ ہوا اور منع مطلق کو اُسکے واسطے کافی ندیکھ کر آنکھ نچھپا سکا اور
بطور سوال کے لایا اور اُسکے دفع مین کوشش کی اس طور پر کہ کہا یہان بڑے شبہہ کا مقام ہی
کہ عاقل منصف پر لازم ہی صورت شبہہ کو اُس قوت کے ساتھ جیسے کہ وہ رکھتی ہی ذکر کرنا اور اشارہ
اُسکے دفع کا کرنا اگر کوئی کہے کہ ہو سکتا ہی کہ دو آدمی برابر کے ہون یا دو گروہ مقبولان درگاہ آلہی سے
ہون اور ان دونون مین بسبب کسی شبہہ اور شک یا کسی پوشیدگی سے جو انکی راے مین رہگیا ہو جھگڑا
یا کچھ رنجش پیدا ہو اس صورت مین ہمکو لائق نہین ہی کہ دونون مین سے کسیکو طعن کرین یا بدگوئی
سے پیش آئین اور جواب اسکا کہا کہ اگر یہ صورت فرض کی ہوئی اگر تمام صالحون مین امت کے
کہ خطا اُن سے بھی ہوتی ہی واقع ہو تو البتہ محتمل ہی کہ کسیکو برا نکہے لیکن اس مقام پر جسمین گفتگو ہی
کہ ایک طرف مقابل مین معصوم ہو اور دوسری طرف وہ جس سے خطا بھی ہوتی ہی تو جائز نہین ہی
پس اس صورت کو پہلی صورت پر قیاس نہین کرنا چاہیے کہ دونو طرف کے جھگڑنے والے آپسمین
برابر نہین ہین اسواسطے کہ ایک معصوم ہی دوسرا جائز الخطا یعنی ایسا کہ اُس سے خطا بھی ہوتی ہی
اور جب معصوم احتمال خطا کا نہین رکھتا تو طرف ثانی سے کہ برابر ہونا حق آزردہ نہین ہوگا
اور جب دوسری طرف کہ جائز الخطا ہی اگر شبہہ سے کسی دلیل کے نسبت معصوم آزردہ شدہ
کے عداوت اختیار کریگا تو معذور نہ ہوگا اسواسطے کہ محبت و رعایت تعظیم معصوم کی منصوص ہی
پس شبہہ اُسکا معتبر نہین جیسے شبہہ ابلیس کا آدمؑ کی عداوت مین اور اُنکی اولاد مین کہ اُس
شبہہ کے سبب سے معذور نہین ہی انتہی کلامہ اس جواب مین بہت خلل ہین کسواسطے کہ اس کلام
کو ہم فرض کرین دو معصومون مین کہ دونون آزردگی پیدا کرین پھر جب دونون طرف معصوم
ہین تو کہان ابلیس کہان آدم اور یہ صورت کہ دونون طرف معصوم باہم ناخوشی ظاہر کرین اور
ایک دوسرے کے حق کو تلف کرین ایسی مثالین امامیہ کی کتابون سے بہت نکال سکتے ہین

اول مناقشہ آدم کا بابت بلندی مراتب ائمہ کے اپنے مرتبے پر اور حسد اور مخالفت ائمہ کی کرنا اور انکی ولایت کا قول نہ دینا باوجود نص الٰہی کے جیسا کہ نبوات کی بحثون مین مفصل گذرا دوسرے آزردگی حضرت موسیٰ اور ہارونؑ کے اور تحقیر واہانت ہارون کی کہ انکی داڑھی پکڑی اور سر کے بال پکڑ کے کھینچا کہ قرآن مین منصوص ہے اسکو انکار کی جگہ نہین تیسرے بحر المناقب مین کہ شیعہ کی معتبر کتاب ہے مناقب اخطب خوارزم سے کہ وجہ تسمیہ اور کنیت ہونے حضرت مرتضیٰؑ کے ابو تراب کے ساتھ نقل کی ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زہراؑ کے گھر گئے اور حضرت مرتضیٰؑ کو نہ دیکھا فرمایا کہ میرے چچا کا بیٹا کہان ہے حضرت فاطمہؑ نے کہا مجھ مین اُن مین باہم رنجش واقع ہوئی اس سبب سے باہر چلے گئے اور وہان قیلولہ کیا اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے دیکھا کہ جناب مرتضیٰؑ کروٹ سے سوتے ہین اور سر اور بال اُن کے خاک آلودہ ہین فرمایا قم یا ابا تراب قم یا ابا تراب یعنی اے باپ مٹی کے اٹھ باپ مٹی کے اور یہ حدیث صحیح بخاری مین بھی آئی ہے انتھی کلامہ چوتھے یہ کہ ابو مخنف لوط بن یحییٰ کہ وہ عمدۂ اخبار والون امامیہ سے ہے حضرت امام حسنؓ سے روایت لایا ہے اِنَّهُ كَانَ يُبْدِي الْكَرَاهَةَ لِمَا فَعَلَهُ اَخُوهُ الْحَسَنُ مِنْ صُلْحِ مُعَاوِيَةَ وَيَقُولُ لَوْ جُزَّ اَنْفِي كَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا فَعَلَهُ اَخِي بس ان صورتون مین اگر آزردگی دونون طرف کی حق پر ہو اجتماع نقیضین لازم آئے اور اگر ایک حق پر ہو اور دوسرا باطل پر عصمت دوسری طرف کی برہم ہو جائے اور وہ خلاف ہے اُسکے جو فرض کی گئی ہے پس معلوم ہوا کہ آزردگی معصوم کے ساتھ بھی دو قسم کی ہوتی ہے ایک از راہ تعصب و عداوت کے جیسے کہ یزید خبیث کو اہل بیت کے ساتھ تھی دوسری بمقتضائے بشریت یا کسی دلیل کے سبب سے جو اُسکو ظاہر ہوئی ہو جیسے حضرت سیدۃ النساؓ کو حضرت مرتضیٰؑ سے تھی یا حضرت موسیٰ کو حضرت ہارونؑ سے تھی یا حضرت امام حسین کو حضرت امام حسنؑ کے ساتھ تھی کہ ایسی آزردگی معصوم کے ساتھ کہ بمقتضائے بشریت یا ظہور کسی دلیل کے ہو ہرگز موجب فسق وطعن کے نہین ہوتی ہے تا عصمت مین خلل پڑے اور جب یہ آزردگی عصمت معصوم کی مخل نہوگی عدالت و تقویٰ مین اولیٰ درجہ مخل نہوگی وَهُوَ الْمُدَّعَا اور صحابہ کرامؓ کو جو حضرت امیرؓ اور حضرت زہراؓ کے ساتھ آزردگیان فدک وغیرہ کے مقدمون میں واقع ہوئین

اسی قسم سے تحقیق آوے اظہار الحق والا اس جواب سے بھی خبردار ہوا پھر بھی اغماض نکر سکا اور
بطریق سوال کے لایا اور اُسکے جواب مین مشغول ہوا لیکن تقریر سوال کی اس طور پر ادا کی ہو کہ
کچھ جواب بھی دیسکے اور وہ یہ ہی جو کہا ہی کہ اگر کوئی کہے کہ شاید کسی جماعت نے ابرار سے
کسی امر حق کو پایا جو مسلمانون کے حال مین اصلح ہو چاہا ہو کہ اسکو قرار دین اور وہ امر جو نسبت
جماعت اہلِ بیت کے بصرفہ ہو اور اہل بیت بمقتضاے انسانیت اور اسبات کے کہ آدمی کی بشریت
اسکی ہی کہ اپنا صرفہ اور غبطہ یعنی آرزو مال کی چاہے اُن سب ابرار سے آزردہ ہون اُن
سب نے اظہار آزردگی کا کیا ہو یعنی اہلِ بیت کے کلام مین وہ باتین جو اُنکی ناراضی پر خبر
دین بمقتضاے انسانیت واقع ہوئی ہون اور اُس طرف سے مطلقا رنجش و عداوت نہ واقع ہوئی ہو
اور جواب اس سوال کا کلام طویل مین ادا کیا کہ حاصل اُسکا یہ ہی کہ جب حضرت امیر بمقتضاے آیت
تطہیر معصوم ہین اور حقائق شرعیہ کے اعلم نہین ہو سکتا ہی کہ برخلاف حق کے مخالفت ابرار
کی کرین پس حال اُنکا صحابہ کے ساتھ مثل صلحاے امت کے ہو اُس جواب مین بھی بچند وجہ خلل ہی
اول یہ کہ حضرت زہرا بھی بمقتضاے آیت تطہیر کے معصوم ہین ایسے ہی حضرت امام حسنین رض
اور حضرت موسیٰ ع اور حضرت آدم پس نہ چاہیے کہ یہ اشخاص برخلاف حق کے مخالفت معصومین
کی کرین پس یا دونون جانب حق ہو اِس صورت مین اجتماع ضدین لازم آیا یا دونون
مین کوئی ایک جانب کا معصوم نہو دوسرے یہ کہ بعض اوقات مقابلہ اصوب و صواب مین
بھی پڑتا ہی اور کبھی صواب و خطا مین کہ اگر دلیل پر نظر کیجائے مجتہد کے حق مین تو حکم صواب
کا رکھتا ہی پس خلاف حق کے کسیطرف نہین ہی **مقدمہ نہم** ہر عاقل جو اپنے
وجدان کی طرف رجوع کرے اور اوروں کے حال کا بھی تجربہ کرے تو بیقین جانے
کہ اکثر اُسکو بسبب واردات مدہشہ یعنی دہشتناک کے یا بسبب الفت و عادت اپنی کے
مقرری اور سانی ہوئی چیزون بلکہ بدیہی باتون سے بھی غفلت سامنے آجاتی ہی اور بخلاف اُس کے
حرکت اور کلام اُس سے صادر ہوتے ہین اور بعض اوقات مین یہ غفلت پیوستہ رہتی ہی
اور بعض اوقات مین جلدی خبردار ہو کے اپنے معلومات کی طرف لوٹ پڑتا ہی اور یہ غفلت لوازم
بشریت سے ہی کہ نبی اور غیر نبی اور معصوم اور غیر معصوم اور ولی اور غیر ولی اور متقی اور غیر متقی

سکو عام اور گھیرے ہوے ہی اتنا ہی کہ انکو خداوند تعالی کے حضور سے بہت جلدی آگاہی
ہو جاتی ہی اور غفلت دوامی مین نہین چھوڑتا اور اورون کو یہ آگاہی قریب لازم
نہین ہی دلیل اس دعوے کی قرآن مجید سے آیتین اور سنت پیغمبر سے روایتین بہت ہین اور
بیشمار اول یہ کہ حضرت موسیٰؑ کو جب شجرے سے ندا اللہ کی پونہچی تو یقین جانا کہ تجلی الہی ہی کہ کلام
فرماتا ہی اور عصا ڈالدینے کا حکم کرتا ہی اس حالت مین ہرگز کچھ خوف خطر کسی مخلوق سے نکرنا
چاہیے کہ قادر ذوالجلال ورحفیظ باکمال کا حضور ہی پھر جب عصا کو اپنے بصورت مار کے حرکت کرتے
دیکھا بے اختیار بھاگ کھڑے ہوئے اور مطلق پیچھے پھر کے ندیکھا یہانتک کہ عین کلام مین تنبیہ
واقع ہوئی لَا تَخَفْ اِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ترجمہ ہرگز مت ڈر ہر آئنہ میرے
سامنے رسول نہین ڈرتے ہین دوسرے وقت مقابلہ کرنے جادوگرون فرعون کے کہ بموجب سچے وعدے
الہی کے یقین رکھتے تھے کہ ہمکو غلبہ انپر ہوگا قولہ تعالی بِاٰيٰتِنَا اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ
ترجمہ ساتھ نشانیون ہماری کے تم دونون اور تمھارے دونون کے پیرو غالب ہونے والے ہین پھر جب
اُن جادوگرون نے رسیان اور لاٹھیان ڈالین اور دُمدمہ شور مچایا بے اختیار حضرت موسیٰؑ
کے دل مین خوف پیدا ہوا قولہ تعالی فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ
اَنْتَ الْاَعْلٰى ترجمہ پس پوشیدہ پایا اپنے دل مین خوف موسیٰؑ نے ہمنے کہا مت ڈر ضرور تو ہی
برتر ہی تیسرے جب کوہ طور سے لوٹے اور گوسالہ پرستی پر مطلع ہوے گمان یہ ہوا کہ حضرت ہارونؑ
نے نہی منکر سے باز رکھنے اور اس بدعت کے دور کرنے مین کوتاہی فرمائی ہوگی شدت غضب نے
اُس لڑائی پر اسقدر استیلا غفلت کا کیا کہ مطلق انکے دل مین یہ بات نرہی کہ حضرت ہارونؑ
معصوم ہین اور پیغمبر اور معصوم و پیغمبر سے کفر پر راضی ہونا اور سستی اس امر عظیم مین کسطرح
ہوسکتی ہی چوتھے جسوقت مین کہ خضر علیہ السلام کے ساتھ عہد کیا تھا کہ ہرگز جو کچھ تم کروگے اُس سے
سوال نکرونگا جب کوئی امر عجیب دیکھا وہ عہد انکے دل مین نرہا اور انکار شدید کے ساتھ
پیش آئے پانچوین حضرت ابراہیمؑ نے باوصف جاننے کفر قوم لوط کے اور اسقدر عاانپر عذاب نازل
ہونے اور اعتقاد اس بات کے کہ عذاب الہی پھر نہین سکتا اُن مجرمون کی سفارش مین جھگڑنا
شروع کیا قولہ تعالی فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ترجمہ پھر جب جاتا رہا ابراہیم سے خوف اور پونہچی اسکو بشارت لڑنے لگا ہمسے قوم لوط کے حق مین بیشک ابراہیم بردبار ڈرنے والا رجوع لانے والا ہے اے ابراہیم اس لڑائی کو چھوڑ بیشک پونہچا حکم تیرے پروردگار کا اور انکو پونہچیگا وہ عذاب جو پھرنیوالا نہین تیسرے یہ کہ ہمارے حضرت پیغمبر مسجد مقدس نبوی مین معتکف تھے عشا کے وقت کہ لوگ بعد نماز کے مسجد سے نکل گئے اور مسجد خالی ہوئی حضرت صفیہ زوجہ مطہرہ انکی زیارت کو آئین بہت دیر تک بیٹھین اور رہا کہ گھر کو لوٹ جائین جورات بہت گئی تھی آپ بھی انکے ساتھ نکلے تو گھر تک پونہچا دین اس درمیان مین دو آدمی گروہ انصار سے کہ ایمان و اخلاص والے تھے راہ مین پیش آئے جب دیکھا کہ آنحضرت مین اور ایک عورت ساتھ ہی ایک طرف ہو گئے اور رہا کہ جلدی نکلجائین آنحضرت نے انسے فرمایا کہ ٹھہرو اور سن لو کہ یہ صفیہ ہے یعنی میری زوجہ انھون نے عرض کیا یا رسول اللہ سبحان اللہ ہمسے کیا توقع کہ ہم اور کچھ گمان کرتے فرمایا شیطان آدمی کا دشمن ہے مین ڈرا ایسا نہو تمھارے دل مین گمان فاسد اور ظن بد ڈالے پس معلوم ہوا کہ باوجود اعتقاد عصمت آنجناب کے ممکن تھا کہ بسبب دیکھنے اس حالت کے کہ نسبت عام لوگون کے محل تہمت ہے انکے دل مین توہم صدور گناہ کا انجناب سے پیدا ہوتا اور منافی ایمان اور اعتقاد عصمت کا نہین ہوتا ساتوین یہ کہ امامیہ کے اخبار والے کل روایت کرتے ہین عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ لِيْ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ كُنْتُ مُتَّكِئًا عَلَى الْحَائِطِ وَاَنَا حَزِيْنٌ مُتَفَكِّرٌ اِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرَّائِحَةِ فَنَظَرَ فِيْ وَجْهِيْ ثُمَّ قَالَ مَا سَبَبُ حُزْنِكَ قُلْنَا نَخَافُ مِنْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ يَا عَلِيُّ هَلْ رَاَيْتَ اَحَدًا اَخَافَ اللّٰهَ وَلَمْ يُنْجِهِ قُلْتُ لَا قَالَ يَا عَلِيُّ هَلْ رَاَيْتَ اَحَدًا اَسْاَلَ اللّٰهَ فَلَمْ يُعْطِهِ قُلْتُ لَا ثُمَّ نَظَرْتُ فَلَمْ اَرَ قُدَّامِيْ اَحَدًا فَعَجِبْتُ مِنْ ذٰلِكَ فَاِذَا الْقَائِلُ اَسْمَعُ صَوْتَهٗ وَلَا اَرٰى شَخْصَهٗ يَقُوْلُ يَا عَلِيُّ هٰذَا الْخَضِرُ ترجمہ ابی حمزہ ثمالی سے اسنے علی بن حسین علیہ السلام سے کہا ابوحمزہ نے کہ کہا مجھسے علی بن حسین علیہ السلام نے کہ مین ایک دیوار پر تکیہ لگائے تھا اور غمگین و متفکر ناگاہ میرے پاس ایک مرد آیا جسکے اچھے کپڑے تھے اور خوشبو آتی تھی اسنے میرے منہ کو دیکھا کہا تیرے غمگین ہونے کا کیا سبب ہے مین نے کہا مین ڈرتا ہون

فتنۂ ابن زبیر سے بس فرمایا امام نے کہ ہنسا وہ مرد اور کہا یا علی کیا تو نے ایسا کوئی دیکھا کہ جو خدا سے
ڈرا اور پھر خدا نے اُسکو نجات نہ دی ہو میں نے کہا نہیں پھر کہا ای علی کیا ایسا کوئی دیکھا جسنے اللہ تعالی سے کچھ مانگا اور اُسنے
اُسکو نہ دیا میں نے کہا نہیں پھر جو میں نے نظر کی تو اُسکو اپنے سامنے نہ دیکھا بس میں نے تعجب کیا اس معاملے
سے ناگاہ میں نے سنا ایک کہنے والے کو کہ اُسکی میں آواز سنتا ہوں اور اُسکے جسم کو نہیں دیکھتا کہتا ہی
اے علی یہ خضر ہی اس قصے میں ان دو باتوں سے ہر مؤمن کو معلوم ہی کہ یہ معاملہ بسبب شدت خوف
غفلت کے تھا نہ یہ کہ خضر نے انکو آگاہ کیا اور نصیحت کی بس ایسے ہی بعضے حالات دوامی کہ بعض صحابہ کو
نسبت اہل بیت کے یا بعض اہل بیت کو نسبت صحابہ کے ظاہر ہوے اور ایک دوسرے کے ملاحظۂ فضیلتوں
اور خوبیوں سے غافل کیا ہو کیا عجب اور کیا بعید اور محل طعن و تشنیع کیون ہو **مقدمہ دہم**
اگر فضیلت خاص نہو تو فضیلت عام کو بھی نظر سے گرانا نچاہیے اور فضیلت عام کی رعایتوں کا
جو حق ہی اُسکو بھی نچھوڑنا چاہیے اور یہ مقدمہ عقلاً اور نقلاً ثابت ہی لیکن عقلاً پس ظاہر ہی کہ خاص
کے نفی سے عام کی نفی نہیں لازم آتی ہی جیسے انتفاء انسان اور انتفاء حیوان بس جب عام منتفی نہوا
ثابت ہوا لِعَدَمِ الْوَاسِطَةِ بَيْنَ النَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ اور جب ثابت ہوا لوازم بھی اُسکے ثابت ہے ہو تحقیقاً
لِمَعْنَى اللُّزُوْمِ اور سی واسطے کہا ہی اِذَا ثَبَتَ الشَّيْءُ ثَبَتَ بِلَوَازِمِهٖ یعنی جب ثابت ہوئی ایک چیز تو ثابت
ہوئی مع اپنے لوازم کے لیکن نقلاً یہ کہ اہل کتاب کو جو اہل ملت میں داخل ہیں غیر اہل کتاب پر اکثر احکام میں
فوقیت دی ہی جیسے اُنکے ذبیحہ کا کھانا اور انکی عورتوں سے نکاح کرنا ہر چند فضیلت خاص یعنی ایمان
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انمیں نہیں ہی اور مفقود لیکن سوا آنحضرت کے سب انبیا پر مطلق ایمان رکھتے ہیں
کہ یہ بات مقتضی انکے امتیاز کی ہی اُس سے جسمیں یہ بات نہیں ہی عرب کو کفو کے معاملے میں عجم پر فوقیت
دی ہی اس نظر سے کہ اولاد حضرت اسماعیلؑ سے ہیں گو ہم کفو قریش کے نہوں اور قریش کو تمام عرب
پر ترجیح ہی گو مثل بنی ہاشم کے نہوں خمس لینے اور زکوٰۃ حرام ہونے میں اور علی ہذا القیاس شریعت
میں یہ مقدمہ بہت جگہوں ملحوظ و منظور ہی اگر خوف درازی کتاب کا نہوتا جزئیات انکے مفصل لکھے جاتے
اور قطع نظر اسکے کہ اس مقدمے کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا جائے فرقۂ امامیہ کا بھی مانا ہوا ہی
اسواسطے کہ اولاد علیؑ ہونا انکے نزدیک بھی ایک فضیلت ہی جو تمام علویوں میں مشترک ہی اور واجب
کرنے والی اُنکی محبت کی چنانچہ انکی کتابوں میں اسکی تصریح ہی حالانکہ بعض علوی منکر امامت ایسے

وقت کے اماموں کے ہوے ہیں لیکن فضیلت عام ہے کہ علوی ہونا ہی نہیں نکلی یا تی گو فضیلت خاص اُنہیں تھی ہی جو اعتقاد امامت تمام ائمہ کا ہی آسیسے ہی محب علیؓ کا ہونا اور آپ کو شیعہ علیؓ کا کہنا ایک بڑی خوبی ہی جسکے سبب سے ائمہ کی امامت کے منکرونکو بھی بُرا کہنا اور لعن طعن کرنا انکے نزدیک جائز نہیں ہی لیکن مطلب اول سو اس سبب سے کہ محمد بن حنفیہ جو حضرت امیر کے بیٹے تھے انھوں نے دعوی اپنی امامت کا کیا اور منکر امامت امام زین العابدینؓ کے ہوے اور پر خاش کی یہانتک کہ نوبت پنچایت کی حجر اسود تک پونہچی حجر اسود نے بھی گواہی امامت امام زین العابدین کی دی لیکن محمد بن حنفیہ عمر بھر اس دعوی سے دست بردار نہوے اور مختار کو نائب بنا کیا اور کوفے کے شیعہ کو اسکی رفاقت کے نامے لکھے اور اہل شام کی لڑائی اور حضرت امام حسین کے خون کا بدلا لینے پر اسکو منصوب فرمایا اور مختار نے بعد فتح کے اہل شام کے سر مع فتح نامہ اور تیس ہزار دینار کے محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجے نہ امام زین العابدین کی خدمت میں اور آخر وقت رحلت میں اپنے لڑکے ابو ہاشم کو وصیت امامت کی فرمائی اور جیسا کچھ اعتقاد کہ شیعہ محمد بن حنفیہ اور اُن کے بیٹے ابو ہاشم کے حق میں رکھتے ہیں اور تعظیم کرتے ہیں انکی کتابوں میں دیکھنا چاہیے خصوص مجالس المومنین میں اور بھی اس سبب سے کہ زید شہید نے دعوی امامت کا کیا اور خروج بشمشیر عمل میں لائے اور کہا کہ ہم اہل بیت میں امام وہی ہی کہ ظاہر تلوار کے ساتھ خروج کرے نہ کہ اپنی امامت چھپائے اور یہ زید شہید منکر امامت امام محمد باقر کے ہوئے چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری اور راور شیعہ نے ابوبکر حضرمی سے مجالس وغیرہ میں نقل کی ہی اور سلسلہ امامت کا اور یہ دعوی انکی اولاد میں جاری رہا یحییٰ اور متوکل نے بھی خروج کیا ہی اور دعوی امامت کا اور اعتقاد شیعہ کا ان شخصوں کے حق میں جیسا کچھ ہے وہ بھی کتب شیعہ میں مذکور و مسطور ہی کہ سب کو خوبی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور واجب المحبت جانتے ہیں بلکہ حضرت امام جعفرؓ سے نص صریح زید شہیدؓ کے مناقب میں نقل کرتے ہیں کہ آپ انکی شہادت کے بعد فرمایا ہی اَشْرَكَنِي اللّٰهُ فِي تِلْكَ الدِّمَاءِ وَاللّٰهِ زَيْدٌ عَمِّي هُوَ وَاَصْحَابُهُ شُهَدَاءُ مِثْلُ مَا مَضٰى عَلٰى عَلِيِّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ وَاَصْحَابِهٖ رَوَاهُ الشَّيْخُ ابْنُ بَابَوَيْهِ فِي الْاَمَالِي عَنْ فُضَيْلِ ابْنِ يَسَارٍ ترجمہ شریک کرے مجکو اللہ اس خون میں قسم خدا کی زید میرا چچا ہی وہ اور اُسکے ساتھی سب شہید ہیں جیسے کہ پہلے گذری علی ابن ابی طالب اور اُن کے اصحاب پر روایت کیا

اسکو شیخ ابن بابویہ نے امالی مین فضیل بن یسار سے اور قاضی نور اللہ مجالس المومنین مین
بھی فضیل بن یسار کے احوال مین یہ روایت لایا ہی آور بھی اس سبب سے کہ پانچون لڑکے حضرت
امام جعفر صادق کے یعنی محمد و اسحاق و عبد اللہ اور موسیٰ اور اسماعیل انھون نے بھی امامت کے
مقدمہ مین خلاف کیا عبد اللہ افطح نے جو حقیقی بھائی اسماعیل کا تھا ماں اسکی فاطمہ بنت حسین بن
حسن بن علی اور اسماعیل سب مین اکبر اولاد امام جعفر سے تھے انکے سامنے فوت ہوے بسبب
دعوی وراثت اسماعیل کے بعد حضرت جعفر کے دعوی امامت کا کیا بموجب قول حضرت امام کے ان
هذا الامر فی الاکبر ما لم یکن له عاهة ترجمہ بیشک یہ امر خلافت کا بڑے کے واسطے ہی جب تک کہ نہو اسمین
کوئی آفت اور غسل بھی حضرت جعفر کو اسی نے دیا تھا اور نماز جنازہ بھی اسی نے پڑھی اور قبر مین بھی اسی نے
رکھا انگوٹھی انکی اسی نے لی اور حضرت امام نے امانتوں کا وصی بھی اسی کو فرمایا تھا اور محمد نے بھی دعوی امامت
کا کیا اسکی سند یہ پیش کی کہ حضرت امام محمد باقر نے امام جعفر صادق سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیرے گھر
مین ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تو اسکا محمد نام رکھیگا وہ امام ہوگا اور اسماعیلیہ قائل امامت اسماعیل کے ہین
اور اسحاقیہ قائل امامت اسحاق کے اور موسویہ قائل امامت موسیٰ کے اور بعد امام علی رضا کے امام محمد تقی
خوردسال و بیخبر تھے اکثر شیعہ منکر انکی امامت کے ہوے اور بعد امام نقی کے موسیٰ بن محمد نے بھی اپنے واسطے
دعوی امامت کا کیا اور ایک جماعت کثیر انکے تابع ہوئی اور بعد حضرت امام علی نقی کے جعفر بن علی نے
دعوی امامت کا اپنے لیے کیا اور جو لوگ کہ قائل امامت حسن عسکری کے تھے انکا حمار یہ لقب کہا
جب امام حسن عسکری نے وفات پائی جعفر نے قوت پکڑی اور کہا کہ حسن بن علی نے کوئی لڑکا نہین چھوڑا
اور امام مین شرط ہی کہ ضرور خلف اسکا ہو بس جو قائل امامت حسن کے تھے وہ بھی اکثر جعفر کیطرف
رجوع ہوے انھین مین سے حسن بن علی بن فضال ہی کہ مجتہدوں اور محدثوں اور معتبروں
شیعہ سے ہی اور بعد جعفر بن علی کے انکا لڑکا علی بن جعفر اور لڑکی انکی فاطمہ بنت جعفر دونون نے
بشرکت دعوی امامت کا کیا اور جو لوگ کہ معتقد امامت حسن بن علی عسکری کے ہین وہ بھی گیارہ فرقے
ہین الحاصل مخالفتین باہمی ان صاحبون کی اور انکار امامت ایک دوسرے کا اس قسم کی چیز نہین ہی
جسکو کوئی چھپا سکے ع نہان کے ماند آن رازی کزو سازند محفلها ۔ خصوصاً درمیان امام حسن عسکری اور
جعفر بن علی کے بابت امامت باہم طعن اور نسبت فسق اور ارتکاب کبائر کے بھی واقع ہوے چنانچہ شیعہ

خوب جانتے ہین پس باوصف ان سب باتون کے ان بزرگوارون کو بلحاظ اُس نسبت کے جو حضرت
امیر سے رکھتے ہین مقبول و واجب التعظیم جانتے ہین اور واجب المحبت اور جو جو مخالف باتین اور
جھگڑے انسے ہوے اُن سے چشم پوشی اور اغماض کرتے ہین لیکن مطلب ثانی بس اس سبب سے
کہ مختار ثقفی بالاجماع منکر امامت امام زین العابدین کا تھا اور اُس سے بد افعالیان بھی صادر
ہوئی تھین اُن سب سے یہ کہ صلبی بیٹے حضرت امیر المؤمنین کو جنکا عبد اللہ نام تھا کوفہ
مین مار ڈالا اور اور برائیان اور بد باتین اس سے ظہور مین آئین باوصف ان سب کے قاضی نور اللہ نے
احوال مختار مین علامہ حلی سے نقل کی ہے شیعہ کو اُسکے حسن عقیدے مین کچھ کلام نہین ہے
خدمجہ یہ کہ جو اُسکے بعض اعمال پر اعتراض کیا ہی اُسکو مذمت و دشنام کے ساتھ گھیر لیا ہی اور
حضرت امام باقر نے اس بات پر اطلاع پاکر شیعہ کو تعرض مختار سے منع فرمایا کہ اُسنے ہمارے قاتلون کو
مارا ہی اور ہمکو روپیے بھیجے ہین انتہیٰ کلامہ پس معلوم ہوا کہ جس شخص نے آپ کو شیعہ علی کا کہا اور
اُنسے نسبت پیدا کی چاہے کوئی ہو مقبول ہی اُسکی مذمت کرنا اور گالی دینا حرام ہی اور بھی اس سبب سے
کہ نزدیک اثنا عشریہ کے روایتین بنی فضال اور راویان واقفیہ اور ناوسیہ کی مقبول ہین اُنکے لعن طعن بھی
جائز نہین رکھتے اس سبب سے کہ محب علی کے تھے اور آپ کو شیعہ علی کا کہتے تھے ہرچند منکر امامت بہت سے ائمہ
کے تھے اور جب یہ مقدمہ ثابت ہوا بس اہل سنت کہتے ہین کہ محمد کو بجاے علی کے فرض کرنا چاہیے اور
محبت و ایمان جو محمد کے ساتھ ہی بجاے محبت و اعتقاد امامت علی کے رکھنا چاہیے اور محمد کے جو اقارب
و ازواج اور اصحاب کہ یہ سب مہاجر و انصار سے ہین بجا اولاد علی کے فرض کرنا چاہیے بعدہ اُن لوگونکو
کہ دعوی محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اُنکے ساتھ ایمان کا کرتے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنون
سے جہاد کیا اور خدمت ازواج مطہرات اور اُنکے خاندان کی بجالائے گو باوصف انکار اور ناقدرشناسی
اور صدور اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ کے بجاے مختار اور بنی فضال کے رکھنا چاہیے اور ان سبکو تولا
بجالائے بلا شبہہ ازواج و اصحاب کہ منکر خلافت حضرت امیر کے تھے اور ابتدا ہی مین اُنسے پرخاش کی جیسے
عایشہ اور طلحہ اور زبیر بلکہ خلفاے ثلثہ بھی بزعم شیعہ ایسے ہین مختار اور محمد بن حنفیہ اور زید شہید اور عبد اللہ افطح اور
جعفر بن علی اور علی بن جعفر اور فاطمہ بنت جعفر کے برابر ہونگے اور معاویہ اور عمرو بن عاص ایسے مین مختار اور
بنی فضال اور واقفیہ کے ہونگے اور کہتے ہین کہ محبت علی اور شیعیت علی کی ایسی تاثیر رکھتی ہی کہ یہ لوگ لعن طعن سے

محفوظ رہتے ہین گو امامت اور اماموں کے منکر ہوں اور اُن سے پرخاش کرین اور محبت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور آپ کو امامت انکی کُننا اتنی تاثیر نہین رکھتی کہ علیؓ سے پرخاش اور امامت انکی سے
انکار کرنے والے کو طعن وطعن سے محفوظ رکھتے ہم کہتے ہین کہ یہ دو سبب سے خالی اور باہر
نہین یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے مین قصور ہی علیؓ کے درجے سے یا علی کے درجے کو فوقیت ہی
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے پر اور یہ دونون شق شیعہ کے نزدیک باطل ہین کہ انکے نزدیک محمد
اور علیؓ دونون کے درجے کی مساوات وبرابری ثابت ہی جیسا باب نبوت مین گذرا اور عالی
ہونا منصب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نبوت ہی علیؓ کے منصب پر کہ امامت ہی علاوہ اِس
مساوات کے ہی اسیواسطے جملہ کتابون مین شیعہ کے امامت کو نیابت نبی کی کہا ہی اور جب سون
مقدمے خاطرنشین ہوئے تو نتیجہ اسنے نکالنا چاہیے واللہ الموفق والہادی الی المقاصد والمبادی

خاتمة الکتاب الحمد للہ والمنة کہ یہ کتاب عجیبہ کہ جسکا نام تحفۂ اثنا عشریہ ہی بعد گذرنے
بارہ سو برس ہجرت نبوی حضرت خیر الانام علیہ وعلی اہل بیتہ واصحابہ التحیة والسلام کے لکھی گئی
اور ختم ہوئی اور شکر واحسان خدا کا کہ موافق اُس شرط کے جسکا اشارہ ہمنے ابتداے کلام مین
کیا تھا انجام کو پہنچی اب فضل جناب باری سے بہ امیدواری ہی کہ اس تحفے کو اپنی بارگاہ عالی
مین قبول فرماکر جمیع مومنین ومومنات کو اس سے بہت سا حصہ عطا فرمائے اور راقم
اس رسالے کو اجر جزیل اور ثواب عظیم مین متفضل کرے اپنے احسان وکرم کے طفیل سے
اور سیکڑون عجز وزاری کے ساتھ اللہ تعالی کی جناب مین التجا وسوال کیا جاتا ہی
کہ اس کتاب کی تحریر وتقریر مین کوئی بیہودگی زبانی یا لغزش قلمی ایسی ہوئی ہو جو
اُسکے خلاف مرضی ہو اُسکے حق مین یا اسکے دوستونکے حق مین اس رسالے مین واقع ہوئی ہو اپنی محض عنایت بیغایت سے معاف
فرمائے اور دنیا وآخرت مین مواخذہ نکرے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا
وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خاتمہ مترجم

الٰہی ترے فضل و احسان سے
عطا کی مرے دل کو یہ دستگاہ
تو ہی بخش اب اسکو زیب قبول
یہ مشہور ہوتا یہ مہر اور ماہ
رکھین جا لُ دیدہ پہ تعظیم سے
سبنے دل کے خاطر خوش آرامگاہ
بصیرت کی بنجائے چشم و چراغ
ہو اک تحفۂ غیب بے عیب واہ
الٰہی مری اب یہ ہی التجا
مصنف مترجم کو طالب ثمراہ
مجھے اسکی تاریخ کی فکر تھی
بتاتی ہی بیشک و بے اشتباہ

ہوا ترجمہ یہ سراپا رو براہ
ترے حسنِ توفیق سے میری آہ
رکھو انگشت اور چشم بدسی نگاہ
جگہ دین اسے آنکھ مین دیدہ ور
پڑھین شوق سے اسکو شام و پگاہ
پذیرائے پیرایہ بخشے اسے
بڑھی سوجھ بوجھ اسکو بخشے الٰہ
سننن تشیع جو ہین وطریق
تِرے ہی پاک درگاہ مین پادشاہ
تو مقبول فرمائے ای مجیب
کہ ناگہ عزیزی معزّ آلہ
کہا مین نے کیا تب کہا اسنے یون

ترے عون و امداد نے ای کریم
ہوا کو ہنگین گران مجکو گاہ
یہ مرغوب ہو خاص او رعام کو
دلون کی بغل اسکی ہو جائے گاہ
نہون نیر سے اسکے اک لحظہ سیر
قبول اسکی ہو جائے تاج و کلاہ
یہ اُس متن کا ترجمہ ہے کہ جو
عیان اُس سے بیراہ ہین اور براہ
جو دیکھے سنے خاص و لسے کہے
بحق محمّدؐ علیہ الصلوٰہ
یہ بولا کہ تحسین ہی تاریخ کو
ہوا خوب یہ ترجمہ واہ واہ
١٢٠٧

کرون لبس اسے اب خدا کے سپرد | کہ وہ چشم حاسد سے رکھے نگاہ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ الذی ہدانا الی صراط المستقیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد اصحاب یقین متقین و ارباب صدق و یقین کو مژدہ ہو کہ اس زمان سعید و اوان حمید مین کتاب لاجواب قاطع حجت وقامع بدعت معین ایمان اہل سنت و جماعت مسمیٰ **ہدیۂ مجیدیہ** ترجمہ **تحفۂ اثنا عشریہ** ترجمۂ افصح فصحائے زمان ابلغ بلغای جہان خوش بیان شیرین زبان **مولوی عبد المجید خان** متوطن قصبۂ حافظ آباد عرف پیلی بھیت کمال حسن خط و صفائی طبع و صحت ما لاکلام سے زیر اہتمام معدن مروت مخزن فتوت ذوالمجد والامتنان **محمد عبد الواحد خان** مطبع **مصطفائی** مین بماہ شوال ١٣٠١ھ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منظور گوشش سامعین ہوئی